

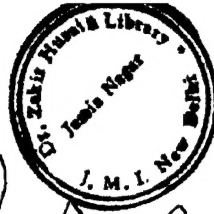


# اندر ایست









# ماہنامہ آندھرا پردیش

حیدرآباد

## فہرست

چیف ایڈیٹر  
پنی۔ وی۔ آر۔ کے پرشاد (آئی ایس)

ایڈیٹر

ملک محمد علی خان

جولائی ۱۹۸۲  
JANUARY 1984

جلد : ۲۹ - شماره : ۱

## نیا سال ایک

- اس شمارہ میں اہم مقامات نے انفرادی طور پر جن خیالات کا اظہار کیا ہے ان سے لازمی طور پر حکومت کا اتفاق ہونا ضروری نہیں ہے
- زر سالانہ ۶ روپے ● فی کاپی ۱۰ پیسے ، زر سالانہ زیریومی آرڈر روانہ کیجئے ● مئی آرڈر ناظم اطلاعات و تعلقات عامہ کے نام روانہ کیجئے ● مفاد میں بھیجنے کا پتہ : ایڈیٹر اندھرا پردیش آندھرا پردیشی محکمہ اطلاعات و تعلقات عامہ حکومت آندھرا پردیش نے شائع کیا ● فوٹوز : نند گوپال ٹائیٹو ● کبات : ایس اے حمید ● طباعت : گورنمنٹ سنٹرل پریس چپل جوڑہ حیدرآباد۔

- ۱۔ نئی حکومت کا ایک سال (ایڈیٹر)
- ۲۔ چیف منسٹر اور ریاست کی اقلیتیں
- ۳۔ برتنی پدم ، ریاستی حکومت کا ۱۵ نکاتی پروگرام
- ۴۔ تلگو دیشم حکومت کا ایک سال سرسری جائزہ - تصویروں کی زبانی
- ۵۔ نو تشکیل شدہ ریاستی ترقیاتی بورڈ کا افتتاح - چیف منسٹر کی تقریر
- ۶۔ قومی یک جہتی از : ڈاکٹر کے جگتہ و تسلا راؤ
- ۷۔ غریبوں کے لیے ۲ روپے کیو چارل از : محمد امیر ایم تادری
- ۸۔ نندرجہوریت - ہم ایک قوم ہیں از : دتتا نخل
- ۹۔ نروائین کیلئے ۳۰ فیصد ملازمتیں محفوظ ، چیف منسٹر کی تقریر
- ۱۰۔ حیدرآباد میں فلمی صنعت از : احمد سلطان ایم اے
- ۱۱۔ نظم - مبارزت - انسانی ضمیر کے نام از : سکندر ضمیر مجبورپال
- ۱۲۔ آندھرا پردیش سپیٹ ڈیولپمنٹ بورڈ کا اجلاس
- ۱۳۔ مغلوں کی خوشبو از : ہر جگانش د (جاندھر) پنجاب
- ۱۴۔ سب سے بڑی جمہوریت از : غلام الرحمن عظیم
- ۱۵۔ انسان - انسان ابھی زندہ ہے از : لیلی لکھنوی
- ۱۶۔ گیٹ - بنام "قومی یکجہتی" از : بیگل اتاسی
- ۱۷۔ فراٹے وقت (قومی یکجہتی کے لیے) از : سائر مظہری
- ۱۸۔ سیال نو - از : عطیہ شہناز
- ۱۹۔ اے مادر وطن از : وحید انجم
- ۲۰۔ افانہ "دشمنی" از : قمر جمال
- ۲۱۔ ناگر جونا سگر از : جنید احمد جنید
- ۲۲۔ آندھرا ترقی کی شاہراہ پر از : شجاع فاروقی
- ۲۳۔ خدیوین تصویروں میں



# ٹی حکومت

## کا ایک سال عوامی امنگوں کی تکمیل

گزشتہ سال ۱۹ جنوری کو تنگو دیشم کے قائد شری این ٹی رامارائو نے وزیر اعلیٰ کا حلف لیتے ہوئے آندھرا پردیش میں اقتدار کو اپنے اٹھوں میں لیا اور ساتھ ہی اپنے ۱۵ نکاتی پروگرام کے ذریعہ ریاست کے عوام کی خدمت کے لیے سرگرم ہو گئے۔ چیف منسٹر نے عوام سے وعدہ کیا تھا کہ وہ رشتہ ستانی کو ختم کریں گے۔ اور صاف ستھرا نظم و نسق دیں گے اور اس سلسلہ میں بدعنوان عہدہ داروں کو مسلسل شکنجہ میں لیا جا رہا ہے۔

چیف منسٹر شری این ٹی رامارائو نے اپنی نگرانی میں دو روپے کلو چاول کی سربراہی کے ذریعہ ریاست کے کروڑوں عوام کا دل موہ لیا ہے اور غریب و کمزور طبقات کو پابندی کے ساتھ سرکاری راشن شاپس سے دو روپے کلو چاول سربراہ کیا جا رہا ہے۔ حکومت نے غذائی اجناس شکر، کھانے کے تیل اور روغن گیس کی سربراہی کا بھی مناسب انتظام کیا ہے۔ اور یقیناً تنگو دیشم حکومت کے اس کارنامے کو عوام فراموش نہیں کریں گے۔

ریاست میں پینے کے پانی کی سربراہی کا جنگی بیانیے پر انتظام کیا گیا اور بارش کے آغاز کے ساتھ ہی پینے کے پانی کی سربراہی کو یقینی بنانے کے لیے مختلف محاذوں پر کام جاری ہے۔ ریاستی حکومت یہ چاہتی ہے کہ پینے کے پانی کے لیے عوام کو تکلیف نہ ہو۔ اس سلسلہ میں ۲۰۰۰ ہزار سے زائد مواعضات کو حلقے میں لیا گیا ہے۔

کمزور طبقات کے لیے کم لاگتی مکانات کی تعمیر کے ساتھ ساتھ مکانات کے لیے زمینات کے بلاٹس کا الاٹمنٹ جاری ہے اور تمام اضلاع کے محکمات میں اپنے کام کو تیزی کے ساتھ جاری رکھے ہوئے ہیں۔ کمزور طبقات سے تعلق رکھنے والے ۲۶۱۹۲ خاندانوں کو تعمیر مکان کے لیے بلاٹس دیئے گئے ہیں۔

چیف منسٹر شری این ٹی رامارائو کے اس کارنامے کو بھی فراموش نہیں کیا جاسکتا کہ مدد اس میں لاکھوں بچوں کو ان کی اچھی

صحت کے لیے دوپہر کے کھانے کی اسکیم پر عمل آوری جاری ہے اور اس اسکیم کے لیے ۵ کروڑ روپے مختص کئے گئے ہیں۔  
 چیف منسٹر نے بار بار یہ اعلان کیا ہے کہ وہ بلا امتیاز مذہب و ملت عوام کی خدمت کریں گے اور وہ اپنے اس اعلان پر سختی سے کاربند ہیں وہ سب ہی طبقات کے مذہبی پروگرامس میں شرکت کرتے ہیں انہوں نے بار بار اعلان کیا ہے کہ سب ہی طبقات میں اتحاد دیکھتے ہیں ان کا نصب العین ہے۔

چیف منسٹر شری این۔ ٹی۔ رامارائو نے مدراس سے "کیا پیشینہ" کا خاتمہ کر کے ہزاروں طلبہ کے مستقبل کو تباہ بنا دیا ہے اور اب طلبہ اپنی قابلیت کے بل بوتے پر آگے بڑھیں گے۔ ساتھ ہی ۱۲۰ رہائشی مدراس قائم کئے گئے ہیں اور اپنی یونیورسٹی ونگو یونیورسٹی کے قیام کا منصوبہ بھی بنایا جا رہا ہے۔ دو ماہ قبل ریاست میں سیلاب اور طوفان سے ریاست کا بہت بڑا علاقہ متاثر ہوا، چیف منسٹر نے سیلاب زدہ علاقوں کا طوفانی دورہ کیا اور لاکھوں متاثرین کی باز آباد کاری کے ساتھ ساتھ کئی نوں کو سہولت پہنچانے کے لیے متعلقہ ضلعوں کے کلکٹرس کو خصوصی احکام جاری کئے اور ریاستی حکومت سیلاب زدگان کی مدد کے لیے اپنے سارے وسائل و ذرائع کو یکجا کر کے جنگی پیمانے پر کام کر رہی ہے۔ اور سرکاری فنڈ کے ساتھ عوامی عطیات کی رقم بھی متاثرین تک پہنچائی جا رہی ہے۔

چیف منسٹر شری این۔ ٹی۔ رامارائو نے بار بار کہا ہے کہ ہمارے نوجوان جو مستقبل کے ہندوستان کی امید ہیں اور نوجوانوں کی صلاحیتوں سے استفادہ حکومت کا فرض ہے اور اس سلسلہ میں بے روزگاری کے خاتمے، چھوٹی چھوٹی صنعتوں کے ذریعہ زراعتی روزگار کے مواقع فراہم کئے جا رہے ہیں اور ساتھ ہی نوجوانوں میں اسپورٹس سے دلچسپی پیدا کرنے کے لیے مختلف اسکیمات پر عمل آوری جاری ہے۔ ریاست میں خواتین کی ترقی، جہیز کی لغت کے خاتمے اور خواتین کو باغزت مقام دلانے کے لیے خصوصی طور پر توجہ دی جا رہی ہے۔ خواتین کے لیے عطلہ یونیورسٹی قائم کی گئی ہے اور جائیدادیں لڑکیوں کے حصے کے لیے بھی قانون سازی پر غور کیا جا رہا ہے۔ ہر ضلع کے مستقر پر ایک وینس ہاسٹل کا قیام بھی حکومت کے زیر غور ہے۔  
 تنگو دیشم سرکار جو عوامی اسکولوں اور عوام کے جذبات کی ترجمان ہے ریاست کی معاشی، تعلیمی، زرعی، صنعتی اور سماجی ترقی کیلئے کوشاں ہے۔ ایک سال کا عرصہ تو بہت ہی قلیل ہے لیکن اتنے کم عرصے میں تنگو دیشم حکومت نے اپنی کارکردگی اور بے لوث عوامی خدمات کے ذریعہ اپنے کو مزید مستحکم کیا ہے۔ چیف منسٹر شری این۔ ٹی۔ رامارائو نے اعلان کیا ہے کہ وہ دیہات کی ترقی کے لیے پنجائیوں کو مزید اختیارات دیں گے ساتھ ہی انہوں نے کفن کو سیاری بیج اور اچھی کھاد کی سربراہی پر زور دیا ہے۔ انہوں نے بار بار اعلان کیا ہے کہ ریاست کے پسماندہ طبقات ہر بیجنوں، گج، بیجنوں اور معاشی طبقہ کے کمزور طبقات کی ترقی کے لیے حکومت ہر ممکنہ اقدامات کرے گی اس سلسلہ میں چیف منسٹر وقفہ وقفہ سے کلکٹرس کی کانفرنس طلب کر کے ترقیاتی کاموں کا جائزہ لے رہے ہیں اور مزید درکس اقدامات کے لیے ہدایات دے رہے ہیں۔ جدید صنعتی پالیسی کے نتیجے میں چھوٹی اور بڑی صنعتوں کے قیام میں تیزی پیدا کی گئی ہے برقی کی پیداوار میں اضافہ ہو رہا ہے اور سات سو سے زائد موافقات کو برقی مہربان کی گئی ہے۔ ہر مزدور کیلئے ہر کمیتی کی سطح پر ایک دیہی صنعتی کمپنسی قائم کیا جائے گا۔ تنگو گنگا پراجیکٹ تنگو دیشم سرکار کے خوابوں کی عملی تعبیر ہوگی۔ سری رام پراجیکٹ کے دوسرے مرحلہ کی معذوروں کی دستگیری، گندہ بستیوں میں رہنے والوں کیلئے بہتر سہولت معاشی امداد کی پروگرام اور خاندانی بھلائی پروگرام بھی تیزی سے جاری ہیں۔

بہر حال اسات سے انکار نہیں کیا جاسکتا کہ چیف منسٹر شری این۔ ٹی۔ رامارائو کی قیادت میں آندھرا پردیش ترقی کی راہ پر گامزن ہے اور عوام کے بھرپور تعاون کے ذریعہ تنگو دیشم حکومت کا دوسرا سال مزید کامرانیوں کا میاں بیوں کا سال ثابت ہوگا۔



# چیف منسٹر شری این۔ ٹی رامارائو

## اور ریاست کی اقلیتیں

شری این ٹی رامارائو چیف منسٹر آندھرا پردیش جو سیاست میں نو وارد ہیں لیکن اس کے باوجود ان کی حکومت کا کامیاب سال اختتام کو پہنچا ہے۔ اس اثنا میں ریاست کی ہمہ گیر ترقی کے ساتھ ساتھ انہوں نے اقلیتی مسائل پر بھی توجہ دی ہے۔ فرقہ دارانہ جھڑپوں کے موقع پر اقلیتی طبقہ کی ایک عبادت گاہ کو دیکھنے وہ خود گئے اور سرکاری خرچ پر عبادت گاہ کی دستگی کے احکام دیئے۔ چیف منسٹر نے اقلیتی طبقے کے قائدین کو یقین دلایا کہ تلگو دیشم حکومت ہر طبقے سے مادیانہ سلوک کرے گی۔ چیف منسٹر نے ماہ رمضان المبارک کے دوران شہر کے مسلمان معزز شخصیتوں کو افطار پارٹی پر مدعو کیا۔ اور عید گاہ میر عالم پر نماز عید العظمیٰ شرکت کی اور مسالوں کو عید کی مبارکباد دی۔ چیف منسٹر شری این ٹی رامارائو نے بار بار کہا ہے کہ اردو زبان کو دوسری سرکاری زبان کا موقف حاصل رہے گا۔ انہوں نے آندھرا پردیش رقف بورڈ کی تشکیل جدید کے ذریعہ بورڈ کو فعال اور کارآمد بنادیا ہے۔ قسطنطنیہ شاہ ڈیولپمنٹ اتھارٹی جس کے وہ خود صدر ہیں تشکیل جدید کے ذریعہ پرانے شہر کی ہمہ جہتی ترقی کے لیے سرگرمیوں کو تیز کر دیئے ہیں۔ وہ چاہتے ہیں کہ اقلیتی کمیشن کا ڈھانچہ بھی تبدیل کیا جائے۔ چیف منسٹر تمام مذاہب اور ان کے مقدس مقامات کا احترام کرتے ہیں۔ پرانے شہر میں منفقہ دینی تعلیمی ریالی میں انہوں نے شرکت کی اور گرانفہ عطیہ دیا، انڈو عرب لیگ کے زیر اہتمام منائے جانے والے یوم منسٹین میں چیف منسٹر کی بصیرت افروز تقریر کو دانشوروں نے ہمک سراہا ہے۔

بحیثیت چیف منسٹر شری این ٹی رامارائو ریاست کی صنعتی، معاشی، تعلیمی اور زرعی ترقی کے لیے غلوص دل کے ساتھ اقدامات کا اعلا کر رہے ہیں۔ جس پر عوام بھی ان کے جذبہ خدمت کو سراہتے ہوئے ان سے کامل تعاون کر رہے ہیں۔ ہر حال اس بات سے انکا نہیں کیا جاسکتا کہ ریاست کے اقلیتی طبقات کا چیف منسٹر کو بھرپور تعاون حاصل ہے۔

ایڈیٹر

# پرگتی پدم

## ریاستی حکومت کا ۱۵۱ نکاتی پروگرام

آندھرا پردیش میں ایک نئی لہر چل رہی ہے۔ کمزور طبقات جاگ اٹھے ہیں۔ غمزدار یہ لوگ نظر انداز کیے جاتے رہے اور بچکے گئے۔

اب ایک بہا خواہ اور بے غرض رہنما پیدا ہوا ہے۔

عوام میں نئی زندگی پیدا کرنے کی حد تک جوش و خروش  
دلکرا چیف منسٹر این۔ ٹی راما راؤ انہیں نئی افق کھلتے  
تاریخی کوپچ کرنے کی آواز لگا رہے ہیں۔

پرگتی پدم جو ۱۵۱ نکات پر مشتمل ترقی و خوشحالی کی علامت ہے

انکے یقین و احساس کا جزو ہے

عزم، راسخ اور لگن سے چیف منسٹر این۔ ٹی راما راؤ اور انکی حکومت نے عہد کیا ہے کہ وہ

غربت، ناخواندگی، امراض، بے راہ روی، نا انصافی، بد عنوانی اور افتدار

کے بے جا استعمال کا خاتمہ کر دیں گے

سال ۸۲-۱۹۸۳ میں معاشی اور سماجی تبدیلی کی رفتار کو تیز کر دیا جائے گا۔ قابل افتخار ماضی کے جانشین تنگو عوام و نیشن  
ستقبل کی جو کھٹ پر کھڑے ہوئے ہیں۔ پرگتی پدم کے اعلیٰ مقاصد کو یہاں مختصراً بیان کیا گیا ہے :-

# پرگتی پدم

۱۵۔ نکاتی پروگرام



غریب  
لوگوں کیلئے  
چاول کی  
سربراہی

۳۔ دو روپے فی کلو چاول

غریب عوام کے لیے ۲ روپے فی کلو کے حساب سے ۲۵ کلو چاول کی حد تک سربراہ کیا جائے گا۔ ۶ ہزار روپے سالانہ سے کم آمدنی والے خاندان پر چاول ۳ یا ۴ اقساط میں خریدا جاسکتے ہیں۔

کمزور  
طائفہ پر جو جائزہ

(۴)

درج فہرست  
اقوام کی فلاح



۱۷۳ کروڑ روپیہ

کی لاگت سے استفادہ

کئے جانے والی فلاحی اقدامات کی بدولت درج فہرست اقوام پر ۲ لاکھ ۵۰ ہزار خاندانوں کے لیے ۸۲-۱۹۸۳ میں نئے راستے کھل جائیں گے۔

پانی کے حصول کیلئے  
طویل مسافت طے  
کرنے کی زحمت  
جلد ختم ہو جائے گی



۱۔ ہر ایک کے لیے پینے کا پانی

پینے کے پانی کے حصول کے لیے اب طویل مسافت طے کرنا نہیں پڑے گا۔ سال ۸۲-۱۹۸۳ میں تمام ماضیات کے محفوظ پانی کی سربراہی ایک حقیقت بن جائے گی ۳۵۶۲۲ کروڑ روپے کے خرچ سے ۳۸۸۲ دیہات کو پینے کا پانی مہیا کیا جائے گا۔



پیٹ بھر کھانے  
کے ساتھ لکھنے  
پڑھنے کا  
انتظام

۲۔ تعلیم کے ساتھ غذا :- مدارس میں بچوں

کے لیے دودھ پیر کے کھانے کے پروگرام کو روبہ عمل لایا جا رہا ہے تاکہ بچوں کی جسمانی اور دماغی نشوونما میں توازن رکھا جاسکے۔ یہ انتظام ساج کے کمزور طبقات سے تعلق رکھنے والے ۶ تا ۱۱ سال کی عمر کے بچوں کے لیے کیا گیا ہے۔

قبائلیوں  
کو بھی نظر انداز  
نہیں  
کیا جائے گا



۵۔ درج ذیل قبائل کی بہبودی

قبائلیوں کو اب کبھی بھی نظر انداز نہیں کیا جائے گا  
قبائلیوں کے ۵۰ ہزار خاندانوں کی غربت کی سطح  
سے اٹھانے کے لیے امدادی جائے گی۔ ۵۲ کروڑ  
روپے تعلیم، انفراسٹرکچر اور معاشی امدادی پروگراموں  
پر خرچ کئے جائیں گے۔

پسماندہ  
طبقات  
آگے  
بڑھیں گے



۶۔ پسماندہ طبقات کی بہبودی

پسماندہ طبقات کی زندگی کے حالات کو بہتر بنانے کیلئے  
(۱۲۸۰ لاکھ روپے کے خرچ سے اسکیمات شروع کی جائیں گی  
اس ضمن میں بینکوں سے بھی امداد لی جائے گی۔

خواتین  
آگے  
بڑھیں گی



۷۔ خواتین کی بھلائی

معاشی امدادی پروگراموں کے ذریعہ خواتین کی سماجی  
اور معاشی تیسرے درجے سے آزاد کر لیا جائے گا۔ اس  
مقصد کے لیے ۷۰ لاکھ روپے مختص کئے جائیں  
غریبوں کو آبائی جائیداد میں برابر حصہ دلانے  
کے اقدامات کئے جائیں گے۔



سرچھپانے  
کیے  
سائبان

۸۔ کمزور طبقات کے لیے مکانات

اس پروگرام کے تحت مستقل مکانات کی فراہمی کی غرض  
سے ہر ضلع میں کمزور طبقات کے لیے ۸۲-۸۳ کے  
درمیان ۱۰ ہزار مکانات تعمیر کرنے کا پروگرام بنایا گیا ہے۔ اس  
مقصد کے لیے ۳۰۶۶ کروڑ روپے خرچ کیے جائیں گے۔ ۲۲ لاکھ  
روپے کے خرچ سے ۱۲ لاکھ خاندانوں کو مکانات کی فراہمی کیا جائے گا



## کسانوں کی بہبودی



### ۹۔ کسانوں کی امداد

کسانوں کی بہتری کے لیے ہمہ جہتی حکمت عملی اختیار کی جاتی ہے۔ سال ۸۴ء - ۸۳ء کے دوران کاشتکاروں کے لیے ۳۲۰ کروڑ روپے نقصان کئے گئے ہیں۔ جس میں سے ۱۵ کروڑ چھوٹی آبپاشی، ۲۵ کروڑ پمپ سیٹوں کو پہلی کی سربراہی - ۲۵ء ۲۰ کروڑ روپے ریشم سازی اور ۳ کروڑ روپے اعلیٰ سیار کے بیج سربراہ کرنے کے لیے دیئے جائیں گے۔ مابقی تقریباً ۳۰۰ کروڑ روپے کو آپریٹو اداروں کے ذریعہ قرض - مارکنگ اور کیمائی کھاد کے لیے دیئے جائیں گے۔

## دیہی علاقوں کا بدلتا ہوا منظر



### ۱۰۔ دیہی علاقوں کی جامع ترقی

دیہی علاقوں میں تیز رفتاری سے تبدیلی آرہی ہے۔ جامع ترقی دیہی شعبہ اس میں بن گیا ہے۔ ڈی۔ آر۔ ڈی۔ آ۔ امداد آئی - آر۔ ڈی۔ اے کے تحت ۲ لاکھ خاندانوں کی منفعت یکھنے کی ریاست کے حصہ کی ۲۰ ۱۳ کروڑ روپے کے بشمول ۲۶ ۲۰ کروڑ روپے کی لاگت سے مختلف پروگرام شروع کئے جا رہے ہیں۔

## نوجوانوں

کی

صلاحیتوں سے  
استفادہ



### ۱۱۔ نوجوانوں کی صلاح

دیہی ترقیاتی پروگراموں میں نوجوانوں کو رضا کارانہ طور پر شامل کرنے کے منصوبے تیار کئے جا رہے ہیں۔ ہر ضلع میں ۵۰۰ نوجوانوں کو خلائی پروگراموں میں شرکت کرنے کے لیے ٹریننگ دی جائے گی۔

## گندی بستیوں میں رہنے والوں کیلئے بہتر رہائشی آئینہ نظام



### ۱۲۔ گندی بستیوں کو بہتر بنانے اور

وہاں رہنے والوں کے لئے بہتر رہائشی انتظام کے پروگراموں پر ۶۱۰ لاکھ روپے خرچ کئے جائیں گے تاکہ شہری علاقوں کی گندی بستیوں کے رہائشی مسائل دور ماحول کو بہتر بنایا جاسکے۔

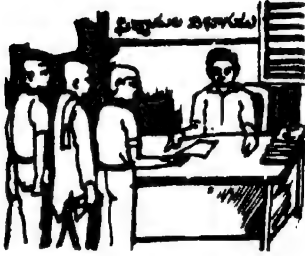
## دستکاروں اور کاریگروں سے بہتر لوگ



### ۱۳۔ دیہی کاریگروں اور دستکاروں کی ہمت افزائی

دستکاروں اور کاریگروں کے لیے اضلاع میں  
۳۱۹ کاپلیکس قائم کیے جائیں گے تاکہ  
ان لوگوں کو کام کھانے کی سہولت مہیا  
کی جاسکے۔ ریاست کے مشہور معنومات  
کی اذسرفہمت افزائی کی جائے گی۔

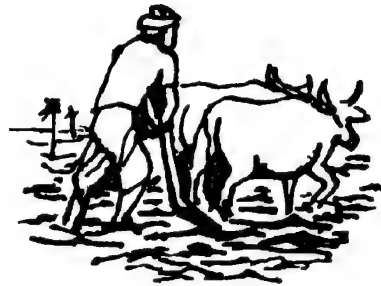
## عوامی شکایات کا شعبہ



### ۱۴۔ عوامی شکایات کا شعبہ

عوام کی ہر شکایت پر توجہ دی جائے گی  
نمبر درمی ۶۱۹۸۳ سے اضلاع اور سکرٹریٹ  
میں عوامی شکایات کا شعبہ کام کر رہا ہے  
جہاں شکایتی درخواستیں وصول کی جاتی  
ہیں اور فی الفور ان کے ازالے کی کارروائی  
کی جاتی ہے۔ عوام کی مدد سے بھرتی اور شرت فی کما کیا جاتا

## بے زمینوں کے لئے زمین



### ۱۵۔ املاعات اراضی

مکانات اور کاشتکاری کے لیے  
بے زمین دے گھر عوام کو اراضیات  
فراہم کی جائیں گی۔ حکومت املاعات  
ارضی کو تیزی سے رویہ عمل لانے کا  
معم ارادہ رکھتا ہے۔

# گلورسٹم حکومت کا ایک سالہ سرسری جائزہ ، تصویروں کی زبان



حف منسٹروں میں فی راماراؤ ۱۹۸۳ء کو اپنے عہدہ کا حلف لیتے ہوئے



چیف منسٹروں میں فی راماراؤ حلف لینے کے بعد غلامی مخاطب

آندھرا پردیش



سلم کلیرنس بازننگ اسکیم



پسمانده طبقات کی بهبود

دیہی فنون کو روزگار



۱۴ اپریل ۹۲ء  
کو چیف منسٹر  
کے ہاتھوں  
پدمادتی ہسپتال  
یونیورسٹی  
کا  
افتتاح



مسٹر این ٹی رامارائو چیف منسٹر آندھرا پردیش اور مسٹر ایم جی راجنندن چیف منسٹر تامل ناڈو نے مدراس کو کرشنا کے پانی کی سربراہی سے متعلق معاہدے پر ۱۹ اپریل ۱۹۸۳ء کو دستخط کیے۔



سنگو گنگا پر ایکٹ کی پہلی قسط تامل ناڈو کی طرف سے اپنے حصے کے طور پر ۲۰ کروڑ روپے کا چیک رکھا ہوا ڈیہ شرمیتی اندرا گاندھی مسٹر این ٹی رامارائو کے حوالے کر رہی ہیں۔ چیف منسٹر تامل ناڈو مسٹر ایم جی راجنندن بھی دیکھے جاسکتے ہیں۔



سری رام سنگر کے دوسرے مرحلہ کا ۲۴ مئی ۶۸۳ کو چیف منسٹر نے افتتاح کیا



گھریلو صنعتوں کی تیاری کا معائنہ کرتے ہوئے وزیر اسلی کو دیکھا جاسکتا ہے

دیہی روزگار کی  
ترقی



طلباء مکے  
دوپہ  
کے  
کھانے  
کی  
سربراہی





مسٹر این ٹی رامارائو کی آندھرا پردیش کے چیف منسٹر کی حیثیت سے دورہ دہلی کے موقع پر صدر جمہوریہ گانگی دلی سنگھ سے ملاقات



چیف منسٹر آندھرا پردیش کی وزیر اعظم شری ممتی اندرا گاندھی سے بحیثیت وزیر اعلیٰ پہلی ملاقات



قبائل کی ہیروئی



مہر یجنوں کی مدد



چیف منسٹر کو ضلع دھماڑی کے موضع پداگوکٹہ میں پس ماندہ طبقات میں قرضے تقسیم کرتے ہوئے دیکھا جاتا ہے



دو روپے کیلو چال



پسماندہ طبقات میں چیف منسٹر نے قرضے تقسیم کئے



موضع چنا مرکابی ضلع کڑپہ میں تنگوگکا پراجیکٹ کے ریگولیشنز کی تعمیل کے لیے سنگ بنیاد رکھنے سے قبل چیف منسٹر ہوجا کر رہے ہیں

# تشکیل شدہ ریاستی ترقیاتی بورڈ کا افتتاح

## چیف منسٹر این ٹی رامارائو کی تقریر

حکومت کا کارکردگی کو زیادہ سے زیادہ بہتر بناتے ہوئے عوامی فلاح دہبود کے اقدامات کو مزید موثر اور بہتر بنانے کی جدوجہد کرنی چاہیے جس کے نتیجے میں دیانت دارانہ اور پر غرض کام کی حوصلہ افزائی ہوگی کیونکہ عوام کی جس کے ذریعہ ہماری حکومت کام کرتی ہے حوصلہ افزائی نہایت اہم اور ضروری ہے۔ تاہم چیف منسٹر نے کہا کہ حکومت کو غیر سماجی عناصر اور فوجیوں سے غشے میں سختی سے کام لینا چاہیے۔ انہوں نے کہا کہ ترقیاتی منصوبوں میں جو بورڈ کی مدد سے مرتب کئے جائیں گے۔ اس نئے نظام کی خصوصیات کو بطور خاص ملحوظ رکھنا چاہیے۔ کیونکہ عوام نے اس نئے نظام کے تحت خود ان کی روایات کی خدمت کرنے کا فرض سے ہمیں متنبہ کرتے ہوئے گذر بسر کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔ منسٹر این ٹی رامارائو نے اپنے اس اعتماد و یقین کا اظہار کیا کہ ترقیاتی بورڈ ریاست کی ترقی سے تعلق مسائل کا جامع اور قابل عمل حل تلاش کرے گا۔

### اہل قلم حضرات کی خدمت میں

آندھرا پردیش کی لکشی، زرعی، صنعتی تعلیمی اور سماجی ترقی پر اپنے موضوعاتی مضامین ماہنامہ آندھرا پردیش اردو میں اشاعت کے لیے روانہ فرمائیے۔ ہمیشہ "فیر سلبرو تخلیق" ہی روانہ کیجئے۔ ناقابل اشاعت مضامین واپس نہیں کئے جاتے۔ ہاپورٹ سائز کی تحریر بھی روانہ کر سکتے ہیں۔ "ایڈیٹر"

چیف منسٹر این ٹی رامارائو نے کہا کہ ریاست میں اب تک جو بھی ترقی ہوئی ہے وہ بالکل طبعاً کافی ہے کیونکہ ریاست کو پیش قدمی جیسے غربت پر نگرانی اور عوام کی بے مینائی کو دور کرنے کے لیے محصلہ وسائل اور ذرائع سے جن سے ریاست سالانہ ملے ٹھیک طور پر استفادہ نہیں کیا گیا۔ منسٹر این ٹی رامارائو حال ہی میں تشکیل شدہ ریاستی ترقیاتی بورڈ کا افتتاح کر رہے تھے۔ انہوں نے کہا کہ حکومت نے عوام کے تمام طبقات بالخصوص فوجیوں، خواتین اور پس ماندہ طبقات کو ملکی طور پر آسودہ اور خوشحال زندگی گزارنے کے مواقع فراہم کرنے کا تہیہ کر لیا ہے۔ چیف منسٹر نے کہا کہ اس مقصد کے حصول کے لیے ساتویں پانچ سالہ منصوبہ میں جو زیر تہیہ ہے اہمیت اور ترجیح دی ہوگی منسٹر این ٹی رامارائو نے بورڈ سے ترقی کے مسئلہ سے غشے اور غریبوں کا خدشہ کے معاملہ میں حکومت کی رہنمائی کرنے کی پر زور خواہش کی۔ انہوں نے کہا کہ وہ زمانہ گزر گیا جبکہ غریب عوام حکومت کی جانب سے ان کی دیکھ بھال اور فلاح دہبود کے اقدامات کے لیے اپنی باری کے منتظر رہتے تھے۔ یہی وجہ ہے کہ تاریخ میں پہلی مرتبہ ہماری حکومت داجی دام پر چالنی فراہم کرتے ہوئے ریاست بھر کے غریب عوام سے قریب تر ہو گئی ہے۔ چیف منسٹر نے ترقیاتی بورڈ کو ایسے طریقہ رائج کرنے کا مشورہ دیا کہ جس کے نتیجے میں مرکزی سکٹر خانگی سکٹر اور برقی ذرائع سے حاصل ہونے والے مالیہ کے استعمال کی طمانیت حاصل ہو سکے۔ حالیہ عرصہ میں کچھ شعبوں کی کارکردگی میں پیدا شدہ خامیوں اور کوتاہیوں کا فائدہ اٹھاتے ہوئے منسٹر این ٹی رامارائو نے اس بات پر زور دیا کہ

# قومی یک جہتی

آزاد، لال بہادر شاستری، سردار پٹیل اور دیگر کارکنان وطنی نے جدوجہد آزادی میں پر جوش طریقہ پر حصہ لیا تھا۔ سالمیت، رواداری کے لیے انہوں نے زہین کارنامے انجام دئے ہیں۔ تاریخ اس بات کا ثبوت دیتی ہے۔

نظیر اکبر آبادی نے ہندوستان کے بسنے والوں کا لبثت کاتی نکھلے اردو ادب میں یک جہتی، محبت، ایثار، مجز و انکساری کا درس دیا۔ نظیر اکبر آبادی نے اپنے کلام سے انسانیت کا درس دیا۔ مبادات کی بنیادی حقیقت کا بھی ذکر اس شاعر نے کیا تھا۔ وہ کہتے تھے کہ روٹی والی اور پیسے کا ضرورت کے اعتبار سے سب انسان برابر ہیں۔ موت کے سامنے کس کا کچھ فرق نہیں۔ اپنی نظم "آدھی نامہ" میں یوں لکھا ہے۔

دنیا میں بادشاہ ہے سو ہے وہ بھی آدمی

اور مغلس دگدا ہے سو ہے وہ بھی آدمی

زردار بے فواسے سو ہے وہ بھی آدمی

نعت جو کھا رہا ہے سو ہے وہ بھی آدمی

مکڑے چبارہا ہے سو ہے وہ بھی آدمی

بے تعصبی، امن، صلح و دوستی کے سلسلہ میں نظیر نے زمانیا تھاہ

جھگڑا نہ کرے ملت و مذہب کا کوئی مان

جس راہ میں جو آن پڑے خوش ہے ہر آن

اقتصادی اور سماجی حالت کو بہتر بنانے کے لیے تعاون آپس میں ضروری ہے۔ ملک کی معاشی ترقی اقتصادی استحکام پر منحصر ہے۔ غلوں و بربت کے ماحول میں ترقی

ہر قوم کا ایک تہذیب ہوتی ہے۔ ایک سیاسی نظام میں قوم ترقی ہوتی رہتی ہے۔ عالمی سطح پر بھی جاری رہتی ہے۔ ہندوستان ہمارا وطن ہے۔ مذہب کا گٹھ جوڑ ہے۔ تہذیبوں کا سنگم ہے۔ عظمت نشان ہے۔ یہ ہمارا ملک رشکِ جنات بھی ہے۔ جنت ارض بھی کئی نلے یہاں پر آکر بستے گئے۔ یہ سرزمین ہے درپے ترقی کرتی گئی۔ اس صبح تہندوستان میں گوناگوں ثقافت اور رنگ رنگ تہذیب کی جگہ جگہ ہلکیاں ہیں۔

سرزمین ہند پر اقوام عالم کے ذرائع

تافلے بستے گئے ہندوستان بنا گیا

دہم کی جنم بھومی، اشوک کی دھرتی، ہانک کا زمین، چینی کی ارض، ایسے ملک میرا مور تیسوں نے قربا خیال دی ہیں۔ اور مختلف کارہ سے نمایاں انجام دئے ہیں۔ یہاں کنڈیاں بھی یاد دلاتی ہیں۔

اے آب رود گنگا، وہ دلدل ہے یاد تجھ کو

اُتر اتر سے کراہے جب کارواں ہمارا

ہندوستان کی تاریخ قدیم ہے۔ ساتھ ہی ساتھ عظیم بھی ہے۔ ہر دور میں غلام و بیرونی کے کام انجام پاتے رہے۔ مبردعنا، بھائی چارہ، رحم و سخاوت، میل طلب، دکھتی کا جذبہ برداں چڑھتا رہا۔ آزادی کے لیے جہاتما گاندھی نے ہیں عدم تشدد کا راستہ دکھلایا تھا۔ ملک کے لیے ایک منکر تھے، رہبر ہیرتھے۔ محب وطن تھے۔ انیس کے ماستہ پر پٹنتا ہر د، مولانا

حصہ لینا چاہیے۔ انکس کے خلتے چلتے ہاتھ بٹانا چاہیے۔ ہند کی عکسہ  
کا برقراری کے لیے قومی یک جہتی کو فروغ دینا ہے، ہر ایک شہری ادا  
شاعر، صحافی، استاد، ملازم، عہدہ دار، محبت کے سرچشموں سے فضا  
بھرنے کی ضرورت ہے۔

۱۔ خاک ہند تری عظمت میں کیا گال ہے  
دریا مے فیض و قدرت ترے لیے رواں ہے  
جگجگت

# آج بھارت میں

ڈھائی کروڑ سے زائد  
جوڑے

خاندانی منصوبہ بندی  
کرتے ہوئے

بہتر زندگی گزار رہے ہیں

اگر آپ کنبے کی منصوبہ بندی  
کرتے ہیں تو

پڑوسیوں کو بھی ترغیب دیجئے  
اگر نہیں تو

ابھی سے اپنے کنبے کی منصوبہ بندی شروع کر دیجئے

دیکھی جا سکتی ہے۔ مشکل سائیں کا مل ایک جہتی کے ماحول ہی میں ممکن ہے۔  
ترقی کا مل اور اس کے فائدوں کا برابر تقسیم استحکام کا ذریعہ ہے۔ سیاسی  
شعور کا بختنگ اور آئینی اعزاز نکر سے تو بات کا یہ سچ کچھ ہوتا ہے۔ زبانیں  
اگ ہیں لیکن انسانوں کے احساسات ایک ہیں۔ ربغ و غم ہر ایک کا ایک  
ہی ہوتا ہے چاہے سکھ ہر یا عیسائی، ہندو ہر یا پارسی، مسلمان ہر یا یہودی  
ہر ایک کو فطری زندگی گزارنے کا موقع دینا چاہیے۔ انسانی نقطہ نظر رکھتے  
ہوئے ایک دوسرے کے احساسات کو بھرپور سمجھنے کا کوشش میں مصروف  
ہو جانا ہر ایک شہری کا فرضِ ادین ہے۔ دنیا کے سبھی مذاہب ان بنیادی  
مقائل کا نشانہ ہی کرتے ہیں اور ان کو اپنانے پر رند دیتے ہیں۔ اس طرح  
کرنے سے قومی یک جہتی کے درختے میں اضافہ ہوگا۔

اکثریت میں وحدت ہی ہماری تہذیب کا آئینہ ہے۔ یہ تمدن نامکس  
بھی ہے عید اور دیگر تہواروں کے موقعوں پر لوگ خوشی خوشی ملگتے ہیں۔  
ایک دوسرے کی آؤ بھگت کرتے ہیں؛ چاہے رمضان پر دسہرہ، عید آنا  
ہو یا عید جمہوریہ، کرسمس ہو یا جنم ششمی، کوک گیت طرح طرح کے ہیں لیکن  
انسانی تہذیب صفات کی پہچان ہیں۔ نپاچ بھی خوشی کا مظاہرہ ہوتا ہے۔  
کتھا سکی ہو یا کوچھی لڈی، بھرت ناٹیم ہو یا منی پلیدی، بھنگرہ ایروداکر  
سب کے سب انسانی خوشی اور سرستی کو بھلا مذہب و ملت دعوت دیتے  
ہیں۔

کسی تحقیقاتی ادارہ میں جب کوئی نیا تحقیق عمل میں آتی ہے تو قوم کی  
خدمت میں پیش کی جاتی ہے۔ موجود کو، محقق کی خوشی کا انتہا نہیں رہتی۔  
ذاتی طور پر وہ مذہب سے تعلق بھی رکھتا ہو، تب بھی وہ قوم کا فرد ہوتا  
ہے، نمائندہ ہوتا ہے قوم کا۔ قومی صلاحیت کا پیا بھر سمجھا جاتا ہے۔  
خدائی شکر میں پھنس نہیں پاتا ہے۔ اس طرح سماج میں قومی بیداری  
دیکھی جا سکتی ہے۔ قوم کے فرد کے لیے ملک جنت سے بڑھ کر ہے۔

ہمارے ملک کی ترقی کا انحصار عوام کی محنتوں پر منحصر ہے۔  
جمہوریت کو مضبوط کرنے کے لیے ایک دوسرے کا احترام کرنا ضروری ہے  
انسانی قدروں کا پرکھ ضروری ہے۔ سماج پرستی کو دور کرنے کی تحریکیں ہیں



# غریبوں کیلئے ۲ روپے کیلو چاول

کی ٹھکانی بھی قابل ذکر ہے۔ عموماً یہ دیکھا جا رہا ہے کہ شنگ ان پیکرٹس نہ صرف دوکانات پر بلکہ گھروں پر بھی پورچ کر مارفین سے شکایات سنتا کر رہے ہیں۔ اور اگر کسی دوکان سے متعلق کوئی شکایت ہو تو اس کا ازالہ کر دیتے ہیں۔ سربا بین آئیل اور پامولین آئیل غریبوں کے لیے ریاستی حکومت کی جانب سے ایک تحفہ ہے ایسے وقت جبکہ میٹھا تیل اور کرڑا تیل ۲۰ تا ۲۵ روپے کیلو فروخت ہو رہا ہے حکومت کی طرف سے دیا جانے والا خوردنی تیل ۹ روپے پچاس پیسے سے ۱۱ روپے فی کیلو تک فروخت ہو رہا ہے۔

خید تھواس کے موقع پر راشن مٹاپس سے زائد شکر کی اجرائی ملتی ہے اور تقریباً ہر گھر کے لیے شکر کی مقدار نہ صرف کافی ہو رہی ہے بلکہ با اوقات زیادہ بھی ہے۔ بہر حال حکومت آندھرا پردیش چیف فٹر مشر این ٹی رامارائو کی قیادت میں عوامی تقسیم کے نظام کو حسن طرح منظم طریقہ پر چلا رہی ہے اور شہری حکومت کو خارج تقسیم پیش کر رہا ہے۔

ریاستی حکومت جو سیلاب اور طوفان کی وجہ کئی مسائل سے دوچار ہے لیکن عوامی تقسیم کے نظام میں کوئی فرق نہیں آیا ہے جبکہ ایک بڑا زرعی علاقہ متاثر ہو رہا ہے۔

ایسے وقت جبکہ حکومت اپنے قیام کی پہلی سالگرہ منا رہی ہے ہدیٰ ایک تہائیں بھی حکومت کے ساتھ ہیں۔



حکومت آندھرا پردیش چیف فٹر مشر این ٹی رامارائو کی رہنمائی و قیادت میں پندرہ نکاتی پروگرام "چرتھی پدم" کا کامیابی کے لیے بھرپور کوششیں میں مصروف ہے۔ ۱۵ نکاتی پروگرام کا ایک جز غریبوں کے لیے دو روپے کیلو چاول کی سربراہی ہے۔ ریاستی حکومت نے غریبوں اور عام لوگوں تک غذائی اجناس کی سربراہی کو یقینی بنانے کے لیے مختلف اقدامات کئے ہیں جس کے نتیجے میں آٹا لاکھوں شہریوں کو جن کے پاس راشن کارڈس ہیں۔ چاول جیروں شکر خوردنی تیل اور گیاس کاتیل مناسب مقدار میں سربراہ کیا جا رہا ہے اور ساتھ ہی دو روپے فی کیلو چاول کی اسکیم سے لاکھوں غریب افراد مستفید ہو رہے ہیں۔ دو روپے کیلو چاول کی خریدی کے لیے غرباء کو یہ سہولت فراہم کی گئی ہے کہ وہ درمیان افراط میں بھی چاول خرید سکتے ہیں۔ چیف فٹر مشر این۔ ٹی۔ رامارائو جنکو غریبوں سے بے پناہ ہمدردی ہے دو روپے کیلو چاول کی اسکیم سے غریبوں کا دل موہ لئے ہیں۔ آج جبکہ غلے اور خوردنی تیل کی قیمتوں میں بے پناہ اضافہ ہو گیا ہے ریاستی حکومت نے عوامی تقسیم کے نظام کو جو نئی صورت گری بخشی ہے اس کے لیے ہم حکومت کو باک بادی پیش کر رہے ہیں۔ ایک عام آدمی بیٹے بھر میں اپنی سہولت کے مطابق اپنے راشن کارڈ پر منظورہ غلہ حاصل کر سکتا ہے اور ایک عام آدمی کو اب یہ اندیشہ باقی نہیں رہا ہے کہ وہ پہلے اگر نہ پہنچے تو اپنے غلے سے محروم رہے گا۔ اس سلسلے میں شہر میں چیف راشننگ آفیسر اور اضلاع میں کلکٹرس





## ہم ایک قوم ہیں

لہو سے اپنے سمندر اچھا دیتے ہیں  
بڑے بڑوں کا بھی کس بل نکال دیتے ہیں

ہمارے ملک زندانہ پر گماں نہ کرو!  
یہ اور بات ہے ہنس ہنس کے ٹال دیتے ہیں

نخاع بہر بھی ہیں، گو تم اور ٹیپو بھی  
مقابل آؤ کہ خنجر اچھا دیتے ہیں

طلوع صبح کی تابندگی نہ کھلاے!  
ہم اپنے خون سے سورج اُجال دیتے ہیں

معض اصولوں کی خاطر مت ابرع دید و دل  
ہم ایسے لوگ ہمارے میں ڈال دیتے ہیں

ہم ایک قوم ہیں، ہم ایک ہیں وقار خلیل  
حیات نو کو جو حسن خیال دیتے ہیں

...



نذر جمہوریت

وقار خلیل

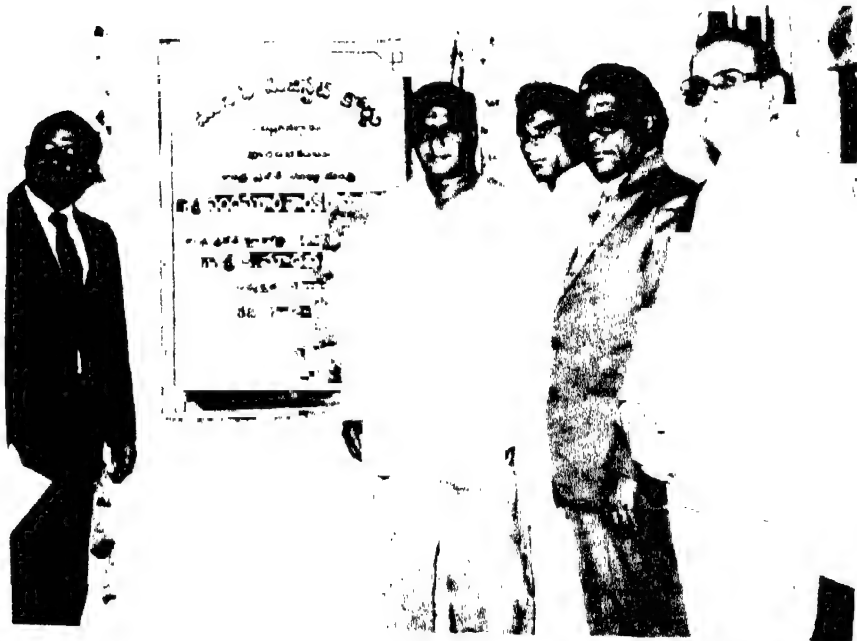
# خواتین کیلئے ۳۰ فیصد

## ملازمتیں محفوظ

### عنقریب آرڈیننس کل اجراء میگزینور ضلع کرنول میں چیف منسٹر این ٹی رامارائو کی تقریر

چیف منسٹر این ٹی رامارائو نے ۲۰ ستمبر کو میگزینور ضلع کرنول میں نامہ نگاروں سے بات چیت کرتے ہوئے کہا کہ ریاست میں خواتین کے لیے ۳۰ فیصد ملازمتیں محفوظ کرتے ہوئے عنقریب ایک آرڈیننس جاری کیا جائے گا۔ انہوں نے کہا کہ خواتین کو دالین کا جائیداد میں ان کے حصہ کے بشمول کچھ دیگر چیزیں کا ضمانت ہے چنانچہ اس مسئلہ میں ایک سوڈہ تازن منظور کیا گیا ہے۔ چیف منسٹر نے راجولی بندہ ڈائریکشن اسکیم کی بائیں بازو کی تہر کا ذکر کرتے ہوئے کہا کہ ماہرین کی ایک کمیٹی اس اسکیم کا جائزہ لے گی اور کمیٹی کا جانب سے رپورٹ کا پیش کش کے بعد اسکیم پر عمل درآمد کیا جائے گا۔ انہوں نے بتایا کہ راجولی بندہ اسکیم کے علاوہ ریاست دیگر تمام چھوٹی اور اوسط آبپاشی اسکیموں کے لیے کیٹیاں مقرر کی جائیں گی۔ ان پراجکٹوں سے استفادہ کرنے والے کاشت کاروں سے وصول کردہ رقم

چیف منسٹر این ٹی  
رامارائو نے میگزینور  
ضلع کرنول میں منصف  
محکمہ ریٹ کورٹ کا  
افتتاح کیا تصویر  
میں جس کے ماحولیاتی  
چیف جسٹس آدھرا پریش  
ہائیکورٹ دیکھ  
جاسکتے ہیں۔



کیا جائے گا۔ ان علاقوں اور ریاست کے پہلے ہی علاقوں میں بھی آپریشن کی تحریک  
 سہولتیں فراہم کی جائیں گی اور دستیاب پانی کے ہر ایک قطرہ کو استعمال کیا  
 جائے گا۔ چیف منسٹر سرائی رام مارواڑ نے رانیسیا کے مقام کو یقین دہانہ  
 کرشنلکے پانی کے سلسلہ میں ان کے ساتھ ہرگز کسی قسم کی نا انصافی نہیں  
 کی جائے گی اور ملگو حنگا ہا بکٹ کے ذریعہ ۵ لاکھ ۳۰ ہزار ایکڑ اراضی کو  
 سیراب کیا جائے گا۔ چیف منسٹر نے کہا کہ غریب عام کو قانونی تحفظ حاصل  
 ہونا چاہیے کیونکہ صرف اس طریقہ سے ظالمی حکومت قائم ہو سکتی ہے اور  
 کہا کہ اعلیٰ طبقہ مثلاً مسلمانوں کو تحفظ فراہم کرنا چاہیے تاکہ ہندوؤں کو ملالہ  
 کے مابین بھائی چارے کو فروغ حاصل ہو سکے۔ قبل ازیں منسٹر مارواڑ نے  
 محرمہ طبقات سے متعلق رکھنے والے افراد میں ۳۰ لاکھ روپے کے قرضہ جات  
 تقسیم کئے۔

کے لیے بائڈز جاری کئے جائیں گے اور ۵ سال کے بعد نتائج کے ساتھ  
 رقم واپس کر دی جائے گی چیف منسٹر نے میگنٹور میں ایک جلد عام کو  
 مخاطب کرتے ہوئے کہا کہ ان کی حکومت نے سماج کے کمزور اور غریب  
 طبقات کی علاج دیہود کا عزم کر رکھا ہے چنانچہ اس سال معاشی امدادی ایکٹوں  
 پر عمل آوری کیلئے متعدد امداد ۱۲۰ کروڑ روپے کی رقم فراہم کی گئی ہے۔ اس  
 سال ان کیلئے ۲ لاکھ ۳۰ ہزار پختہ مکانات تعمیر کئے جارہے ہیں منسٹر مارواڑ نے  
 کہا کہ سماج کے تمام غریب افراد کو جن کی اکثریت دیہاتوں میں رہتی ہے مدد کی  
 ضرورت ہے ہی وجہ ہے کہ ملگو دشیم حکومت دیہی علاقوں کی ترقی میں گہری  
 دلچسپی لے رہی ہے۔ ہر ایک موضع کو خواہ اس کی آبادی ایک سو افراد پر مشتمل  
 ہی کیوں نہ ہو پینے کے پانی کی سہولت فراہم کی جائے گی اور خواتین کیلئے  
 عمری بیت نظام تعمیر کئے جائیں گے کہیں بھی پسماندہ علاقہ کو نظر انداز نہیں



آٹلیسی کے ملازمین، سپروائزرز اور عہدہ داروں کی طرف سے چیف منسٹر ریلیف فنڈ میں ۲ لاکھ روپے کی پیشکش کے موقع پر لی گئی تصویر۔  
 وزیر ٹرانسپورٹ منسٹر ایس ست نارائن، نائب منسٹرین آٹلیسی منسٹر پی ایس رام موہن اور آٹلیسی منسٹرین کے ہمراہ چیف منسٹر سرائی رام مارواڑ کے ساتھ دیکھے جاتے

# حیدرآباد میں فلمی صنعت

آٹ حیدرآباد نے ۱۹۳۲ء میں اردو میں فلم شکاری عرف گشتی ہوس بنائی جس کے ہدایت کار نیمل چودھری تھے۔

اس کے بعد کافی عرصہ تک کوئی فلم حیدرآباد میں نہ بن سکی جس کی شایہ اہم وجہ یا کسی اچھے اسٹوڈیو کی کمی ہو، یہی مسئلہ اردو اس میں کئی اسٹوڈیو قائم ہو گئے تھے جن میں مختلف زبانوں میں فلمیں بننے لگیں۔ تعداد کے لحاظ سے کافی عرصہ تک ہندی فلموں کو فوقیت حاصل رہی۔ یہی کے چند فلم سازوں نے حیدرآباد میں فلم سازی کھ اسکانات کا جائزہ لینے کے لیے حیدرآباد کا دورہ کیا۔ حکومت حیدرآباد سے تبادلہ خیالات کیا لیکن مناسب حوصلہ افزائی نہ ہونے کے سبب بات آگے نہ بڑھ سکی تاہم سہراب مودی نے اپنی فلم خان بہاد (۱۹۳۷ء) کے کچھ مناظر حیدرآباد میں فلم بند کئے۔

آزادی ہند حیدرآباد کے ہندوستان میں انعام کے بعد ۱۹۵۰ء میں چند جیالوں نے محدود سرمایہ سے کبیر پرڈکشن قائم کر کے کلاسز محمد صلاح الدین خاں اور ہدایت کار امام الدین خاں کا سرکردگی میں اپنی اولین پیشکش عہد کی فلمی دنیا کا عنصر پیچھے کے قدیم اسٹوڈیو میں آغاز کیا۔ یہ فلم ۱۹۵۰ء میں ضیاء اکینر میں ریلیز ہوئی اور چار دن کے بعد ڈراموں میں بند ہو کر رہ گئی۔ وطن بچر نے فلم بسیرا (فماز شجاعت لطیف ہدایت کار عنایت) بمبئی کے ٹھکانے کاروں اور اداکاروں (مرلا، مالا، بیرالال) کے تعاون سے بنا کر ۱۹۵۱ء کو بیک وقت تاج محل میں نمائش کے لیے پیش کیا۔ راحت میں صرف ایک ہفتہ نمائش جاری رہی البتہ آج کل میں ۱۹ جون تک دکھا گئی۔ ۱۹۵۲ء میں یوڈا س پکرنے حیدرآباد کے نام سے ایس ایم یوسف کے زیر ہدایت فلم بنائی۔ سنسر نے اس کا نام بدل کر حیدرآباد کی نازین کر دیا

حیدرآباد میں فلمی سرگرمیوں کا آغاز ۱۹۴۰ء میں ہوا۔ ان دنوں خوشحالی کا دورہ اور دولت کی فراوانی تھی۔ جاگیرداروں، نوابوں، عہدہ داروں اور دولتمندوں کو آرٹ اور کلچر سے گہری دلچسپی تھی اس لیے سرپرستی فرماتے تھے فلمی صنعت کے قیام میں پہلی دس فلم کمپنی نکلا جس کے کرتا دھرتا ہدایت کار و اداکار ڈی جی (پورا نام نہیں معلوم) تھے جنہوں نے چھ فلمیں برگری، اندر جیت، سادھو اور شیطان (۱۹۴۲ء) چٹا نی، سریشی ماں، باپتی (۱۹۴۳ء) بنائیں دوسری فلم ایک جیتی جادیر فوٹو پلیر MAHAVIR PHOTO PLAYS ہے جس نے سات فلمیں راج دھرم، ANIDEAL WOMAN (۱۹۳۰ء) کالا فرشتہ، مغویہ، دہن، ADEITY IN DISTRESS اور کردج کاری (۱۹۳۱ء) پیش کیں۔ تیسری فلم کمپنی نیشٹل فلم کمپنی آٹ حیدرآباد ہے جس نے تین فلمیں HERO OF THE WILDS عراق کا چور اور میری ما (۱۹۳۲ء) پیش کیں۔

۱۹۳۱ء میں امپریل فلم کمپنی بمبئی نے پہلی بولتی فلم عالم آراء ہندی میں بنائی جس کی تقلید میں اور زبانوں میں بھی فلمیں بننے لگیں۔ اسی سال بھگانی، تامل اور تلگو زبانوں میں فلمیں بنیں، دوسرے سال مرچھی اور گجراتی زبانوں میں ۱۹۳۴ء میں کسری میں ۱۹۳۵ء میں پنجابی اور اسی میں ۱۹۳۶ء میں لہریا میں اور ۱۹۳۷ء میں ملیالم زبان میں فلمیں بنیں اور ایک لا تنہا سلسلہ شروع ہو گیا۔ حیدرآباد میں جہاں پہلی مرتبہ جامعہ عثمانیہ میں فلمی زبان اردو کو ذریعہ تعلیم بنایا گیا۔ ایسٹرن فلم لیڈ

نہیں فلم بھی نکال رہی۔ ان تین فلموں کی ناکامی کے بعد فلم سازوں کے حوصلے بہت  
 چمکے۔ چند فلموں چار میٹرز (۱۹۵۶ء) بڑا بھائی (۱۹۵۷ء) کا لاپاتی (۱۹۵۸ء)  
 انسان جاگ اٹھا (۱۹۵۹ء) میرا گھر میرے بچے (۱۹۶۰ء) اور میرے محبوب  
 (۱۹۶۳ء) کی بڑی فلمی حیدر آباد میں ہوئی اور فلم بینوں نے چار میٹرز، ناگر  
 جیٹا، راج گپتہ کی کوٹھی، باغ عامہ، محبوب کی مہندی، دفتر اخبار  
 سیاست، نیالی، ٹاپلی اسٹیشن اور ماہر روڈ کی جھلکیاں دیکھیں۔

تیسری آنڈر پرائز کے بدلتے فلم سازوں کو جو مدرس کے اسٹوڈیوز  
 میں فلمیں بناتے تھے حیدر آباد میں فلمی صنعت کے فروغ کا احساس پیدا ہوا۔  
 تنگو فلموں کے عظیم سد اپہار میراے ناگیشور راؤ نے حیدر آباد میں تعلق  
 طر پر سکونت اختیار کر کے یہ اعلان کیا کہ وہ صرف انہی فلموں میں کام کرینگے  
 جنکی فلمی آنڈر پرائز میں ہو۔ خود انہوں نے اپنے ذاتی سرمایہ سے  
 بنجارہ ملز پر ایک وسیع شاندار عصری ٹنگا خانہ انالوژنا اسٹوڈیو قائم کیا۔  
 دھرت تنگو فلموں کے لیے سہولتیں بہم پہنچائیں بلکہ ہندی فلم سازوں  
 کو بھی حیدر آباد میں فلمیں بنانے کی ترغیب دی۔ ان کے جعفران ٹی۔  
 راماراج نے بھی شیر آباد میں رام کرشنا اسٹوڈیو قائم کیا۔ حکومت نے  
 حمایت جگ میں فلم تنگو کے لیے وسیع و کثرت زمین مختص کی اور آنڈر پرائز  
 میں بننے والی کسی بھی فلم کے لیے فردی سمرات کے علاوہ پچاس ہزار  
 روپیوں کی رقمی امداد کا بھی اعلان کیا جو بتدریج اضافہ سے دیرھ لاکھ روپے  
 تک پہنچ چکی ہے۔

حکومت کی رقمی امداد سے استفادہ کرنے والے پہلے ہندی فلم ساز  
 خواجہ احمد عباس ہیں جنہوں نے اپنے ادارہ بنارس کی فلم آسمان محل  
 (۱۹۵۵ء) کی فلمی کا آغاز ستمبر کو ایوان اردو میں مہورت کی تقریب سے  
 کیا۔ کمال دارجنگ پریس، سازش اور فوجت پہاڑ میں لگاتاری  
 ماہ فلمی کی۔ سرکیچا اور دیپ راج کے ساتھ حیدر آباد کے ارشد  
 سخن اور صنعت اللہ بھاٹ مختصر دور میں پیش ہوئے۔ ہندی فلموں کے  
 شیر معانت کے مقابل امدادی رقم ناکافی تھا اس نے کافی عرصہ تک کسی

۳ اور ہندی فلم ساز نے اس رماقت سے استفادہ نہیں کیا۔ البتہ جن فلموں کی جڑ  
 فلمی حیدر آباد اور ناگر جیٹا گ میں ہوئی ان میں قابل ذکر لمن (۱۹۶۰ء)  
 آدمی اور ان (۱۹۶۱ء) ارادہ (۱۹۶۱ء) ایک مٹھی آسمان (۱۹۶۳ء) اور  
 سیتیم سوم سدرم (۱۹۶۸ء) ہیں۔ نظام کالج کے فارغ التحصیل اور  
 جدید رجحانات کی حامل فلمیں بنانے والے ہدایت کار شیام بیگل نے اپنی  
 ابتدائی فلموں انکور (۱۹۶۴ء) اور نشانت (۱۹۶۵ء) کی فلمی کے لیے  
 بلارم کا انتخاب کیا اور چند حیدر آبادی اداکاروں کا مدد علی بیگ، کلیم مدیقی  
 حیدر شہید اور آغا محمد حسین وغیرہ کو موقع دیا۔ حیدر آباد میں بننے والی آخر  
 لکھی کی فلم پیار بنانا سہ ادری ہی گئی۔ جاوید قاری کی فلم دکھ دکھ (۱۹۶۶ء)  
 جس میں دو گیت رنگین میں رنیر ہوئی۔ ہندی فلم ساز نے تنگو (۱۹۶۰ء)  
 کے لیے حیدر آباد کے عظیم انٹن گیشن کے جلوس سے استفادہ کیا۔ اسے گنگا نالو  
 کی دعوت پر جتندر کے بھائی پرسن کپور نے اپنی فلم پیاسا سون (۱۹۶۱ء)  
 انالوژنا اسٹوڈیو میں بنائی۔ آئی سی بات (۱۹۶۱ء)۔ ایک ہی بھل (۱۹۶۱ء)  
 میں انتقام لول گا (۱۹۶۲ء)۔ راستے پیار کے (۱۹۶۲ء)۔ بیون دھارا  
 (۱۹۶۲ء) کی بھی فلمی حیدر آباد میں ہوئی۔ ان فلموں کی فلمی کے لئے کئی  
 ہندی ستاروں اور ان فلموں سے وابستہ افراد کی آمد و رفت سے حیدر آباد  
 میں فلمی صنعت کے فروغ کے روشن امکانات پیدا ہو گئے ہیں۔

مشہور فلمی مصنف ساگر سجدی نے اپنی فلم بازار کی تراشہ فلمی  
 حیدر آبادیوں کے تعاون سے اسٹوڈیو سے باہر کی جس سے سرمایہ کی کمی کا ازالہ  
 ہو گیا۔ بازار حیدر آباد کے سماجی اور معاشرتی حالات سے مربوط ماحول سے مطابقت  
 رکھنے والی چھٹی بھٹ کی فلم کے غیر معمولی کامیابی حاصل کرنے کی وجہ سے بھی  
 کے کئی فلم ساز حیدر آباد گھر رہے ہیں۔ حیدر آبادی فنکاروں، اسلم زیدی  
 (جدائ)۔ آئی سی بات۔ ایک ہی بھل۔ کرشی۔ ادم سہا (انہر افر)۔ آئی  
 سی بات۔ ادم سہا، احمد علیس، محمد جاوید، کلیم مدیقی، روپ لال نے  
 بھٹی کے فلم زول کو کافی متاثر کیا ہے۔ انہر افر نے سید مہار کے مقابل بلاجک  
 مکالمے ادا کر کے خود اعتمادی کا مظاہر کیا۔ بیارچ پٹہ کی فلم نکاح اور ششی کپور

سکندر ضمیر  
راماچین ہاؤس  
آزاد مارکیٹ، بھوپال

## مبازرت انسانی ضمیر کے نام

میری پیدائش  
آدم کے پہلے بیٹے کے قتل کا سبب بنی  
اب میں جوان ہوں  
لیکن !  
گذشتہ خوزیریوں کا ذمہ دار بھی میں ہی ہوں  
آج بھی !  
ہر روز اخبار دنیا بھر میں  
آدم کے بیٹوں کے قتل کا اعلان کرتے ہیں  
لوگ مجھ سے نفرت کرتے ہیں  
مگر کوئی شخص ایسا پیدا نہیں ہوا  
جو مجھے قتل کرے  
میری مبازرت طلبی سب کے لئے ہے  
جو چاہے مجھے قتل کر سکتا ہے  
لیکن کوئی قتل نہیں کرتا

کی غلام HEATS DUST کو جن کی قبندی پرانی حویلی، قدیم  
مکانات اور آدھارٹس کالج میں ہوئی۔ انہیں جو تعاون ملا ہے اس سے  
فلم سازوں کو دوبارہ حیدر آباد آنے کی ترغیب ملی ہے۔ حالیہ عرصہ میں  
حیدر آباد میں بننے والی دو مسلم سوشل ریگن فلمیں رضیہ اور سلطان دکن  
بندہ نواز اس لحاظ سے قابل ذکر ہیں کہ ان دونوں فلموں کی تیاری میں مقامی  
فنکاروں، سنگکاروں اور اداکاروں نے حصہ لیا۔ مزید لکھنؤ فلم کافی  
کامیاب رہی جس سے مقامی فنکاروں کے حوصلے بلند ہو گئے ہیں آجکل حیدر آباد  
میں کئی فلمیں زیر تکمیل ہیں جن میں قابل ذکر بنجان، بندہ نواز، جینلے پیار میں،  
ایکے بچہ پڑھے تو، ڈاکو سلطان، اڑان، کوکھن اور ستم قابل ذکر ہیں جنکی تکمیل  
اور ریلیز کے بعد حیدر آباد کی فلمی صنعت کو نمایاں مقام مل جائے گا۔

حیدر آباد کے اسٹوڈیوز اپنا پورنا اسٹوڈیو، رام کرشنا اسٹوڈیو، بھاگی نگر  
اسٹوڈیو، سارنچی اسٹوڈیو میں فلمی سرگرمیاں جاری ہیں مگر اداکار کرشنن نے پالیہ  
اسٹوڈیو کی سنگ بنیاد رکھ چکا ہے۔ رامائند اسٹوڈیو کی زمین کیلئے کوشاں ہیں۔  
وہ دن دور نہیں جب حیدر آباد فلمی صنعت کا ایک بڑا مرکز بن جائے گا۔ ●●

## قلمی معاونین سے

گزارش ہے کہ اپنی تخلیقات کے خاتمے پر پابست پر  
اپنا مکمل پتہ، پن کوڈ نمبر کے ساتھ ضرور تحریر فرمائیں  
معنون خوش خط لکھیں اور قلمی نام کے ساتھ اصل نام بھی  
تحریر فرمادیں۔ (ایڈیٹر)

آندھرا پردیش (اردو)

قیمت فی پرچہ صرف ۵۰ پیسے

سالانہ ۶ روپے • دیلی بھینے کا قاعدہ نہیں ہے

زیر سالانہ ذریعہ منی آرڈر رواد فرمائیے

# ساتویں پنجالہ منصوبے کیلئے ۶ نکاتی تجاویز پلاننگ کمیشن کو درجہ

## آندھرا پردیش اسٹیٹ ڈیولپمنٹ بورڈ کا اجلاس

آندھرا پردیش اسٹیٹ ڈیولپمنٹ بورڈ نے ساتویں پنجالہ منصوبے (۱۹۸۵-۹۰) کے لیے چھ اہم نکات پر مشتمل تجاویز پلاننگ کمیشن کو روانہ کی ہیں۔ چیف منسٹر سرائی ٹی رامارائو کی صدارت میں منعقدہ اجلاس نے غربت کے خاتمہ اور مختلف ترقیاتی سرگرمیوں کے لیے قومی اتفاق رائے پر زور دیا ہے تاکہ موقتی پروگراموں کے ذریعہ بے روزگاری خواتین اور بچوں پر ہرے مختلف طبقوں کے عوام کو شعوری توجہ کے ساتھ منصفیہ کیا جاسکے۔ ریاستی حکومت اپنے چھ اہم نکات پر مبنی تجاویز میں پلاننگ کمیشن کو غربت کے خاتمہ کے لیے اسکیمات کو مقامی حالات کے تابع اور معذوں کرنے پر زور دیا۔ علاوہ ازیں بے روزگاروں کو بہتر روزگار مہیا کرنے اور ان کی خدمات سے بہتر استفادہ کے لئے دیہی علاقوں میں انہیں روزگار کے مواقع عطا کرنے کا تجویز پیش کریں۔ اسٹیٹ کے مابین روزمرہ کی ضرورتیں جیسے چاول، دالیں، تیل، میس اور دیگر اشیاء کی مہیا داریوں میں دستیابی، سماجی تحفظ جیسے پینے کے پانی کی سربراہی، صفائی صحت و طبابت کا بہتر سہولتیں، پسماندہ طبقات کے معیار زندگی کو اوپر لانے کے لیے سرمایہ کاری و تعمیرات، دیہی و شہری صنعتوں کی ترقی کی توجہ بھی اس میں شامل ہیں۔ سب سے نمایاں تجویز فلاح و بہبود کے کاموں کو امدادی خطوط پر مرکوز کرنا ہے۔ یہ بھی بتایا گیا ہے کہ جب تک کام میں تیزی اور بہتری پیدا نہیں ہوگی اور ان پروگراموں کی عمل آوری پر مگرانی کا فقدان ہوگا اس وقت تک منصوبہ بندی کا مقصد حاصل نہیں ہوگا۔ اس بات کا بھی اظہار خیال کیا گیا ہے کہ اعلیٰ معیار کی خدمات جیسے مواصلاتی

نظام، ریلوے، بینک ادارے، بیمہ ادارے، آبپاشی، برقی ٹرانسمیشن، قومی حیثیت کے حامل ہیں اور ان شعبوں میں انقلابی اصلاحات اور تبدیلیوں کی آمد ضرورت ہے۔ تاکہ ان کی ضروریات و خدمات کو بہتر بنایا جاسکے۔ بیرونی سرمایہ کاری کے بارے میں اظہار خیال کرتے ہوئے تجاویز میں یہ بتایا گیا کہ صنعت و حرفت کے معیار کو ادھار چھوڑ کر رکھنے کے لیے ابتداء میں فوجانہ ذہن و فکر کو یکجا کیا جائے۔ تب منصوبہ بندی کے لیے ایسے علاقوں کی نشاندہی کی جائے تاکہ وہاں بیرونی سرمایہ کاری کے اشتراک سے اپنی صنعت کو زیادہ فروغ دیا جاسکے۔ اور بیرونی تکنیک دسریہ پر جہاں تک ہر ممکن کم سے کم اخراج کیا جائے۔ صنعتی موجودات کے وقت عالمی معیار کے علاوہ ہمارے تعاون کو مد نظر رکھنا چاہیے تاکہ قومی حیثیت کو عالمی مسابقت میں ایک حصہ دار بنایا جائے۔ اس میں اچھی سوجھ بوجھ پیدا کی جائے تاکہ اس طرح کے حالات پیدا ہوں۔ خطوط حیثیت کے رجحان کی ہمت افزائی کی جائے تاکہ اجاہ داری سے شکر خانی و عوامی شعور کے درمیان صحت مند مسابقت پیدا ہو۔ ان تعاون کی کوششیں میں عوامی صنعتوں کے علاوہ خانگی شعبوں کو مزید مستحکم بنانے کا کام ماحول پیدا کیا جائے تاکہ یہ دونوں شعبوں میں ہر لحاظ سے دست و ترقی ہو سکے۔ موقتی اسکیمات کے تعلق سے یہ کہا گیا ہے کہ باریک بینی سے متحرک پروگراموں پر نظر رکھی جائے اور صحیح تالیمل پس انداز کی ادھر سرمایہ کاری کے رجحان کے مناسب کی بنیاد نہیں ہو سکتے مرکز دیاست کے درمیان منصوبہ بندی رجحان اور واسطہ اقدامات کا حوالہ دیتے ہوئے تجاویز میں کہا گیا کہ منصوبہ بند اہلکار کو سیاسی قیادت اور حکمرانوں کے ساتھ مل کر

ایسے افراد کو وسیع النظری کا مظاہرہ کرتے ہوئے متوقع اقدامات پر فوراً کرنا ہرگز  
علاوہ ازیں منصوبہ بند طریقوں کو درست دینا، صنعتی، سماجی منصوبہ بند خدمات کے  
ساتھ ساتھ مزدور تیار دستہ، کان اور سیاست دانوں کو بھی اپنی ذمہ داری محسوس  
کرنا چاہیئے۔ منصوبہ بند دستہ دیزلات کو عملی جامہ پہنانے سے قبل مرکزی حکومت  
اور ریاستی چیف منسٹر ہر دو کے لیے یہ قابل قبول اصلاح ہونی چاہیئے۔ منصوبہ  
بندی کے طریقہ کار کی کمزوریوں کو دور کرنے کے لیے بالواسطہ منصوبہ بندی

کو روپہ عمل لایا جائے۔ منصوبہ بندی کا سب سے بڑا مسئلہ اسکی عمل آوری ہے  
اور یہ منصوبہ بند طریقوں کو بالواسطہ بنانے مقامی حالات کے تابع رکھنے سے  
حل ہو سکتا ہے۔ مزدور تیار دستہ کی بات کی ہے کہ کل نظام کو ہادی نظری سے  
دست دینے کے لیے اس میں سرعت پیدا کی جائے۔ اور منصوبہ بند  
طریقہ کار کو باعمل بنانے میں سیاسی احساس کی بھی ضرورت ہے۔

# لفظوں کی خوشبو

یہ خوشبو یہ مرے لفظوں کی خوشبو      سنہرا تپس ہے جام دسبو کا  
نہیں ہے صرف عنوان سخن ہی      یہ خوشبو گیت ہے مرے لہو کا  
یہ خوشبو زندگی ہے شعریات کی      یہ خوشبو غلبہ حسن بیاں ہے  
شفق بھی ہے یہی توں دھڑج بھی      اسی میں رنگ ماہ دکھشاں ہے  
اسی خوشبو کے سانسوں کی لطافت      مسطر کر گئی بزم سخن کو  
اسی خوشبو کے دلکش پیرہن سے      سجاتا ہوں تحفہ کی دہن کو  
یہاں ہے ہمسر حسن خیاباں      یہی راز جمال ہمنشیں ہے  
مرے متنی بھرے لفظوں کی خوشبو      بہار بے خزاں سے بھی حسیں ہے  
یہی خوشبو شراب شاعری ہے      کئے آباد جس نے بادہ خانے  
لکھے ہیں آئینوں کی جبین پر      اسی نے میرے تشنہ لب فلانے  
مقدس آگ ہے یہ زندگی کی      جوانی کا نیا فرماں بھی ہے  
یہ خوشبو ہے تلک خاک وطن کا      شہیدوں کے لہو کی آن بھی ہے  
غردسں شعر ہے اس پر نچھادر      یہ خوشبو ہے کہ خواب فکر دفن ہے  
یہاں خوشبو ہے گجراگیسوؤں کا      یہی خوشبو غزل کا پیرہن ہے  
یہ خوشبو تیرد غالب کی امانت      زمانے کے حوالے کر رہا ہوں  
یہ خوشبو وہ خزانہ ہے کہ جس سے      میں ہر شاعر کا دامن بھر رہا ہوں  
اٹھی ہے داد کی دھڑکی سے لیکن      خوشما کے بادہ خازن تک اٹھے گی  
ابھی تو شاد سے منسوب ہو کر      یہ خوشبو آسمانوں تک اٹھے گی  
یہ خوشبو ہے بہار جادواں بھی  
اسی کا نام ہے اردو زبان بھی

ہر بھگوان شہاد

سب ایڈیٹر روزنامہ "ہندسہاار"  
جاندھر، پنجاب





## سب سے بڑی جمہوری طاقت

یہ سب کیا ہیں؟ میری کتابِ دل کے درق ہیں :  
 جن کے پیچھے گوتم، گاندھی، نہرو اور آزاد چھپے ہیں  
 گنگا، جمن، تاج، ایورا، چامینارا  
 مسجد، مندر اور کلیسا سب کی دعا ہے  
 ہندو مسلم سکھ عیسائی سب میرے ہیں  
 میں سب کا ہوں  
 میں وہ کتابِ دل ہوں جس کو درق درق : نیا پڑھتی ہے  
 میں ہندی ہوں، ہندوستانی : بھارت نام ہے میرا

دنیا کے پھیلے نقشے میں اک شاداب جزیرہ ہوں  
 سب سے بڑی جمہوری طاقت اور انمول سا میرا ہوں

میں وہ کتابِ دل ہوں جس کو  
 درق درق پڑھتی ہے دنیا  
 طرزِ جہاں بانی جمہوری  
 میری نظر میں ملے انسان بھائی بھائی، شیر و شکر  
 مکتب، دفتر، کام گھروں اور کھیتوں میں  
 زینہ زینہ، قدم قدم خوش حالی  
 جنگل، صحرا، باغ، بھینچے  
 روشن روشن جیسے دریچے  
 علم کی دیوی مندر، مسجد، جوت، بنگلے  
 دین دھرم پھیلاے  
 گیانی اپنے دھیان گیان سے بھارت کو اونچالے جاے  
 دھرتی سے آکاش پہنچے اور اپنا چپم لہرا دے

عظیم الرحمن عظیم  
 سلطان شاہی ریزر سہدر  
 حیدرآباد ۵۰۰۲۶۵

# ابھی انسان زندہ ہے

خاک میں لی جاتے ہیں۔

۱۹۳۷ء کا سال کیا آیا کہ ہندوستان کی سرزمینِ انسانی خون سے ایسی بھائی کہ آسمان تک اس کی لالی سے سرخ ہو گیا۔ آدم زاد خونخوار درندوں نے ماڈن بہنوں، بیٹوں اور معصوم بچوں تک کے لہو سے اپنے ہاتھ رنگ لیے۔ لاکھوں انسان بے گھر ہو گئے۔ ہزاروں خاندان لٹ کر بچھڑ گئے اور ان کا آنکھوں کے سامنے ان کے چاہنے والے ذبح کیے گئے۔

تقلِ دُخون کی جو ہولی کھیلی گئی تھی وہ ان ہی کا کارنامہ تھا۔ وہ انسان جو اپنے آپ کو اشرف المخلوقات کہتا ہے اور اپنے کو حیوانوں سے بالاتر سمجھتا ہے مگر اس وقت نہ کوئی کسی کا ہمدرد تھا نہ دست، نہ برادرِ صوفی کا پاس تھا نہ عورتوں کی محبت، نہ عفت کی لاج کا لحاظ تھا نہ بچوں کی معصومیت کا خیال۔ بس صرف ایک حیوانی بربریت کا جذبہ کارفرما تھا "انعام" وہ ہندو ہے۔ "وہ مسلمان ہے اور" وہ سکھ ہے۔ اور اسے زندہ رہنے کا کوئی حق نہیں ہے۔ مرتے والوں کا دلگراش چرخوں اور سیکی آہوں سے نغمائیں گزرا تھیں اور آسمان تھرا اٹھا۔ لاشیں تڑپتی رہیں..... مشرق رہیں اور انسانی خون کی ندیاں بہتی رہیں۔

ہر فرقے کے رہنما مسلمانوں کے لیے منیتیں کرتے رہے، صبرِ مستعانت سے کام کرنے کی التجائیں کرتے رہے اور بھائی چارہ، یں و سلاپ، قوی، بھتی کی تلقین

گہری سیاہ رات کے اندھیرے میں ہر پھیل کی سفید عالی شان عمارت پر اسرارِ دیران قبرستان کی طرح خاموش تڑپتی اور سسکتی روجوں کی طرح چرخ ہے تھے، کچھ دم توڑ رہے تھے اور انہیں کے قریب ایک بستر پر ہوا اپنی فشر انہوں کو ہمارا کرنے کا کام کو شش کر رہی تھی۔ اس کے معصوم چہرے اور مون میں بے کراں غم اور بے پایاں افسوس اور کرب چھایا ہوا تھا، مکمل سا مملک کی بیٹیوں سے لپٹا تھا جس کے اندر سے بے انتہا تعقی نکل رہی تھی جیسے دُہا کی شری ہوا لاش ہو۔ جسم بخارِ کثرت سے تپ رہا تھا اور ہند لہو کیوں پڑا تو منہ تھ۔ شاید وہ چند ساعت اور یونہی سسکتی اور ایکسے تڑپتے تڑپتے دم توڑ دے گی..... اور اس کی لاش بھی باقی زخمی اور گھائل دلوں کی طرح کسی دیران قبرستان میں سپردِ خاک کر دی جاگی۔ اس سے پہلے لاشیں خزانوں میں مٹی کے پیچے دفن کی جا چکی، تاکہ ان کا لوفغا کو سکدر نہ کر سکے۔ رات کے دیران ندیوں میں یہاں ابدی نیست سوسنے والوں کے لیے نہ کسی کے دل سلگتے ہیں، کی آنکھیں اشکبار ہوتی ہیں۔ نہ کوئی شمعیں روشن کرتا ہے اور نہ ہی کوئی ہنے دا پھل بڑھاتا ہے..... یہ بیکسی کے مزار اور دیران کھنڈ بن چاندنی راتوں میں ہی روشن ہوتے ہیں..... اور چمکتے ہوئے نئے نئے جگنو جھنکی برٹی بقیہ روجوں کی طرح مکر یا کرتے ہیں۔ اور پھر اسی

کہتے رہے۔ مگر انسان انسانیت کا دامن داغدار کرتا رہا۔ گھر جلتے اور لٹتے رہے اور انہیں جلتے اور لٹتے گھریلوں کے درمیان ہوا کا پھر ٹاسا گھر تھا اور اس کے ساتھ نریش باؤں کا مکان تھا۔ جب ..... گھر زبیر آتش ہو گئے اور ان کی دنیا ان کا آنکھوں کے سامنے جل کر رکھ کا ڈھیر بن گئی تو سینے کے اندر کا ناسور آنکھوں سے بہ نکلا۔ نریش باؤں جن کے کردار میں زشتیوں جیسی پاکیزگی تھی، جن کی زندگی کا ہر لمحہ ہر پل دوسروں کی خدمت اور بہبودی کرنے میں گزارا تھا، جنہوں نے دوسروں کی تکالیف، ڈنگ اور درد و درد کرنے کے لیے بے خواب راتیں گزار دی تھیں۔ ان کے غم کو اپنا غم سمجھا تھا، اپنے دامن سے اشکبار آنکھوں کو خشک کرتے تھے، جن کی زندگی کا مقصد صرف محبت، خلوص اور پیار تھا۔ وہ نریش باؤں جو روزانہ بچہ مچتا پڑھتے تھے اور قرآن پاک پر اعتقاد رکھتے تھے۔ پیغمبر اسلام کی دل سے عزت کرتے تھے۔ وہ نریش باؤں انسان نہیں فرشتے تھے۔

ہمنا چھپیں ہی سے سال کی محبت سے محروم تھی۔ اس کے باپ یوسف نے اس کو ایسی محبت اور شفقت سے پرورش کیا کہ اس نے کبھی سال کی آغوش اور محبت کی کمی کو محسوس نہیں کیا۔ جس دن وہ بیوی کو دفن کر کے غلگین اور خستہ محل کیلے گھر میں داخل ہوا تھا اس وقت بھی نریش باؤں ہمتے اس کو اپنے سینے سے لگا کر اپنے دامن سے اس کے آنسو خشک کیے تھے، اسے مبرک تعلقین کی تھی اور بھرائی ہوئی آواز سے کہتا تھا۔

”اللہ کی رحمت سے بلا کس ہونا گھرا ہوں کا کام ہے۔ اس کی رضا اور مشیت کے آگے انسان لچا رہے۔ موت ایک ایسا جبر اور ایک ایسی حقیقت ہے جس کے اعتراف میں ہمارے سرنگوں ہیں۔ آج بھائی زندہ ہیں ہیں مگر اللہ کی امانت اور یادگار ہوتا ہمارے پاس ہے۔“

اس وقت یوسف نے اپنا آنسوئل سے بھیجا ہوا چہرہ نریش باؤں کے چہرے پر رکھ دیا۔ ..... اور سبک اٹھا۔ سہمی ہوا باپ کے سینے سے چٹ کر جک جک کر رہا دی۔ البیڑی اہی کو کہاں چھوڑ کر چلے آئے ... میری اہی کب واپس آئیں گی؟“ یوسف نے بھی کو چٹا جواب دیا تھا۔ ”تمہاری اہی ہم سب سے روٹھ کر اللہ کے پاس چلی گئیں ہما۔ اب وہ کبھی نہیں آئیں گی۔ جب ہما

اور زیادہ رونے لگی تو نریش باؤں نے بھی کو اپنا گود میں اٹھالیا اور پیار سے بولے ہما بیٹی ایسے نہیں روتے ہیں لال ابھی میں تو زندہ ہوں۔ آؤ میرے گھر چلو۔ میرے ہوتے ہوئے میری بیٹی کا آنکھ سے ایک آنسو نہیں بہے گا۔“ وہ ڈری اور غم کی ماری ہما کو گد میں لیے اپنے گھر چلے گئے۔ اپنے ہاتھوں سے انہوں نے اس کا منہ دھلایا۔ اچھے ہوئے بالوں کو سلجھایا اور ہلکا ہلکا اسے کھانا کھلایا۔ پھر وہ ان کے سینے سے لگی ہوئی اور وہ ہما کو اپنے گلے سے لگا کر دیوار کے سہارے گھنٹوں بیٹھے رہے۔ جیسے وہ ان کے جسم کا ایک حصہ تھی۔ وقت تیزی سے آگے بڑھتا رہا۔ .... اور ہما رست اور نریش باؤں کی محبت میں دن بدن پر دان چڑھتی گئی اور پھر وہ دل جلا دیتے والا ستبر ۱۹۴۷ء آیا۔

تقیہم ہند کے بعد فسادات، ظلم و تشدد، بربریت، قتل اور خون کا بازار گرم ہو گیا ہر طرف انک تارکیاں چھا گئیں اور مادرِ وطن کی سرزمین انسان کے لبو سے سرخ ہو گئی۔ جب خون کی لالی اور آگ کے شعلے یوسف اور نریش باؤں کے محلے تک آپہنچے تو یوسف نے گھبرا کر نریش باؤں سے کہا ”نریش بھائی“ اچھے اپنی زندگی کی تو کوئی پروا نہیں ہے اور نہ ہی موت سے میں ڈرتا ہوں۔ ہاں اگر فکر اور پریشانی ہے تو وہ موت ہما کی ہے۔ اس کی میں کیسے حفاظت کر سکوں گا؟ کہاں اسے لے جا کر چھپا دوں کہ میری بیٹی کو کوئی آپہنچ نہ آئے؟ اب تو ہمارے محلے میں بھی آتش زنی اور قتل کی واردات ہونے لگی ہیں۔“ نریش باؤں نے بعد والے اور مسانت کے ساتھ یوسف کو یقین دلایا تھا ”یوسف جیسا تم بے فکر رہو۔ جب تک میری جان میں جان باقی ہے۔ کوئی ہما کی طرف آنکھ اٹھا کر بھی نہیں دیکھ سکتا ہے اور اگر وہ منحوس ساعت آجھی جاوے تو تم دونوں پر کسی قسم کی آپہنچ آنے سے پہلے میں اپنا جان کی بازی لگا دوں گا۔“ یوسف نریش باؤں سے لپٹ کر رہ دیا۔ بھائی لالہ اب نہ کہو۔ میں زندگی میں کبھی تمہاری محبت استہار اور ہمدردیوں کا بدلہ اتار نہیں سکتا اور نہ ہی میرے پاس وہ الفاظ ہیں جن سے تمہارا شکرت ادا کر سکوں کیونکہ جذبات کی صحیح ترجمانی کرنے سے الفاظ قاصر ہیں۔ تم انسان نہیں انسان کے روپ میں فرشتے ہو“ نریش باؤں نے اپنی تم انکھیں خشک کرتے ہوئے آہستہ سے کہا ”یوسف یہ تو ایک ادنیٰ انسان فی حقیقت ہے جو ہم ایک دوسرے کے ساتھ

خلوص و محبت برتتے ہیں۔ ایک دوسرے کے دکھ، درد اور غم میں شریک ہوتے ہیں۔ اگر انسانیت کا فرض ادا کرنے میں میری جان بھی کام آجائے تو مجھے اس نیت پر فخر ہوگا۔ یوسف نے محسوس کیا جیسے آسمان سے کوئی نرستہ زمیں پر اتر آیا ہو۔

اور وہ اس سے حکام پر

پھر..... دلوں کو ہلادینے والی وہ سیاہ، بھیانک اور غریب رات آگئی جب ایک وحشی، مجرم نے یوسف کے مکان پر حملہ کر کے مکان میں آگ لگا دی۔ اس لمحے وہاں بہا اور یوسف کے علاوہ اور کوئی نہ تھا۔ وہ دونوں ڈرد و خوف سے لرز اٹھے۔ ہراسہ میں رہ کر باپ کی چھاتی سے چٹ کر پلک اٹھی۔ باہر ایک شور برپا تھا۔ اور اس خد میں یوسف نے نریش بالہ کی آواز سنی وہ بیچ بیچ کر کہہ رہا تھا ”یوسف بھائی! انہیں میں آگیا ہوں۔ باہر مت نکلا۔ جب تک میں نہ کہوں“ میں آگ بجھا رہا ہوں میرے بھائی“ پھر کئی لوگوں کی فیسے سے ہر ایک ساتھ آوازیں گونج اٹھیں۔ ”تم آگ نہ بجھاؤ نریش ورنہ اچھا نہ ہوگا۔“ اندر سے یوسف نے چیخ کر کہا۔ ”نریش بھائی آپ کو واسطہ خدا کا یہاں سے چلے جائیے میں آپ سے الٹھا کرتا ہوں“ اور یوسف نے خود آگ کے ٹھکڑے کر چلتے ہوئے دروازے کے پٹ کھول دیئے۔ یوسف نے دیکھا نریش بالہ دروازے کی دہلیز پر سناپ کا مانند حفاظت کر رہے تھے۔ ہاتھ میں پانی کی بالٹی تھی۔ بال دیران اور چہرہ آنسوؤں سے تر تھا۔ دروازہ کھلتے ہی مجمع اندر گھس آیا۔ اور یوسف اور ہما کی طرف بڑھنے لگا۔ دیکھ کر نریش بالہ نے یوسف کو پیچھے ڈھکیں دیا۔ ہما کو اپنی بانہوں میں چھپایا۔ اندھیری رات میں چھریاں چمکیں۔ آہیں سنائی دیں اور مکان آگ کے سرخ شعلوں میں لپٹ گیا۔

کئی لاشیں خون سے نہال ہوئی زمین پر گر گئیں۔ اور ہر موت کا سننا، چھانکنا جب پڑسیس آئی۔ چلے ہوئے مکان کے دھیرے لاشیں نکال گئیں تو ان لاشوں میں سب سے پہلے لاش نریش بالہ کی تھی۔ ان کے سینے سے ایک سوسم خون میں نہائی ہوئی ماں کی بھی سسک رہی تھی جس کا چہرہ اس ہاتھ اب بھی نریش بالہ کے خون سے بھیجے بریختے ہاتھ میں اسی طرح مضبوط سے جکڑا ہوا تھا جس طرح زندگی میں انہوں نے تھا تھا۔ اور ان کے قدموں کے پاس یوسف کی لاش پڑی تھی۔

تینوں کے بہتے ہوئے خون مل کر ایک بڑے گئے تھے جیسے گھٹا اور جہاں !

تو کوئی نہ تھا، نہ کوئی انسان !!

صرف تین انسان، ان نیت، محبت اور بھائی کا بھی نہ تھے والا سینہ دور

گھٹے غور خواب تھے۔ اور آئندہ آنے والی نسروں کے لیے۔ ایک ایسے ناقابلِ فراموش جیسی جاگتی اور بے ہوش ہمارے جی جیسے کے بد بھی بکار بکار کر رہی تھی۔ ”ہم ایک ہیں۔ اور ہمیں موت بھی جدا نہیں کر سکتی۔“

سماجی برائیاں دور کرنا اور ملک کے

مفاد کے لئے

محنت کرنا ہمارا

سب سے بڑا فرض ہے

ماہنامہ آندھرا پردیش (اردو)

ذرا لائے صرف ۲ روپے، فی شاہ ۵۰ پیسے

اپنا ذرا لائے ذریعہ مئی آرڈر روانہ کیجئے۔ مئی آرڈر نامہ اطلاعات و تعلقات کے نام روانہ کیجئے۔ پتہ:- ڈائریکٹر انفارمیشن اینڈ پبلک ریلیشن حکومت آندھرا پردیش، مگر ہا کلبا، مکوم جاہی روڈ، حیدرآباد۔ ۵۰۰۰۰۱۔ ۵۔

# کے — بنام "قومی یکجہتی"

تو پھر کہیں کہ ایک ہیں

جس کو پہلے نفرتوں کی آن بان توڑ دیں

الگ الگ یہ راستوں پر ریگتے سے قافلے

قدم قدم سافروں کے ٹوٹتے سے حوصلے

جو ریگتے سے قافلے ہیں

تو پھر کہیں کہ ایک ہیں

اک ڈگر سے جوڑ دیں

ٹوٹتے سے حوصلے ہیں ۔

یہ شہر شہر خون کے بہاؤ میں بسا ہوا

یہ گھاؤں گھاؤں آپسی تناؤ میں کسا ہوا

یہ خون کے بہاؤ کی

تو پھر کہیں کہ ایک ہیں

کلاٹیاں مردوڑ دیں

یہ آپسی تفت ڈکی ۔

گلی گلی ٹوٹتی گھٹائیں لوٹ مار کی

بمبارنگوں میں ڈولی ہوائیں انتشار کی

یہ لوٹ مار کی گھٹا

تو پھر کہیں کہ ایک ہیں

سندردوں میں چھوڑ دیں

یہ انتشار کی ہوا ۔

یہ آدمی سے آدمی کی ڈوریاں یہ کھائیاں

یہ اپنے ہاتھ سے تباہ ہو کے پھر ڈہائیاں

یہ ڈوریاں یہ کھائیاں

تو پھر کہیں کہ ایک ہیں

اٹھو اٹھیں جنم جوڑ دیں

یہ چیخ یہ ڈہائیاں ۔

یہ سوکے سوکے پھول پھر بہار کی جوانیاں

یہ جھلے جھلے رنگ روپ باغ گانٹنیں

جوانیوں کے جام میں

تو پھر کہیں کہ ایک ہیں

مجھتیں پنچوڑ دیں

نٹنیوں کا شام میں

# تو اے وقت (قومی بحیثی کیلئے)

خود جاگنے کا سب کو جگانے کا وقت ہے  
انسان کی غفلتوں کو بڑھانے کا وقت ہے  
اخلاص سے دفا سے مردت سے بیار سے  
مرکز گریز یوں کا نتیجہ ہے انتشار  
ماضی کا طرح حال میں ہو جایش ایک ہم  
ہم سے ہماری راہبری کہہ رہی ہے آج  
اک دوسرے کے غم کا مداد کریں ہم آج  
ان نیت کے فرض کو ان ادا کرے  
ہر سمت آسے ہیں نظر موت کے قدم  
آواز پر ضمیر کا چلتا ہے پھر ہمیں  
امن دسلامتی میں ہی دنیا کا ہے بعت

اٹھو کہ ناز زیت اٹھانے کا وقت ہے  
آئیٹہ شعور دکھانے کا وقت ہے  
بچھڑے ہوئے دلوں کو ملانے کا وقت ہے  
مرکز پہ اپنے آپ کو لانے کا وقت ہے  
اس دیش کو نمونہ بنانے کا وقت ہے  
بھٹکے ہوؤں کو راہ پہ لانے کا وقت ہے  
کل کیا ہوا تھا اسکو بھلانے کا وقت ہے  
بغض دحد کو دل سے مٹانے کا وقت ہے  
آؤ کہ زندگی کو بچانے کا وقت ہے  
کھوئے ہوئے سکون کو پانے کا وقت ہے  
دنیا کو امن دوست بنانے کا وقت ہے

سائنس بدل رہے ہیں تفت فعیات کے

یہ وقت اپنے ہر ش میں آنے کا وقت ہے

سلگتی ہوئی ساعتوں میں  
نیا رنگ آنے لگا ہے  
بہار آشنا آرزو پنکھ پھیلا رہی ہے  
تنہا کی شاداب وادی سے ہو کر  
کوئی آپسرا رنگ اور نقش کے مرمی جسم میں  
مضد دنگ کا بوس پہنے ہوئے  
زمینہ صبح پر روشنی کے سہارے کھڑی ہے

نئے سال کی ساعت خوش نگاراں  
میرے دیس کے بام و در ' ہر مکیں کو  
مست ، خوشی ، شادمانی کے تحفے  
عطا کر رہی ہے ، عطا کر رہی ہے  
چادلوں کا وطن ، پیار کا دیس میرا  
ترقی کے جادہ پر مغم سفر ہے  
مبارک ، مبارک نیا سال سب کو

سلگتی ہوئی ساعتوں میں  
نیا رنگ آنے لگا ہے

عطیہ شہناز



سَ لَ نَ و

آندھرا پردیش کے اضلاع میں

سیلاب اور بارش

کی تباہ کاریوں سے متاثرہ ہزاروں عوام

کی مدد کیجئے اور اپنے

عہدہ

پہنچے، منسٹر ریفرم فنڈ

کے موسومہ رٹانہ کیجئے



اے مادر ہندوستان، اے میرے پیارے وطن  
 ہیں محبت کے امیں یہ تیرے گنگ دھمن  
 ہے ہمالیہ تیری عظمت کا نشان  
 تیری دریاؤں میں بہتی چسپا ندی  
 دادیاں گلپوشش تیری دل کش  
 ہے دھنک بکھری ہوئی یا پھول بن  
 اے مادر ہندوستان اے میرے پیارے وطن  
 تو سرور کینی دیکھت ہے  
 عالی و آزاد تیرے مدح خواں  
 ہر ذرہ تیری خاک کا اک دیوتا  
 تو ترانے میں ہوا، اقبال کے جلوہ نگین  
 اے مادر ہندوستان اے میرے پیارے وطن  
 کیوں بھلا ہم نام مذہب پر لڑیں  
 نفرتوں کی دل میں شمعیں کیوں جلیں  
 دُور ہم ہر اک تعصب سے رہیں  
 دل میں ہو دریائے الفت موج زن  
 اے مادر ہندوستان، اے میرے پیارے وطن

# اے مادر ہندوستان

ہر شہر، ہوشہر اماں آشتی ہو کو بہ کو  
 عزت و ناموس قائم ہو سلامت آبرو  
 نام کچھ ہوں سرخ ہے سب کا ہو  
 عام ہو پھر آدمیت کا چلن  
 اے مادر ہندوستان، اے میرے پیارے وطن  
 ہیں محبت کے امیں یہ تیرے گنگ دھمن

وحید انجم  
 لکھنؤ اردو گزٹ ہوائی کالج  
 یاد گیارہ ۵۰۵۲۰۱

# دوستی

اٹھتا اور اپنے حصے کا کھانا اسے دے دیتا۔

”مجھو جیسا! تمہارے بالو بہت اچھے ہیں۔ اپنا کھانا وہم میں  
کھلا دیتے ہیں“

”مجھو جیسا! تمہاری ماں تو دیوی ہے دیوی۔ آج وہ نہ ہوتی تو میری  
کوکہ اُڑ گئی ہوتی۔ بھگوان اسے سدا سہاگن رکھے۔ صفدر خاں ہمیشہ زندہ رہے“

گائتری دیوی نے ہاتھ اٹھا کر دعا کی تو جمید بیچ میں بول اٹھا۔

”گائتری ماں! خدا سے کہو کہ میں بھی سدا سہاگن رہوں“

آنسوؤں سے منہ دھوتی گائتری جمید خاں کی معصوم بات سن کر ہنس پڑی

روٹی اٹکھیں اور ہنستے ہوئی ہنٹوں کو ہم آہنگ دیکھ کر مجھو حیران ہو گیا۔

”کیوں ہنستی ہو ماں؟“

”جیسا سہاگ تو عورتوں کا ہوتا ہے۔ بھلا مردوں کا سہاگ کیسا“

”تو پھر تیرا سہاگ کہاں ہے گائتری ماں؟“

”میرا سہاگ! —“ ”یہ تم نے کیا پوچھا مجھو جیسا —! کیوں پوچھا؟“

”میرا سہاگ تو کبھی کا اجڑ چکا۔ میں ایک لٹی پٹی ابھان ہوں مجھو جیسا۔“

وہ چیخ چیخ کر رو پڑی۔

”کیوں روتی ہو گائتری ماں۔ چپ ہو جا۔ اب سے نہیں پوچھوں گا۔ کبھی نہیں

پوچھوں گا۔ یہ نے اپنے ننھے ننھے ہاتھوں سے جمید خاں نے پیلا پٹ اپنے کھال

پیشے لے۔ بچے کی معصوم حرکت پر نہ صرف روتی پٹتی گائتری کو ہنسی آگئی بلکہ

عدت بھی شاید مسکرانے لگی تھی۔ یکایک ٹھنڈی ہوائیں چلنے لگیں۔

”وہ آٹھ برس کا تھا بزرگ جب اس کے گاؤں میں کال پڑا۔ ایک لیک کر کے

ڑل کے سارے لوگ مدد کی تلاش میں شہر کی طرف منتقل ہو گئے۔ ان ہی میں

ن کا باپ بھی تھا۔ سفید مل کا کرتا۔ اور سفید جھاگ اگلی کلفت کی دھوٹی

ہنے بائیں ہاتھ میں دھوٹی کا کٹناہ تھا اسے اور ہم فیم کرتی کا پوری چل پہن

وہ گاؤں کی سسنان کلیوں میں سے گذرتا تو لوگ پہچان لیتے کہ صفدر خاں

ارہا ہے۔ گاؤں میں اس کی بڑی عزت تھی۔ وہ ہر ایک کو اپنے باپ کو جھک

مل کر سلام کرتے ہوئے دیکھتا تو فخر سے سینہ پھلایا۔ گاؤں کے چھوٹے

بے سب ہی اسے مجھو جیسا پکارتے تھے۔ شاید گاؤں والے ایسا پکارنے کو

زت افزائی سمجھتے تھے ہوں۔ اگر کسی نے اسے اس کے نام سے پکارا تو

اس کا دادا تھا جو اسے جمید خاں کہہ کر پکارتا۔ گاؤں ویران کہنے والوں

صفدر خاں روکتا رہا۔ منع کرتا رہا۔ مگر کسی نے اس کی نہیں سنی۔ ہر

بم کو اپنے پیٹ کی لگی تھی۔ سب چلے گئے مگر صفدر خاں نے تنہا

اؤں میں رہنے کو ترجیح دی۔ اب وہ تنہا گاؤں کی عورتوں اور ننھے بچوں

رکھوالاتھا۔ گاؤں میں کسی بچے کو بخارا آتا تو صفدر خاں رات رات

مرویدوں اور حکیموں کی کلیوں کے چکر کاٹتا دکھائی دیتا۔ کسی کا بیہ

موکوں بلکہ اٹھتا تو صفدر خاں پریشان منڈلاتا دکھائی دیتا۔ اگر کسی

ن بہن کی گودا جڑ جاتی تو اپنی جان کی دہائی دے دے کر انھیں صبر کی

قین کرنے والا صفدر خاں ہوتا۔ جمید یہ سب دیکھ کر حیران ہوتا۔ کبھی

بھی کسی ننھے منے کو جھوک اور پیاس سے ترپتا دیکھتا تو خود بھی رو

”دل چھوٹا کیوں کرتی ہو جو کی ماں۔ میں تھوڑے ہی وہاں رہنے کے لئے جا رہا ہوں۔ میں تو صرف نکاڑوں کے مردوں کو ان کی عمر توں کے بیغلام دے کر واپس لوٹ آؤں گا۔“

ماں کا سہاگ اجڑ جائے گا نا۔۔۔!!

مجنونہ معصومیت میں کہہ دیا مگر اس کے الفاظ ماں کے اعصاب پر تھوڑے  
کی طرح برسے اور انھوں نے شدت غصے اور غضب سے ایک طمانچہ اس  
کے کان پر کھینچ مارا۔ ایسا کہ گلابی کال لال ہوا اٹھا اور پانچوں انگلیاں ابھر  
اٹیں۔ بچہ جھلک جھلک کر رونے لگا۔

”یہ تم نے کیا کیا مجھ کی ماں! چھوڑنا چھوڑ۔ اسے ابھی کیا پتہ کہ کیا کہنا چاہیے  
اور کیا نہیں۔ کسی سے سنا ہو گا تو کہہ دیا۔“

”ماں! کاتری ماں کہتی تھیں۔ اس کا سہاگ شہر گیا اور اجڑ گیا۔“ مجنونہ اپنا  
سہاگ سہلاتے ہوئے کہا تو چھتا بری طرح ٹپ۔ پچھتاوا آنسوؤں میں ڈھل  
گیا اور پھر ماں بیٹا دونوں ایک دوسرے سے لپٹے دیر تک روتے رہے۔  
صفدر رجاں سے یہ سب دیکھنا نہ گیا۔ آنرا انھوں نے فیصلہ دیا کہ وہ شہر تو  
خروج جائیں گے کیونکہ وعدہ کئے ہوئے ہیں۔ مگر۔۔۔۔۔ اکیلے نہیں سب  
کو ساتھ لے کر۔

سفید چادر سے اپنے جسم کو ڈھکی مجھ کی ماں اور مجھ اپنے باپ کے  
ساتھ ریل سے اتر کر زندگی میں پہلی بار روشنی میں نہایا ہوا دیکھے تو کھلکھلا پڑے  
”اے جی۔۔۔ کتنا خوبصورت ہے شہر۔۔۔!!“

”ہاں! یہاں تو بس روشنی ہی روشنی ہے۔ اندھیروں کا نام و نشان نہیں۔  
یہاں جو کھلاں کو چارواشی کے لوگ کھاڑی سے مارکیں۔ باپ یہاں اتنی روشنی  
ہے کہ کبھی چوری نہیں ہوتی ہوگی۔“

صفدر رجاں کے ہونٹوں پر ایک طنز یہ مسکراہٹ ابھر کر مٹ گئی۔ کتنے معصوم  
بہوتے ہیں یہ گاؤں والے۔ انھیں کیا پتہ کہ شہر نگاراں کی روشنی آنکھوں کو  
غیرہ کرنے والی روشنی ہوتی ہے۔ یہ روشنی اندھیروں کو چاٹ تو لیتی ہے مگر غم  
کرنے والی پاتی۔۔۔۔۔ اور اندر ہی اندر یہ اندھیرے کسی ناسور کی طرح پک  
کر پھٹ پڑتے ہیں تو بس۔۔۔۔۔ سارے شہر میں گھپ اندھیرا ہوتا ہے۔  
آہ دہلا کی آوازیں، اللہ اکبر کے فریادیں اور بچوں کی سیٹیوں سے فضا لرز اٹھتی  
ہے۔ اخبار میں موٹی موٹی خبریں چھپی ہیں کہ بجائی نے بجائی کو مار ڈالا۔۔۔

باپ نے بیٹے کو قتل کیا۔ مسجد کے خیر مند کے کلس سے ٹکرائے۔۔۔

اور۔۔۔ نہ جلنے کیا کیا ہوا۔ گیت کی عزت کے لئے زمین کا سہاگ لٹا۔  
مذہب کے نام پر گودیوں سوئی ہوئیں۔ وہ مذہب جس کی گودی میں پل کر  
تہذیب جوان ہوئی اسے خود مذہب کے رکھوالوں نے فوج کھسوت کر  
عریاں کر دیا۔ تہذیب کی عصمت ریزی ہوئی اور خون رس رس کر  
نئی نوع انسان کے احساس میں گھل گیا اور پھر۔۔۔ انسان درندہ  
بن گیا۔ ماں کے سینوں سے چھٹے شیر خوار بچوں کو کھینچ کر ان کے سامنے  
کاٹا گیا۔ مارے دہشت کے معصومیت کے صورت پھوٹ کر بیچے  
اور سوکھ گئے۔ ماؤں کے کوکھ اجڑ گئے۔ چھاتیاں سوکھ گئیں۔ پھر ایک  
نئے ہنگامے کی امید لئے شہر دوسری بار روشنی سے آراستہ  
ہو گیا۔ ”یہ ہے اس شہر نگاراں کی کہانی۔ یہ گاؤں کے معصوم لوگ  
کیا سمجھیں“ صفدر جنگ نے بے خیالی میں زور سے کہہ دیا اور خود ہی  
اپنی بے خیالی پر ہنس دیا۔

”کیوں جی ہنس کیوں رہے ہو۔۔۔؟“

”آں۔۔۔ ہوں ہوں۔۔۔ کچھ نہیں۔ کچھ نہیں۔ بس یوں ہی کچھ یاد آگیا  
تھا۔“

گاؤں سے شہر آئے صفدر رجاں کو کئی برس ہو گئے تھے۔ ایک توان  
کی بیوی کو شہر کی زندگی پسند آگئی تھی اور دوسرے مجھ کی پڑھائی خوب  
چل رہی تھی۔ ایک دو بار گاؤں گئے بھی مگر اپنی ضروریات کی چند  
چیزیں لے کر اور سارے زمینات قولی پراٹھا کر جلد واپس لوٹ  
آگئے۔ گاؤں سے اناج آجاتا تھا اور چھوٹے موٹے کام کر کے صفدر  
خاں روزانہ آمدنی کو برابر کر لیتے۔ اب ان کے ذہن پر عرف مجھ کی  
پڑھائی کی دھن سوار تھی۔ وہ اسے پڑھا لکھا کر بہت بڑا افسر  
بنا نا چاہتے تھے۔ ویسے بھی گاؤں کی زندگی اور ذمہ داریوں سے وہ  
کچھ آوب سے گئے تھے۔ دن گزرتے رہے اور مجھ کی عمر میں دن  
جیسے اور سال شامل ہوتے رہے۔ پندرہ سولہ برس میں قدم رکھتے

رکھتے محبوبان کا کٹیلہ جوان بن گیا۔ اس کا پٹھان خون خوب رنگ لایا۔ اپنے بیٹے کا کسا ہوا جسم اور خوبصورت جوانی دیکھتی تو ماں خوشی سے جھوم جھوم اٹھتی۔

”اے جی دیکھتے ہیں اپنا محبوب جوان ہو گیا ہے۔!“  
 ”ہاں دیکھ تو رہا ہوں جو کہاں۔ جو کو دیکھ کر مجھے اپنی جوانی یاد آ رہی ہے۔ کیسا سببلا کٹھلا جراتھیں۔“  
 ”مغدرخان ذرا سنجو جو کہ کچھ لگا تو ماں بیچ ہی میں سے لے اڑی۔“  
 ”اے چوڑو بھی۔ بڑھاپے میں یہ چہل زیب نہیں دیتی۔“

و بھی دام بڑھاپے میں جوانی کی یادیں ہی تو بڑھاپے کو سہارا دی ہوئی  
موتی ہیں۔ جوانی بڑھاپے کا ماضی ہے اور ۔۔۔۔۔ اور انسان اپنے ماضی  
کو کبھی فراموش نہیں کر سکتا۔ کبھی کبھی پچھلی باتیں یاد آتی ہیں تو دل بے چین  
ہو جاتا ہے۔ میں اپنی ماضی کو ہرگز نہیں بھول سکتا۔ میں ہی کیا کوئی بھی  
نہیں۔ ہاں وقت کے ساتھ ساتھ اس کی شدت میں فرق ضرور پڑ جاتا  
ہے۔ یادوں کے اس دئیے میں کچھ روغن ابھی باقی ہے۔ نہ جانے  
کب یہ روغن ختم ہو جائے اور کب دیا بجھ جائے۔ جو کیا ماں کبھی  
گھاؤں بہت یاد آتا ہے۔ جلنے گھاؤں کے چھوٹے بڑے سب کیسے  
ہوں گے۔! بھرت کی ماں زندہ ہوگی کہ نہیں۔ نف ہے میری زندگی  
پر۔ کسی کے کچھ کام نہ آؤ تو پٹھان کی زندگی میں باقی رہتا ہی کیا ہے۔  
”ارے تو تم اب کون سے جوان بیٹھے ہو جو دوسروں کے کام آتے پھرو۔  
اب تو وقت یہ ہے کہ خود اپنا بوجھ اٹھائے نہ بنے۔“

”ہاں تم ٹھیک کہتی ہو۔ اپنا مجھ بھی تو۔۔۔۔۔“

”اے جی میرا مجموعہ لکایا ہوا ہے ابھی تک نہیں آیا۔ دل ہولی کھار یا ہے سنا ہے جمعہ کی نماز میں مکہ مسجد میں کچھ گڑبڑ ہو گئی۔“ کسی نے اقواہ پھیلا دی کہ نماز کے دوران کسی غیر مسلم نے شرارت کی۔ پھر کیا تھا نماز کے بعد مسلمانوں نے چار مینار سے ملحق مندر پر لوٹ پڑے۔ جواباً ہندوؤں نے مسجد میں گھس کر بے حرمتی کی۔ پھر تو لگتھم لگتھا ہوئی

اچھا خاصہ حکماء کھڑا ہو گیا۔ روپیش کی ماں آئی تھیں بہت خوفزدہ تھیں کہہ رہی تھیں کہ اس محلے میں زیادہ مسلمان ہیں۔ میں نے انھیں دلاسا دیا اور کہا کہ وقت آن پڑا تو ہم انھیں پناہ دیں گے۔

اے پناہ بھی کیا دوسروں کی عزت کے لئے ہم اپنی جان تک دیدیں گے  
اگر ایسا نہ کریں تو ہم اپنے آپ سے شرمندہ رہیں گے۔ بات دراصل یہ ہے جو کسی مان کوئی مسلمان جان بوجھ کر کسی ہندو کی جان نہیں لیتا۔  
اور کوئی ہندو خواہ مخواہ ہی کسی مسلمان کی عزت پر حملہ نہیں کرتا  
فسادیوں کا سپچ پوچھو تو کوئی مذہب نہیں ہوتا حالانکہ لوگ کہتے ہیں  
فساد کی بنیاد مذہب پر قائم ہے میں تو کہوں فساد کی بنیاد دوسرا اصل وہ  
غاصب و حاسد جذبہ ہے جو مل بھر میں انسان کو انسان سے درندہ  
بنادیتا ہے اور انسان وہ سب کچھ کر گذرتا ہے جو خود اسے اپنی نظر  
میں ذلیل کر دیتا ہے۔ جیلا تم ہی دیکھو مسجد کی اینٹوں کی حفاظت  
کے لئے حریف برادری کی اینٹ سے اینٹ بجا دینا کون سی شرافت  
ہے ۔۔۔۔۔۔ "سنو تو شاید پڑوسن پہلار ہی ہے" صفدر خاں اپنی  
دانت میں اپنی بیوی کو مغلّٰین کر دیا تھا۔ مگر خود دل ہی دل میں  
پریشان تھا کہ اگر فساد دکھڑا ہو گیا تو کیا ہو گا !

”سنئے ہو رو پیش کی ماں کہہ رہی ہیں۔ ابھی ابھی اُن کا دیور کیا ہے  
شہر میں بہت گڑ بڑ ہے۔ کسی نے بیچ شہر میں ایک نوجوان کا قتل  
کر دیا ہے۔ خدا جانے جو کہاں ہے۔ میرا دل ہول کھا رہا ہے“ پریشان  
ماں سچ سچ روتی کو تھی۔

”مجاہد اوقات کس کے ساتھ ہوتا ہے۔“ اب مصنفہ خاں مجاہد  
نکھر مند ہو گئی تھی۔

”اروند کے گھر پر بڑھتا لکھتا ہے۔“  
”مکن وہ لالہ مکند لال کا بڑا —“

”ہاں ہاں وہی۔ تم جاؤ نا۔ ذرا دیکھو میرا بیٹا کہاں ہے“ پریشانی میں وہ انجام و عواقب سے بے خبر ہو گئی تھی۔

دن کے اجائے تیزی سے سانولے ہوتے گئے اور دیکھتے ہی  
تہ ہر طرف اندھیرا اور پرہول سناٹا چھا گیا۔ صفر خاں کو ایسا  
ہیے چراغوں میں روشنی کھلا گئی ہے۔ اندھیرے سیاہ چادر  
اکمزید گہرے ہو گئے ہیں۔ ماں باپ دونوں جو کئے ٹکرمند  
۔ صفر خاں کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ باہر نکلیں بھی یا نہیں کیونکہ  
ری بستی شہر خموشاں کی طرح ساکت و جامہ تھی۔ دود  
پیس کی سیٹیوں کی آواز آتی یا ایک آدھ موٹر کار گزر جاتی تو ویلے  
تو کی پکار کا طرح ماحول مزید دہشتناک ہو جاتا۔

مستابری طرح ٹوٹ رہی تھی تھوڑی تھوڑی دیر سے جو کی ہا  
ازے کے پاس جاتی اور نا امید ہو کر لوٹ آتی۔  
ہے کچھ کرو بھی۔ خدا یا کیا کروں۔ جانے کہاں گیا ہے میرا بچہ۔!!  
یک پولیس کی سیٹیاں اور شعور و عقل کی آوازیں بے ہنگم ہو گئیں اور  
، اسی وقت کسی نے آہستہ سے دروازے پر دستک دی۔  
نان ماں کی آنکھوں میں خوشی سے نمی اتر آئی ”کو آگیا ہے میرا بیٹا“  
دوڑتی ہوئی دروازے کی طرف پلکی۔ مگر خوشی کی یہ نمی آنسوؤں  
بدلتی کیونکہ دروازے پر آنے والا جو نہیں بلکہ کھلا تھیں۔ روپیش  
ن۔ ایک ہمدرد و ہم جنس کو اپنے سامنے دیکھا تو اس سے  
ل پڑی اور زار و قطار رونے لگی۔

ہ بہن۔ کہاں ہو گا میرا بچہ۔ تم نے کچھ سنا تو نہیں۔؟“  
پہلے ہی بہت پریشان آئی تھی۔ جو کی ماں کی پریشانی دیکھ کر اور پریشان  
تھی۔ سوکھے ہونٹوں پر زبان پھیرتی ہوئی وہ کچھ کہنے کی ناکام کوشش  
رہی مگر دہشت سے اس کے حلق میں کانٹے بھر گئے تھے۔ کچھ کہہ  
سکی۔

ت کیا ہے کھلا بہن۔ تم چپ کیوں ہو۔؟“  
ا تو تھی تمہارے گھر سر چھپانے مگر تم کھود ہی آتی پریشان ہو۔!!  
نا ہے کہ بیچ شہر میں ایک نوجوان کا قتل ہو گیا ہے۔ سارے شہر

فادیوں نے جگہ جگہ آگ لگا دی ہے۔ ہر طرف کھون کھراہ ہو رہا ہے۔“

”قتل کس جگہ ہوا ہے کھلا بہن۔ کچھ ٹھیک سے پتہ ہے۔؟“

”ہاں۔ سنا ہے کہ لالہ کندلال کی گلی میں۔“

”کیا کیا کہتی ہو۔۔۔ ہائے اللہ میں کیا کروں۔!!“ ماں کی آنکھوں  
تے اندھیرا چھا گیا اور وہ ہر اک گر پڑی۔ صفر خاں اندر بیٹھا دونوں کی باتیں  
سن رہا تھا۔ دوڑتا ہوا باہر آیا اور استفسار پر لالہ کندلال کی گلی کا نام  
سن کر اچھلی پڑا۔ ”مرنے والا کون تھا کھلا بہن۔۔۔ ہندو کہ مسلمان۔“

”کچھ پتہ نہیں بیٹا۔ مگر اتنا سنا ہے کہ مرنے والا کوئی نوجوان ہے“ صفر خاں  
مزید اب کچھ سننے کے تیار نہ تھا۔ چہرہ غیصہ و غضب سے سرخ  
ہو گیا۔ کافون کی ٹوکس جھلنے لگیں۔ وہ بڑی تیزی سے اٹھا۔ اپنی خاندانی  
پڑوسی سر پر رکھی۔ کنار کمر بند میں لٹکایا اور اللہ اکبر کا نعرہ لگاتے ہوئے نکلی  
پڑا۔ خون اُس کی آنکھوں میں اتر آیا تھا۔ اسے اب ہر طرف صرف خون ہی  
خون دکھائی دیتا تھا۔ وہ گھر سے یہ سوچ کر نکلا کہ سامنے سے گزرنے  
والے ہر راہگیر کو قتل کر دے گا۔ آخر کو وہ بھی پٹھان ہے۔ اپنے بیٹے  
کے خون کے بدلے وہ ساری دنیا کا خون بہا دے گا۔ ایک ایک کو گولی کر  
قتل کر دے گا۔ پتہ نہیں کیوں کر اسے انجانے میں یہ یقین ہو چلا کہ لالہ  
کی گلی میں قتل ہونے والا اس کا اپنا بیٹا ہو گا۔ اس کا اپنا جگر گوشہ  
دنیا اس کے سامنے تاریک ہو گئی۔ اسے کچھ سوچائی نہیں دے رہا  
تھا۔ وہ تیز تیز قدموں سے آگے بڑھتا رہا۔ راستے خاموش تھے۔

نوع انسانی کا ہمیں پتہ نہ تھا۔ صفر خاں کسی پھرے ہوئے شیر  
کی طرح چونکا آگے بڑھ رہا تھا۔ وہ تو اس تاک میں تھا کہ کوئی سلسلہ  
آئے اور وہ اس کا خون پی لے۔ مگر خدا کو شاید یہ منظور نہ تھا۔ لالہ  
کندلال کی گلی میں پرہول سناٹا چھایا ہوا تھا۔ گلی کے ایک سرے  
پر کچھ پولیس والے ایک لاش کو اپنے گھرے میں لے گئے تھے  
ایک پھرے پٹھان کو اپنی طرف آنا بھی لکھکھا تو مارے خوف کے  
پولیس ادھر ادھر ہٹ گئی۔

”کون قتل ہوا ہے؟“ صفدر خاں شیر کی طرح کرجا۔ قبل اس کے کہ اس بات کا جواب ملتا پولیس والوں نے اپنے ہتھیار اٹھائے۔ صفدر خاں بگڑا ہوا تو تھا ہی امد بھی بچھڑ گیا۔

”موت کو آئینہ دکھاتے ہو۔ تم چوہے کے بچے۔“ صفدر خاں کے روپ میں یہ تمھاری موت ہے۔“ پھر اللہ اکبر کا غلک شکاف نعرہ بلند ہوا اور وہ پولیس والوں پر ٹوٹ پڑا۔ ”آن واحد میں فضاء اللہ اکبر“ بجزنگ بلا کی آوازوں سے لرز گئی امدیہ صاحب فساد جمع ہو گئے۔ سکی میں بھٹکڑ پڑ گئی۔ ہجوم کو عبور کر کے وہ لاش تک آیا۔ لاش ایک بچے تھڑنے نوجوان کی معلوم ہوتی تھی۔ اس پر ایک سفید کپڑا اوڑھایا ہوا تھا۔ پاس ہی ایک کاپی اور ایک پن بھی پڑا تھا۔ ایک لمحے کو اُسے یوں لگا جیسے سانس حلق میں الجھ گئی ہو۔ اُس کاپی اور پن کو دیکھنے کے بعد اسے اور کیا ثبوت چاہیے تھا۔ ہزار کوشش کے باوجود وہ لاش پر سے کپڑا ہٹانے کی ہمت نہ کر سکا۔ دل سے سارا خون رس کر اُس کی آنکھوں میں اتر آیا۔ غم و غصہ کی شدت سے وہ بری طرح کانپ رہا تھا۔ زمین پر پڑے ہوئے خون کے دھبوں کو دیکھا تو وہ امد بے قابو ہو گیا۔ خوند دھبے براہ راست لالہ بی کے گھر کی طرف نہ نہائی کر رہے تھے۔ اس کا سب کچھ اٹ گیا تھا۔ کچھ بھی نہ بچا تھا اس دنیا میں اس کا جسم میں خون ایک بار پھر کھول اٹھا اور سر کی نام لگیں پھٹنے لگیں۔ اور سر میں شدید درد کی لہر اٹھی۔ وہ برداشت نہ کر سکا اور دونوں ہاتھوں سے اپنی آنکھیں بند کر لیں۔ امد جب اس نے دوبارہ آنکھیں کھولیں۔ تو صفدر خاں دندنہ بن گیا تھا۔ اس نے ایک نظر نہ کیا تو آسمان پر ڈال اور باوجود گہری سیاہی کے اُس نے دیکھا بے شمار انسانی موت اُسے گھیرے ہوئے ہیں۔ صاحب، بیٹا دریا کی آوازیں چادروں طرف سے یلغار کر رہی ہیں۔ نفرت امد غصہ کی ایک لہر اُس کا سارا وجود کپکپا گیا۔ خبط گرہ ناگن ہو گیا۔ کمر سے کٹار نکالی اور عید خاں کا نام لے کر چٹھا ڈٹا ہوا وہ لالہ کمنہ لال کے گھر

میں گھس پڑا۔ گھر سارا خالی پڑا تھا۔ وہ ایک ایک کمرے کا دروازہ دھکی بند دروازوں کو توڑتا ہوا اندر گھستا رہا۔ اسے لالہ ادرال کے بیٹے ادراندہ تلاش تھی۔ ایک بند کمرے کے سامنے اس نے رک کر آہی لی ادراندہ دیکھنے کی کوشش کرنے لگا۔ مگر چانک ہی اپنے پیچھے کھسی نہ آہٹ پایا وہ سنبھل کر پیچھے جھپک گیا۔ اُس کا ہٹنا ہی تھا کہ بند کمرے کا دروازہ چرچرایا اور روشنی کی ایک لکیر نمودار ہوئی۔ اب صفدر خاں ایک کنب کا سم لے آئے والے کو تاکنے لگا۔ اس کا خیال صحیح تھا۔ ہاتھ میں شمع دانہ کسی پر اسرار مجسمے کی طرح باہر آنے والا وہ لالہ کمنہ لال ہی تھا۔ صفدر خاں جو کس ہو گیا اور جون ہی لالہ اس کے قریب سے ہو کر گذرے بعد زنانہ پوری قوت سے اس پر حملہ کر دیا۔ مگر۔۔۔۔۔ کٹا رہا تھا ہوا ہاتھ اوپر اٹھا ہی نہ گیا۔ اس نے محسوس کیا کوئی زبردست قوت اسے اوپر ہٹا اور اپنی گرفت میں لے چکی ہے۔ ہاتھ چھڑانے کے لئے صفدر خاں پائینتر بدلا جون ہی لالہ کی طرف پیٹھ کیا تو کٹار اس کے ہاتھ سے پھسل کر نیچے گر پڑا۔ اُس انسانیت سوز حرکت سے روکنے والا کوئی اور نہیں خود اس کا اپنا ہاتھ تھا۔ ”باپ۔۔۔۔۔ یہ کیا شیطانیات ہے۔“ ”مجبور باپ پر برس پڑا میرت و استعجاب کے لئے جلتے جذبات سے صفدر خاں کی زبان گنگ ہو گئی اس نے پلٹ کر ایک نظر لالہ کی طرف دلیما۔ لالہ شمع ہاتھ میں لئے خاموش کا تھا۔ اس کے چہرے سے اطمینان ٹپک رہا تھا اور جھروں بھرے چہرے اسے سوچتے ہوئے پوٹوں کے نیچے اس کی ننھی ننھی سرخ آنکھیں مکرار ہاتھ صفدر خاں بہت کچھ کہنا چاہتا تھا مگر اس کی اپنی زبان تھی کہاں۔ وہ لالہ کی آنکھیں تھیں جو شاید کہہ رہی تھیں۔ ”اسے پانچ دنیا میں ہر انسان آئے پر درندہ نہیں بن جاتا۔ ابھی کچھ لوگ باقی ہیں جن کے کردار پر تہذیب انسانیت کا اساس قائم ہے۔“ ”مجھے معاف کر دو لالہ۔۔۔ میں بچ ایک گناؤ نے جرم کا ارتکاب کئے جا رہا تھا۔ معاف کر دو لالہ۔ میں یوں پانچ نہیں ہوا۔ میں نے بچ بچ لاش دیکھی ہے۔ وہ لاش کس کی ہے؟ کون ہوا ہے وہاں۔۔۔“ اس نے آنسو بھرے چہرے اور لکھڑائی

پڑھا۔



میراجیہ

لہ نہ گنجیر آواز میں جواب دیا اور نیچے گر پڑا۔ یہ ایک مصفد خان نہ دیکھا  
ن کی جھلکاتی لوہیں دنیا جہاں کی روشنی سمٹ آئی ہے۔

جنید احمد جنید

۲۲-۲-۷۶

رخا بازار حیدرآباد

# نارنجونا ساگر

یہاں پہ غزم و مشقت کی حکمرانی ہے  
بخاکشوں کے شب و روز کا کہانی ہے  
نات ط کار ہے پانی ہے شادمانی ہے  
مٹ سکے گی نہ دنیا یہ وہ نٹ نہ ہے

اس اتہام سے روکا گیا ہے دریا کو  
کہ جیسے برف سے دھویا گیا ہے دریا کو

ان آبشار کے گرتے ہوئے نظاروں میں  
لنگا۔ جھوم رہی ہے خوشی کے دھاروں میں  
نئی انگ نیا خوشی ہے کستاروں میں  
کئی دروں سے چمک بڑھ گئی ہے تاروں میں

شفق کی چھاؤں میں نظریں بھا کے لائے ہیں  
ہم آسماں سے جنت اٹھ کے لائے ہیں

یہ رنگ زار تہ آب کر دیا ہم نے  
زمین کو ہزارہ و شاداب کر دیا ہم نے  
ہوا سے خلا سے سیراب کر دیا ہم نے  
جواب گو ہر نایاب کر دیا ہم نے

خیال و خواب کا منزل تمام کر دیا ہے  
کہ ہم نے فور کے سہنے میں جان بھری تھی

سرور و کیف میں جب کامنات ہوتی ہے  
ہر ایک موج پیام حیات ہوتی ہے  
بڑے خلوص و عقیدت کی بات ہوتی ہے  
یہاں کی رات محبت کی رات ہوتی ہے

کس ن فوج و سرت کے گیت بگاتے ہیں  
طور نعرہ سرائی کھیت لہلہاتے ہیں



## آندھرا ترقی کی شاہراہ پر

سبز پوشاک سے اپنی دھرتی سبھی  
اور دھماکے کے لب پہ رہے رتھیں تھیں  
ہر روش پر چلنے لگی زندگی

یہ درستی - ہوں کا چمکا رہا ہے  
آندھرا آج چادل کا بھنڈا رہا ہے

ہاتھ کر گئے کی صنعت کی معراج ہے  
اب مشینوں پر مزدور کا راج ہے  
سر پہ مفت کا ہر ایک کے تاج ہے

جہد پیہم کا ہنکویہ انعام ہے  
آندھرا کا مقتدر لب بام ہے

ناگ ارجن سے بہنے لگے آبشار  
مردہ دھرتی کا جس سے ہوا ہے بھار  
ہر طرف سبزہ دگی حسیں لالہ زار

زندگی کو نیا بانچن مل گیا  
پھول آتش دل کا دفعتاً کھل گیا

بھاگ جاگے ہیں کمزور طبقات کے  
نورِ بخ بدلتے لگے آج حالات کے  
بھید بھاد نہیں فرقہ اور ذات کے

لال ہے خون - خوں میں حرارت بھی ہے  
اک نئے عزم کا دل میں جوا بھی ہے

گاد گادوں میں پنچایتوں کا نظام  
عدل و انصاف پائیے اپنے عوام  
آسرا - روٹی - مل جائے کھاسکو کام

آج ہر سو نگار سحر جاگ اٹھی  
روشنی مل گئی راہ گذر جاگ اٹھی

سود کی لغتیں ختم - بیگار بھی  
ہے ترقی کی اب تیز رفتاری بھی  
سب کی امداد پر آئی سرکاری بھی

بنک کاری سے مل ہو گئے مسئلے  
نئی منزل کی جانب ہی بڑھتے چلے

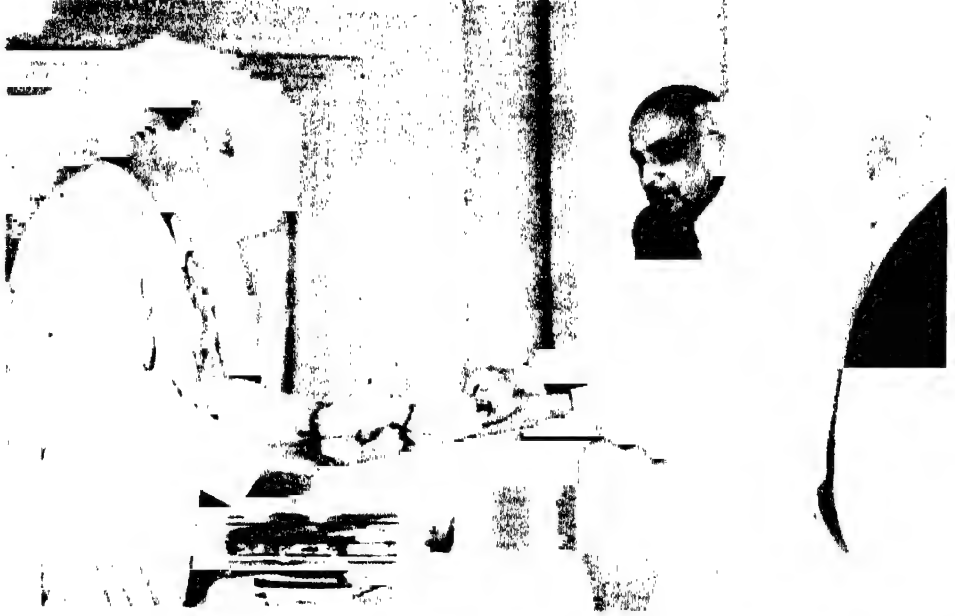
تلگو - اردو کا سنگم بنا آندھرا  
نئے افکار سے ہے اٹھا آندھرا  
نقشِ الفت سے ہے اب بجا آندھرا

مسجد و مندر و گوردوارے یہاں  
مل رہے ہیں کبھی کو سہاڑے یہاں

فنی اور صنعتی درس سنا رہیں کھلیں  
روشنی کی نئی آج راہیں کھلیں  
عقل و دانش کو ہر پناہیں کھلیں

شہر و قلعہ پہ پھر سے شباب آگیا  
دیکھتے دیکھتے انقلاب آگیا

# خبریں تصویروں میں



بھارت، میوی انکسٹریکس گروپ کے مینجنگ ڈائریکٹر مشرکے۔ ایچ پوری نے بی ایچ ای ایل ملازمین کی جانب سے جیف فٹرسٹریٹکون ریٹیف فنڈ کے لیے (۵) لاکھ روپے کا چیک پیش کیا۔

نندیال کے  
قریب گوہارم  
میں چیف فٹرسٹریٹ  
مشرکے۔ ٹی  
راما راؤ نے  
ڈیری کاپس  
کا  
انتقال کیا





چیف منسٹر آندھرا پردیش مسٹر این ٹی رامارائو نے بیگم میٹھ ریلوے کراسنگ کے "روڈ اوور برج" کا افتتاح کیا۔



چیف منسٹر آندھرا پردیش مسٹر این ٹی رامارائو نے سرکاری اور کوآپریٹو اداروں کے چیف ایگزیکٹو ایگزیکٹو کی دوسری سالانہ کانفرنس کا افتتاح کیا۔ وزیر فیمننس مسٹر این ٹی رامارائو بھی تصویر میں دیکھے جاسکتے ہیں۔



مسٹر این۔ ٹی۔ راماراج چیف مسٹر آنند مسر اپر دیش نے حیدرآباد میں نیچو یا پارک کا افتتاح کیا۔ چیف مسٹر نیچو یا سادھی پر پھول چڑھا رہے ہیں۔

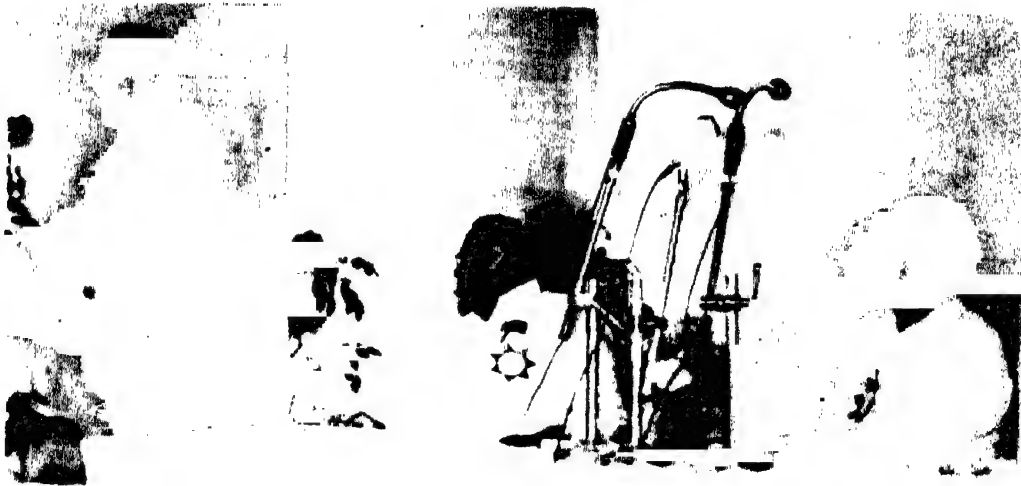
مسٹر آنند اجگپتی راجو  
وزیر تعلیم آنندھرا پردیش  
نے این۔ این۔ سی میں  
میرٹ حاصل کرنے والے  
طلباء کو انعامات دیئے  
یہ تقریب یوم اطفال  
کے موقع پر لال بہادر  
اسٹیڈیم میں منعقد  
کی گئی تھی۔



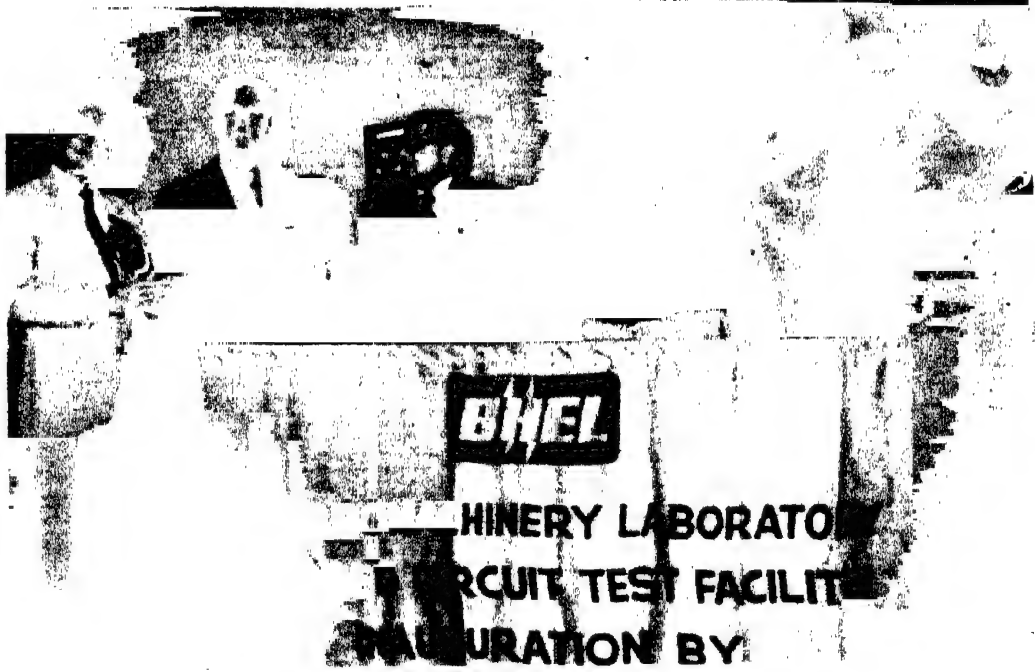


Hyderabad Library  
Jamia Nagar  
No. 1

مشرام لال گورنر آندھرا پردیش راجندر میں سری راماننگا سیوا سمیتھا کی دسری برسی کے موقع پر مخاطب کر رہے ہیں۔



مشر ایل - ایف - ایل برنہام پریسیڈنٹ کو آپریشن ری پبلک آف گیانا ایم ڈیمر کو فرینڈس آف گیانا سوسائٹی کے اجلاس سے جو بی ہال حیدرآباد میں مخاطب کر رہے ہیں۔



ملکہ ایلزبتھ دوم نے ۱۹ نومبر کو ٹریڈیشنری لیبارٹری بھارت ہیری الیکٹریکل میں "کلوز سرکٹ ٹیسٹ فیسیٹی" کا افتتاح کیا۔



ہرمیجسٹی ملکہ ایلزبتھ نے ۱۹ نومبر ۱۹۸۳ء کو چدر آباد میں طلبہ ہی جندوں کا سائنس کیا۔



برطانیہ کی ملکہ الزبتھ دوم ۱۹ نومبر کو ایکریسٹ میں فصلوں کی تحقیق کے نمونوں کا معائنہ کر رہی ہیں۔ تصویر میں دیگر اعلیٰ عہدہ دار بھی دیکھے جاسکتے ہیں۔



۲۱ نومبر کو جسٹس ریکارڈ سے پورے رواتہ ہونے سے قبل ملکہ الزبتھ دوم گورنر مشرق وسطیٰ اور چیف منسٹر این ٹی رامارائو کے ساتھ حیدرآباد ائیرپورٹ پر۔ تصویر میں مختصر اطلاعات و تعلقات عامہ سسرلادی آر کے پریشا دینی دیکھے جاسکتے ہیں



یگلنور میں چیف فزٹ آندھرا پردیش سٹرائیٹی رامارڈو نے لڑکیوں کے لئے رہائشی اسکول کا افتتاح کیا

ON STATION

1977-78

OF PUBLIC ENTERPRISE

FINANCE CORPN. LTD.



شرمیتی پرتی بھارتی

ذیر سماجی بھلائی

نے حیدرآباد میں

(آر تھو ریڈی کیا پڈ)

ورکشاپ کا افتتاح

کیا جس کا انتظام

انسٹی ٹیوٹ آف پبلک

انسٹر پرائز کی جانب

سے کیا گیا تھا۔



چیف منسٹر  
این ٹی رامارائو  
منسٹر ہنہام پریڈ  
گیانا کوراج بھون  
میں ملاقات کر کے  
گلدرستہ پیش  
کر رہے ہیں۔



پریسیڈنٹ آف  
کوآپریٹو ریپبلک آف  
گیانا منسٹر لڈن فڈس  
سیمن ہنہام اور  
دایو لابر ہنہام کی یکم دسمبر  
کو تشریف آوری کے  
موقع پر منسٹر آئند گیتی راجو  
ذریعہ تعلیم ریاست آئندھرا  
پردیش نے حیدر آباد  
ایئر پورٹ پر شاندار  
استقبال کیا۔



آندھرا پردیش









اردو ماہنامہ



چیف ایڈیٹر

— پی وی آر کے پرشاد (آئی اے ایس) —

ایڈیٹر

ملک محمد علی خان

فروری ۱۹۸۴ء

1984

● جلد : ۲۹ ● شمارہ : ۲

- اس شمارہ میں اہل قلم حضرات نے انفرادی طور پر جن خیالات کا اظہار کیا ہے ان سے لازمی طور پر حکومت کا متفق ہونا ضروری نہیں ہے۔
- ناظم اطلاعات و تعلقات عامہ نے شائع کیا۔
- زر سالانہ : ۶ روپے ● فی پرچہ : صرف ۵۰ پیسے
- زر سالانہ ذریعہ منی آرڈر روانہ کیجئے، منی آرڈر ناظم اطلاعات و تعلقات عامہ حکومت آئندہ ہرا پر دیش کے نام روانہ کیجئے ● مضامین بھیجئے کا پتہ : ایڈیٹر آئندہ ہرا پر دیش (اردو ماہنامہ) گربا کپا، مکرم جاہی روڈ حیدر آباد۔ ● فوٹوز : نند گوبال نائیڈو ● کتابت : ایس۔ سعید
- طباعت : گورنمنٹ سنٹرل پریس (آفسیٹ) چھپن گورہ، حیدر آباد

## فہرست

نئی حکومت کی پہلی سالگرہ کے موقع پر عوام کی فلاح

دہیود کیسے اعلانات

۲

ایک سالہ ترقی — امید آس کا دور

۳

ازہ : این ٹی رامارائو چیف نشر آئندہ ہرا پر دیش

۱۱

چھوٹی صنعتوں کی ترقی

۱۳

معذوروں کیسے نئی پرامید نفاذ

۱۴

موشیوں کی افزائش میں نمایاں اضافہ

۱۶

غزل — ازہ : عبدالرحیم شفیق (حیدر آباد)

۱۷

ہر فرد کے سر پر سائبان

۱۹

کامیابیوں کا راستہ ازہ : ڈاکٹر غوث الدین (حیدر آباد)

۲۱

افسانہ : کالا سورج ازہ : سکین بانی (راجستھان)

۲۵

ضمیر کی آواز : ازہ : سردار ایاز (بنگلور)

۲۶

دیواریں (طنز) ازہ : شمس الدین تاباں (حیدر آباد)

۲۷

ہم ایک ہیں ازہ : محبوب راہی (ضلع کوٹہ)

۲۸

قومی ایکٹا کا چلن ازہ : ڈاکٹر شعیب راہی (بہار)

۲۹

جہیز سے متعلق نظم۔ زخمی ازہ : صغریٰ عالم دگلبرگ

۳۰

۱۔ خبر میں تصویروں میں

# نئی حکومت کی پہلی سالگرہ کے موقع پر عوام کی فلاح و بہبود کیلئے حربہ نیا

- مالکداری کی برقرار رکھنی۔
- اقلیتوں کیلئے فنانس کا ریوڑیشن کا قیام۔
- یواؤں کیلئے ماہانہ ۵ روپے وظیفہ۔
- ریونیو منڈا کیلئے قیام۔
- ۱۲ سال سے کم عمر اسکو بیویوں کیلئے
- مفت بس سفر۔
- منزل کیلئے پرسفارت کی عملی آوری۔
- اقلیتی طبقات کے بیویوں کیلئے مادی زبان
- میں تعلیم کا انتظام۔
- اسپورٹس ڈیولپمنٹ پکول سنٹر میں کام میں قیام۔
- فلم انڈسٹری میں کام کرنے والے
- ۵۵ سے کم ماہانہ آمدنی والوں کیلئے
- مفت رہائش کا انتظام



# ایک سالہ ترقی



## امید آس کا دور

انرا : این۔ ٹی۔ رامارائو چیف منسٹر آندھرا پردیش

مشکلات کو دور کرنے کی کچھ تدبیر کر سکتے ہیں خاص طور پر اس نازیبا سلوک کا خاتمہ کرنے کا جو یکم نومبر ۱۹۵۶ء سے مسلسل حکومت کرنے والی کانگریسی حکومتوں نے آندھرا پردیش کے عوام کے ساتھ روا رکھا ہے اس خیال کے تحت انہوں نے "ملگو دیشم" کے آغاز کا فیصلہ کیا۔

تلگو ہونے کے ناطے میں نے خود بھی ریاست کی بھلائی کے مقصد میں اپنے آپ کو شریک کرنے کا فیصلہ کیا۔ ملگو عوام نے جنہیں میں سچو عزیز رکھا ہوں برسوں تک بحیثیت فن کار مجھ سے بے پناہ محبت کی ہے۔ مقدر میں یہ بات طے تھی کہ میں نے اس مقررہ وقت پر میری زبان میری تہذیب و ثقافت اور ملگو عوام کو پھر سے زندہ کرنے کی جدوجہد کرنے کا فیصلہ کیا۔ اس اعلیٰ اور بلند پایہ مقصد کے تحت ہم نے اپنی پارٹی کا نام "ملگو دیشم" رکھنے کا فیصلہ کیا۔

جنوری ۱۹۸۳ء کے اسمبلی انتخابات کے تاریخی فیصلے کے ذریعے آندھرا پردیش کے عوام اپنی غفلت اور خود داری تو بحال کرنے اور یکساں نظم و نسق کی باگ ڈور ملگو دیشم پارٹی کے ہاتھوں سونپنے کیلئے مجبور ہوا۔

اپنی زندگی کے وجود میں آنے کے اعتبار سے آندھرا پردیش میں ملگو دیشم حکومت بشکل تمام ایک لڑکھڑاتے ہوئے بچے کی مانند ہے۔ بحیثیت ایک شخص کے جس کو تاریخ نے ایک ہی دقت میں پارٹی اور حکومت کی قیادت کا اعزاز عطا کیا ہے میں محسوس کرتا ہوں کہ کچھ توقف کرتے ہوئے اس بات پر غور کروں کہ ہم نے کیا کام انجام دیے ہیں اور جہاں تک اس بات کا تعلق ہے کن معاملوں کی انجام دہی میں ناکام ہوئے ہیں۔ نو زائدہ ملگو دیشم پارٹی نے ۲۵۰ سالہ قدیم ملگو عوام کی عظمت کو بحال کرنے کیلئے جو بیج مارچ ۱۹۸۲ء میں بویا تھا اس کے نتائج برآمد ہونے لگے ہیں۔ ایک سال قبل آج ہی کے روز ملگو عوام واقعاً اپنی ریاست کی تاریخ کو از سر نو لکھنے کا فیصلہ کیا تھا۔

### نئی سیاسی جماعت کا وجود میں آنا

۲۹ مارچ ۱۹۸۲ء کے روز مسیح کی ادا میں ساتوں میں کچھ ہم خیال دوست ایک جگہ مل بیٹھے یہ دیکھنے کیلئے کہ آیا وہ ملگو عوام کی



## آندھرا پردیش

افزوری کو پچیس کیشن کی جگہ دھرم ماہا ماترا قائم کیا۔ محکمہ امداد نرس سستانی کے سابقہ اختیارات کو بحال کر دیا گیا نتیجتاً یہ محکمہ گروم مل ہو گیا۔ اس محکمہ کی کارکردگی اب زیادہ پر مٹھی اور سماجی طور پر باقاعدہ دگئی۔

نیا طرز طریقہ جو ہم اس وقت عام کرنا چاہتے ہیں وہ کفایت سادگی۔ محنت اور خدمت پر مبنی ہو گا۔ اس ضمن میں کئی اقدامات کئے جا چکے ہیں۔

گذشتہ حکومتوں کے دور میں سیاسی شکست خوردہ اشخاص کی باز آلود کاری کیلئے عوامی شعبے کے کارپوریشنوں کی تعداد میں اضافہ کا ایک لامتناہی سلسلہ چل چکا تھا جو سرکاری مالیہ پر ایک بھاری بوجھ بن گئے ہم نے انکی تعداد گھٹانے اور کارکردگی میں موثر طور پر اضافہ کرنے کیلئے فی الفور سخت اقدامات کئے۔ سابقہ اراکین اسبل کیلئے وظائف کی منظوری بحقیقت عوامی کارکنوں کیلئے تو ہمیں آئینز بات ہم نے اسے برخواست لادیا۔ سرکاری سرگز میل میں اصراف کو ختم اور جھوٹی شان و شوکت دینے دیروں کے بے جا سرکاری دوروں پر پابندی عاید کرتے ہوئے خرچ میں کفایت کے اقدامات کئے گئے۔ سیاسی و انتظامی طرز طریقہ میں یہ صرف اور صرف ایک نئے دور کی ابتداء ہے۔ اس کے علاوہ بھی ہمیں بہت کچھ کرنا ہے۔ ہمیں چاہیے کہ پوری استعداد اور توجہ کے ساتھ سیاسی قیادت اور انتظامی مشنری میں سادگی اور کفایت جاری کو عام کر لیں۔

گھروں اور طبقات کے سماجی بھلائی کے پروگراموں سے ہماری سرزعات ہو گئی۔ عوام کی سماجی زندگی کے معیار کو بہتر بنانے کیلئے وسیع النظری اور بلند حوصلوں پر مبنی اقدامات کئے گئے ہیں جن کی تفصیل حسب ذیل ہے۔

## امدادی قیمتوں پر چاول کی فراہمی

ہماری حکومت غلام کے غریب طبقات کو ۲ روپے فی کلو

چاول امدادی نرخوں پر مہیا کر کے کی پابند ہے۔ ۱۰۸ کے برابر خاندان اس اسکیم سے فیض پا رہے ہیں۔ اس اسکیم کو جب سے سالانہ ۱۰۸ کروڑ روپے کا خرچ عاید ہو رہا ہے۔ میں اس بات کا اظہار کر دینا چاہتا ہوں کہ حکومت کوئی چلزدش کی درکار کے مانند نہیں کہ وہ اپنے کھاتے میں صرف نفع کے اندراجات کرتی ہے۔ یہ ایک غنیمت دارہ ہے جس کا اہم مقصد غلام کی خدمت کر رہے۔

## دوپہر کے کھانے کی اسکیم

مالی مجوریوں کے باوجود ہماری حکومت نے بڑی کامیابی کے ساتھ درج نہرست اقوام و درج نہرست قبائل اور پسماندہ طبقات دینے دوسرے بچوں کے لیے جن کے والدین کی سالانہ آمدنی ۳ ہزار روپے سے کم ہے دوپہر کے کھانے کی اسکیم کو معقول بنیادوں پر فروغ دیا ہے۔ میں بالکل طور پر واضح کر دینا چاہتا ہوں کہ یہ کوئی معمولی انداز کے کھانے کھانا کا پروگرام نہیں۔ یہ کافی خود بخود کے بعد جامع انداز میں شروع کیا گیا پروگرام ہے جس کا مقصد اسکول جانے والے بچوں کو نہ صرف معیاری غذا فراہم کرنا ہے بلکہ بچوں کی اسکولوں میں داخلے کی تعداد کو بڑھانے کیلئے ترغیب دینا بھی ہے۔

## غریبوں کیلئے مکانات

اسی طرح ہماری حکومت نے مکانات کی تعمیر کا ایک بھاری پروگرام شروع کر دیا ہے جس کا مقررہ نشانہ ۱۶۲۰ لاکھ بجٹ مکانات کی تعمیر ہے۔ یہ مکانات غریب طبقات کیلئے رہاں مالی سال کے دوران میں ہر ضلع میں ۱۰۱۶۱۰ مکانات کا شرح سے تعمیر کئے جائیں گے۔ پہلے مرحلے میں ۲۰۶۸۶ کروڑ روپے کی لاگت سے ۱۶۲۰ لاکھ کی تعمیر کا کام شروع کیا گیا ہے۔

## پینے کا پانی

پچھلے منصوبے کے دوران

تمام دیہات کو پینے کا پانی سربراہ کرنے کیلئے دیہی آب رسانی کی ایکم پر زور دیا گیا ہے۔ حکومت کی جانب سے ایسے ۱۲۲۶۹ موافقات کیلٹ نہ ہی کی گئی ہے جو پینے کے پانی کی شدید قلت سے دوچار ہیں۔ سال ۸۳-۱۹۸۳ء کے دوران میں ۶۶ ۱۲۶ کروڑ روپے اس ضمن میں خرچ کئے گئے۔ ہماری حکومت آب رسانی کے بین الاقوامی دہے کے اعتمام سے قبل (۱۹۹۱-۱۹۸۱) تمام موافقات کو پینے کا پانی سربراہ کرنے پر سختی اور ناقابل تخیل طور پر پابند ہے۔

## دیہات کیلئے بجلی

میں اس بات کا اکتشاف کرتے ہوئے غرضموس کرتا ہوں کہ ہماری ریاست سال ۱۹۹۰ء تک صد فی صد دیہات کو جن کی تعداد ۲۲۱۲ ہے بجلی کی سربراہی مکمل کر لے گی۔

## گندگی صاف کرنے کے کام سے نجات

۲۶ ۲۶ کروڑ روپے کے خرچ سے یکم نومبر ۱۹۸۳ء سے ”دیوکتی پروگرام“ شروع کیا گیا ہے اس سے بھنگیوں کو معاشی طور پر متاثر کئے بغیر گندگی صاف کرنے کے کام سے نجات حاصل ہوگی اس پروگرام کے تحت موافقات میں زیر زمین بیت الخلاء خاص طور پر خواتین کیلئے بنائے جائیں گے۔ مرحلہ دار پہلے پرمختبہ پنچایتوں میں یہ کام انجام دیا جائے گا۔ خواتین کیلئے کیمونٹی بیت الخلاء اور منفرد بیت الخلاء کی تعمیر کے ذریعہ حکومت مختبہ پنچایتوں اور محمرد طبقات کی کالونیوں میں بائو گیس یونٹوں کو بھی فروغ دے گی۔

## نوجوانوں کیلئے اسکیمات

ہماری پارٹی کے تمام بنیادی اور ترجیحی پروگراموں میں نوجوان اور خواتین کو اہم مقام دیا گیا ہے۔ ہماری حکومت ”گرمودیا“ کے نام سے ایک ایگٹائٹ ایکم

کی عمل آوری کر رہا ہے تاکہ دیہات کو ترقی دیا جاسکے اس ایکم کے تحت دیہات کے تعلیم یافتہ بے روزگاروں کے لیے دستیاب ملے سہولتوں کو کام میں لاتے ہوئے انہیں ٹریننگ - مارکیٹنگ - خام اشیاء کی سربراہی - انفراسٹرکچر سہولتیں فراہم کی جائیں گی۔ اس انوکھے اور دلچسپ پروگرام کو ریاست کے تمام دیہات میں لاگو کیا جا رہا ہے۔ دیہی تعمیر نو کے لیے ”یو اے کٹی“ کے نام سے ایک خصوصی پروگرام تیار کیا جا رہا ہے جس کے تحت نوجوانوں کی توانائی کو کام میں لایا جائے گا۔ اس پروگرام کی مدد سے ٹیکہ داروں اور درمیانی آدمیوں کو تعمیری میدان سے ہٹا دیا جائے گا۔

## خواتین کیلئے اسکیمات

ترتیب میں پدمادی دشوادیا لہ کا قیام ایک ایسا واقعہ ہے جسے آندھرا کا ہر باشندہ ایک مستحق اقدام تصور کرے گا۔ عورتوں کو آبائی جائیداد میں مساوی حق دلانے کیلئے ہندو قانون دراشت میں ترمیم کا بل معنہ میں پیش کر دیا گیا ہے۔ مجھے یقین ہے کہ ان ترقی پند اقدامات کی بدولت خواتین کو سماج میں انکسائز مقام حاصل ہوگا۔ حکومت نے ریاستی ملازمتوں کے بعض زمروں میں عورتوں کو ۳۰ فیصد تحفظ دینے کا فیصلہ کیا ہے۔

## کسانوں کو فائدہ پہنچانے والی اسکیمات

ہماری پارٹی کے انتخابی منشور میں دیئے گئے یقینات کے مطابق حکومت نے کسانوں کو انکی پیداوار کے لئے معقول معاوضہ فراہم کرنے اور زرعی مزدوروں کو اقل ترین اجرتوں کے تعین کیلئے کئی اقدامات کئے ہیں۔ موسم ریح میں چاول کی گزنیوں اور کو آپریٹروں کو ایگٹائٹ سے حاصل کئے جانے والے دھان کی حکومت ہند کی مقررہ قیمتوں پر کسانوں کو فی کسٹل ۲۰ روپے زیادہ ادا کئے گئے تاکہ کسانوں کو معقول معاوضہ مل جائے۔

اس کے علاوہ ۱۸۵ روپے فی ٹن خشک کی قیمت کا اعلان کیا گیا تاکہ کسٹومرز کو معقول معاوضہ حاصل ہو سکے۔ عدم زندگی کی وجہ سے بچا ہوا کمتر درجہ کے تبا کو الے کسٹومرز کے لیے ۳ کڑ روپے کی مالی امداد دی گئی۔ دودھ کی پیداوار نکلانے والوں کی حوصلہ افزائی کے لیے حکومت نے بھینس کے دودھ کی قیمت دودھ کے اخراجات کے زمرے میں ۵۰ روپے فی کلو لیٹر اور گائے کے دودھ کی قیمت ۱ روپے فی کلو لیٹر شخص کی ہے۔ دودھ کی کمی کے زمانے میں قیمت علی الترتیب ۲۰ روپے اور ۱۹ روپے مقرر کی گئی ہے۔

کسان برادری کیسٹے بھل کی شرح ادائی ۵۰ روپے فی ہیکٹار پلاور سالانہ مقرر کی گئی ہے۔ آبپاشی ترقیاتی کارپوریشن کی جانب سے وصول کی جانے والی شرح ادائی ۵۰ فیصد کم کر دیا گیا ہے جس سے کسانوں کو ایک گونا سون حاصل ہوا۔

## آبپاشی - تلگو گنگا

گزشتہ ۳۵ برسوں کے دوران آبی وسائل اور دریائی پانی کے وسائل سے ناکافی استفادہ کی وجہ سے ریاست کے وسیع علاقے مستقل طور پر خشک سالی کا شکار رہے۔

جیسا کہ ہر آدمی جانتا ہے راہیسا قدرتی طور پر عدم توازن کی وجہ سے ہمیشہ ہی خطہ زوہ علاقہ رہا۔ جس کی وجہ غیر یقینی بارش اور آبی وسائل کا عدم استفادہ ہے۔

میرے دوست مشرا ایم جی راجنندن چیف منسٹر تامل ناڈو کے دوستانہ تعاون کی بدولت ہیں غرض ہے کہ ہم نے تلگو گنگا اسکیم تیار کی جس سے دھرتی مدرکس شہر کو پینے کا پانی دستیاب ہو گا بلکہ راہیسا کی اراضیاں بھی سیراب ہوں گی۔ تلگو گنگا بہت بھاری اسکیم ہے جس کے لیے ۶۵۰ کروڑ روپے درکار ہیں۔ اس اسکیم کی تکمیل کے دوران تقریباً ۷۵۰ لاکھ ایکڑ زمین نہ صرف سیراب ہوگی بلکہ لاکھوں اشخاص کو روزگار ملیا ہوگا نہایت درجہ میں اس سے ہم مقصدی روزگار پیدا ہوگا اور آمدنی اضافہ کا سبب

فراہم ہونگے۔

ہم نے کانیتھ کنال کے دوسرے مرحلے کی تعمیر بھی شروع کر دی ہے جس سے ہیں تلگانہ کے ۵ اضلاع میں ۶۵ لاکھ ایکڑ زمین سیراب کرنے میں مدد ملے گی اس نہر کی سب سے اہم اور نفع دہن بات یہ ہے کہ اس کی بدولت مستقبل میں دریا کے گوداوری کو دریا کے کرشنا سے ملایا جاسکے گا۔ سری سیم بائیں بازو کی کنال کی ترتیب یہ ہے کہ اس سے اضلاع تلنگتڈہ اور محبوب نگر کی زمینات سیراب کرنے میں مدد ملے گی۔ دماہر پراجکٹ کی تکمیل کیسٹے دھارنڈز جیا کرنے کے تعلق سے بھی ہم کافی ترقی کی۔ مذکورہ پراجکٹوں کے علاوہ جن کے فترات سے فائدہ اٹھانے میں کچھ دیر ہے۔ ہم نے آئندہ ۳ سال کے اندر ۸۸۶۲ کڑ روپے کے خرچے سے ۲۱۲ چھوٹے خصوصی آبپاشی اسکیمات کی تکمیل کا کام شروع کیا ہے۔

## صنعتوں کا قیام

عوام سے کسٹے گئے معنوطا دھ سے کہ متابقت میں ہم نے ریاست میں صنعتوں کے قیام کیسٹے کئی اسکیمات کا آغاز کر دیا ہے۔ بڑی صنعتی یونٹوں کے قیام کے تعلق سے طویل مدت سے دیکھی ہوئی تجاویز کو عملی جامہ پہنانے کے اقدامات کو تیز کر دیا گیا ہے۔ چنانچہ ناگو جو ناز ٹیلا ٹر پلانٹ کا کیلڈا اور ٹاٹا فیکٹری مٹکلیگری کی شکل میں بہت جلد سنبھلے گا۔ معدنیات کا حصول اور انکی تلاش کا کام تلگانہ اور راہیسا کے علاقوں میں بڑے پیمانہ پر شروع کر دیا گیا ہے۔ آئندہ ہر اپرڈیشن جو کو مہاشرا کے بعد پکاس پیدا کرنے والی دوسری بڑی ریاست ہے اس لیے حکومت اسپنگ اینڈ ڈیونگ ملز قائم کرنے کے تعلق سے حکومت جانچ کر رہی ہے۔ زراعت پر مبنی صنعتیں جیسے کھانے کا تیل نکلانے والے پلانٹ کیا نینگ اینڈ شری دودھ کا پاورڈ بنانے والی فیکٹریاں قائم کی گئی ہیں جو بالکل آخری مراحل میں ہیں۔

ہینڈلوم دیورس کی حوصلہ افزائی کے لیے ملٹی سوازنہ کو ۳۶۸ کڑ روپے بڑھا کر سال ۸۴ - ۱۹۸۳ کے دوران ۸ کڑ روپے کر دیا گیا۔

مادی اینڈ ولیج اینڈ سٹریٹس بلڈ کے ذریعے دیئے جانے والے موانذ کی رقم جو دیہی صنایع کو دیجاتی ہے ۶ لاکھ روپے سے بڑھا کر ۸۰ لاکھ روپے کر دی گئی ہے۔

مختصر یہ کہ موانذ کی رقم کو بڑی - متوسط اور گھریلو صنعتوں کے ۲۶ کروڑ روپے سے سال ۸۴-۱۹۸۳ء کے دوران بڑھا کر ۶۶ کروڑ روپے کر دیا گیا۔

پوری حکومت نے صنعتوں کے قیام میں ریاست کے لئے مناسب اور واجبی حصہ حاصل کرنے کے لیے کامیاب جدوجہد کی ہے جس کی بدولت بیرون ریاست اور بیرون ملک سرمایہ کاروں کو ریاست میں سرمایہ لگانے میں سہولت پیدا ہوئی۔

۱۵ - نکاتی پروگرام جو ”پرگتی پدھم“ کے نام سے عوام میں مشہور ہے جس کو تلگو دیشم حکومت نے ریاست کی ہمہ جہتی ترقیاتی سرگرمیوں کے لیے تیار کیا ہے۔

## پنجایت ارج کی تعمیر

ہماری حکومت پنجایت اداہل کو زیادہ اختیارات دینا چاہتی ہے۔ ہمارا یہ مضبوط یقان ہے کہ اختیارات اور اقتدار کو غیر مرکوز کرنے سے ہی حکومت بنیادی سطح پر جمہوریت کو تقویت پہنچاتی ہے۔ اس بات کو زبانی اور نظریاتی طور پر کبھی حکومتوں نے بھی تسلیم کیا ہے لیکن اس نظر سے کبھی حقیقت کا روپ نہیں دیا گیا۔ جسکی بنیادی وجہ سیاسی حور پر غمزم کی کمی ہے۔

تلگو دیشم حکومت پنجایت اداروں کی اس اعزاز سے از سر نو تعمیر کرنا چاہتی ہے کہ اختیارات کے مراکز عوام سے قریب تر ہو جائیں۔ مثلاً پنجایتوں کا شکل میں اقتدار کو غیر مرکوز کرنے کیلئے چھوٹے اور متوسط یونٹ قائم کرنے کی اسکیم کی تیاری کا کام آخری مراحل میں ہے ہمارے ذہن میں ایسا تصور ہے کہ وہ تمام سرکاری محکمے عوامی ضروریات کی تکمیل اور ترقی سے منسلک ہیں انہیں چاہیئے کہ وہ علمدہ علمدہ حلقوں میں

اپنا کام انجام دیں بلکہ ۵۰ منڈل پنجایت کے حلقہ میں رہ کر کام کریں۔ وہ قلمی یہ ہیں۔

کوآپریشن - مارکنگ - بندوبست اراضیات - محکمہ زراعت - انکریسیٹی - سماجی بہبود کا محکمہ - محکمہ مال اور بلدی سہولتیں پنہانے والے محکمہ وغیرہ - عوام کی خدمت اور ترقیاتی سرگرمیاں ایک ہی جگہ مرکوز کر کے کام کو انجام دینا چاہیئے۔

## تعلیم

تعلیم کو ہم سماجی قدریں اسناد کرنے کا ایک طاقتور اور مقدس ذریعہ تصور کرتے ہیں۔ لیکن ہر قسم سے تعلیم عوام کے نزدیک پیسہ کمانے کے ذریعہ کے طور پر استعمال ہو رہی ہے۔ اس لیے ہم پیشہ دارانہ اور فنی تعلیمی اداروں میں شمولیت کی فروختگی کے غلط طریقہ کار کے سخت خلاف تھے اس لیے اس طریقہ کار کو برخاست کر دیا گیا۔ تعلیم پر کیا جانے والا خرچ اکثر غیر پیداواری خرچ سمجھا جاتا لیکن یہ بالکل غلط تصور ہے۔ ہم نے برسر اقتدار آنے کے پہلے سال میں تعلیمی موانذ کی رقم کو ۲۰ کروڑ روپے سے بڑھا کر ۵۰ کروڑ روپے کر دیا ہے۔ ہم ابتدائی تعلیم کو پھیلانے اور اسے ترقی دینے پر زیادہ زور دے رہے ہیں۔ اس مقصد کے پیش نظر ہر موضع میں ایک پرائمری اسکول کی عمارت تعمیر کرنے کا ذمہ داری اپنے سر لے رکھی ہے۔ سال رواں کے دوران میں کئی نئے پرائمری اسکول - بانی اسکول - جونیئر کالج ڈگری کالج - پرنشپل اور فنی تعلیم کے کالج شروع کئے ہیں۔ اس سال کے دوران اسکول جانے والے بچوں کی تعداد میں زبردست اضافہ ہوا ہے۔ مختلف سطحوں پر نئے پیچردن کا تقرر کر دیا گیا ہے۔

ہماری حکومت کے برسر اقتدار آنے کے کچھ ہی ہفتوں کے اندر کئی باتوں کے سلسلہ ایک خاص بات ہوئی ہے جس کا ہم غمزہ ذکر کر سکتے ہیں۔ وہ یہ ہے کہ امتحانوں کا انعقاد ان مقامات پر بہت پرسکون اور لطیف طرز پر عمل میں آیا ہے جہاں اس سے قبل امتحانوں میں بے شمار بدعنوانیاں روا رکھی جاتی تھیں جیسے نقل کرنا - تشدد پر آمراؤ وغیرہ۔

تعلیم۔ مقدار کے اعتبار سے نہیں بلکہ معیار کے اعتبار اپنی جاتی ہے۔ یونیورسٹیوں کی کارکردگی اور تعلیمی نظام کی جانچ و نظر کا کام شروع کر دیا جا چکا ہے۔ ریسرچ سنٹرڈ اور مختلف سطح پر نافذ کردہ نصاب کی جانچ بھی کی جا رہی ہے۔ پرائمری سطح ہی سے نئی برڈنگز کا تعلیم شروع کرنا چاہتے ہیں تاکہ تعلیم یافتہ نوجوانوں کو ایسی قدر عمل سے روشناس کرایا جائے جس میں جسمانی محنت کی وقیر نہ۔ غیر ملکی زبان، تعلیم کو عام کرنے میں ہمیشہ رکاوٹ بنتی ہے اسلئے گویا زبان کو ذریعہ تعلیم بنانے پر توجہ رہی۔

## اہم روکاؤں میں

آئندہ اپرڈیش کے عوام کے لیے ہم بہت کچھ کرنا چاہتے اور یہی ہماری کوشش ہے۔ مسائل کی کمی ہمارے لیے بہت روکاؤں بنی ہوئی ہے۔ ریاستی حکومتوں کے پاس موجودہ طور پر خواہ مسائل نہیں ہیں اور بعض امور میں انہیں اختیارات بھی حاصل ہیں۔ تاکہ ریاستی حکومتوں سے وابستہ سماجی ضروریات اور ڈرائیو را کر سکیں۔ مرکزی حکومت تمام اختیارات اپنے ہاتھ میں مرکوز کئے ہے۔ میں یہ کہنے پر مجبور ہوں کہ مرکزی حکومت سے جہاں تک ہمارا سابقہ ہے بہت ہی مایوس کن ہے۔ ریاستی حکومت کو درپیش مسائل اس کا رویہ مسلسل غیر سہمدانہ ہے۔ امدادی اسکیم کو کامیاب بنانے کے لیے چالوں کی سربراہی۔ زبردستی پیداوار کے عادی کے طور پر ادا کی جانے والی زمین میں اضافہ۔ تمباکو اور کپاس کی مارکیٹنگ۔ تیلنگو گنگا پر ایکٹ کیلئے زکی فراہمی اور دوسری آبپاشی اسکیمات یا سیلاب زدہ علاقوں کے امدادی کیلئے فنڈز کی منظوری کا معاملہ وغیرہ جیسے کسی بھی مسئلے کو لیجئے۔ یہی حکومت کا رویہ فراخ دلانہ نہیں ہے۔

ہمارے معاملے میں یہ ایک صریح دلیل ہے کہ قانون ساز مل کو برواست کرنے کے لیے یکجہتی اسٹیبل میں منظورہ قرارداد کو مرکزی مت نے ایک سال سے ڈالے رکھا ہے۔ عوام کی مرضی میں دشواری

اور انتظامی ادارے کے ذریعے حائل ہونے کو ہرگز جمہوریت نہیں کہا جاسکتا۔ جب کبھی بھی ہم اپنا جائز حق لینے پر زور دیتے ہیں تو مرکز سے تعادم کے نام سے غلط یاد رکھا جاتا ہے ہم مرکز اور ریاست کے روابط کا صحیح اور واجبی تعین کرنے کی اپیل کرتے ہیں تو ہمیں الزام دیا جا رہا ہے کہ ہم ملک میں تفرقہ ڈالنے والے رجحانات کو ہوا دے رہے ہیں۔

تلگوڈیشم پارٹی اور حکومت تہہ دل سے متحدہ ہندستان کے حق میں ہے کم از کم ہمارا ایمان متحدہ ہندستان کے تعلق سے آتما ہی مضبوط ہے جتنا کہ موجودہ مرکزی حکومت چاہتی ہے۔ اور ہم سمجھتے ہیں کہ ہندستان ہم سب کا ملک ہے۔

بحیثیت اس شخص کے جو ۶ کروڑ عوام کی نمائندگی کرتے ہوئے ایک ریاست کی قیادت کر رہا ہے جو ہندستانی قوم کا ناقابل تقسیم حصہ ہے۔ میری بنیادی فہم داری ہے کہ میں قومی وسائل میں اپنا واجبی اور جائز حق کی مانگ کروں اور میں نہیں سمجھتا کہ اگر میں ریاستوں کے لیے زیادہ اختیارات کا مطالبہ کرتا ہوں تو بغاوت کر رہا ہوں۔ کیا دستور میں اس بات کا ذکر نہیں ہے کہ ہندستان ریاستوں کے مجموعہ کا نام ہے؟ مختلف درجات اور سطح ایک پارٹی کی مرکز اور ریاستوں میں حکومت اور شاید گزرے ہوئے برسوں میں جزیی طور پر ریاستی حکومتوں کے تائید میں خودداری اور عزم کی کمی کی وجہ سے تدریج اور مضبوط بند طور پر اختیارات اور مسائل مرکز کے ہاتھ میں مجتمع ہو گئے۔ میری اکثر بیشتر ظاہر کردہ رائے کو میں پھر ایک بار یہاں دہراتا ہوں وہ یہ کہ اگر جسم کو مضبوط دھمت مند رکھنا ہو تو اعضاء و جوارح بھی مضبوط دھمت مند ہونے چاہیئے۔ ہندستان ریاستوں میں کمزور رہتے ہوئے مجموعی اعتبار سے قوی تر رہنے کی ہرگز توقع نہیں رکھ سکتا۔ صرف اور صرف مساوات اور اخوت کا بنیادی پر اتحاد حاصل کیا جاسکتا ہے۔ ہندستانی قوت کا تصور ہمارے پاس ہی ہے۔

آئندہ اپرڈیش ہمارے برسرِ امتداد آنے کی پہلی ہنگامہ کے موقع پر حکومت ہند سے پھر ایک بار اپیل کرتا ہوں کہ ہمیں ریاستی

## اضلاع میں ضلع ڈیولپمنٹ بورڈ کے قیام

### کیسے احکام کا اجرا

ریاستی حکومت نے آندھرا پردیش کے ۲۳ اضلاع کے مجملہ ہر ضلع کیسے ایک ضلع ڈیولپمنٹ بورڈ کے قیام کے لیے احکامات جاری کر دیے ہیں۔ اس کا مقصد منصوبہ بندی کے عمل کو غیر مرکوز کرنا ہے۔ بورڈ کے چیرمین ایک ڈیر اور ڈسٹرکٹ کلکٹر نائب صدر بنیں گے۔ لیجلیٹس اور اراکان پارلیٹ بورڈ کے اراکان ہوں گے۔ حکومت ان بورڈز کیسے ماہرین کو نامزد کر سکتی ہے۔ ضلع ڈیولپمنٹ بورڈ کا کام ضلع کی ترقیاتی سرگرمیوں کو تیز تر کرنے کے امکانات پر غور کرنا اور سفارشات پیش کرنا ہے۔ اس کے علاوہ ضلع کے لیے سائبر پینچ سالہ منصوبہ کو مدد کرنے میں مدد دینا اور پہلے ہی سے موجود اہل اناڈ کے موثر استعمال میں اضافہ کیسے غیر معمولی ذمیت کی حکیمات تجویز کرنا۔ ضلع ڈیولپمنٹ بورڈس کی سفارشات پر ریاستی ڈیولپمنٹ بورڈ خود کرے گا اور ضروری کاڈوالی کیسے ریاستی حکومت کو پیش کرے گا۔ ضلع ڈیولپمنٹ بورڈ کے کام میں ایک ٹیکنیکل گروپ تعاون کرے گا جو ڈسٹرکٹ کلکٹر رجب اور محکمہ پنہایت راج، محکمہ فینانس و منصوبہ بندی (ارکان) پر مشتمل ہوگا ڈسٹرکٹ پلاننگ آفیسر کو نیز ہوں گے اور وہ ڈسٹرکٹ کلکٹر کی رہنما میں کام انجام دیں گے۔

قیمت فی شمارہ صرف

۵۰ پیسے

سالانہ ۶ روپے

ذریعہ منی آرڈر روانہ فرمائیے

عوام سے کئے گئے وعدوں کو پورا کرنے کیلئے زیادہ سے زیادہ فنڈز اور اختیارات کی ضرورت ہے۔ عوام ہی جاری سرگرمیوں کے تعلق سے تعلق رکھتے ہوئے ہو سکتے ہیں۔ دی ملک کے معزز اعلیٰ مالک ہیں۔ ہم صرف انکی طرف سے مقرر کردہ نمائندے ہیں اور وعدوں کو پورا کرنے کے پابند ہیں۔

میں اور میری پارٹی کا دھند عوام کا مہولہ منت ہے۔ ریاستی عوام ہی میری طاقت ہیں۔ ہم نہ صرف پانچ سال میں ایک دفعہ بلکہ ہر وقت عوام کے سامنے جوابدہ ہیں۔ ہماری کوشش ہے کہ ہم ان لاکھوں خاصوں عوام کی آواز بن جائیں اور انکی آرزوؤں کو پورا کرنے کے لیے انکی غما بن جائیں۔

ہماری کامیابی پر ہمیں فخر ہے۔ ہمیں خوشی ہے کہ ہم عوام کی توقعات پر پورے پورے اترے ہیں جنہوں نے تلگو دیشم پارٹی پر مکمل اعتماد کیا۔

ریاست کا چیف منسٹری کا جائزہ حاصل کرتے وقت میں نے کہا تھا۔ تلگو دیشم پارٹی قومی مفادات اور تلگو عوام کی خودداری کو پیش نظر رکھتے ہوئے جمہوری خطوط اور ترقی پسند راہ پر آگے بڑھے گی۔ آج بھی اس وقت یعنی ۹ جنوری ۱۹۸۳ء کے دن کہے گئے ایک ایک لفظ کو پھر سے دہراتا ہوں۔



# آندھرا پردیش

اردو ماہنامہ

# چھوٹی صنعتوں کی ترقی

دیہی علاقوں میں چھوٹی صنعتوں کے قیام۔ گھریلو اور  
دیہی صنعتوں کی صحت افزائی سے دیہی عوام کو منفعت بخش  
روزگار کا دستیاب ہو جائے گا۔

ڈسٹرکٹ انڈسٹریل سنٹرل اور صنعتوں کو زور دینے والے مختلف ایجنسیوں  
کے درمیان ضروری ربط قائم کرنا چاہیے تاکہ دیہات میں صنعتوں کے پھیلاؤ  
کے پروگرام کی ماسعی میں سرعت پیدا کرنے اور انکی موثر عمل آوری میں آنے والی  
شناخت شدہ رکاوٹوں کو دور کرتے ہوئے ایک دوسرے سے مربوط  
کیا جاسکے۔

## صناعوں کے مراکز

سال ۸۳-۸۲ء کے دوران صناعات کی ترقی کے لیے شروعات  
دوسرا پروگرام صناعات کیلئے دیہی مراکز کا قیام ہے۔ ان مراکز کے ذریعے صناعات  
کو درکار ٹریننگ، اچھے قسم کے اوزار، سائبان، کاروباری سرمایہ وغیرہ کی منت  
فراہم کیا جائے گا۔ یہ مراکز سپریمیتیں مختلف ایجنسیوں جیسے ڈسٹرکٹ  
رورل ڈیولپمنٹ ایجنسی (DRDA)، آندھرا پردیش کھادی اینڈ  
ڈیلچ انڈسٹریز ڈیولپمنٹ بورڈ، ڈسٹرکٹ انڈسٹریل سنٹرز (DICS)  
کمیشنل بینک سپیشل ایڈمنسٹریٹ اور خود روزگار اسکیموں کی جانب سے  
مجموع کردہ وسائل سے فراہم کی جائیں گی۔ دیہات میں جہاں ۲۰ یا اس سے زیادہ  
صناع موجود ہوں ایسے مراکز کو زور دیا جائے گا۔ صناعات کے ہر ایک

کاروبار کے مواقع فراہم کرتے ہوئے برے پیمانے پر دیہی عوام  
کو منفعت بخش روزگاری فراہمی کے ذریعے بے روزگاری اور نا کافی روزگاری  
حالت کو ختم کرنا بے حد ضروری ہو گیا ہے۔ دیہی علاقوں میں چھوٹی صنعتوں کو  
شروع کرنا، دیہی و نیز گھریلو صنعتوں کی ہمت افزائی کرنا ہی اس مسئلہ کا صحیح  
حل ہے۔ ریاستی حکومت گھریلو صنعتوں - چھوٹی صنعتوں اور دیہی صنعتوں کو  
زور دینے میں سرگرمی کے ساتھ مصروف ہے۔ ہماری ریاست میں ۳۹۰۰۰  
ہزار چھوٹی اور دیہی صنعتیں ہیں جن میں ۲۹۱ کروڑ روپے کا سرمایہ لگا ہوا  
ہے۔ اور ان صنعتوں میں ۲ لاکھ افراد برسر روزگار ہیں۔

سال ۸۲-۸۱ء کے دوران اس بات کو طے کیا گیا ہے کہ  
ریاست میں ۲۲۰۰ چھوٹی صنعتیں قائم کی جائیں اور ۳۳۰۰۰ ہزار صناعات  
کو امداد دی جائے۔ دیہی علاقوں میں صنعتوں کے پھیلاؤ کے لئے ریاستی  
حکومت ڈسٹرکٹ انڈسٹریل سنٹرل کے ذریعے توسیعی پروگراموں کو اختیار  
کر رہی ہے جن کا مقصد نئی صنعتوں کے قیام میں صنعت کاروں کا مشاؤ  
مقصد کا تعین و شناخت کرنا دیہی صناعات کو جدید آلات و ٹیکنیک کے  
استفادہ کے لیے ٹریننگ دینا۔ چھوٹے چھوٹے شعبوں میں کام کرنے  
والے صنعتی یونٹوں اور صناعات کو ترقی و ترقض جاتی امداد فراہم کیا کرتا ہے۔



مرکز میں ۲۰ افراد کے کام کرنے کی گنجائش ہوگا اور یہ لوگ ایک گروہ کی شکل میں کام کریں گے۔ سال ۸۳ - ۱۹۸۲ء کے دوران ۱۰۴ صنعتی مراکز قائم کئے گئے ہیں۔ اور ۸۴ - ۱۹۸۳ء کے پروگرام کے تحت مزید ۳۰۰ مراکز قائم کئے جائیں گے۔

سال ۸۳ - ۱۹۸۲ء کے اختتام تک خود روزگار اسکیم کے تحت ۱۲۴۹۸ یونٹ قائم کئے گئے جن میں مشغول کردہ سرمایہ ۳۵۶۱۲ کروڑ روپے ہے اور ۵۴۲۸۶ افراد کو روزگار دستیاب ہوا ہے۔

سال روان ۸۳ - ۸۳ - ۱۹۸۳ء کے دوران حاشیائی رستم کے قرض کے طور پر ۴۸ لاکھ روپے مختص کئے گئے ہیں جس سے ۱۵۰۰ کاروباروں کو ۱۵۰۰ کاروباروں کو ۱۵۰۰ یونٹ قائم کرنے کے لیے امدادی جملے گا ان یونٹوں میں ۵ کروڑ روپے مشغول کئے جائیں گے اور ۵۰۰۰ افراد کو روزگار مہیا ہوگا۔

## امدادی رستم کو مشغول کرنے کی اسکیم ذیلی صنعتیں

ذیلی صنعتوں کو زور دینے کے سلسلے میں ریاستی حکومت مرکز کی جانب سے جاری کردہ رہنمایانہ اصولوں پر کاربند ہے یہ ذیلی صنعتیں ریاست کا متوسط اور بڑی صنعتوں کے لوازمے کے طور پر کام کی انجام دیں گی ریاستی اور مرکزی حکومت کے پراجیکٹوں کی مسلسل ترغیب دینے کے نتیجے میں ہم ۱۰ ذیلی صنعتوں کو زور دینے کے قابل ہوئے ہیں۔ یہ صنعتیں ایچ ایم ٹی (HMT)، بی ایچ ای ایل (BHEL)، دسکھا پٹنم شپ یارڈ، پراگا ٹولس، ای سی آئی ایل، آلون میٹل ورکس، آر۔ٹی۔سی اور دوسری سرکاری صنعتوں کی ضروریات کی تکمیل کرتی ہیں۔ اس کے علاوہ کڑی شعبہ کی یونٹوں کی جانب سے بعض چھوٹی صنعتوں کو ترجیحی موقوف "PREFERRED SUPPLIERS STATUS" دیا گیا ہے اور انہیں سے وہ اپنی ضروریات کی تکمیل کرتے ہیں۔

۱۹۷۰ء سے ریاست میں سنٹرل انوسٹمنٹ سب سیدی اسکیم

جاری ہے جو ریاست کے ۱۴ اضلعوں اور ۸۹ پنجایت سیتی بلاکس میں چلائی جا رہی ہے۔ اس اسکیم کے آغاز سے مارچ ۱۹۸۲ء کے ختم تک ۱۸۶ کروڑ روپے نئی صنعتوں کو دیئے گئے ہیں۔ جن میں ۳۳ بڑی صنعتیں اور ۲۵۳۹ چھوٹی صنعتیں شامل ہیں۔ یعنی تبدیلیوں کے باعث مزید ۱۱۸ بلاکس کو سنٹرل انوسٹمنٹ سب سیدی اسکیم کے تحت لانے میں مدد حاصل ہوئی۔

## لیبارٹری اور جانچ کی سہولتیں

اس سال ایکس انڈسٹریز اور چھوٹی یونٹیں جو کھوٹا کام اشیا متوسط و تیار اشیا کی جانچ کرنے کے لیے اپنے پاس آلات اور سہولتیں رکھنے کے قابل نہیں ہوتے اسی لیے حکومت کی جانب سے یہ سہولتیں فراہم کرنے کے لیے تجربہ خانے حیدرآباد، دسکھا پٹنم اور کڑپہ میں قائم کئے گئے ہیں یہ تجربہ خانے براٹے نام خراج پر گرانقدر سہولتیں ہمہ پہنچاتے ہیں۔ سال رواں کے دوران دسبے دائرہ میں ایک ٹیکنیک لیبارٹری کا قیام عمل میں لایا جا رہا ہے جو ڈیزل انجنوں اور انجینئرنگ پراجیکٹس کی جانچ کرے گا حیدرآباد اور دسکھا پٹنم میں کام کرنے والی موجودہ لیبارٹریوں کو ۱۵ لاکھ روپے کے خرچ سے مزید وسعت دینے کا فیصلہ کیا گیا ہے۔ ان میں جدید قسم کے آلات مہیا کئے جائیں گے تاکہ مقامی صنعتوں کی ضروریات پوری ہو سکیں اور ان لیبارٹریوں میں تعلیم یافتہ بے روزگاروں کو صنعتی شعبہ کی کٹا کنٹرول وغیرہ کی ٹریننگ دی جاسکے۔ حکومت ہند نے ساچوں میں ڈھال کر تیار کیا جانے والی اشیا کیلئے نیڈل ٹسٹنگ اسٹیشن قائم کرنا منظور کر لیا ہے۔ یہ صنعت نگر میں قائم ہوگا۔ اور اس قسم کی موجودہ سہولتوں میں بانی جانے والی کمی کو اس سے پورا کیا جائے گا۔ توقع ہے کہ دہائی ملی سال کے دوران یہ فیملی اسٹیشن قائم کیا جائے گا۔ (NRDC) کا مدد سے رواں سال سال کے دوران میڈک فیلڈ میں ایک "ورلڈ ٹیکنالوجی ڈیمانڈ سٹریشن کم ٹریننگ سنٹر" بھی قائم کیا جا رہا ہے۔



# معذوروں کیلئے نئی پرامید نفا

دماغی طور پر کمزور افراد کیلئے خاص قسم کے اسکول کھولے جائیں گے جو ایسے بچوں کی دیکھ بھال کریں گے اور حیدر آباد میں ایسے بچوں کے لئے ایک ایسا ادارہ قائم کیا جا رہا ہے جو ان پر خصوصی توجہ دے گا۔ اس کے ساتھ ہی نابینا افراد کی تعلیم کے لیے جدید آلات درآمد کئے جا رہے ہیں تاکہ نابینا افراد پر بھی خصوصی توجہ دی جاسکے۔

ملک کی طرف سے معذورین کیلئے ریاستی ہسپتال بھوکھلے گئے ہیں اور وظائف بھی دیئے جا رہے ہیں۔ پہلی مرتبہ تقریبی اور تعلیمی دور سے پر معذورین کو لے جایا گیا۔ معذورین کو رقمی امداد اسکیم کے تحت رقمی مدد بھی کی جا رہی ہے جنکے والدین کی سالانہ آمدنی پچھ ہزار سے زائد نہ ہو اور کم آمدنی والے زمرے کے معذورین کو معنوی اعضاء کان کے آلے، بیاکھی مفت مہیا کئے جا رہے ہیں۔

کارپوریشن کی جانب سے نفاذ آرتھو پیڈک ہسپتال میں معنوی اعضاء کی تیاری کالونٹ قائم کیا گیا ہے جو بچے پور کی ٹیکنالوجی کی اس پر معنوی اعضاء تیار کرے گا جسکے نتیجے میں معنوی اعضاء بڑی مقدار میں تیار ہوں گے اس قسم کے سنٹرس دت کھا پنٹم اور تردیتی میں بھی قائم کئے جائیں گے۔ حادثات میں معذور ہونے والوں کی مدد کیلئے بھی ایک اسکیم بنائی گئی ہے تاکہ ایسے افراد تالونی طور پر اپنی مدافعت کر سکیں۔ آئندہ کارپوریشن معذورین اور معذورین کیلئے قائم کی گئی مالیاتی کارپوریشن ریاست کے ہزاروں معذورین کی مدد کر رہی ہے جس سے معذورین میں زندگی کی ایک نئی لہر پیدا ہوئی ہے۔

●●

آئندہ اپریش میں ایک اندازے کے مطابق تقریباً لاکھ معذورین ہیں اور حکومت انکی بہبودی کیلئے مختلف اقدامات ریعہ اولین ترجیح دے رہی ہے۔ معذورین کے مسائل کو حل کرنے ایک علاحدہ نظامت کا قیام عمل میں آیا اور ان کے لیے ایک مالیاتی پریشن بھی قائم کی گئی جو یکم جنوری ۱۹۸۱ سے کام کر رہی ہے۔ لہ سمجھا گیا ہے کہ بعض صنعتوں میں معذورین کیلئے ٹریننگ سودمند ہوگی اسلئے سال حالی تردیتی اور دت کھا پنٹم میں ٹریننگ وڈکشن سنٹرس قائم کئے گئے ہیں۔ اور جلد ہی ایک اور سنٹر ن پور میں قائم کیا جائے گا۔ حیدر آباد اور وجے داڑہ میں قائم ٹک کم پروڈکشن سنٹرلں کو مزید وسعت دی جائے گی اور اس کے علاوہ ایک سنٹرلہ ایسوپٹ ضلع میدک میں کام کر رہا ہے۔

علی علی تعلیم معذورین کیلئے ایک نیا تصور ہے جو ریاست میں پریشن کے ذریعہ شروع کی جا رہی ہے جس کا نائدہ یہ ہوگا کہ اندھے سے مگونگے اور دماغی طور پر کمزور افراد کو خصوصی مدارس میں تعلیم کے دل کے لیے دوسرے شہر دل کو جانے کی ضرورت پیش نہیں آئے گی نا کو آئندہ کے ذریعہ خصوصی تعلیم دی جائے گی۔ معذور بچوں کو دینے والے آئندہ کو کارپوریشن میں ٹریننگ کا انتظام کیا گیا ہے یہ کورس ۹ ماہ کا ہے جس کے دوران آئندہ کو مناسب معاونہ ادا کیا جائے گا۔ کورس کے اختتام پر یہ آئندہ اپنے اپنے اسکول واپس جا کر معذور بچوں کو تعلیم دیں گے۔

# موشیوں کی افزائش میں نمایاں اضافہ

موشیوں کی ترقی کے پروگراموں کی عمل آوری  
سے آندھرا پردیش میں دیہی معیشت  
لانگما ترقی کرے گی۔



کوحاشی اور سماجی زندگی میں بہت بڑی اہمیت حاصل ہوگئی ہے۔ اس میں مقابلہ کم سرمایہ کی مشغولیت سے دیہاتیوں کو روزگار حاصل ہوا ہے اس کے علاوہ دودھ گوشت اور انڈوں کی پیداوار میں اضافہ سے غذائیت کا معیار بلند ہو رہا ہے۔

موشیوں کی افزائش میں بہتری پیدا کرنے کے لیے مضبوط قومی پالیسیوں کی بنیاد پر اسکیمات تیار کی گئی ہیں۔

## حیوانات کے علاج کی فراہمی

حیوانات کی بیماری اور علاج کی سہولتیں فراہم نہ کی گئیں تو موشیوں کے ارتقاء کی ساری کوششیں ناکام ہو جائیں گی۔ اس لیے ریاست کے دور درلحم علاقوں میں بھی حیوانات کے علاج کی سہولتیں مہیا کی گئی ہیں۔

موشیوں کے علاج کی سرگرمیوں میں بیمار جانوروں کا علاج کرنا

موشیوں کی افزائش کے شعبے میں ریاست آندھرا پردیش ملک کی صف اول کی ریاستوں میں شمار ہوتی ہے۔ موشیوں کی دولت کے اعتبار سے یہ ریاست بہت مشہور ہے۔ آندھرا پردیش میں بیلوں کی تعداد ۱۹۶۲۰ ملین ہے اس طرح ملک میں آندھرا پردیش کا تیسرا درجہ ہے۔ ریاست بھٹنوں کی تعداد میں دوسرا درجہ رکھتی ہے جو ۶۵-۷۰ لاکھ ہیں۔ مرغابی میں ریاست پہلے درجہ پر ہے یہاں ۶۰-۲۱۶ ملین پولٹری ہے۔ موشیوں میں لگا ہوا سرمایہ تخمیناً ۷۰۰ کروڑ روپے ہے جو ریاست کی جلد آمدنی کا ۱۰ فیصد ہے۔ ادنگول کی اعلیٰ اسٹنس کے موشی دنیا بھر میں مشہور ہیں۔ نیلور کی بھیٹریں اور اصل مرغ کی وجہ سے بھی آندھرا پردیش مشہور ہے۔

سماجی و معاشی تبدیلی موشیوں کی افزائش

متعدی امراض سے ملوثیوں اور پولٹری کو محفوظ رکھنا اور امراض کی تحقیق کرنا شامل ہے۔

## دودھ کی پیسراوار

اور ۱۸ سینکڑے جنک "کام کر رہے ہیں جو ۳۲۱ اعلیٰ نسل کے بیٹوں سے حاصل کردہ مادہ تولید کا سربراہی عمل میں لاتے ہیں۔ اہم مقامات پر ۳ چھوٹے اور دو بڑے سیال ٹائٹریڈجن کے پلانٹ قائم کئے گئے ہیں۔ چھوٹے پلانٹ منصوبے کے ختم تک مبینہ مادہ تولید کے ذریعہ ۱۲۶ لاکھ ٹونیشیوں کی تخم ریزی کو ناپ کیا گیا ہے۔

## خشک سالی مستانہ علاقوں کا پڑگرم

کمزور طبقات کیلئے پروگرام

# عزل

عبدالرحیم شفیق  
۱۸۹-۸-۱۶ لاہور  
کوئٹہ شفیق، چھٹی منزلہ جی۴ آباد

کوئی ادھر ہے دید کے سارا لیے ہوئے  
کوئی ادھر ہے حشر بے داناں لیے ہوئے

پہلے سے ہم تھے چاک گر بیاں کئے ہوئے  
آئے ہو تم بھی ساتھ بہاواں لیے ہوئے

دل کے چین میں کھل گئے غنچے امید کے  
یہ کون آگیا رُخ خداں لیے ہوئے

ارماں کی الجھی بات کو سبھا رہا تھا میں  
اور آپ آئے زلف پریشاں لیے ہوئے

آیا ہے خالی ہاتھ جہاں میں تو ہر بشر  
جا میگا پر یہاں سے وہ سارا لیے ہوئے

نوشمال ہے کوئی تو کوئی غمگسار ہے  
ہر زندگی ہے نئے نئے عنوان لیے ہوئے

زلفِ دو تاملِ رخ کی چمک ایسی ہے شفق  
تاریک شب ہو جیسے چراغاں لیے ہوئے

کرنے کے خصوصی پروگراموں کا اختتام کیا گیا ہے۔ منو ٹرانس بجھڑے پانس  
بھیٹرڈ کی افزائش - سرہانی - سورڈ کی افزائش جیسے پروگرام منتخب اضلاع  
میں چلائے جا رہے ہیں۔

بجھڑڈ کی افزائش کے پروگرام کے ضمن میں ۱۶۳۴۹ بجھڑے پانس  
کا ۵ اضلاع میں اختتام کیا گیا۔ بھیٹرڈ کی افزائش کیلئے ۶ اضلاع - من  
۲۳۸۱۹ رینٹ تقسیم کئے گئے۔ مرغابی کیلئے ۵ اضلاع میں ۷۶۸۷  
رینٹ قائم کئے گئے۔ سورڈ کی پرورش کیلئے ۳ اضلاع میں ۲۰۸۴ رینٹ  
تقسیم کئے گئے۔ اس طرح کمر در طبقات سے تعلق رکھنے والے ۵۰۹۳۹ غائبان  
مستفیض ہوئے۔

## دیہی ترقی

ریاست کی تقریباً ۸۰ فیصد آبادی کا انحصار زراعت اور  
اسے متعلقہ سرگرمیوں پر ہے۔ بیشتر مالیکن اراضیات کے پاس چھوٹی چھوٹی  
زمینات ہیں جن سے بہت کم آمدنی ہوتی ہے۔ مویشیوں کی افزائش کے  
پروگرام ایسے کاشتکاروں کی حالت کو سدھارنے کیلئے بہت موزوں خیال  
کئے گئے ہیں۔ کم آمدنی والے کسانوں کی آمدنی میں اضافہ کیلئے اس پروگرام کے  
تحت و دو دیہاتے جالہ میں بھیڑوں بکریں، مرغابی، بیلوں اور سورڈ کے  
یونٹ ہی چلانے والے بیلوں - بجھڑڈ کی افزائش وغیرہ کے متذکرہ  
مویشیوں کی تقسیم عمل میں لائی جاتی ہے۔ سال ۸۳ - ۱۹۸۲ کے دوران  
کمر در طبقات سے تعلق رکھنے والے تقریباً ۶۸۸۰ لاکھ درج فہرست اقوام  
دورج فہرست قبائل - ہسارہ طبقات اور دوسرے افراد کو مختلف اسکیموں  
جیسے انٹیگرٹیڈ رورل ڈیولپمنٹ پروگرام - مویشی پیدا کرنے کے خصوصی  
پروگرام شیڈولڈ کاسٹس دیک رڈ کاسٹس کارپوریشن وغیرہ کے  
ذریعہ امداد پہنچائی گئی ہے۔

مویشیوں کو ترقی دینے والے پروگراموں کی عمل آوری کے  
ذریعہ رہاست کی دیہی معیشت میں ضروری بہتری پیدا ہوگی



#

موجودہ حکومت بے گھر افراد کیلئے پکے اور پختہ مکانات فراہم کرنے پر زور دے رہی ہے اس کے برخلاف پہلے کی حکومت کی جانب سے گھاس پھوس کی تعمیرات فراہم کی گئی تھیں۔

مکانات کی تعمیر کیلئے تین قسم کی اسکیمات وضع کی گئی ہیں۔ شہری علاقوں میں ۹۰۰۰ روپے کی لاگت سے دیہی علاقوں میں ۶۰۰۰ روپے کی لاگت سے پختہ مکان اور ۳۰۰۰ روپے فی مکان کے حساب سے نیم پختہ مکان تعمیر کئے جائیں گے۔

## شہری اکنہ

درجہ بندی کے اعتبار سے شہری علاقوں میں مکانات کی تعمیر کا پروگرام شروع کیا گیا ہے۔ دیہی علاقوں کے پختہ مکانات کے مقابلے میں یہ مکانات کسی قدر زیادہ سہولتوں کے حامل ہوں گے اور ان مکانات میں بیت الخلاء وغیرہ بھی تعمیر ہوں گے۔

## دیہی اکنہ

اس اسکیم کے تحت ۷ ہزار پختہ اور ایک ہزار نیم پختہ دیہی علاقوں میں وہ نیز ۲ ہزار پختہ مکانات ہر ضلع کے شہری علاقوں میں تعمیر کئے جائیں گے۔ اس دیوانت اسکیم کے لیے سال مال ۲۰۶۶ کر ڈر روپے کی رقم ریاستی حکومت کی جانب سے بطور قرض امداد دی جا چکی اس کے علاوہ ۵۰۶۹ کر ڈر روپے ہڈ کو، ایل آئی سی، جی آئی سی اور کمرشیل بنکوں کی جانب سے فراہم کئے جائیں گے۔ ریاستی حکومت کی جانب سے ۲۵ کر ڈر روپے پہلے ہی جاری کر دیئے گئے ہیں۔ پہلے مرحلے میں ۸۵۶۱۰ کر ڈر کی لاگت سے ۱۲۰۰۰ ہزار مکانات تعمیر کئے جائیں گے ہر ضلع میں ۲۰۰۰ ہزار مکانات پختہ اور ۱۰۰۰ مکانات نیم پختہ تعمیر کئے جا رہے ہیں۔ حیدرآباد کے شہری علاقوں اور دوسرے شہری علاقوں میں آبادی کی اس کس پر ۳۰۰۰۰ ہزار مکانات کی تعمیر کا آغاز کر دیا گیا ہے۔ ہڈ کو کی مدد سے ۸۶۹۶۰ مکانات کی تعمیر شروع کر دی گئی تھی اور ستمبر کے ختم

تک ۵۷۲۰۸ مکانات کی تعمیر مکمل ہو چکی ہے۔ جنرل انٹرنس پکنہ کمرشیل بنکوں کی جانب سے ۱۲۸۳۰ مکانات کی تعمیر کیلئے مدد کا اعلان میں ۹۸۹۵ مکان ستمبر کے ختم تک تکس پا گئے ہیں۔ اس سے متاثرہ علاقوں کے افراد کی مستقل باز آباد کاری اور ان کیلئے رو دیگر وسائل فراہم کرنے کیلئے مستقل ہاؤسنگ اسکیم تیار کی گئی ہے اور سے متاثرہ علاقوں کے کمر در بلقات کیلئے ۵۰ کر ڈر روپے کی لاگت اکنہ کا پروگرام تیار کیا گیا ہے۔

- آندھرا پردیش کی مہاشی، زرعی، صنعتی، تعلیمی اور سماجی ترقی پر اپنے موضوعاتی معائنہ ماہنامہ آندھرا پریڈیش (اردو) میں اشاعت کیلئے روانہ فرمائیے۔ ہمیں "غیر مطبوعہ تخلیقات ہی روادہ" ناقابل اشاعت معائنہ واپس نہیں کئے جاتے۔ پاسپورٹ سائز کی تصویر بھی روانہ کر سکتے ہیں۔
- قلمی معاونین سے گزارش ہے کہ خاتمے پر یا پشت پر اہل مکمل پتہ پن کوڈ نمبر کے ساتھ ضرور تحریر فرمائیں۔ معنون خوش خط لکھیں اور قلمی نام کے ساتھ اہل نام بھی تحریر فرمادیں۔

ذرا لانا صرف ۶ روپے  
قیمت فی شمارہ: ۵۰ پیسے

- اپنا ذرا لانا ذریعہ منی آرڈر روانہ کیجئے۔
  - منی آرڈر نامہ طے اطلاعات و تعلقات عامہ کے نام روانہ کیجئے۔
  - پتہ: ڈاکٹر کیسٹر انفارمیشن اینڈ پبلک ریلیشنز حکومت آندھرا پردیش، مگر ہا کپا
- مکرم جاہی روڈ، حیدرآباد ۵۰۰۰۰۱

## کامیابیوں کا راستہ



آج ہمارے ملک کئی طرح کے مسائل سے دوچار ہے۔ تمام طرح کے وسائل اور ذرائع استعمال کرنے کے باوجود ابھی ہم پوری طرح اپنے معاشی و معاشی کو عمل نہیں کر پائے ہیں۔ ملک میں اب بھی غربت، بے روزگاری اور بیماری جیسی لعنتیں موجود ہیں۔ ہم نے سیاسی آزادی تو حاصل کر لی ہے لیکن ابھی تک اقتصادی طور پر پوری طرح مستحکم اور مضبوط نہیں ہو پائے ہیں۔ آج ملک کے گوشے گوشے میں معاشی کا جال پھیلا دیا گیا ہے۔ شیڈوں کی کڑکڑاہٹ کے ذریعہ پیداوار کی رفتار بڑھتی ہی جا رہی ہے۔ زرعی موافق بھی اعلیٰ کی سطح پر ہے۔ ملک کے دور دراز علاقوں میں تعلیم اور صحت کے مراکز کھل چکے ہیں اب ہم اپنے یہاں تیار کردہ مال بیرونی ملکوں میں برآمد کرنے لگے ہیں۔ اس کے باوجود یہ ساری نعمتیں اور ترقیاں عوام کی ایک بڑی تعداد تک رسائی نہیں حاصل کر رہی ہیں۔ ابھی بہت سارے لوگ روزگار حاصل نہیں کر سکے۔ ترقی اور خوشحالی ان کے لیے ابھی تک ایک خواب ہے۔ کیا ہم نے کبھی اس بات پر غور کیا ہے دراصل آبادی میں روز بروز اضافہ کے باعث ایک بڑا ملک کی ان عظیم نعمتوں سے محروم ہے۔ محنت تو ہم کر رہے ہیں لیکن بڑا کنبہ ہونے کے باعث ہماری خوشحالی ادھوری ہو کر رہ گئی ہیں۔ نئے نئے منصوبے، نئے نئے پراجیکٹس وجود میں آگئے۔ پمپا بنج سالہ منصوبہ شروع ہو چکا ہے۔ لیکن ہم اپنے خاندان کو متعین بنانے کے لیے منصوبہ تیار نہیں کرتے۔ اس لئے خاندان کی ترقی و خوش حالی کے لیے چھوٹا کنبہ اچھا کنبہ سمجھا

جاتا ہے۔ میں آج زبانی ہوتی آبادی کے مسئلہ نے ایک بحران کی کیفیت پیدا کر دی ہے۔ اس بحران کی کیفیت سے نہ کسی مخصوص ملک کسی علاقے، یا کسی ایک فرقے کو ہی نہیں بلکہ پوری عالمی برادری کو خطرہ لاحق ہو گیا ہے اور یہ مسئلہ دنیا کے ہر ملک، ہر علاقے، ہر فرقے، ہر طبقے، اور ہر فرد پر اثر انداز ہو رہا ہے۔ دنیا کے تمام ملکوں کے ماہرین معاشیات لوگوں کو اس بات سے آگاہ کر رہے ہیں کہ تیزی سے بڑھتی ہوئی آبادی چند برسوں میں انتہائی سنگین صورت اختیار کر لے گی۔

حیرت کی بات یہ ہے کہ جب ممکن ہو جاتی ہے اور کسی چیز کی قلت ہو جاتی ہے تو لوگ کافی پریشان ہو جاتے ہیں۔ مگر ان لوگوں کو تیزی سے بڑھتی ہوئی آبادی کے تعلق سے ذرا بھی تشویش و پریشانی نہیں رہتی۔ جبکہ اس بڑھتی ہوئی آبادی سے ہر طرح کی قلت پیدا ہوتی ہے اسی آبادی کا نتیجہ ہے کہ ہر جگہ بھیڑ بھاڑ، ہر جگہ ہجوم نظر آتا ہے۔ لوگوں کو نوکری نہیں ملتی، بچوں کو اسکولوں میں داخلہ نہیں ملتا۔ رہنے کے لیے مکان نہیں ملتا۔ دروازوں میں مریضوں کو شریک کرنے کے لیے جگہ نہیں ملتی۔

ہندستان ہمارا ملک ہے جس نے کنبہ بندی پر دو گرام کو سرکاری سطح پر اپنایا۔ لیکن یہ بھی حقیقت ہے کہ ابھی تک یہ پردہ گرام اس مقام پر نہیں پہنچا ہے جہاں اسے پہنچنا چاہیے تھا۔ دراصل فلاح دہیوں کا کوئی بھی پردہ گرام محض سرکاری کوششوں سے آگے نہیں بڑھ سکتا اس کی تعین



زندگی کے ہر لحاظ میں اعتدال اور توازن کو اپنے اپنے دین و دھرم کی سپانچ قرار دیا ہے۔ لیکن ہم مذہب کی ان سپانچوں سے گریز کر جاتے ہیں۔ خاندانی منصوبہ بندی ایک سماجی مسئلہ ہے۔ جسے ذمہ داری کے ساتھ حل کرنے کی ضرورت ہے۔

# آج بھارت میں

ڈھائی کروڑ سے زائد  
جوڑے

خاندانی منصوبہ بندی  
کرتے ہوئے

بہتر زندگی گزار رہے ہیں

آپ کنبہ کی منصوبہ بندی  
کرتے ہیں تو

پڑوسیوں کو بھی ترغیب دے کر  
اگر نہیں تو

ابھی سے اپنے کنبہ کی منصوبہ بندی شروع کر دیجئے

کامیابی کے لیے ان منصوبوں میں عوامی تعاون انتہائی ضروری ہے۔ چنانچہ یہ کام دیوگ اچھی طرح سے انجام دے سکتے ہیں جو عوام کے دکھ درد سے واقف ہیں اور ان کی فلاح و بہبود کے کاموں میں حصہ لیتے ہیں۔ اور عوام کے قریب رہتے ہیں ان میں سیکسی مذہبی رہنما، ڈاکٹر، حکیم، وید، دیکھیں، ٹریڈ یونین ڈیزر مزدور لیڈر، رضا کارانہ اداروں اور خواتین کی تنظیموں کے کارکنان اس کام کو اچھی طرح انجام دے سکتے ہیں۔ کیونکہ عام لوگ ان افراد کی باتوں پر یقین کرتے ہیں اور ان کا ہمیشہ عزت و احترام کرتے ہیں۔ دلت کا تقاضہ ہے کہ ملک کی تمام سیکسی، مذہبی، سماجی، ثقافتی جماعتیں ذاتی مفادات سے بلند ہو کر قومی مفادات کو ترجیح دیں۔ اور کنبہ بندی کے پروگرام کو ایک عوامی تحریک کی شکل دینے میں حکومت کے ساتھ پُر خلوص تعاون کریں۔ اس سلسلے میں فیکٹری مزدوروں، شہروں کی گندی بستیوں میں رہنے والے لوگوں، چھوٹے اور پسماندہ طبقوں اور دیہی علاقوں کے غریب عوام پر خاصاً توجہ دینے کی ضرورت ہے۔ کیونکہ یہی لوگ تو ہم پرستی اور زبردہ رسم و رواج کا شکار ہیں۔ اسی وجہ سے ان کے یہاں زیادہ بچے پیدا ہوتے ہیں۔ یہ لوگ بچوں کو دولت سمجھتے ہیں۔ اور انہیں گھر کا آمدن بڑھانے کا وسیلہ سمجھتے ہیں۔

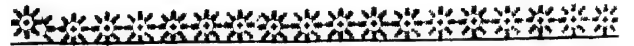
آزادی کے بعد ملک میں 'براعت، صنعت، تعلیم، ٹرانسپورٹ اور طبی غرض کہ زندگی کے ہر شعبے میں قابلِ فخر پیش رفت ہوئی ہے آج ترقی یافتہ ممالک بھی ہماری کامیابیوں کے معترف ہیں لیکن تشویشناک بات یہ ہے کہ ان کامیابیوں کا پھل ہر شہری تک نہیں پہنچ سکا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ ملک کی بڑھتی ہوئی آبادی اور کامیابیوں کے اضافے میں توازن قائم نہیں ہے۔

غیب بات یہ ہے کہ غریبی دور کرنے کے لیے آبادی کو کنٹرول کرنے کی ضرورت کو سب لوگ محسوس کرتے ہیں لیکن وہ اس سمت میں عملی طور پر کچھ نہیں کرنا چاہتے۔ ہر شخص بس یہی کہتا ہے کہ یہ سرکار کا ذمہ داری ہے۔ عوام کا یہی جھان ہے جس کی وجہ سے کنبہ بندی پروگرام کی راہ میں بڑی رکاوٹ پیدا ہو گئی ہے۔

وزیر اعظم نے کہا ہے کہ 'کنبہ اگر چھوٹا ہوگا تو کنبے کے ہر فرد کے لیے زیادہ خرچ کیا جاسکے گا' چنانچہ مذاہب کے ماننے والوں نے



# کالا سورج



یادو جھنگن لال ریٹائرڈ ریڈریشن نے پرانے بنگلہ پر اچانک ہمارا گھر۔

ادریہ کو شمع تھا ایک چھوٹا سیم پلیٹ کا (NAME PLATE)

اپنے بڑے بیٹے اجیت کو کلکتہ کے لیے کالکایل میں سوار کر کر اپنی بیوی گوتسی، چھوٹے لڑکے گھنٹام اور دونوں کالج گورنگ لڑکیوں زملا، پریسیلا کوٹا لگو میں بٹھا کر گھر جمیدیا اور خود ریلوے اسٹیشن کے قریب ہی ایک پینٹر کا دکان پر بیچ گئے۔

"آئیے ریڈر صاحب" ذہران پینٹر نے ان کا استقبال کیا مگر چھنگن لال نے فالص عدالتی زبان میں پوچھا "کہاں ہے تمہارا بابا؟"

"وہ تو اللہ کو پیار سے ہو چکے، مجھے حکم دیجئے۔ اب سارا

کام میں ہی کرتا ہوں۔"

چھنگن لال نے ایک کاغذ کا پرنہ اسکی طرف بڑھاتے ہوئے کہا یہ ایک سیم پلیٹ بنائی ہے۔

"بن جائے گی جناب۔ میں شام کو آپ کے بنگلہ پر پہنچا دوں گا۔"

شام کو نہیں، ابھی نیا کر دو۔

"اجی ریڈر صاحب، مجھ پر بھر دسہ رکھئے۔ آپ تو مجھے نہیں پہچانتے مگر میں آپ کو خوب جانتا ہوں۔ مکان کی مقدمہ بازی کے سلسلہ میں اب امر حرم کے ساتھ کورٹ میں بھی گیا تھا اور دتین متیہ آپ کے بنگلہ پر بھی جا چکا ہوں۔"

تیسویں میں یہاں آیا ہوں کہ تم ہاتھوں ہاتھ پلیٹ بنا دو گے۔ آخر اس میں ٹائم بھی کتنا لگے گا۔ پینٹر نے کاغذ پر نگاہ ڈالتے ہوئے پوچھا۔ اجیت کمار انکم ٹیکس آفیسر، اچھا تو یہ کوئی نئی آئی ٹی اد صاحب آئے ہیں جن کے لیے پلیٹ بنوا رہے ہیں۔ مجھے بتا دیجئے۔ میں ان کے بنگلہ پر پہنچا دوں گا۔"

"ارے بھئی یہ اپنا بیٹا ہے۔"

"وہ جو کالج میں پڑھتا تھا؟"

"ہاں۔ دی ایب انکم ٹیکس آفیسر بن گئے ہیں۔"

پینٹر کی خوشی کا بھی کوئی ٹھکانہ نہ تھا جیسے کسی کا کوئی سگا سبندھی آئی ٹی او

بن گیا ہو۔ جلدی جلدی ایک تھقی پر برش چلاتے ہوئے بولا۔

صاحب ایسی ڈیزائن دار ٹیٹ بنا تا ہوں کہ ہر راہ گیر کی نگاہیں منکب جائیں گی  
کس پر تعجب! ہون گھنٹہ تک انتظار کرنے کے بعد باورچھنگن لال کے ہاتھ میں قدردان  
کا خزانہ ”آمی“۔ پیسہ نے ڈپٹی کی تعیت لی نہ لکھنے کی مزدوری۔ بولا۔ ”جیسے  
صاحب کبھی جھگڑ پڑا کر مٹھالی کھا لیں گا۔“

چھنگن لال بل ہا دل میں بہت خوش ہوئے۔ مہورت اچھا ہوا تھا۔  
گھر پہنچ کر جب چھنگن لال نے گھنٹیاں سے کہا کہ پلیٹ باہر گیسٹ پر لگا تو  
نرملہ پر میلانے کہا ”ابھی تو بھیا ٹرنگ لینے گئے ہیں۔ اس کے بعد وہ آئی اور بیٹھے گئے“  
ابھی تو یہ پلیٹ نہیں لگائی جاسکتی۔“

اب کوئی کسرہ لگی ہے انکم ٹیکس آفیسر بننے میں۔ آخر اس کا سیلکشن تو  
ہو ہی چکا ہے۔ چھنگن لال نے کہا اور بیٹھے کا نیم پلیٹ باہر گیسٹ پر لگوادی۔

اس ڈیزائن دار ٹیٹ پر روگڑوں کی نگاہیں ہی نہیں ٹکیں بلکہ اسے پھر کر ان  
کے قدم بھی رکنے لگے۔ اور صبح دسام جا کھا دینے والوں کے علاوہ ٹرکیز کا رشتہ  
کرنے والے والدین کی بھیر بھی جمع ہونے لگی۔ قریباً ایک ہفتہ کے بعد چھنگن لال نے  
باہر برآمدہ میں نئے ڈیزائن کا کرسواں بکھرا دیا، ڈرائنگ روم کا فرنیچر اور پر دے بھی بدلا دیے  
اور برآمدہ میں بڑے پہنے والے ”پرنے“ موزوں کو پھینکنے کی بجائے عمدہ لباس کے  
کٹے کے درپے منگو کر ان پر بطور نمائش بٹھا دئے۔

گو مٹی باقی صبح دسام میں پوجا کر کے گھنٹیاں بج کر چھنگن لال کا شکر کرنے لگی۔  
پوجا کے بعد پرنٹ ڈائنا اس نے معمول بنایا۔ ”دونوں بہنیں بھائی کے انکم ٹیکس آفیسر  
منتخب ہونے پر اچھل اچھل رہی تھیں۔ گھنٹہ نام اپنے آپ کے پرائیویٹ سکرٹری کے ذرائع  
سرا انجام دینے لگا۔ باورچھنگن لال نے ٹرائیکس کھل کر اس سے اپنی جرس اور کٹ نکال  
لیا۔ اسے بہن وہ مٹا لگتا ہوا سگار سن میں ڈالے وہ انگریز کلکٹرز دھجھوں کی طرح  
سے آنے جانے والے لوگوں سے ملنے لگے۔ کچھ کو تو وہ باہر لان میں ہی کھڑے کھڑے روانہ  
کر دیتے کہ ابھی لڑکے کی عمر کی ہے۔ باپ بچہ جارسال تک نوکری کرنے تو اس کی نادی کرینگے  
کچھ لوگوں کو وہ برآمدہ میں بٹھا کر جواب دیتے کہ کڑا کھلتے سے آجائے اس کی رائے لینا  
بہت ضرور ملے ہے صاحب کیونکہ آپ کا اور باران زمانہ تو نہیں دیکھا جہاں ماں باپ  
نے رشتہ طے کیا وہیں خاندان کرلی۔ اب تو لڑکے کی مرضی بہت اہم ہے رشتہ ناظرین“

لیکن ایک روز ایک موٹی تو نندہ الے سیٹھ فی چند آئے تو ایک منٹ میں برآمدہ  
میں بیٹھنے کے بعد چھنگن لال انہیں لے کر ڈرائنگ روم میں گئے۔ ان کے درمیان کیا  
بات چیت ہوئی اس کے متعلق گھر کے ”دوسرے“ افراد بالکل بے خبر تھے۔

نرملہ کے مشورہ پر ایک کثیر الاشاعت انگریزی اخبار میں انکم ٹیکس آفیسر ٹیٹ  
کے لیے شہناز دریا گیا تو اس کے جواب میں بڑے بڑے گھروں سے بڑھی مکھی خوبصورت  
لوگوں کے نوٹوں عزت مہول ہونے لگے۔ باورچھنگن لال ان پر سرسری نظر بھی نہ ڈالنے  
اور اٹھا کر سب خطوط نوٹوں عزت مہول بچوں کے حوالے کر دیتے۔ ”دونوں بہنیں اپنی رشتہ  
دیتیں تو ماں کہتی ”پہلے برا کو آجانے دو“

”مگر باورچی آپ نہ تو کوئی جھٹی بڑھتے ہیں۔ نہ کوئی نوٹ دیکھتے ہیں۔ نہ کسم  
آنے والے کو ہاں کہتے ہیں۔“

”نہیں کی ”دونوں جیسوں میں ہاتھ ڈالے یا منہ میں سگا دکھ چھنگن لال  
نے جواب دیا۔“

”اس کا رشتہ کہاں کرنا ہے۔“ ”میں نے سوچ لیا ہے۔“  
”کچھ ہیں بھی تو بتائیے۔“

”بالکل نہیں،“ وقت سے پہلے میں اپنا کوئی باز کسی کو نہیں بتاتا۔“  
تو باورچی ہم بھی آپ کو نہیں بتائیں گے کہ بیٹا دی کہاں کرنا چاہتے ہیں  
”پہلے میلا کا یہ بات سن کر چھنگن لال تدرے چونکے۔“

”مال بول اٹھی“ ”جے تو بتا دو۔“  
”تم باورچی کو بتا دو گی۔“

”تو کب تک چھپائے رکھو گی۔“  
”پہلے باورچی بتائیں۔ پھر ہم بتائیں گی۔“ نرملہ نے کہا

”جیسی موٹی تو نندہ الے فی چند آئے“ چھنگن لال ان کے ساتھ ڈرائنگ روم  
میں چلے گئے۔

”ماں نے لڑکوں سے پوچھا۔“ ”وہ لڑکی خوبصورت تو ہے نا؟“  
”تم نے دیکھ رکھی ہے۔“

”تو پھر بتا دو نا۔“

کلیش

”لڑک تو اچھ ہے سرتیل ہے۔ گھر بھی اچھا ہے۔ میرے بولا کی پسند بہت اچھی ہے۔“

مگر غمی چند کے جانے کے بعد چنگن لال نے کہا: "کلیشن کا باپ کیا شادی کر پائے گا میرے بیٹے کے ساتھ؟ اسکی شادی تو ایسی دھوم دھام سے ہوگی کہ لوگ بستیوں تک نہ بھول پائیں گے۔"

یہ الفاظ سننے ہی گھر کے سبھی افراد ہنسنے لگے۔ پردیسانے کہا: جیسا اور  
کلیش کا انیسٹر تو سراج کے زمانے سے ہی چل رہا تھا۔ ہمارے پاس تو سنتے میں ایک  
یادو چھٹیاں آتی ہیں مگر کلیش کے پاس روزانہ ایک چھٹی آتی ہے بھیا کی۔

اس انکشاف پر چمکن لال اور نیلہ چمن کے۔  
اور بحرِ ملکہ میں انہوں نے چھوٹے بیٹے گنیش کو جو ان کے پرایوٹس کی شکل  
کے زائغی سر انجام سے رہا تھا، مجھا کر کہا کہ تو آزاد ملکاتِ ملیہ کی کام دے دو۔

باؤسی سیریس، کم ہون (BALAJI SERIOUS COME SOON) اور اس رات جب بچے سو گئے تو بابو جھنگ لال نے بیوی سے کہا "نبی پند نے مجھے منع کر رکھا تھا کہ کسی کو نہ تباہوں مگر تم سے کیا پرہ۔ انکم ٹیکس کشن نے اپنا میٹی کیلے بڑا کارشتہ مانگا ہے۔"

یہ دشمنی ذکر کرنا میرے بیٹے کے ساتھ۔ ”گوتمہ نے کہا ”کھنڈر کا بھی رونا کالی  
کھلٹی ہیں اور میرے بیٹے کو کالے رنگ سے سخت جڑ ہے۔ وہ کالی دال بھی نہیں کھاتا۔  
رنگت میں کیا پڑا ہے اور رنگ رپ کب تک رہے۔ تم حبث نکا کو آئی  
تھی تو گرا رنگ تھا عکاب آئینہ دیکھو، وہ رنگت کہاں ہے۔ اور پھر کشنر صاحب  
اُسے اسی فہم میں عینات کرا دیں گے دہہ ڈوپار منٹ دالے جانے اٹھا کر ہنہ دستان کے  
کس کو نے میں پھینک دیں۔“

”زندگی بگاڑ نہیں، سوندر ہا ہےں اسکی۔ بلکہ اس کے ساتھ ہم سب کی زندگی میں سوندا جاسے گی۔ میرے بتایا نہیں۔ نیچو نہ پیلے“ (جی دس ہزار روپے نکال کر دے)

دیا تھا۔ اور گتے کے تین کا جوڑا بھی اس نے خریدا کر دیا تھا۔ اگر کہا تھا کہ کسٹر جانے  
نے یہ کام اس کے ذمے لگایا ہے کہ لڑکا جو ہنار ہے۔ ہاتھ سے نہیں کھنچا جاتے چاہے  
جتنا بھی روپیہ خرچ ہو جائے۔ اور ہوا کی ماں، تمہیں یاد ہوگا  
ان کی بڑی لڑکی کا شادی جو پہلے سال ہوئی تھی۔ دو تین میل لمبی قطاریں لگی ہوئی تھیں موٹر  
کا دھلکا۔ اور بڑے بڑے کاغذ دار اور کپینوں کے جینگز ڈائریکٹر سب باتریوں  
کے ہاتھ دھلا رہے تھے۔ کیا بیڑہ باجوں اور دینڈیوں کا بندوبست تھا۔ ایک بار  
اس گھر میں رشتہ ہوجائے تو پھر دیکھنا ہوا کی ماں، دارے نیارے ہوا میں گئے گھنٹام  
ہے تو دھو کھوکتی ہے، اسے ہی ایک بہت بڑی نیکی نہ نگوادوں تو چھکن نام نہیں۔“

ادھ اجیت کار جب اپنے جنگل کے دروازہ پر ٹانگے سے اترا تو بابو جی کوٹ برعین میں ملبوس دہشت خوشتن و خرم دیکھ کر فوراً بھانپ گیا کہ وہ ٹیلی گرام کسی نے خرات سے بھیجا ہو گا۔ ماں اور بہنیں بھرا کی اچانک آمد پر ایک دم حیران ہو اہیں مگر ان کی خوشی کو کوئی ٹھکانہ نہ تھا۔ بھیا دو اڑھائی ماہ میں ہی بہت سمارت ہو کر آئے تھے۔

اجتہاد بیگم کے بارے میں کچھ پوچھنے لگا تو چھگن لال نے ہاتھ کے اشارے سے منع کر دیا۔ قریباً آدھ گھنٹہ کی گپ شپ جبکہ دوکان نامشتہ کے ساتھ ساتھ نہ ملا۔ پردیس لانے وہ تمام نوٹو گراٹ ان ترکیبوں کے دکھائے جو ایک ہی میٹری میں ہتھیار کے جواب میں موصول ہوئے تھے۔

اجیت نے برا فرشتہ ہر کر کہا ”پہلے مجھے نرینگ آکھل کر لینے دیجئے۔ ابھی میری کبجیں پر سنگ بنیں ہوں کہ آپ نے میرے نام کے ساتھ انکم ٹیکس ایئر ٹیکو کا باہر نیم پلیٹ لگوا دی ہے اور دھر ہے جبرائیل سلام ۔۔۔۔۔۔“

پچھن مال نے بیٹے کو بازو سے پکڑتے ہوئے کہا "آؤ میرے ساتھ تمہارے  
 غلطی میں کچھ بات کرنا ہے۔"

اور ڈرائیونگ روم سے ملحقہ ایک چھوٹے کمرہ میں بے جا کہانوں نے دروازہ  
 بند کرتے ہوئے کہا۔

”مجھے معلوم تھا تمہیں نرینگی کے درمیان میں چھٹی نہیں مل سکتی اسلئے میں نے اپنی بجاری کا تار بھجوا دیا۔“

”مگر کیوں؟“ اجیت نے قدے غصہ سے کہا۔

"بتا ہوں" چنگن لال نے سسکی بیٹھ پر ہاتھ پیرتے ہوئے کہا "تم جیسے غلام  
بیٹے کا رشتہ انکم ٹیکس کھنڈنے پر اپنا بیٹی کے لیے مانگ لے گا۔"

"آپ نے انکار کر دیا تو کیا مجھ سے چھٹی لکھ میری رائے معلوم کر لی ہوگی۔"  
"نہی چند کو تم جانتے ہو، وہی یہ رشتہ لے کر آیا تھا اور اس کا کیا کیا کہ جلدی سے  
جلدی یہ رشتہ طے کر دیا جائے کیونکہ لڑکی کا ماں کو بلکہ پریشور رہا ہے اور ڈاکٹر شخص  
کہہ چکے کہ لڑکی کا رشتہ بہتے ہی اس کا مرض دور ہو جائے گا۔"

اجیت بالکل خاموش رہا۔

چنگن لال نے کہا "تمہارے دھن کی سستی کی خاطر میں یہ رشتہ منظور کرنا

چاہتا ہوں۔"

"لیکن میں نے کسی اور لڑکی سے شادی کرنے کا فیصلہ کر رکھا ہے۔"

"وہ میں جانتا ہوں"

"پھر؟"

"تمہاری شادی انکم ٹیکس کھنڈنے کی لڑکی سے ہونا بہت ضروری ہے

"کیوں"

"اسلئے کہ وہ کھنڈ رہی ہیں۔ کلیش کا باپ ایک معمولی ڈاکٹر ہے، وہ تمہارے  
لئے کچھ نہیں کر سکتی مگر کھنڈ صاحب ہمارے لیے بہت کچھ کر سکتے ہیں اور کریں گے۔"

"مجھے کس کے سہارے کی ضرورت نہیں"

"بینک، لیکن میں ضرورت ہے۔ تمہاری وہ بہنیں جہاں گھر میں بیٹھی رہیں۔

پھر نا بھائی بیکار ہے۔ میرے اوپر ایک لاکھ کا قرض ہے جو تم سب کی نکالی بیٹھائی  
پر خرچ کر کے لین پڑا۔ یہی چند نے وہ قرضہ ایک ہی دن میں اترانے کا وعدہ کیا ہے  
اگر تم اس رشتہ کے لیے ہاں کرو۔ ورنہ قرضہ آکر یہ جگہ بھی قرن کر دالیں گے۔ پھر کیا  
عزت رہ جائے گی؟ میں تو اپنی زندگی گزار چکا ہوں۔ وہ وقت دیکھنے سے پہلے ہی رہا ہے  
کا تھیں کئے ہوئے ہوں۔" یہ کہتے ہوئے چنگن لال نے اپنا سر پتہ یعنی زہر کی پٹیاں  
سے نکال لے ہوئے کہا "یہ زہر موت ساتھ رکھتا ہوں۔۔۔۔۔"

"بالرہی" کہتے ہوئے اجیت نے وہ پٹیاں باپ کے ہاتھ سے چھین لی اور کہا

خود کشی کا تہمل ہے باپ ہے۔"

اں۔ مگر ذلالت کی زندگی بسر کرنا سہا باپ ہے۔ بیٹے کا کڑھا تھا۔

ہوئے چنگن لال نے کہا۔ "مشتی و محبت تو سب جو پہلے ہیں۔ اصل شے تو ت

ہے۔ پھر شادی کے بعد یہ ضروری تو نہیں کہ تم بیوی کے ساتھ بندھ کر بیٹھے رہو۔

آئینہ کا کس کو کوئی برا نہیں کہتا۔ میں نے بڑے بڑے کلکڑوں اور جوں کے ساتھ زندگی

گزاری ہے۔ انہیں بہت قریب سے دیکھا ہے۔ کوئی آئینہ کی طرف انگلی نہیں

اٹھاتا بلکہ لوگ خوبصورت سے خوبصورت عورتیں انہیں مہیا کرتے ہیں۔

بڑھے باپ کے یہ الفاظ چھوڑے کی طرح اجیت کے دماغ پر پڑنے لگے اور

وہ چلا اٹھا۔ "مجھے کیا چھوڑ دیکھے با راجی۔"

"جہاں ہاں میں باہر جاتا ہوں۔ تم آرام سے بنگ پر لیٹ کر ٹھنڈے دل سے

میری بات پر غور کرو۔ یہ پوری زندگی کا سوال ہے۔ پورے خاندان کی عزت و مستقبل

کا سوال ہے۔"

یہ کہتے ہوئے چنگن لال کمرہ سے باہر نکل گئے اور کمرہ کا دروازہ بند کر دیا۔ وہ

دل میں خوش ہو رہے تھے کہ زہر کھا کر جان گنوائے کی دھمکی سے سادہ لوح بیٹا ان کے

بھانسنے میں آجائے گا اور وہ باقی ماندہ زندگی انکم ٹیکس کھنڈنے کے سمجھتی بیوی کر بڑے

طیش و آرام سے بسر کریں گے۔

تبھی ان کی نظر کلیش پر پڑی جس نے ہاتھ میں ایک ٹی جوارم اٹھا رکھا تھا۔

"اجیت آگئے"

"ہاں، مگر کسکی طبیعت خراب ہے"

"دو دن پہلے کا بیجا ہوا ان کا تار مجھے ابھی ابھی ملا۔ اور پھر اسے اپنی

آواز سے پکارا "اجیت"

اجیت نے جلدی سے اندر سے دروازہ کی پٹھنی چڑھادی۔ اس کا دل

تو پاہ رہا تھا کہ دروازہ کھول کر جلدی سے کلیش کو ملے مگر اب وہ کلیش کے سامنے

جانے میں اپنے آپ کو منہ زہر کھا رہا تھا، اسے اپنی شکل دکھانے کے قابل نہیں سمجھ

رہا تھا۔ اسے ابھی تک کچھ فیصلہ کرنے کا موقع ہی نہ ملا تھا کہ کلیش کی آمد نے اس کے

دماغ کو مفلج کر دیا۔۔۔۔۔

باہر باہر چنگن لال کلیش سے کہہ رہے تھے "آج تو اجیت سے من مشکل ہے۔"

گھومتی 'نرملہ' بہ دیلا اور گھنٹیاں بھی دڑے ہڑے آئے۔ چنگل لال نے گھبراہٹ ہوئی آواز میں گھنٹیاں سے کہا۔

کھڑے کھڑے میرا منہ دیکھ رہے ہو  
کوئی لٹھ لاکر دروازہ توڑ دو۔

گھنٹیاں لہجے کا ایک بڑا سا لٹھا اٹھا لیا اور ایک ہی بار میں دروازہ کی پینچی اکھاڑ پھینکی۔ میکان دروازہ کھلتے ہی سب لوگ ڈھائیں مار مار کر دوڑنے لگے۔ اجیت کا سر ہر جسم اندھے منہ زرخش پر پڑا تھا اور مسکے پاس ہی زہر کی پٹریا کا خالی کاغذ۔

اب وہ انکم ٹیکس آفس میں چکا ہے۔ کل آتا یا پھر کبھی اس سے مل لین

بڑھکے منہ سے یہ الفاظ سن کر کلینش کا چہرہ مریض ہو گیا جس نے کہا میں جاتی ہوں مگر مجھے یقین ہے کہ اجیت میرا ہے اور میرا ہی رہے گا۔

وہ چلی گئی تو بارہ چنگل لال نے اطمینان کا سانس لیا۔ شک ہے یہ بھل گئی۔ آئی تھی رنگ میں جھگ ڈالنے۔

دس پندرہ منٹ بعد چنگل لال نے دروازہ دھکیل کر اندر جانا چاہا تو معلوم ہوا دروازہ اندر سے بند تھا۔ اس نے آہستہ سے دستک دی۔ پھر زور زور سے بھڑبھڑانے لگے اور پکارنے لگے۔ ہوا ہوا۔ اجیت بیٹھے دروازہ کھلو۔

# ضمیمہ کی آواز



سودا ایاغ

۲۲۷ جین ٹیل روڈ

بنگلور ۵۶۰۰۵۱

بن کر گر رہے ہیں مقدر جہیز سے  
برباد ہو رہے ہیں کئی گھر جہیز سے

ہر سمت لین دین کے چرچے ہیں ادج پر  
رشتوں کے نام جسم کے سونے ہیں ادج پر  
اخلاق و علم دفن کر نہیں پوجتا کوئی  
ان نیت ہے کھائی میں سکے ہیں ادج پر

بچتی ہے ہر غریب کی دختر جہیز سے  
برباد ہو رہے ہیں کئی گھر جہیز سے

دست طلب سیلہ اٹھار بن گیا  
ہر زوجہ مرد طلبگار بن گیا  
رشتہ برائے مال تعلق برائے زند  
افس آج عقد بھی برباد بن گیا

عورت خرید سکتی ہے شوہر جہیز سے  
برباد ہو رہے ہیں کئی گھر جہیز سے

مانا جہیز آج زباں زد ہے دوستو  
لیکی یہ قال نیک نہیں بد ہے دوستو

یہ زینہ عروج نہیں انھیں اخطا ہے  
اک دلفریب موت کی سرحد پہنچتا

آگے بڑھو نگاہ بچ کر جہیز سے  
برباد ہو رہے ہیں کئی گھر جہیز سے

بے سار و پناہ کر داس رواج کو  
نذر غبار راہ کر داس رواج کو  
آئندہ کی کال تسل کے فردا کا واسطہ  
جیسے بھی ہو تباہ کر داس رواج کو

دامی بچا ڈرسم سنگھ جہیز سے  
برباد ہو رہے ہیں کئی گھر جہیز سے

لازم نہیں کہ دن میں طعین بے سبب دے  
اٹھو اور اٹھکے چونک دو بیکار سب دے  
آواز ہے یہ دقت کے زندہ خیر کی  
مانگے کی روشنی سے جلاؤ ناب دے

کچھ دن ہی بن سکو گے تو گھر جہیز سے  
برباد ہو رہے ہیں کئی گھر جہیز سے

سچ ہے ہر بات میں پابند و ناتھم دنگ  
کبھی بندے کبھی آپ اپنے خدا تھے ہم دنگ

بھر بھی تیرا میرا سب بندہ نہیں ہو سکتا  
میرے محبوب! مجھے بھول بھی جائے بھول بھی جا

تیری بولی، تیرا پردیش، تیری ذات الگ  
مہر و مہر تیرے جدا ہیں میرے ان رات الگ  
آج انسان کا ہے خون الگ، اصل الگ  
رحمت، ہجر جدا، کیفیت، دھسل الگ  
حسن سب کا جدا، عشق جدا ہے سب کا  
ایک ایک بندہ ہے ایک ایک خدا ہے سب کا  
پیار بٹا ہے، دنا بٹتی ہے دل بٹتے ہیں  
حسن و الفت کے شب و روز یوں نہیں کٹتے ہیں

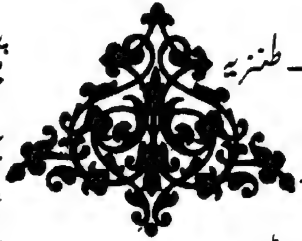
تجھ میں مجھ میں غم ایام کی دیواریں ہیں  
عصیات کی ادھام کی دیواریں ہیں  
ہم پہ طاری ہے ابھی کہنہ روایات کا راج  
روز و دشمن پہ سلسلہ ہے ابھی رات کا راج  
لٹنے دے گانہ ہیں آج یہ فرسودہ سماج  
جیتے جی ہم کو ہڑپ لیں گے یہ غفرت سماج  
اپنی قسمت میں لہو پینا ہے غم کھانا ہے  
اپنی روداد محبت فقط انسان ہے  
ہم نے جو عہد کیا تھا وہ خطا ہے اپنی  
سرت مرگ غم فرقت ہی دولہا ہے اپنی  
اپنا وہ پیار غلط، پیار کا اقتدار غلط  
اپنا ہر درد محبت، غم دہ آزار غلط

میرے محبوب! مجھے بھول بھی جا بھول بھی جا  
میرا تیرا ابھی سب بندہ نہیں ہو سکتا



میر تقی میر

۵۲۵-۵-۲۰  
شکر سنگھ نمبر آباد  
۵۰۰۰۲



## دیواریں — طنزیہ

میرے محبوب! مجھے بھول بھی جا۔ بھول بھی جا  
تیرا میرا ابھی سب بندہ نہیں ہو سکتا....

ایہ بھی مانا کہ ہم ساتھ بڑھے ساتھ بڑھے  
ایک ہی ساتھ خیالات بھی پر دان چڑھے  
یہ بھی سچ ہے کہ تجھے پیار ہے مجھ سے بھی کتنا  
تو دنا دار ہے دلدار ہے مجھ سے بھی سوا  
دیکھتا ہوں کہ حسین شکل و جواں سال ہے تو  
مانتا ہوں کہ غم عشق سے پامال ہے تو  
اپنے روز و شب و اوقات ہم آہنگ سہی  
آج تک اپنے خیالات ہم آہنگ سہی  
سچ ہے تو طرح کے بیمان کئے تھے ہم نے  
مرنے جینے کے کچھ ارمان کئے تھے ہم نے  
ہم نے عددوں سے نٹنے کی قسم کھائی تھی  
ایک ہی آگ میں جلنے کی قسم کھائی تھی



# ہم ایک رہیں گے

سکھ مل کے اٹھائیں گے تو دکھ مل کے سہیں گے  
ہم ایک تھے ہم ایک ہیں ہم ایک رہیں گے

ہندو بھی ہمارے مسلمان بھی ہمارا  
گیت بھی ہماری ہے تو قرآن بھی ہمارا  
ہر خار بھی ہر اک گل خندال بھی ہمارا  
صحرا بھی ہمارے گلستاں بھی ہمارا

صحراؤں کو ہم ہند کے گلزار کریں گے  
ہم ایک تھے ہم ایک ہیں ہم ایک رہیں گے

ہر تفرقہ مذہب دلت کو مٹا کر  
یکجہتی کا ہر شخص کو پیغام سنا کر  
پیارا اور اخوت کے حیس پھول کھلا کر  
چاہت کی مہکتی ہوئی خوشبو میں سا کر

بھارت کی نغائیں یونہی مہکتے رہیں گے  
ہم ایک تھے ہم ایک ہیں ہم ایک رہیں گے

قطرات جو یکجا ہوں تو بنتا ہے سمندر  
بن جاتی ہے دیوار جو مل جاتے ہیں پتھر  
افراد اکٹھا ہوں تو بن جاتا ہے لشکر  
یکجہتی سے قوموں کا سنو رتا ہے مقدر

ہم راہ ترقی پہ سب اک ساتھ بڑھیں گے  
ہم ایک تھے ہم ایک ہیں ہم ایک رہیں گے

شعلوں سے سائل کے گزرتا ہے ہمیں کو  
اس آگ میں تپ تپ کے نکھرنا ہے ہمیں کو  
اک قوت نو بن کے ابھرنا ہے ہمیں کو  
کرنا ہے جو کچھ کام تو کرنا ہے ہمیں کو

ہم ہر رہ پر خار پہ ہنس ہنس کے چلیں گے  
ہم ایک تھے ہم ایک ہیں ہم ایک رہیں گے

اب اپنے پرائے کے سبھی فرق مٹائیں  
اخلاص و محبت سے گلے سب کو لگائیں  
بھارت سے ابل نلاں و جہالت کو بھگائیں  
خود آگے بڑھیں دیش کی عزت کو بڑھائیں

دنیا سے کسی بات میں پیچھے نہ رہیں گے  
ہم ایک تھے ہم ایک ہیں ہم ایک رہیں گے

یہ تاج محل حسن میں ثانی نہیں جس کا  
یہ لاٹ قطب کی 'یہ الورہ یہ اجنٹ  
یہ گنگ و جمن اور یہ فلک بوس حوالہ  
یہ مندر مسجد اگر دودارہ یہ کلیں

کس دیش میں غفلت کے نشان ایسے ملیں گے  
ہم ایک تھے ہم ایک ہیں ہم ایک رہیں گے

مجموعہ دیہی  
نزد گلزاری مسجد  
پوسٹ آفس باری شہلی  
ضلع اکوٹ (ایم۔ایس)



پیغام بھی دیتی ہے بہتی ہوئی گنگا  
لہراتا ہوا درس یہ دیتا ہے ترنگا  
آپس میں نہ ہوا ہل وطن کے کوئی دنگا  
بھوکا رہے بھارت میں نہ کوئی رہے بنگا

پیغام سادات کو اب عام کریں گے  
ہم ایک تھے ہم ایک ہیں ہم ایک ہیں گے  
شہر دہ کے یہ باشندے یہ بوس بجیلے  
یہ دھرم یہ ذاتیں یہ مذاہب یہ قبیلے  
ان پھولوں کو یونہی تر دشا داب رکھیں گے  
ہم ایک تھے ہم ایک ہیں ہم ایک ہیں گے  
ہے پھوٹ کالیں ایک ہی انجام تباہی  
ہر راہ میں ہر موڑ ہر اک گام پہ راہی  
ہم دیش کے باہمت و جانب از سپاہی  
ہم جہل کے غریب سے جہالت سے لڑیں گے  
ہم ایک تھے ہم ایک ہیں ہم ایک رہیں گے



## قومی ایکتا کاپیلن

یہ اہل دل کا چلن، صاحبِ دفا کا چلن  
دلوں کو بانٹ دے، ایب نہیں مدا کا چلن  
صاف کردو، خطا بخش دو، برا نہ کہو  
گرے ہوؤں کو اٹھاؤ، بغل میں بیٹھاؤ  
جو مانگتے ہیں تو سب اپنے رب سے مانگتے ہیں  
ہر ایک پھول کی خوشبو کو لے کے چلتی ہے  
کوئی دلہن ہو، وہ ہندو ہو، سکھ ہو، مسلم ہو  
ہر آدمی کے لیے ہے، یہ آدمی کی صفت  
وہ مسکرا کے پہنچتی ہے سب کے آگن میں  
ملاپ بھی ہے، سادات بھی ہے، خدمت بھی

ہر ایک شے کو ملا قومی ایکتا کا چلن  
مرے وطن میں ہے الفت بھری نوا کا چلن  
یہی رسول کا اُسوہ، یہی خدا کا چلن  
یہی ہے رام کا، نہک کا، مصطفیٰ کا چلن  
خدا بھی ایک ہے، اور ایک ہی دعا کا چلن  
ہے کتنا پیارا بھرا، موجہ صبا کا چلن  
سجھوں کے ہاتھ پہ ہے سرخی خا کا چلن  
نہ کوئی بانٹ سکا خوبی حیا کا چلن  
بے امتیاز ہے، یہ صبح کی ضیا کا چلن  
بند کتنا ہے، بہتی برکتی ہوا کا چلن

خدا کرے یہ صفت آدمی کو مل جائے  
دلوں کا نور، ہر اک روشنی کو مل جائے

ڈاکٹر شعیب راہی (بی ایچ ڈی)  
نکیت کدہ، قند گند  
پلاٹ نمبر ۱-۲۲۱  
ضلع بالامانڈ (جسپار)

# وخصتی



گوارا اے بابل مجدائی نہ ہوتی  
کبھی سیم وذر کی خدائی نہ ہوتی



یہ جوڑے کی رقصیں پشیمان ہوتیں

تمہاری یہ نظریں مہرباں ہوتیں

اگر سیم دنیا نبھا ئے نہ ہوتی

کبھی سیم وذر کی خدائی نہ ہوتی

آترتیں نہ زلفوں میں چاندی کی لڑیاں

بکھرتیں نہ سب جیس پھول چھڑیاں

اگر عمر اپنی بھدائی نہ ہوتی

کبھی سیم وذر کی خدائی نہ ہوتی

مرے خواب میں مسکراتے رہے ہو

کہ دھڑکن میں بھی گنگنتے رہے ہو

نظر تم سے مل بر جا ئے نہ ہوتی

کبھی سیم وذر کی خدائی نہ ہوتی

تمہارا مقدر بنی زہر پرستی

خریدی گمئی میں تو مہنگی کہ بستی

امارت سے اپنی سگائی نہ ہوتی

کبھی سیم وذر کی خدائی نہ ہوتی

منوہتے اگر تم گل آبر دے

دھن کو بچھتے مرے رنگ بوسے

بہاروں میں یوں بے دفائی نہ ہوتی

کبھی سیم وذر کی خدائی نہ ہوتی

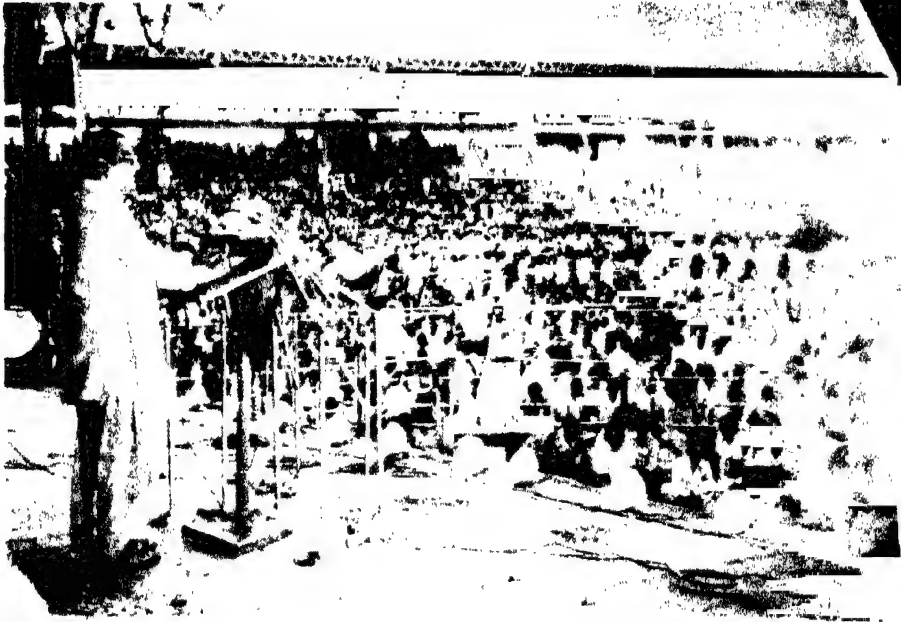
مسلمان ہو تم تو عقیدت بھی رکھتے

اگر فاطمہ سے وہ نسبت بھی رکھتے

ردا جوں میں اتنی بُرائی نہ ہوتی

کبھی سیم وذر کی خدائی نہ ہوتی

# حبیب تصویر میں



چیف منسٹر این ٹی رامارائو ۹ جنوری ۸۳ء کو لال بہادر شاستی میں نئی حکومت کی پہلی سالگرہ کے موقع پر عوام کے ایک بڑے اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے



۸ جنوری ۸۳ء کو ریاستی سطح پر تنگو کے سرکاری ہسپتال کے مسئلہ پرنسپلر عہدہ داروں کے اجلاس سے چیف منسٹر نے خطاب کیا



مل ہند صنعتی نمائش میں یکم جنوری ۱۹۸۳ء کو محکمہ اطلاعات، تعلقات عامہ کے پولیٹین کا افتتاح کرنے کے بعد چیف مسٹر مشرا این ٹی رامارائو پولیٹین کا معاہدہ کرتے ہوئے۔ چیف مسٹر کے ساتھ وزیر اطلاعات مسٹر جیگنندری دیکھٹ راماجوگیا اور مسٹر اطلاعات مسٹر پی دی آر کے پرشاد دیکھ جاسکتے ہیں۔

برطانیہ کے  
وزیر اور مسٹر ڈیولپمنٹ  
مسٹر اکریل جیموٹی  
رائس نے چیف مسٹر  
مشرا این ٹی رامارائو  
سے ۷ جنوری کو  
ان کی قیام گاہ پر  
ملاقات کی۔





چیف منسٹر مشران فی راماراؤ  
اپنے عوامی ربط کے دران غریب  
افراد کے ساتھ کھانا کھا رہے ہیں  
تصویر میں نظام آباد کے ایک  
نگر انکار مشر سائیکلو اور ان کے  
افراد خاندان کے ساتھ چیف منسٹر  
کو دیکھا جاسکتا ہے۔

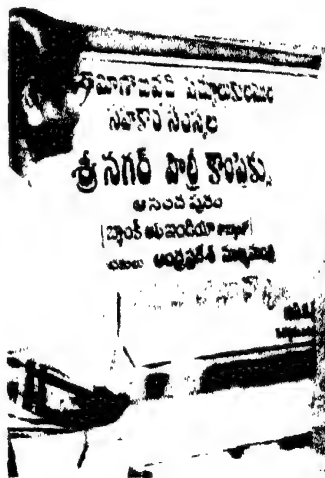


۵۔ رجنری کو جات نگر میں چیف منسٹر  
مشران فی راماراؤ نے آندھرا پردیش  
ڈیری ڈیولپمنٹ کی دوسری ڈیری اس  
سنگ بنیاد رکھا۔ ساتھ میں  
سٹر کے۔ جناریدی وزیر زراعت  
بھی دیکھے جاسکتے ہیں۔



چیف منسٹر  
مسٹر این ٹی راما راؤ  
کو مسٹر ای۔ وی گوپال  
راجو ایم ایل اے نے  
چیف منسٹر ویلیف فنڈ  
کیلئے ۲۰ ہزار روپے  
کے ملبوسات اور  
۳۰۰ روپے کا چیک  
پیش کیا۔

چیف منسٹر این ٹی راما راؤ  
اطلا پر م جنکشن میں گذشتہ  
ماہ دسمبر ۱۹۸۲ء میں پولیٹری  
کامپلکس کا افتتاح کیا  
اور کمزور طبقات میں  
۲۶۱۱ کروڑ روپے  
مالیت کے مختلف  
منفعت بخش اشیاء  
تقسیم کئے۔





چیف مسٹر این ٹی  
راماراؤ نے یکم جنوری  
۱۹۸۲ء کو حیدرآباد میں  
کل ہند صنعتی نمائش کا  
افتتاح کیا۔ مسٹر این  
سری نیوکلورائیڈی صدر  
ایگزیکشن برائے شیشہ و زبر  
ہی ڈیوڈی (بھی تصویر  
میں دیکھے جاسکتے ہیں)



مسٹر این ٹی راماراؤ  
چیف مسٹر آندھرا پردیش  
نے سینٹ این  
ہائی اسکول سکند آباد  
کی سالانہ رپورٹس  
میٹ سے خطاب  
کیا۔



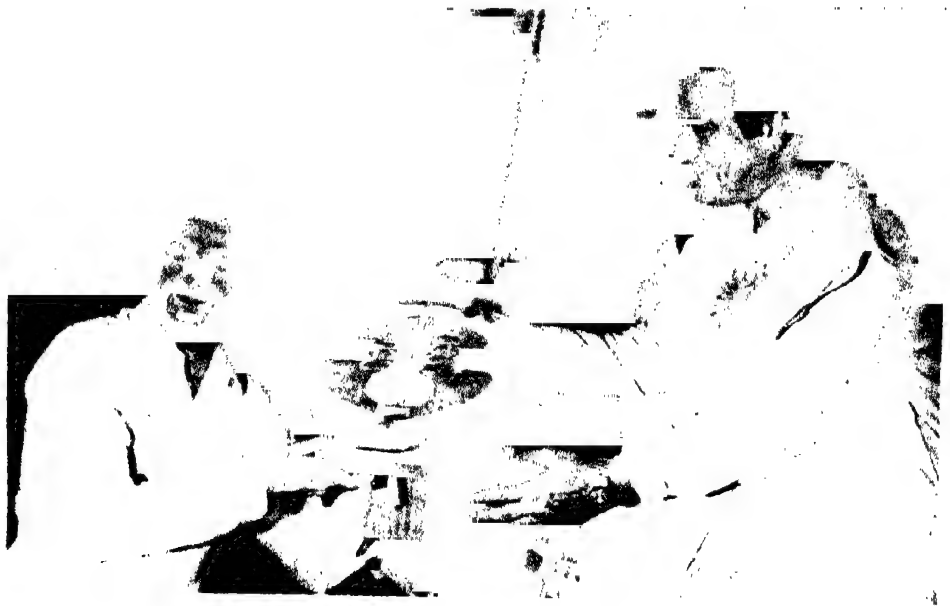




چیف مسٹر  
این ٹی رامارادو  
ضلع دیپانگرم  
میں سیلاب سے  
متعلق کئے گئے  
امدادی کام کی  
پیش رفت کا  
جائزہ لے رہے  
ہیں۔



مسٹر این ٹی رامارادو چیف مسٹر آندھرا پردیش ضلع مشرقی گوداوری میں انجام دئے گئے امدادی کاموں کی تعاد  
دیکھ رہے ہیں۔ مسٹر ڈی کے پنوار ڈسٹرکٹ کلکٹر بھی چیف مسٹر کے ہمراہ ہیں۔



چیف فٹر مٹرائن ٹی راماراؤ، بہروں  
کے ساتویں نیشنل کرکٹ چیمپئن شپ  
کے اختتام کے موقع پر لال بہادر شاستری  
میں انعامات تقسیم کر رہے ہیں۔



چیف فٹر مٹرائن ٹی راماراؤ کنڈالیر  
ذخیرہ آب پر اجکٹ کے مقام  
ضلع نیلور میں آسم کا ایک  
پلوڈا لگا رہے ہیں۔









THE STATE OF TEXAS, COUNTY OF DALLAS, ss. I, the undersigned, a Notary Public in and for the State of Texas, do hereby certify that the foregoing is a true and correct copy of the original document filed for record in my office on this 1st day of January, 1901.

تج ۱۸۶۱  
قیمت ۵۰ پیسے

# اندر صراپراکاشی







# ماہنامہ آندھرا پردیش جیلڈ

چیف ایڈیٹر  
پبی دی آر کے پرشاد (آئی اے ایس)  
ایڈیٹر  
ملک محمد علی خان

مارچ ۱۹۸۴ء

1984

۱۵ مہینہ  
MARCH  
PHALGUN-

CHAITRA 1905-1906 S.E.

● جلد: ۲۹ ● شمارہ: ۳ ● قیمت: ۵۰ پیسے

- اس شمارہ میں اہل قلم حضرات نے انفرادی طور پر جن خیالات کا اظہار کیا ہے اُن سے لازمی طور پر حکومت کا متفق ہونا ضروری نہیں ● زس لائن: ۶ روپے
- زس لائن ذریعہ مئی آرڈر روانہ فرمائیے ● مئی آرڈر ناظم اطلاعات و تعلقات عامہ حکومت آندھرا پردیش کے نام روانہ کیجئے ● معائنہ روانہ کرنے کا پتہ: ناظم اطلاعات و تعلقات عامہ، مگر ہا کلبا، محکمہ جاہی روڈ، حیدر آباد ۵۰۰۰۰۱
- طباعت: گورنمنٹ سنٹرل پریس (آئیٹ) چینل گزٹ حیدرآباد
- فوٹو: سند گروہال نائٹس ڈو۔ کتابت: ایس۔ اے۔ جی
- ناظم محکمہ اطلاعات و تعلقات عامہ حکومت آندھرا پردیش نے شائع کیا۔

## فہرست

- ۱۔ پرگتی پدم - ترقی کی طرہ ایک قدم  
از: سی۔ ویکنٹ رام جوگیا ذریعہ اطلاعات
- ۲۔ انتظامی اصلاحات خراج دیہیہ کے سزید اقدامات
- ۳۔ دو روپے فی کلو چاول - عام آدمی کیلئے تحفہ
- ۴۔ غزل - از: خیرات ندیم
- ۵۔ اسٹیٹ فنانس نیل کارپوریشن کی جانب سے  
۲۲ کروڑ روپے کے قرضے تقسیم - چیف منسٹر کی تقریر
- ۶۔ آندھرا پردیش کا مینہ کے فیصلے
- ۷۔ نئے عزم نئے ارادے - از: مومن خان شوق
- ۸۔ برقی کی فاضل پیداوار - ریاست کا قابل فخر کارنامہ
- ۹۔ اسٹیٹ ڈیولپمنٹ بورڈ کا اجلاس، چیف منسٹر کی تقریر
- ۱۰۔ مقننہ کے مشترکہ اجلاس سے گورنر کا خطاب
- ۱۱۔ ضلع کلکڑوں کی کانفرنس سے چیف منسٹر کی مخاطبت
- ۱۲۔ ایکٹریکل انسپیکٹوریٹ - اعلیٰ
- ۱۳۔ آندھرا پردیش میں انسداد فرقہ داریت  
آرڈیننس کا نفاذ
- ۱۴۔ دہلی میں قومی کونسل میں چیف منسٹر کی تقریر
- ۱۵۔ غزل - از: برہان سلیم مدنی
- ۱۶۔ افادہ "انگلنے بوجھ" - از: نثار پاشا
- ۱۷۔ خبریں تصویروں میں



ترقی کی طرف  
ایک قدم

وزیر اطلاعات و تعلقات عامہ

نئی حکومت جو ایک سال قبل شری این ٹی رامارائو کی قیادت میں تشکیل پائی تھی اس کا مقصد ریاست سے غریبی کا خاتمہ کرنا ہے

تمام ترقیاتی کاموں کا بنیادی مقصد یہ رہا ہے کہ غربت کے خلاف جنگ کی جائے اور منصوبہ جاتی خرچ کا زیادہ حصہ آبپاشی و بجلی کے منصوبوں پر صرف کیا گیا اور نئی حکومت نے اس بات کی ضرورت محسوس کی کہ منصوبہ جاتی کاموں میں ردوبدل کر کے معطوبہ بنیادوں پر ۴۰ فیصد آبادی کو غربت کی اسطرح سے اذیت نہ اٹھایا جائے اور ۱۵ نکاتی پروگرام ”پرگتی پدم“ اسی مقصد کے تحت بنایا گیا جسکو عملی صورت دی جا کر اس پر عمل آوری کی جاسکے۔ ۸۴-۱۹۸۳ کے سالانہ منصوبہ کی بدولت نئی حکومت کو یہ موقع ملا کہ وہ حاصل شدہ فنڈس کو تقسیم کرتے ہوئے نئی شکل دی جائے اور منصوبے کو ۸۹۶ کروڑ روپیوں تک بڑھا دیا گیا ہے جس میں ۲۶۵ کروڑ روپے زائد ہیں جو گذشتہ سال کی نسبت ۴۲ فیصد زائد ہے۔ منصوبے کے اس بحث میں سے ۵۴۱ کروڑ روپے جو ۶۰ فیصد کے برابر ہے الگ کر دیئے گئے ہیں تاکہ نئے ۱۵ نکاتی پروگرام ”پرگتی پدم“ پر عمل آوری ہو سکے۔

’برگشتی پدمم‘ کے نکات حسب ذیل ہیں۔

● تمام لوگوں کو پینے کے پانی کی سربہ اسی

● طلباء کو دوپہر کا کھانا

● مدرسوں کے عمارتوں کی تعمیر

● دو روپے کیلچر چال کی سربراہی

● پس انداز طبقات، ہر بجوں اور بجھڑے ہرے

## طبیقات کی بھلائی

● خواتین کی بھلائی

● غریبوں کیلئے مکانات

● غریبوں کیلئے زمینات

● زراعت کیلئے امداد

● دیہاتوں کیسے پر نفا ماحول

سربراہی کے تحت ۱۰۸ لاکھ کارڈ گیزرندل کو جس پر ۵۰ کلو کے حساب سے ہر فرد کو اودہ زیادہ سے زیادہ ۲۵ کلو چامل ہر خاندان کو ہر ماہ سربراہ کے جاری ہیں اور ایک سال کے دوران میں ۱۵۶۸۱ لاکھ ٹن چامل پبلک ڈسٹری بیوٹن کے تحت تقسیم کیا گیا ہے جو کہ ریاست کی آبادی کا ۸۰ فیصد ہے جو ایک ریاست کی تاریخ میں ریکارڈ ہے۔

## کمزور طبقات کی نلاح

اضلاع کے اعلیٰ عہدہ داروں اور متعلقہ محکمہ کو ہدایت دی گئی ہے کہ وہ کمزور طبقات کی نلاح کیلئے بنائے گئے پلان پر فوری عمل آوری کریں تاکہ سماج کے پچھڑے برٹے طبقات کو ادھر اٹھایا جاسکے۔ شیڈڈ لڈ کاٹ طبقات کی بھلائی کیلئے حکومت کے علاوہ مالیاتی اداروں سے بھی اعداد جیا کی جارہی ہے۔ شیڈڈ لڈ کاٹ طبقات کے ۵۲۰۰۰ خاندانہ کا جرنل نہ رکھا گیا تھا اس میں سے ۱۴۳۲۳ خاندانوں کو اس جرنل پلان کے تحت فائدہ پہنچایا گیا جو ۹۲ فیصد کے سادی ہے۔ شیڈڈ لڈ کاٹ فنانشیل کارپوریشن ۲۳ اضلاع میں اقامتی اسکول ہر گاؤں میں کھولنے کیلئے ۵۰ فیصد رقم تقسیم کر چکی ہے۔ اقامتی اسکولوں کا مقصد ہے تعلیم کے معیار کو بڑھانا اور بچوں میں پوشیدہ صلاحیتوں کو اجاگر کرنا ہے۔ مجموعی طور پر ۳۷ کروڑ کی اسکیمات بنائی گئی ہیں جس سے ۵۵ لاکھ بچے س ہزار بہت اقوام کے خاندانوں کو فائدہ پہنچے گا۔

حکومت کے مقررہ نشانہ کے تحت تباہیوں کے ۲۴۸۰۰ خاندانوں کو ایک سال میں ٹرائل سب پلان اور انٹیگرٹیڈ ڈیولپمنٹ اتھارٹی کے تحت شامل کیا گیا اور ۱۴۳۳۱ خاندانوں کو ۹۹ فیصد کے قریب ہیں شامل کیا جا چکا ہے۔ حکومت اس مقصد کے تحت ۵۰۶۳۵ لاکھ روپے ٹرائیگور پر جواہر لال نہرو کے تحت دے چکی ہے تاکہ حاشیائی رقم بیاں بلکے کمزور طبقات کی نلاح کے لیے لغوی اسکیمات شروع کی گئی ہیں خاص کر سینہ می تاسنے والوں، ماہی گیروں، کشتہ چلانے والوں، پتھر توڑنے والوں، نہاردوں، لوہاردوں، دھوبیوں اور کھاردوں کو فائدہ

- اچھا رہن سہن
- کایٹج اور چھٹی صنعتوں کے ذریعہ دیہات کی ترقی
- عوامی مشکلات کا خاتمہ
- اور تنگو کو سرکاری زبان کی حیثیت سے درشناس کرانا۔

کس کے علاوہ ریاستی حکومت نے "یو ایل سی" دیکھتی، مگرامودیا اور دیپا ہر دگرام بھی شروع کیا ہے اور اس ہر دگرام پر عمل کر کے حکومت فخر کے ساتھ کامیابی حاصل کرے گی۔

## پینے کا پانی

ہر ایک سو نفرس آبادی کیلئے پینے کا پانی مہیا کیا جائے گا جس کے لیے کام شروع کر دیا گیا ہے ایسے ۱۲۲۴۵۵ مواضعات کی نشاندہی کی گئی ہے جس میں سے ۶۷۹۵ مواضعات کو نشانہ پورا کرنے کیلئے منتخب کیا گیا ہے اور ۲۰۸۶ گاؤں اس ہر دگرام کے تحت لے جائیں گے۔

## دوپر کا کھانا

اس اسکیم کے تحت اسکول کے بچوں کو دوپہر کا کھانا مہیا کیا جائے گا ۱۱ سال کی ہے کمزور طبقات کے تقریباً ۳۰ لاکھ بچوں کو پورے سال کے دوران میں اس اسکیم سے استفادہ کا موقع ملے گا۔

## مدرسوں کی عمارتیں

اضلاع کے نظم رشتہ کو اس بات کیلئے باندھ دیا گیا ہے کہ وہ مدرسوں کی عمارتوں کی تعمیر پر پوری توجہ کریں اور اس مقصد کے لیے نیشنل تعلیم ایسٹنٹ ہر دگرام کے ٹیڈس کا اس فیصد تحقیق کر چکے ہیں۔

دو روپے کیلو چاول

ڈرور پے کھاردوں کی

پہونچے ادارے تک مستفید ہونے والے ۱۳۹۱ء ہیں۔ پاک وڈ کاس  
نیشنل کارپوریشن سے اب تک بندھ امر دوروں کے ۱۰۲۷ افراد کی  
باز آباد کاری عمل میں آئی ہے۔ اور بندھ امر دوروں کیلئے ایک کوآپریٹو  
سوسائٹی بھی تشکیل دی گئی ہے۔

## عورتوں کیلئے مساوی جائیداد

عورتوں کی بہبود دھالی میں اخاذ کرنے کیلئے اداروں کے مسائل  
کی یکسوئی کیلئے سرخی اقدام کئے گئے ہیں۔ معاملہ اور دودھ پلانے والی عورتوں  
کیلئے تربت بخش غذا کی فراہمی اور ان کیلئے تحفظ صحت کی سہولتیں پہونچانے کی  
سیکس کے علاوہ معاشی امدادی سکیمات پر عمل آوری بھی جاری ہے۔ ۲۳۳۸۳  
خواتین کو امداد کے مقررہ نشانے کے بعد ماہ اکتوبر ۸۳ء کے اختتام تک  
۴۴۲۹ خواتین کی مدد کی جا چکی ہے۔ اہم شہر، جیسے دشا کھاٹیم، الیورہ  
وجیسے واڑہ، گننٹر، محبوب نگر، کھس، حیدرآباد، ادرسری، کاکم میں  
کام کرنے والی خواتین کیلئے نئے ہاسٹل کمرے کی منظوری دی گئی ہے۔ تربتی  
میں عورتوں کی یونیورسٹی کا قیام ایک حقیقت بن چکی ہے۔ ہندو قانون درآشت  
میں ترمیم کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے تاکہ جائیداد میں خواتین کو مساوی  
حقوق عطا کئے جائیں۔ سماج میں خواتین کو ان کا مستحقہ مقام دلانے کے لیے  
ایسے ہی ترقا پسند اقدامات کئے جا رہے ہیں۔

## تعمیرات کا منصوبہ

مکانات کی تعمیر و فراہمی ایک بھاری ذمہ داری ہے  
اس سے نمٹنے کے لیے زبردست کوشش کی جا رہی ہے، موجودہ حکومت کا ایک  
اور قابل قدر کارنامہ یہ ہے کہ جھونپڑیاں اور گھاس پھوس کے مکانات  
کی فراہمی محکمہ حکومت کی جانب سے بنائے گئے پروگرام کی جگہ موجودہ حکومت  
پنٹہ مکانات فراہم کرنے کی ایک پیمانی پر عمل کر رہی ہے۔ دیہات میں نیم پختہ  
مکانات فراہم کرنے کی ایک پیمانی پر عمل کر رہی ہے۔ دیہات میں نیم پختہ اور  
شہروں میں پنٹہ مکانات کے پروگرام کے تحت ۲۶۲۰ لاکھ مکانات تعمیر کرے گا

پروگرام تیار کر لیا گیا ہے۔ اس مقررہ نشانے کے تحت ۷۹۲۹۱ رزٹوں پر کام  
جاری ہے اور ستمبر کے ختم تک ۲۵۴۹ مکانات کی تعمیر یا تعمیرات کو پہونچ  
چکا ہے۔ محکمہ پنٹہ ایک سال کے دوران میں دیہ اور شہری علاقوں میں مختلف  
سیکس کے تحت ۵۲۰۰۰ پنٹہ مکانات تعمیر کرنے کیلئے منصوبہ ممکن ہو چکا  
ہے۔ دو لاکھ غریب خانہ ازلوں کو مکانات کی اراضی فراہم کرنے کے مقررہ  
نشانے کے مقابلے میں ایک لاکھ سے زیادہ غریب خانہ ازلوں کو مکانات کیلئے  
ارضی کے پٹے دیئے جا چکے ہیں۔

## کسانوں کی امداد

کاشت کاروں کو امداد پہونچانے کے پروگرام کے تحت کوآپریٹو اداروں  
کے توسط سے اعلیٰ قسم کے بیج کی میکانی کھاد مارکنگ سہولتیں اور قرض دینے  
کی سہولتیں مہیا کرنے کی سکیمات تیار کی گئی ہیں۔ ۱۵۲۵۷ ٹن سالانہ اعلیٰ قسم  
کے بیج فراہم کرنے کے مقررہ نشانے کے مقابلے میں اکتوبر کے ختم تک ۱۵۰۳۰  
ٹن اعلیٰ قسم کے بیج تقسیم کئے گئے۔ ۳۰۸۵۳۳ ٹن کی میکانی کھاد کے مقررہ  
نشانے کے باقی اکتوبر کے ختم تک ۳۸۰۶۷۲ ٹن کھاد تقسیم کی گئی ہے مقررہ  
نشانے کے معاملے میں ۱۲۳ فیصد کامیابی ہے اس طرح کوآپریٹو کے توسط سے  
قرض اور مارکنگ کی سہولتیں مہیا کرنے میں نمایاں کامیابی حاصل ہوئی ہے۔  
۱۷۱۳۶۹ ٹن خشاک کو فائدہ پہونچایا گیا جو ۲۳۹۶۴ لیٹر کی حد تک کامیابی  
ہے۔ زرعی پیداوار کے لیے امدادی قیمتوں کا تعین اس طرح کیا گیا ہے کہ  
کسانوں کو ان کی فصل پر معقول شرح معاوضے کا تعین حاصل ہو جائے  
سینسٹر کی امدادی قیمت جو ۱۸۵ روپے فی ٹن مقرر کی گئی ہے جو ملک میں سب سے  
زیادہ ہے۔ دھان کی قیمت ۱۸۵ روپے فی ٹن مقرر کی گئی ہے جو مرکزی حکومت  
کا ملنے قیمت سے ۵۰ روپے زیادہ ہے مگر پھل کی امدادی قیمت ۱۳۵ روپے  
فی ٹن اور دودھ کے حصول کی قیمت ۳۶۵۰ تا ۷۵ روپے فی لیٹر مقرر کرنے  
کے علاوہ تبا کو پیدا کرنے والے کسانوں کو ان کے تبا کو کے فیروزخت رتو  
اسٹاک پر فی ٹن ۳۰ روپے کے حساب سے ۲ کروڑ روپے بلور قرض

بیا کئے گئے۔

متعین پروگرام اور ضروری انفراسٹرکچر فراہم کئے ہوئے ہیں پروگراموں کی عمل آوری میں سہولتیں مہیا کی جائیں گی۔ اس اسکیم کے کچھ خیال کار مزاد چہ کہ زمرہ اول میں کاہلی اسبے کاری کو ختم کرتے ہوئے اس دیکھ خزانہ قوت دو توانائی کو تعمیری مقاصد کیلئے استعمال کیا جائے۔

## گرگرمودیا

سال گذشتہ کے ماہ نومبر تک پہلی تاریخ کو شروع کردہ ”گرگرمودیا“ کا پروگرام جس کو مرکزی سرپرستی حاصل ہے۔ اس اسکیم کے تحت ایک زمرہ اول میٹرک کامیاب جو ۱۸ تا ۲۵ سال کی عمر کا حامل ہوا اور دیہات کے خاندان سے وابستہ ہو اسے ۲۵ ہزار روپے سالانہ کیلئے اور کاروباری سرمایہ کے طور پر بلور قرض دیئے جائیں گے۔ اس اسکیم کے تحت ہر مریض سے ایک نوجوان کا انتخاب کیا جائے گا۔ اور اس اسکیم کی عمل آوری کیلئے ضلع کی سطح پر کمیٹیوں کا قیام عمل میں آچکا ہے۔ تیسرا ماہہ افراد میں بے روزگاری کو گھٹانے کیلئے میسرکٹ انٹیلانٹ ایڈوانسڈ پرائونٹ پرمیشن اسکیم کے نام سے ایک اور اہم اسکیم شروع کی گئی ہے۔ ہسٹیکوں کی حالت کو بہتر بنانے کیلئے کم خرچ سنیشن پروگرام ”دیگرکتی“ کے نام سے شروع کیا گیا ہے۔ تین ریپریشن میں جاری اسکیم کو تیز تر کرنے کے علاوہ سال رواں کے دوران مزید ۱۴ ریپریشن میں بھی اس اسکیم کو شروع کیا گیا ہے۔

## انتظامیہ میں تلگو کا استعمال

ریاست میں نظم و نسق کے تمام سطحوں پر تلگو سرکاری زبان کے طور پر استعمال کرنے کیلئے سرکاری پالیسی میں ایک نیا جوش پیدا کیا گیا ہے۔ جنرل اینڈریشن ڈپارٹمنٹ سکریٹریٹ میں جتنا جلد ملے ہر کے سرکاری زبان کی پالیسی کی عمل آوری کی رفتار کو تیز کرنے کیلئے ایک علاوہ سین قائم کیا گیا ہے۔ یہ شعبہ ملکی ترجمہ سے قریبی ربط رکھے ہوئے ہے اور سرکاری ذرائع کی کوشش کی رہنمائی میں کام کرتا ہے۔ اصطلاحات دفعہ کو ۲۳ کتبوں کا ترجمہ کر دیا گیا ہے۔ یہ کتابیں ذریعہ بات ہیں۔ ”کارا پراواہی“ کے نام سے ۱۰۰۰ الفاظ کا ایک چھوٹا سا بچہ شری کی بنا گیا ہے۔

## دیہات کو بجلی کی سربراہی

دیہات کو بجلی سربراہ کرنے کے پروگرام کے تحت ۱۵۰۰ اور زمرہ اول کو بجلی سربراہ کی گئی۔ گزشتہ سال کے دوران ۴۸۰۰۰ پمپ سیٹوں کو برقی کیا گیا۔ گزشتہ ماہ اگست کے ختم تک ریاست کے ۲۷۲۱ دیہات میں ۲۰۷۰۵ دیہات کی تعداد ۲۶۶۲۶ فیصد ہے۔ ریاست میں ہر گناہ گئے پمپ سیٹوں کی تعداد ۵۶۰۹۳ لاکھ ہے۔ اس معاملہ میں ہماری ریاست ملک میں تیسرے درجہ پر ہے۔

## دیہی صنایع

دیہی صنایع کی حالت کو بہتر بنانے میں قابل ملاحظہ تک پیشرفت ہوئی ہے۔ سال میں ۶۲۰۰ چھوٹے اور دیہی صنعتی یونٹوں کے قیام کے مقصد نشا نے کے مقابل میں اب تک ۵۰۰۰ ہزار سے زیادہ یونٹیں قائم کی گئی ہیں۔ صنایع کیلئے دیہی صنعتی مراکز اب تک ۱۰۴ پنچائٹ کمیٹیوں میں قائم کئے گئے ہیں۔ اس سال کے ختم تک مزید ۳۰۰ صنعتی مراکز قائم کئے جائیں گے۔

## شکایات وصول کرنے کا شعبہ

ریاستی سکریٹریٹ اور ضلع کلکٹروں کے دفاتر میں قائم کئے گئے شکایات وصول کرنے کے شعبوں کا جانب سے ۱۲۲۲۰ شکایتیں وصول کی گئیں جس میں سے ۷۹۲ کی کمیٹی کر دی گئی۔

## یواشکتی

دیہات کے نوجوانوں کیلئے خود روزگار کا اختتام کرنے اور انہیں حقیقی سرگرمیوں میں شامل کرنے کی غرض سے ریاستی سطح پر یواشکتی کا آغاز کیا گیا ہے۔ تجرباتی پروگرام کے تحت پانچ منتخب اضلاع میں اسکیم کی عمل آوری کیلئے ۲۰۰ دیہات کا انتخاب کیا گیا ہے۔ نوجوانوں کی خدمات کو ایک

# انتظامی اصلاحات

## فلاح و بہبود کے مزید اقدامات

تلگو دیشم حکومت نے ۹ جنوری ۱۹۸۲ء کو اپنے اقتدار کا ایک سال کا میاں کے ساتھ مکمل کیا اور چیف منسٹر مسٹر این ٹی راماسوامی نے ریاست کے عوام کیلئے نئے ترغیبات و فلاحی اقدامات کا اعلان کیا ہے تاکہ عام آدمی کو فائدہ پہنچے (۱۳) شکاتی پروگرام کا مقصد یہ ہے کہ انتظامی اصلاحات کو رو بہ عمل دیا جائے تاکہ اس سے سماج کے زیادہ سے زیادہ طبقات کو استفادہ کا موقع ملے۔ ریاستی حکومت ان اقدامات کے ذریعہ ایک پاک صاف معاشرہ کے قیام کیلئے کوشاں ہے۔

کو برخواست کر دیا گیا ہے جس سے جاگیر ناری نظام کے ایک ورثہ کا خاتمہ عمل میں آیا۔ دیہی عہدہ داروں کی جگہ ہر وقت دیہی اسٹنس کے تقررات عمل میں لائے جا رہے ہیں۔

### ۱۔ انتظامی اصلاحات

حکومت اس بات کی پابند ہے کہ وہ ثابت قدمی کے ساتھ اقتدار کو غیر مرکزیت کے انتظامیہ کو تمام کے "دروازے" تک لائے اور تمام کے پر خلوص تعاون کے ساتھ ترقیاتی پروگراموں کو مزید تیز رفتار کرے۔

اس جانب ایک قدم کے طور پر ۳۵,۰۰۰ تا ۵۰,۰۰۰ افراد کے لئے منڈلس کا قیام عمل میں لایا جائے گا۔ جو دیہاتوں کے ایک گروپ پر محیط ہوگا۔ یہ منڈلس ایک عام آدمی کو تمام ضروریات کی فراہمی کیلئے ایک اہم تنظیمی یونٹ ہوں گے۔ تمام شعبہ جاتی خدمات میں مالی امداد باہمی سہی بہبود، زراعت، اینل ہسپتالری، تعلیم، طب اور پولیس کو نامہ دگی دی جائے گی بہت جلد تقریباً (۱۲۰۰) منڈلس قائم کئے جائیں گے۔

### ۳۔ مالگڈاری کا خاتمہ

مالگڈاری جو برطانوی نوآبادیاتی زمانہ کی یادگار ہے کو برخاست کر دیا گیا ہے جس سے کاشتکار طبقہ کے ایک دیرینہ خواب کی تکمیل ہو گئی ہے۔

### ۴۔ بیواؤں کو وظائف

سماج میں بیواؤں کا حالت جو مختلف توہمات کاشتکار ہے حقیقتاً ان کے ہے۔ ایسی غریب بیواؤں کو جن کی سالانہ آمدنی ۱۸۰۰ روپے سے کم ہے ماہانہ ۵۰/- روپے ذلیفہ ادا کیا جائے گا۔

### ۲۔ دیہی عہدہ دار :- دیہی عہدہ داروں کی جائیداد

ج ۱۹۸۴ء سے قبل تقریباً (۵۰) ہزار بواؤں کو نائدہ حاصل ہوگا۔

## ۶۔ یتیموں کی دیکھ بھال

یتیموں کی دیکھ بھال کے لیے ریاست میں یتیم خانوں کی قیام عمل میں لایا جائے گا۔

## ۶۔ طلباء کیلئے بس میں مفت سفر

ساری ریاست میں (۱۲) سال سے کم عمر بچوں کو ان کے مدارس آنے جانے کیلئے فروری ۱۹۸۴ء سے سرکاری بسوں میں مفت سفر کی سہولت حاصل رہے گی۔

## ۷۔ منڈل کمیشن کی سفارشات

پسماندہ طبقات بر منڈل کمیشن کی سفارشات پر مکمل طور پر عمل آدری کی جائے گی۔

## ۸۔ اقلیتی نیناس کارپوریشن

اقلیتی نیناس کارپوریشن کا قیام عمل میں لایا جائے گا تاکہ یتیمی طبقات سے تعلق رکھنے والے غریب افراد کے نائدے کے اہم معاشی دچر سس پر عمل آدری کیلئے رقمی امداد فراہم کی جائے۔

## ۹۔ لسانی اقلیتیں

جہاں کہیں بھی قابل لحاظ تعداد میں لسانی اقلیتیں آباد ہوں حکومت ان کے بچوں کو ان کی مادری زبان میں تحصیل تعلیم کی سہولتیں فراہم کرے گی۔

## ۱۰۔ انڈسٹریل ڈسٹرکٹس کیلئے شلٹر

بڑے صنعتوں کے انڈسٹریل ڈسٹرکٹس کیلئے تھیراکنہ پریمل آدری

کی جائے گی جس میں متعلقہ انتظامیہ کو بھی مثال کی جائے گا جبکہ ایسے دیگر کوجو ادسط ادمہوٹے پیمانہ کی صنعتوں میں ملازم ہیں مکانات کی تعمیر کے لیے حکومت رقمی امداد فراہم کرے گی۔

## ۱۱۔ ڈسٹرکٹ کلچرل سنٹر

ثقافتی سرگرمیوں کے فروغ کے لیے ہر ضلع میں کلچرل سنٹر قائم کئے جائیں گے۔ ریاست میں ثقافت کے فروغ کے لیے مختلف اسکیمات کا آغاز کیا جائے گا۔

## ۱۲۔ فلم انڈسٹری کے فروغ کیلئے اقدامات

عمرہ دراز سے یہ شہید خواہشی ہے کہ تلگو فلم انڈسٹری آندھرا پردیش میں منتقل کی جائے اگرچہ کہ اس سلسلہ میں قابل لحاظ کوشش کی گئی مگر متوقع نتائج برآمد نہیں ہوئے۔ ریاست میں فلم انڈسٹری کی کشش کے لیے مقامی صلاحیتوں کے فروغ اور بہت افزائی، مقامی انفراسٹرکچر کی ترقی اور ریاست میں فلم کی زیادہ سے زیادہ تعداد میں تیاری کیلئے سہولتوں کی فراہمی کیلئے ایک نئی اسکیم کا آغاز کیا گیا ہے۔

## ۱۳۔ خاندانی منصوبہ بندی ترغیب

خاندانی منصوبہ بندی کی تحت مرکزی حکومت کے ملازمین کو دستیاب تمام ترغیبات ریاستی حکومت کے ملازمین کو بھی دی جائیں گی۔

ماہنامہ آندھرا پردیش  
کی خریداری  
قبول فرمائیے

# دو روپے فی کلو چاول

## عام آدمی کیلئے تحفہ

### کیا چاول دو روپے کیلو ؟

باہر کے لوگ جو آندھرا پردیش کو آتے ہیں اس بات پر حیرت کا اظہار کرتے ہیں کہ اتنی یہاں چاول ۲ روپے کلو مل رہا ہے اور اس بات پر انہیں یقین نہیں آتا — لیکن چیف منسٹر آندھرا پردیش سسٹر این ٹی رامارائو اور ان کی حکومت نے اس بات کو یقین میں بدل دیا ہے۔

یہ حرمند اسیکم جو فروری ۶۸۳ سے شروع کی گئی ہے۔ عام آدمی جو غریبی کا سلسلہ سے نیچے ہیں ان کے لیے شروع کی گئی ہے۔ اور چیف منسٹر نے عوام سے جو وعدہ کیا تھا اُسے انہوں نے پورا کر دکھایا۔ اس اسیکم کا بنیادی مقصد یہ ہے کہ ایسے تمام خاندان جن کی آمدنی ۳۶۰۰ سے کم ہے ان کو دو روپے کلو چاول مہیا کیا جائے اور اب حد بندی کے درجہ کو بڑھا کر ۶۰۰۰ روپے کر دیا گیا ہے۔ دو روپے کلو چاول کی اسیکم موجودہ حکومت کا ایک بہت بڑا کارنامہ ہے اور اس سے ریاست کے ۱۰۸ لاکھ خاندانوں نے آئیں ہزار روپے سے کم آمدنی کے درجہ میں آئے ہیں۔ ایسے خاندان جن کی آمدنی چھ ہزار روپے سے کم ہے ان کو ہر سال دو روپے کلو چاول مہیا کیے گئے ہیں۔ گزشتہ ایک سال میں اس اسیکم کے تحت ۱۵۶ لاکھ ٹن چاول عوامی نظام تقسیم کے ذریعہ سربراہ کیا گیا جو ریاست میں

ایک ریکارڈ ہے جس میں سے ۱۲۶ لاکھ ٹن چاول دیہات میں تقسیم کیا گیا ۸۱-۱۹۸۰ میں ۲۷ لاکھ ٹن چاول اور ۸۲-۱۹۸۱ میں ۳۶ لاکھ ٹن چاول تقسیم کیا گیا تھا۔ کوئی بھی کہہ سکتا ہے کہ یہ قواعد دشوار ہیں لیکن اس اسیکم کی کامیابی کوئی بھی دیہاتی کے زبان سے سنی جاسکتی ہے کیا کوئی دیہاتی اپنے خواب میں سوچتا تھا کہ وہ اتنے کم دام پر چاول حاصل کر سکے گا؟ ایک چھوٹا سا مکان جو دھان اگاتا ہے اپنا دھان بیچ کر امدادی قیمت کا چاول سستے غلے کی دکان سے حاصل کر رہا ہے کیا کان کے اس عمل سے ظاہر نہیں ہوتا کہ یہ اسیکم کتنی مقبول ہے۔ ۶۰۰۰ سے زائد آمدنی والے طبقہ کیلئے پہلے کارڈ جاری کیے گئے ہیں جن پر وہ امدادی قیمت کا چاول، سکندر آباد، حیدرآباد، دسے واڑہ اور دکن کھانچم جیسے شہروں میں حاصل کر سکتے ہیں اور یہ چاول ۲ روپے ۶۵ پیسے ۲ روپے ۹۵ پیسے اور ۳ روپے کلو کے حساب سے دیا جا رہا ہے۔ اگر ہم دوسری ریاستوں میں چاول کی قیمت سے مقابلہ کریں تو پتہ چلے گا کہ وہاں پر ۵ روپے ۸۰ پیسے کلو چاول فروخت ہو رہا ہے۔ ہم اس اسیکم میں عوامی نظام تقسیم کو کارآمد بنا کر کامیاب ہوئے ہیں اور ساتھ ہی دوسری ریاستوں کو چاول کی منتقلی پر کڑی نگاہ رکھ رہے ہیں۔ ریاستی حکومت ۸-۱۰ کروڑ روپے کے شیر معارف سے اس سہ کو چلا رہی ہے۔ موجودہ حکومت جو عوام کے بھرپور اعتماد کے ساتھ

نظر چُسنِ حقیقی اگر عیاں ہوتا  
ہماری دید کا ہر لمحہ جادواں ہوتا

قسم خدا کی وہی روح داستاں ہوتا  
ہمارا درد اگر شہلِ میاں ہوتا

وہ آج تھوڑی توجہ سے بھی جو سن لیتے  
ہر ایک اشکِ ملامتِ زباں ہوتا

کوئی تو ہو جو تھوڑے ظُرف جانتا ہو  
کم از کم اپنا سرِ دار امتحاں ہوتا

اُسی سے بھڑکتی یہ انقلاب کی کرنیں  
وہ ایک قطرہٴ غولِ سج جو زل ہوتا

قلندری کی پن ہوں میں آگے درنہ  
نہ جانتے ذکرِ ہمارا کہاں کہاں ہوتا

غموں سے ہاتھ ملائے ہوئے زنا ہوا  
کرم ہو آپ بھی کتنے تو رائیگاں ہوتا

سخنوری نے ڈبویا ہمیں تعاقب میں  
نہ کوئی کثر نہ لفظوں کا کارواں ہوتا

زمینِ دل پہ اگر آپ کے قدم ہوتے  
تو میرے پاؤں کیے نیچے آسمان ہوتا



حیاتِ ندیم

۱۶-۶-۲۲۲

عثمان پورہ حیدر آباد ۲۴

ہمارے سجدے ہیں اور عینِ نجف ہے ندیم  
اب اس سے بڑھکے کہاں کوئی آستاں ہوتا

دھان، چاول اور میٹھا تیل کی چور بازاری کرنے والوں پر دھادوں کے نتیجہ میں ۱۲، ۱۳، ۱۴ کروڑ روپے کی مالیت کا سامان اب تک ضبط کیا جا چکا ہے۔ جہاں حکومت دین کیلئے قیمتوں کا تعین کیا ہے وہیں کالوں کو بھی داجی قیمتیں ادا کی جا رہی ہیں ایک سال پرانی حکومت کیلئے یہ قابلِ اعتماد کامیابی ہے اور یہ سال آندھرا پردیش میں عادی نہیں کیلئے کم قیمتوں والا سال اور کالوں کیلئے زائد قیمت کا سال ہو گا۔

تاہم ہوئی ہے اپنی سماجی ذمہ داری کو پورا کر رہی ہے۔ عوامی نظامِ قسم پر سرکارِ ساحلِ نمکائی رکھے ہوئے ہے تاکہ کسی قسم کی دھاندلیاں ہونے نہ پائیں اور شناخت کئے ہوئے خاندان جن کے پاس کارڈس ہیں مستفید ہو سکیں۔ ہم نے اس سلسلہ میں "دیجیٹل سٹ" کو متحرک کر دیا ہے تاکہ وہ جو رہا زاری اور سنگٹنگ پر کڑی نگاہ رکھے



# اسٹیٹ فنانسز کا پورشن کی جانب سے (۱۲) کروڑ روپے کے قرضے تقسیم

## چھوٹی صنعتوں کی حوصلہ افزائی ضروری - چیف منسٹر این ٹی رامارائو کا بیان



قرضے فراہم کئے۔ انہوں نے کہا کہ یہ بڑے غریب کی بات ہے کہ فنانسز کا پورشن گزشتہ ۲۰ سال سے ملک کے تمام کارپوریشن سربراہان کے پاس ہے۔ چیف منسٹر نے صنعتوں کے قیام میں مقامی افراد اور مقامی طور پر دستیاب ذرائع کو بھروسہ

چیف منسٹر آندھرا پردیش سرائین ٹی رامارائو نے آندھرا پردیش اسٹیٹ فنانسز کا پوریشن پر زور دیا کہ وہ چھوٹے اور متوسط صنعتوں کی ہمت افزائی کے ساتھ ساتھ دیہی نوجوانوں اور تعلیم یافتہ بے روزگاروں کی تربیت کرے۔ اور انہیں ریاست میں صنعتی جال بچھانے کی ترغیب دے۔ چیف منسٹر جو ملی مال باغ عامہ میں اے پی اسٹیٹ فنانسز کا پوریشن کی جانب سے مختلف صنعتوں کو ۱۲ کروڑ روپے کے قرضے جات تقسیم کئے۔ چیف منسٹر نے مزید کہا کہ آزادی کے بعد ملک متوازن صنعتی ترقی سے قاصر رہا ہے۔ دیہی صنعتوں چھوٹے صنعت کاروں کو ترغیب اور ان کی مالی اعانت میں ترقی یافتہ صف میں لاکھڑا کر دیا۔ انہوں نے فنانسز کا پوریشن کی خدمات کو سراہا۔ جس نے کارکردگی کے ۲۰ سال میں کر لیں۔

استعمال کا مشورہ دیا ہے۔ انہوں نے کہا کہ سماجی اور معاشی حالات کو بدلنے میں صنعتوں کی اہمیت کو دائم کرتے ہوئے کہا کہ ملک کے حصول آزادی کا مقصد اس وقت حاصل ہو سکتا ہے جبکہ ہمارا ملک صنعتی میدان میں ترقی کرے اور ملک کو درآمدات کی ضرورت ہی نہ پڑے۔ چیف منسٹر نے کارپوریشن کی جانب سے زرعی صنعتوں کی ترقی میں نمایاں حصہ ادا کرنے اور پڑوسی ریاستوں کی اس سلسلہ میں مدد کرنے پر اپنی خوشی کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ انہیں امید ہے کہ آندھرا پردیش اسٹیٹ ٹریڈنگ کارپوریشن مستقبل میں ملک کی دیگر ریاستوں کیسے رہنما بنوں ادا کرے گی۔ چیف منسٹر نے کہا کہ حکومت اپنے قیام ہی سے صنعتی ترقی کیلئے خاص طور سے کوشاں ہے چنانچہ انکی حکومت سال رواں اس مقصد کیلئے (۵۲۶۲۰) کروڑ روپے نقصان میں ہے۔ حکومت اپنے ان نیک ارادوں سے ریاست کی ترقی اور خوشحالی کی سمت رواں دواں ہے۔ ●●

چیف منسٹر نے کہا کہ صنعتوں کے فروغ سے راست طور پر بڑے ۵۰ آزاد کو روزگار مہیا ہو سکتا ہے۔ جب کہ اس سے ذیلی طور پر مختلف روزگار کے مواقع فراہم ہوتے ہیں۔ انہوں نے اس بات پر زور دیا ہے کہ تلگو دیشم کی حکومت ہیرنگ کے خاتمہ کیلئے مقدور بھر کوشش کرے گی۔ انہوں نے کہا کہ حکومت صنایعوں اور چھوٹے صنعت کاروں کے دروازے بر مالی اعانت کے ساتھ کھڑی ہوگی۔ انہوں نے نئے صنعتی رجحانات کو پیش نظر رکھتے ہوئے مختلف دیہی صنایع کے تربیتی پروگرامس شروع کرنے پر زور دیا اس ضمن میں انہوں نے دیہاتوں کو ترجیح دینے کو کہا ہے۔ انہوں نے اس بات پر سرور کا اظہار کیا ہے کہ فنانسز کا پوریشن صرف ایک سالہ مدت میں جاریہ سال (۲۰۲۱) کروڑ روپے کے

# آندھرا پردیش کا بینہ کے فیصلے

کہا ہے نرغون بر عمل آوری کی دیکھ بھال محکمہ مال اور سیل سپلائز کے محکموں کے ذمہ ہوگی ڈپٹی تحصیلدار اور ڈیپنٹ سیکل کے سب انسپکٹر سے کم درجہ کے ملازمین انورسمنٹ انسر نہیں ہوں گے۔ چیف منسٹر نے کہا ہر مل انتظامیہ سے کہا گیا ہے کہ وہ اسٹیلٹے خورد و نوش کے ملز لگا ہوں کو دے۔

کابینہ نے معاشی طور پر کمزور افراد کے تعلیمی وظائف کی اجرائی کیلئے ڈاکٹر کٹر بائیر ایجوکیشن کے دفتر میں مزید ۲۰ لاکھ روپے کی زائد منظوری دے دی ہے چیف منسٹر نے بتایا کہ موجودہ طریقہ کار کے مطابق محکمہ سوشل ویلفیر، پسماندہ طبقات ویلفیر ڈپارٹمنٹ یا حکومت کے منظورہ خانگی ہاسٹلس کے طلباء کو اب تک ماہانہ ۱۳۵ روپے اسکالرشپ دی جاتی تھی جسے بڑھا کر اب ڈیڑھ سو روپے کر دیا جائے گا جو طلباء اب تک وظائف پارہے ہیں۔ انہیں یکم جنوری سے اضافہ دیا جائے گا۔ بشرطیکہ ان ہاسٹلس اور متحدہ ہاسٹلس کا انتظام طلباء کے ہاتھ میں ہو اس کے علاوہ یکم اپریل ۸۸ء سے پوسٹ گریجویٹ اور پیشہ درانہ کورسز کے ہاسٹلس میں مقیم طلباء کو (۲) سو روپے اسکالرشپ کے علاوہ ۲۵ روپے بطور جیب خرچ دیئے جائیں گے۔

## موٹر و ہیکل فٹنس سرٹیفکیٹ

چیف منسٹر نے کابینہ کے اس فیصلے کا اعلان کیا کہ قابل اعتماد اور بہتر کارکردگی رکھنے والے خانگی درکشاپس اور گیار بجس کو موٹر و ہیکلس کے معائنے اور کارکردگی کے سرٹیفکیٹس کی اجرائی کا کام عارضی طور پر سونپا جائے تاکہ گاڑیوں کی حالت بہتر رہے۔ انہوں نے کہا ابتدائے کام علاقائی بنیاد پر تین اضلاع حیدر آباد، کرزل اور کشن (دبھے داڑھ) شروع ہوگا۔ چیف منسٹر نے کہا کہ موٹر و ہیکل انسپکٹرز اور ٹرانسپورٹ ڈپارٹمنٹ کے عہدار

چیف منسٹر میں فی راما رائے نے تردید کی کہ حکومت ایسے سرکاری ملازمین کو جنہوں نے ملازمت کے (۳۰) سال تک کیلئے ہوں لیکن جن کی عمر (۵۵) سال نہیں ہوئی ہے وہ فیڈ پرسیکشن کر دینے کی کسی تجویز پر غور کر رہی ہے۔

آندھرا پردیش کابینہ نے جس کا اجلاس ۲۲ فروری ۱۹۸۳ء کو چیف منسٹر کی زیر صدارت منعقد ہوا، جس اہم فیصلے کے جن میں ہرٹوں میں سرباہ کی جانے والی اشیاء خورد و نوش کی قیمتوں کا تعین، کمزور طبقات سے تعلق رکھنے والے طلباء کی اسکالرشپ کی رقم میں اضافہ اور ایک چار جڑ ملازمین کو سرکاری ملازمین کے ماٹل مراعات شامل ہیں چیف منسٹر نے کہا کہ حکومت آندھرا پردیش نے ہرٹوں میں سرباہ کی جانے والی اشیاء خورد و نوش کی قیمتیں مقرر کر دی ہیں جس پر ۵۰ فروری سے عمل درآمد شروع ہو چکا ہے۔

کابینہ نے قیمتوں کی منظوری دے دی ہے اور سرکاری دیگر کاری عہدہ داروں پر شقل (۷) رکھی عمل آوری کیٹی مقرر کی جائے گی اس مقصد سے کابینہ نے ریاست کو دو زون میں تقسیم کیا ہے پہلے زون میں حیدر آباد، سکندر آباد، دث کھا پنٹم، دبھے داڑھ اور گنٹور شمل رہیں گے دوسرے زون میں ریاست کے دوسرے حصے رکھے گئے ہیں اقل ترین اجرتوں کے سلسلہ میں ریاست کے جوتین زون بنائے گئے ہیں ان میں سے زون نمبر ۱ اور زون نمبر ۳ کو یکجا کر کے ایک زون بنا دیا گیا ہے۔ انہوں نے کہا کہ زرخوں کے تعین میں بس فیصد منافع اور متفرق اخراجات کی دونوں زون میں علی الترتیب ۳۵ فیصد اور ۳۵ فیصد کی گنجائش رکھی گئی ہے یہ نہیں بلکہ اڈلی اور اڈرا کے زون کا بھی تعین کیا گیا ہے۔ چیف منسٹر نے

# نئے عزم، نئے ارادے (وطن والوں کے نام)



چھوڑ دو باتیں، عمل کچھ کر دکھاؤ دوستو  
دیش کی خاطر سے تن بن بٹاؤ دوستو

آئینہ بخوشی حلق پیداوار کی افراط سے  
یعنی پیداوار محنت سے بڑھاؤ دوستو  
دیش کے دشمن ہیں پھیلتے ہیں افواہیں گلو  
بھول کر بھی لب پہ افواہیں نہ لاؤ دوستو

چور بازاری کر شرت، لوٹ بکھ چھوڑو  
سب کو اپنا پیار و الفت سے بناؤ دوستو  
ذات زن اور زر کے جھگڑے کب تک؟  
ایکتا کے پھول گھر گھر میں کھلاؤ دوستو

عزم اور تنظیم اب تو دقت کی لنگار ہے  
کام نپٹا کر قدم آگے بڑھاؤ دوستو

عزم و ہمت اور دیانت کا سبق لوشو ہے  
دیش کی غفلت کو دنیا میں بڑھاؤ دوستو

مومن بھائی شوق

اشرف دلا ۷۳ء - ۳-۱۱ء علی علیہ السلام آباد ۵۰۰۰۰

مقبول کیا جس اور درک آپس میں اپنے اختیارات کا حسب سہول استعمال کریں گے  
مشر این ٹی مار مارا نے اعلان کیا کہ تنگو - گنگا پراجیکٹ کے  
بارے میں حکومت ہند کے محکمہ جنگلات کی طرف سے اجازت ملنے پر  
کابینہ غیر جنگلاتی علاقوں میں کام کے آغاز کا فیصلہ کیا ہے۔

چیف مشنر نے کہا کہ ایسے درک چارجڈ ملازمین کیلئے جنہوں نے  
۵ سال یا اس سے زیادہ لیکن (۱۰ سال سے کم سرورس مکمل کر لی ہو۔ سرکاری  
ملازمین کی طرح شادی کے قرضے اور سیکل خریدنے کے قرضے کے استحقاق  
کا اعلان کیا ہے اس کے علاوہ کام کے مقام پر سرکاری اسکولوں کی عدم موجودگی  
کی صورت میں خانگی اسکولوں میں حصول تعلیم کیلئے اپنے بچوں کو بھیجنے والے  
درک چارجڈ ملازمین اسکول فیس کے بھی مستحق ہوں گے۔ کام کے جن مقامات  
پر سرکاری طبی سہولتیں موجود نہ ہوں وہاں ان ملازمین کے طبی اخراجات کی  
پابجائی ان ہی قواعد کے مطابق کی جائے گی جن کا اطلاق سرکاری ملازمین  
پر ہوتا ہو۔ چیف مشنر نے کہا کہ جن شہروں میں این جی اوز کو رعایتی بس  
پاس کی سہولت میسر ہے ان میں درک چارجڈ ملازمین بھی اس رعایت کے  
مستحق ہوں گے۔

## گراؤنڈ ڈاٹر ڈیپارٹمنٹ کے

## ملازمین کا استقلال

چیف مشنر نے کہا کہ گراؤنڈ ڈاٹر ڈیپارٹمنٹ کے عارضی ملازمین  
جن کے تقررات ۱۹۷۹ء اور ۱۹۸۱ء کے درمیان  
ہوئے ہیں ان کی خدمات بشکریہ تحریری یا زبانی شٹ کے مستقل کردی  
جائیں گی۔ کابینہ اجلاس کے بعد چیف مشنر نے کہا اس فیصلے سے  
(۲۶) ملازمین کو فائدہ پہونچے گا ۱۹۷۹ء تک عارضی ملازمین کو پہلے ہی  
مستقل کر دیا گیا ہے اور ان کے تقررات کو پبلک سروس کمیشن کے متن  
تقررات سے نکال دیا گیا۔

# برقی قہمی فاضل پیکل وار

## ریاست کا قابل فخر موقف

آندھرا پردیش میں برقی کی سربراہی میں تحفیف یا قلت 'اب تعہ پارینہ بن چکی ہے اور اب "برقی" کے شعبے میں برقی رفتار ترقی نے "آندھرا پردیش میں فاضل بجلی کے دور کا آغاز کر دیا ہے اس کے لیے "آندھرا پردیش اسٹیٹ انکسٹریٹ بورڈ کی منصوبہ بند کوششوں کو بڑا دخل ہے۔ آج آندھرا پردیش 'اپنی پڑوسی ریاستوں کو ان کی مشکلات کے زمانہ میں فراہم کیے گئے بجلی فراہم کر سکتا ہے۔ آندھرا پردیش بھی ملک کی ان چند گنی جینی ریاستوں میں سے ہے جس کو نیشنل قہرل پاور کارپوریشن نے "پاور اسٹیشنوں کے قیام کے لیے متعین کیا ہے۔ جہاں سے "دوسری ریاستوں کو برقی منتقل کی جاتی ہے۔ رامانندم میں این ٹی پی سی کا (۲۰۰) میگاواٹ کا پہلا پلانٹ پہلے ہی شروع ہو گیا ہے اور ریاست نے ایک اور سوپر قہرل پاور اسٹیشن کیلئے منوگووہ کے مقام پر ایک جگہ کی پیشکش کی ہے۔ ایک ایک پاور پلانٹ بھی مغربی شروعات ہو جائے گا۔ حزب میں آندھرا پردیش ہی وہ واحد ریاست ہے جہاں کوئلے کے ذخائر کے ذخائر لگ بھگ (۱۵۰۰) ملین ٹن ہیں۔ جس سے قہرل اسٹیشنوں کے قیام میں مدد مل سکتی ہے۔ ایک علاوہ "آندھرا پردیش میں "ہن بجلی" کے بھی کئی صلاحیتیں ہیں۔ دریائے کرشنا اور گوادر کے پانی سے (۲۵۰۰) تا (۳۰۰۰) میگاواٹ کی صلاحیت حاصل ہو سکتی ہے۔ آندھرا پردیش کی تنبیہی صلاحیت (۲۹۰۱) میگاواٹ ہے اس نے اس سال جنوری تا دسمبر (۱۹۱۸) ملین 'یونٹ' بجلی پیدا کی۔ سب سے زیادہ پوجہ (۱۵۰۰) میگاواٹ سے بڑھ کر (۱۰۳۲) میگاواٹ

ہو گیا اور یومی پیداوار زیادہ سے زیادہ (۳۴۰۶) ملین یونٹ تک پہنچ گئی ہے۔ دجے دائرہ قہرل اسٹیشن میں سب سے زیادہ پیداوار ہونے والی اس کے ملک میں اس قسم کے اسٹیشنوں میں دجے دائرہ اسٹیشن ہی سر فہرست ہے۔ ریاست کے (۲۶۶۲۱) مواضات کے مغلہ (۲۱) ہزار کو پہلے ہی بجلی سربراہ کر دی گئی اور ہر ۵ لاکھ سے زیادہ پمپ شس کو برقی کیا گیا جب چھ نٹر مشر این ٹی راماراؤ کی زیر قیادت 'حکومت نے باگ ڈور سنبھالی تو ان اعداد و شمار میں (۲۶۵) میگاواٹ کی تنبیہی صلاحیت کا اضافہ ہوا۔ (۵۱۲۶۰۲) زرعی سرکس کنکشن دیئے گئے (۹۲۱) مواضات اور (۴۲۳) قریبی کو برقی کیا گیا۔ ان تمام باتوں کے باوجود 'برقی بورڈ کو یہ اعزاز کرنے میں کوئی تاخیر نہیں ہوئی کہ گھریلو صارفین اور صنعتی صارفین سے آ کر برقی کی سربراہی میں خلل 'کم دلیج و فیرہ جیسی شکایات ہوئی۔ چنانچہ اسی لئے برقی بورڈ ٹرانسیشن اور ڈسٹری بیوشن پر توجہ مرکوز کر دیا ہے اور پرانے مادی بدلے جا رہے ہیں اور ٹرانسفارمرس کی تیزی کے ساتھ تبدیلی میں آ رہی ہے۔ ریاست میں 'برقی کی مانگ ۱۹۷۷ء میں (۷۰) میگاواٹ سے بڑھ کر (۱۰۳۳) میگاواٹ تک پہنچ گئی۔ اسی طرح برقی پیداوار میں بھی (۱۵۶۲۲) فی صد کے حساب سے تیز رفتار اضافہ ہوا۔ جو پلانٹ اب زیر تکمیل ہیں۔ ان سے توقع ہے کہ مارچ ۱۹۸۵ء تک برقی پیداوار صلاحیت (۳۲۵۶) میگاواٹ تک پہنچ جائے گی۔ اس کے علاوہ این ٹی پی سی پاور اسٹیشن رامانندم سے ریاست کا حصہ پہلے سال (۵۴)

میگاواٹ اور انگلے سال (۱۲۱) میگاواٹ ہوگا۔ ریاست کو تال ناڈ کے  
توینگ قمرل اسٹیشن سے (۳۲) میگاواٹ بجلی بھی حاصل ہوگی۔ برقی کی  
موجودہ صورتحال کے پیش نظر برق بورڈ سلیٹن ہر کہ نہیں بٹھا ہے بلکہ انکوشا  
لہر گودامی کے طاس پر 'مریہ سلیم' کے دوسرے پاور ہاؤس جو رالہ، جلاہٹ  
راپٹم پلی، پلاورم جیسے ڈسٹریکٹ اسٹیشنوں کی پراجکٹ ریلروڈوں کی تیاری میں  
برہم رہا ہے۔ اس نے پہلے ہی (۲۸۴) اسکیوں کا نشانہ لکھا ہے۔ دیہی  
علاقوں میں برقی پہنچانے کا کام بھی اہم ہے۔ مرکزی حکومت کے (۲۰)  
لکھاٹی پروگرام اور ریاستی حکومت (۱۵) نکالائی گئی پدم سہاسی پروگرام میں  
دیہی ترقی کو نمایاں جگہ دی گئی ہے۔ دیہی علاقوں میں برقی کی سہولت برآی  
ن صرف دیہی عوام کے معیار زندگی کو بہتر بنائی ہے بلکہ زرعی پیداوار اور دیہی

صنعتوں سے بڑی مدد ملتی ہے۔ جس کے نتیجے میں دیہی عوام کی  
معیشت بھی بہتر ہوئی ہے۔ اس پروگرام کو ترجیح دینے کا وجہ سے عام  
مواضعات میں (۹۳ ۱۵۶) صنعت برقی پہنچادی گئی۔ اس سے گت  
۱۹۸۳ تک (۵۰۵۹) لاکھ مپ سٹیشن کو برقی سے چلنے کے قابل  
بنایا گیا جو تال ناڈ اور مہاراشٹر کے بعد سب سے زیادہ ہے۔ دیہی  
برقی پروگرام سے حکومت کو (۱۶۹) کاریگری کا پیکس کا قیام میں مدد ملی  
جس میں (۳۱۶۰) صنعتی رنٹ ہیں۔ ڈکس مرزہ بر ۴۵-۱۹۸۳  
میں (۶۰) رنٹ تھا۔ ۸۳-۱۹۸۲ میں بڑھکر (۲۰) رنٹ ہو گیا۔  
اور ۱۹۸۲ کے درمیان آندھرا پردیش جو برقی کی تعمیری صلاحیت میں آٹھویں  
نمبر پر تھا، پرتھے نمبر پر پہنچ گیا۔

## اہلِ مسلم حضرات!

آندھرا پردیش کی مسیحی، زرعی، صنعتی، تعلیمی  
اور سماجی ترقی پر اپنے موضوعاتی مضامین، ماہنامہ  
آندھرا پردیش (اردو) میں اشاعت کے لئے روانہ  
فرمائیے۔ صرف غیر مطبوعہ تخلیقات ہی روانہ فرمائیے  
نا قابل اشاعت مضامین واپس نہیں کئے جلتے  
"ایڈیٹر"

## آندھرا پردیش

- قیمت فی شمارہ صرف ۵۰ پیسے
- سالانہ: ۶ روپے • دیہی مہینے کا قاعدہ نہیں ہے
- سالانہ خریداری کے لئے ذریعہ سالانہ  
ذریعہ معنی آڈر روانہ فرمائیے

## اسٹیٹ ڈیولپمنٹ بورڈ کا اجلاس چیف منسٹر سٹرین ٹی رامارادو کی تقریر

چیف منسٹر آندھرا پردیش سٹرین ٹی رامارادو نے ایک تقریر منعقد  
میں ایک عرصہ کی امیدوں اور انگلیوں کی تکمیل کیلئے ان کی حکومت کی پالیسی  
اور پروگراموں کی عکاسی کی جاسکے۔ اسٹیٹ ڈیولپمنٹ بورڈ کے ایک اجلاس  
کو خطاب کرتے ہوئے انہوں نے کہا کہ منصوبہ بندی کا تعلق ادھر کی سطح سے نہیں  
بلکہ نیچے کی سطح (دیہات) سے کیا جانا چاہیئے۔ تاکہ ہمارے منصوبہ کو صحیح  
مضامین عوام کا منصوبہ بنایا جاسکے۔ انہوں نے کہا کہ ساتویں منصوبہ کی تدوین  
کیلئے انتخابات اس انداز میں کئے جانے چاہئیں کہ وہ اس مقصد کو حاصل کر سکے۔  
سٹرین ٹی رامارادو نے مصائب کا شمار ہمارے لاکھوں عوام کی زندگیوں میں  
ایک نئی خوشی لانے کا ضرورت پھردیا۔ اور ساتھ ہی ساتھ انہوں نے کہا کہ  
ہم کو غرض مند عناصر کی سرگرمیوں کے انسداد کیلئے بھی کافی چرکس رہنا چاہیئے

# مقننہ کے مشترکہ اجلاس سے گورنر کا خطاب

گورنر آندھرا پردیش مسٹر رام لال نے کہا کہ حکومت انتظامیہ کو عوام سے قریب تر کرنے پر اقبال رکھتی ہے اس مقصد کے تحت مقامی عوام کو مختلف خلائی اسکیمات پر عمل آوری میں موثر طور پر مشغول کیا جا رہا ہے۔ اور حکومت قابل افراد پر خصوصی توجہ دے رہی ہے۔ مسٹر رام لال ریاستی مقننہ کے مشترکہ اجلاس سے خطاب کر رہے تھے۔ اجلاس کا کہ خود روزگار اسکیم کو زور دینے اور بالخصوص دیہی علاقوں میں نو جوانوں کی صلاحیتوں سے بھرپور استفادہ کیلئے آندھرا پردیش کے ۲۷ دیہی یوم تاسیس کے موقع پر ریاستی حکومت نے ایک خلائی تنظیم ”یووا شکتی“ کا قیام عمل میں لایا۔ ضلع سطح پر رابطہ ایجنسی ڈسٹرکٹ ایگلا ٹمنٹ اینڈ انٹرنیٹ برادریشن ایجنسی (دیپا) قائم کی گئی جس کے صدر نشین ضلع کلکٹر ہیں۔

**خود روزگار اسکیم**  
حکومت نے مرکز کے تعاون سے ایک گرامو دیا پروگرام شروع کیا ہے جس کے تحت دیہی نو جوانوں (۱۸ تا ۳۵ سال) کو خود روزگار پر اجکت کے تحت ۳۵ ہزار روپے کا مشترکہ قرض فراہم کیا جائے گا یہ اسکیم دونوں شہروں حیدرآباد و سکندرآباد کے سوا ریاست کے تمام علاقوں کے لیے ہر گز ۱۵ ہزار سے زائد امیدواروں کا انتخاب کیا جا چکا ہے۔ صفائی والوں کا بہبود کے لیے ۲۶ کروڑ روپے کے معارف سے ایک پروگرام دیکھی شروع کیا گیا ہے۔

**آپاشی**  
ریاستی حکومت کے زیر نگیں بڑے متوسط اور چھوٹے آپاشی پراجیکٹوں کی جلدی تیکل کی خواہاں ہے۔ ناگزیر ساگر پراجیکٹ عالمی بینک کی امداد سے توقع ہیکہ

جون ۸۵ تک مکمل ہو جائے گا۔ حکومت رائیسیا اہم تلنگانہ کے خلیجی سالی سے متاثرہ علاقوں میں دریائے کرشنا کے پانی سے استفادہ کرنے سے لچپ رکھتا ہے۔ دارالیتی کے قیام کیلئے بھی پالیسی فیصلہ کیا گیا ہے اسکول تعلیم کو پیشہ ورانہ بنانے کا بھی ارادہ ہے۔

**سرکاری سطح پر تلگو کا استعمال**  
تلگو کے بحیثیت سرکاری زبان استعمال کو آسان بنانے کیلئے سال ۲۰۰۱ء تلگو ٹائپ رائٹر حاصل کئے جا رہے ہیں سال ۲۰۰۵ء سے قبل مزید تین ہزار ٹائپ رائٹر حاصل کئے جائیں گے تلگو یونیورسٹی کے قیام کے سلسلہ میں ایک ٹیم بھی تشکیل دی گئی ہے۔

**پنجایت راج ادارے**  
پنجایت راج اداروں کی تنظیم جدید کی بھی تجویز ہے جس کے تحت یہ نظام گرام پنچایتوں، شہل پنچایتوں اور ضلع پریشنوں پر مشتمل ہوگا۔ گورنر نے دلچسپی سے اس سسٹم کو درخواست کرنے کے اقدام کی مدافعت کی۔ انہوں نے بہوری خواتین کا حوالہ دیتے ہوئے کہا کہ حکومت نے جاریہ سال ریاست کے اہم شہروں میں (۸) ورکنگ کمیٹیاں ہسٹل قائم کرنے کی منظوری دیدی ہے۔ سرکاری ملازمتوں کے بعض زمرہ جات میں ملازمت کیلئے خواتین کو ترجیح دینے کا فیصلہ کیا گیا ہے ایسی ہیروئن کو جن کی سالانہ آمدنی (۱۸۰۰) سے کم ہے انہیں ماہانہ پچاس روپے وظیفہ منظور کیا گیا ہے۔

**صنعتی ترقی**  
صنعتی محاذ پر ۱۹۸۳ء کے دوران ۳۲ اوسط اور بڑے صنعتیں قائم کی گئی جن پر ۶۳۰ کروڑ روپے کے معارف عائد ہوئے

۱۹۲۸ء افراد کو روزگار فراہم ہو سکا۔

حکومت نے اقلیتوں کی بہبود کیلئے ایسا نیشنل

فنانس کارپوریشن قائم کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔ پسماندہ طبقات کی فلاح کے لیے دن لال کمیشن کی سفارشات کو رد عمل لانے کا فیصلہ پہلے ہی کیا جا چکا ہے۔

بدعنوانوں سے پاک دھات صاف ستھرا نظم و نسق نے دھڑکا ہوا مائٹرا کا تقرر کیا حال ہی میں پہلے لوک ایکٹ کا بھی تقرر عمل میں لایا گیا۔

جہاں تک امن و ضبط کی صورت حال کا تعلق ہے۔ مسلسل پرسی کے سبب یہ صورت حال کافی اطمینان بخش ہے فرقہ وارانہ فادات کے انداد کے لیے کئی اقدامات کئے گئے ہیں۔ پولیس فورس کو عصری بنایا گیا اور دوڑن ٹھہروں میں ۵ نئے پولیس اسٹیشن قائم کئے گئے۔ پولیس کی شکایت پر ایک رکنی کمیشن کی رپورٹ ترقی ہے کہ ۳۱ مارچ تک پیشین کردی جاوے گی۔ کمزور طبقات کی معاشی ترقی کے لیے پندرہ نکاتی پروگرام پر جتنی پدم شروعات کیا گیا۔ ۲۰ روپے فی کلو چاول کی سربراہی کی ایکسکم ۱۰۸ لاکھ خاندانوں کو نفاذ ہو چکا ہے گرین کارڈ میزبندوں کو جو اورو راگی فی کلو ۲۵-۱ سے سربراہ کرنے کا فیصلہ کیا گیا ہے۔

اس سے قبل گورنر نے اپنے خطاب میں سال گذشتہ کے سیلاب کا تذکرہ کر کے ۲۵۲۶۳ کروڑ روپے منظور کئے گئے۔ مسٹر رام لال نے کہا کہ ریاستی حکومت نے فیصلہ کیا ہے کہ ریونیو ضلع کی تنظیم جدید کی جاوے اور موجودہ تعلقوں کی جگہ (۱۲۰۰) ریونیو منڈلوں کو قائم کیا جاوے۔ اور نظام عہدہ داران دیہی کا ذکر کرتے ہوئے گورنر نے کہا کہ نظم و نسق کے بدلے ہوسے تعاونوں کے پیش نظر یہ موجودہ حالات سے میل نہیں کھاتے۔

## ضلع کلکتہ کی کانفرنس چیف منسٹر کی صفت

چیف منسٹر سرائی ٹی رامارائو نے عوام کی فلاح و بہبود کیلئے حکومت کی جانب سے بنائی گئی پالیسیوں و پروگراموں کی عمل آوری کیلئے ہم چلانے پر زور دیا تاکہ عوام کے ان طبقات تک ترقی کے غرات ہر پنج سیکس جن کے لیے پروگرام بنائے گئے ہیں۔ چیف منسٹر کلکتہ کی کانفرنس سے خطاب کر رہے تھے۔

انہوں نے کہا کہ بدلتے ہوئے وقت کے ساتھ ساتھ سرکاری نظم و نسق میں بھی انقلابی تبدیلیاں کی جائیں۔ انہوں نے کہا کہ کلکتہ کو جو ضلع کے سربراہوں کی حیثیت رکھتے ہیں حکومت کے مختلف پروگراموں اور پالیسیوں کی عمل آوری میں اہم رول ادا کرنا چاہیے۔ چیف منسٹر نے کہا کہ فدی ضرورت یہ ہے کہ نظم و نسق کو عوام تک پہنچایا جاوے یہ حکومت کا کام ہے کہ وہ عوام کو متحرک کرے اور قبل اس کے کہ وہ ان کے مسائل کے سلسلہ میں حکومت سے نایندگی کرے ان کی ضروریات کا جائزہ لیا جاسکے۔ انہوں نے بتایا کہ حکومت جو مسئلہ اسٹیم راج کر رہی ہے وہ نظم و نسق میں انقلابی تبدیلی کی سمت ہی ایک اقدام ہے۔

سٹرائی ٹی نے کہا کہ انتظامی مشنری کو ایک موثر ہتھیار میں تبدیل کیا جانا چاہیے۔ بہتر ہو گا کہ ذرائع اور دوسرے سینئر سرکاری عہدہ دار پاکٹ لفٹ کردار برقرار رکھیں اور ایمانداری کے ساتھ اپنے فرائض انجام دیں تاکہ دوسرے عہدہ داران کی تقلید کریں اور ریاست میں ایک صاف ستھرا اور کارکرد نظم و نسق قائم ہو۔ انہوں نے وضاحت کی کہ سرکاری عہدہ دار اگر دسپنلن اور کارکردگی کے اعلیٰ معیارات برقرار رکھیں تو آئندہ اپریشن کی انتظامی مشنری کا سارا

ملک میں نام ہو سکتا ہے۔ چیف منسٹر نے حکومت کی مختلف پالیسیوں اور پروگراموں جیسے ۲۰ روپے فی کلو چاول کی سربراہی، منڈو سے میل ایکسکم اور کمزور طبقات کو ان کی مستقل رہائش کے لیے مکانات کی فراہمی کی ایکسکم کا تذکرہ کیا۔ اور کلکتہ سے خواہش کی کہ وہ ان پروگراموں اور دوسرے پروگراموں کو کامیاب بنانے کیلئے دل و جان سے مستعد و جدوجہد کریں۔ سٹرائی ٹی رامارائو نے دلچسپی سے ان عہدوں کی برخواستگی کی مخالفت کی۔ انہوں نے کہا کہ یہ برطانوی سامراجی دور کی پیداوار ہیں۔ انہوں نے بتایا کہ حکومت احتیاطاً کو غیر کوڈ کرنے کی غرض سے نظم و نسق کی تنظیم جدید اور با محض منڈلوں کے قیام کو کافی اہمیت دے رہی ہے۔

# حکومت آندھرا پردیش

ELINGO

الکٹریکل انسپیکٹریٹ

دفتر چیف الکٹریکل انسپیکٹر

حکومت آندھرا پردیش

منٹ کمپاؤنڈ، حیدر آباد ۵۰۰۰۳

فون نمبر

۳۳۰۲۳

۳۵۴۴۶

## لان

اعلان ہذا کے بعد کسی بھی مزدوری تبدیلی کی شرط کے ساتھ سینما آپریٹرز کی اہلیت کی سرٹیفیکیشن کی اجرائی کیلئے ماہ جون/ جولائی ۱۹۸۴ء کے دوران امتحان کا انعقاد کرنے حیدرآباد - دہلی دائرہ، رشتہ کھاپٹم اور کرفول کو سرانجام دینے کی تجویز کی گئی ہے۔ امیدواروں کی جانب سے مندرجہ مرکز کو ضرورت پڑنے پر انتظامی سہولت کی خاطر تبدیل کر دیا جائے گا۔

جی۔ او۔ آر۔ ٹی نمبر ۱۶۳۰ مورخہ ۲ مئی ۱۹۸۲ء کے ذریعہ جاری کردہ آندھرا پردیش سینما (ریگولیشن) قواعد ۱۹۷۰ء کے انڈکس ۱۱۱۱ کے ذیلی مقررہ ۱۰ کے تحت رعائتی ہدایات کو ملحوظ رکھتے ہوئے حسب ذیل قابلیت رکھنے والے اور دیگر معلوماتی شرائط کی تکمیل کرنے والے امیدوار سینما آپریٹرز کے امتحان میں شرکت کرنے کے اہل قرار دیئے گئے ہیں۔

- (i) ایسے امیدوار جو کہ کسی مسلمہ سرکارہ جسم سے ساتویں جماعت یا تعہذ فارم کا امتحان کامیاب کر چکے ہوں۔
- (ii) ایسے امیدوار جو کہ اپنے نام چیف الکٹریکل انسپیکٹر کے دفتر میں اپرینٹس آپریٹر کی حیثیت سے رجسٹر کر دیا چکے ہوں۔
- (iii) ایسے امیدوار جنہوں نے مقررہ (i) میں مصرعہ بالا کے بموجب رجسٹریشن کے بعد کسی بھی اجازت یافتہ تھیٹر میں دو سالہ اپرینٹس شپ کی تکمیل کی ہو۔ دو سالہ اپرینٹس شپ ۳۱ جنوری ۱۹۸۴ء کو مکمل ہوئی ہو اور

(iv) جنہوں نے یکم جنوری ۱۹۸۴ء کو ۱۸ سال کی عمر مکمل کر لی ہو۔  
 جی ادا ایم ایس نمبر ۶۲۰ ہوم (جنرل اسے) ڈیپارٹمنٹ مورخہ ۳۱ دسمبر ۱۹۸۳ء کے مطابق جو گزٹ مورخہ ۱۲ جنوری ۱۹۸۴ء میں شائع ہو چکا ہے۔ مندرجہ ذیل قابطوں اور دیگر درکار شرائط کی تکمیل کرنے والے امیدوار بھی سینما آپریٹرز گزٹیفیکیشن میں شرکت کے اہل ہیں۔

۱۔ جنہوں نے ایس ایس سی یا اس کے نامی امتحان کامیاب کیا ہو۔ درج فہرست طبقات اور درج فہرست قابل کے وہ امیدوار جو امتحان ایس ایس سی میں ناگام رہے ہوں۔ شرکت کے اہل ہیں۔ بشرطیکہ انہوں نے کسی سرکاری / مسلمہ سرکار اسکول میں ایس ایس سی کی تعلیم حاصل کی ہو۔

۲۔ جنہوں نے ایٹم ایک کی تکمیل کے بعد ٹائٹس یافتہ سینما تھیٹر میں ایک سال کی اپرینٹس شپ مکمل کی ہو۔ ایک سالہ اپرینٹس شپ کی مدت ۱۴ جنوری کو مکمل ہو جانی چاہیے۔



۳ جنہوں نے یکم جنوری ۱۹۸۴ء کو عمر کے ۱۸ سال مکمل کر لیے ہوں۔

درخواست کے فارم اور دیگر تفصیلات کیلئے مبلغ ۵ روپے (پانچ روپے) فیس مقرر کی گئی ہے۔ درخواست فارم کی مقررہ فیس انڈین پوسٹل آرڈر کے ذریعہ داخل کی جائے۔ ہر پوسٹل آرڈر کو لازماً کراس کیا جائے۔ اور حسب ذیل طریقہ سے اس کی خانہ پری کی جائے۔

### POSTAL ORDER

"PAY TO THE DEPUTY CHIEF ACCOUNT, OFFICE OF THE CHIEF ELECTRICAL INSPECTOR TO GOVERNMENT, AT HYDERABAD GENERAL POST OFFICE."

خواہشمند امیر دار درخواستوں کے فارم اور دیگر تفصیلات کی سربراہی کیلئے سادہ کاغذ پر اپنی درخواستیں چیف الیکٹریکل انسپکٹر ٹو گورنمنٹ آف واءر پوریشن اسٹون بلڈنگ، منٹ کیا، ند جید آباد ۵۰۰۰۴ کو اس طرح روانہ کریں کہ ۳ اپریل ۱۹۸۴ء سے قبل اس دفتر کو وصول ہو جائے۔ درخواست کے ساتھ ۲۵ سمر x ۱۰ سمر کا ایک خود کا پتر لکھا لفظ بھجیں پر مناسب ڈاک ٹکٹ یعنی ۲ روپے مالیت کے ڈاک ٹکٹ چسپاں ہوں۔ روانہ کئے جائیں۔ مذکورہ تاریخ کے بعد درخواست فارم کی سہولتی کی درخواست قبول نہیں کی جائے گا۔ تکمیل شدہ درخواستوں کی اس دفتر میں وصولی کی آخری تاریخ ۳۰ اپریل ۱۹۸۴ء کو ۵ بجے شام ہے۔ مذکورہ تاریخ کے بعد وصول شدہ درخواستوں کو ستر دکر دیا جائے گا اور محکمہ ڈاک و آثار پاکسی اور وجہ سے تاخیر پر جو ریل سے ہڑتال دغیرہ کے باعث ہوئی ہو خود نہیں کیا جائے گا۔ اس دفتر سے سربراہ کردہ درخواست فارم صرت تکمیل شدہ حالت میں ہی قبول کئے جائیں گے اس دفتر سے ہٹ کر سہولتی کردہ کوئی اور درخواست فارم ستر دکر کرنے کے قابل ہوگا۔

شرح دستخط

بیچیف الیکٹریکل انسپکٹر  
ٹو گورنمنٹ

DIPR/241/ADVT/1/CR/84

محکمہ اطلاعات و تعلقات عامہ کی جانب سے شائع ہونے والا حکومت آندھرا پڑیش  
کا ترجمان آندھرا پڑیش کے خریداریئے سالانہ صرف آپے

# آندھرا پردیش میں انسداد فرقہ واریت آرڈیننس کا نفاذ

انسداد فرقہ پرستی کے مقصد سے آندھرا پردیش میں ایک آرڈیننس نافذ کیا گیا ہے جس کے تحت فرقہ دارانہ سرگرمیوں میں ملوث افراد کو نظر بند کرنے کا اختیار حاصل ہو جائے گا۔ ایسے افراد کو جن کی خطرناک سرگرمیوں سے امن وامان میں خلل پڑ جائے گا اندیشہ ہو احتیاطی طور پر نظر بند کیا جائے گا۔ آرڈیننس کے اغراض و مقاصد سے متعلق تمہیدی بیان میں کہا گیا ہے کہ فرقہ دارانہ جر فرقہ دارانہ جرائم میں ملوث افراد کو انفرادی تدابیر کے طور پر نظر بند کرنے کے لیے خصوصی قانون ساز کرنا ہو گا۔ یہ ہے کہ فرقہ دارانہ خلاف ورزی کرتے ہوئے پورے پورے طور پر خطرناک سرگرمیوں میں مصروف رہتے ہیں ان کے مسائل اور اثر دوسروں پر پڑتے جا رہے ہیں۔ آرڈیننس کے تحت نظر بندی ابتدائی مرحلہ میں ۴ ہفتے سے زائد نہیں ہوگی۔ لیکن دفعہ ۵ سے جائزہ لینے کے بعد اس عرصہ میں توسیع کی جائے گی۔ تجویز پر سیداد نظر بندی ۶ ماہ سے زائد نہیں ہوگی۔ اس آرڈیننس کے تحت جس شخص کی نگرانی کے احکام جاری ہوں اگر وہ مفرد ہو یا آرڈیننس سے بچنے کیلئے روپوش ہو کر ایسی صورت میں یہ احکام نظر بندی کسی عدالت مجاز کے جاری کردہ وارنٹ کے مترادف ہو جائیں گے۔ آرڈیننس کے تحت ایسے افراد کی جائیداد ضبط اور فروخت کر دی جاسکے گی۔ آرڈیننس کے تحت نظر بند کئے جانے والے افراد کے کیسوں کا جائزہ لینے کے لیے (۳) رکنی مشورتی بورڈس تشکیل دیئے جائیں گے۔

اس آرڈیننس کے تحت حکومت کو کسی بھی ایسے پریس (چھاپہ خانہ) کو زیادہ سے زیادہ ایک ماہ تک بند کر دینے کا اختیار حاصل ہو جائے گا جہاں ایسے کسی اخبار، میگزین یا دیگر مواد کی طباعت ہو رہی

ہے جو مذہب فرقہ ذات پات کی بنیاد پر نفرت و عداوت کے جذبات کو بھڑکانے کی جابجا بن سکتا ہو یا فرقہ دارانہ دشمنی یا عام میں خوف و دہشت پھیلانے پر مبنی مواد شائع کیا جاتا ہو بند کر دیا جاسکے گا۔

آرڈیننس میں "فرقہ دارانہ جرائم کا مرتکب" کی تعریف اس طرح کی گئی ہے کہ کوئی فرد شیعہ طرز پر کسی اداہ یا تنظیم کے رکن یا قائد یا گروہ کے لیڈر کے طور پر کوئی ایسی حرکت کرے یا اس کا منصوبہ بنائے جو قانون تعزیرات ہند کی دفعہ ۳۵۵ کی خلاف ورزی کے مترادف تصور کیا جاتا ہے اسے فرقہ دارانہ جرائم کا مرتکب قرار دیا جائے گا۔ آرڈیننس کے تحت نظر بند کئے جانے والے شخص کو اندرون ۵ یوم اسباب نظر بندی سے واقف کرایا جائے گا۔ آرڈیننس کے تحت جس پریس کو قابل اعتراض مواد کی طباعت پر بند کر دیا جائے گا اس کے انتظامیہ کو پریس کو بند کرنے کے احکام کی عملی آدری سے ۲۴ گھنٹے قبل اپنی صفائی پیش کرنے کا موقع حاصل رہے گا۔

ایک سرکاری ترجمان نے وضاحت کی ہے کہ ایک مشورتی بورڈ کی نظر بندی کے تمام واقعات کا جائزہ لے گا۔ یہ بورڈ ایک صدر نشین اور دو اراکان پر مشتمل رہے گا۔ ترجمان کے مطابق ضابطہ فوجداری کی دفعات فرقہ دارانہ مجرمین سے نشتے کے لیے کافی سمٹ نہیں ہے اور قریبی سلامتی قانون میں یکسر مختلف گنجائش پائی جاتی ہے۔ انہوں نے کہا کہ اس آرڈیننس کی اجرائی مرکزی حکومت کے صلاح مشورہ کے بعد عمل میں آئی ہے۔

دہلی میں قومی یکجہتی کونسل میں چیف مسٹر این ٹی رامارائو کی تقریر

چیف منسٹر آندھرا پردیش سٹرین ٹی رامارائو نے کہا ہے کہ قومی  
 یکجہتی کے زرخ کے لئے مرکز اور ریاستوں کے مابین خوشگوار اور باہمی  
 سودمند تعلقات کو غیر معمولی اہمیت حاصل ہے۔ دہلی میں قومی یکجہتی کونسل  
 اجلاس کو مخاطب کرتے ہوئے سٹرین ٹی رامارائو نے کہا کہ مرکز پر فیڈرل  
 ہے کہ وہ ہر ریاست کے جمہوری خودداری اور خواہشات کا احترام کرے۔ انہوں  
 نے کہا کہ کونسل کو صرف فرتہ پستی اور ذات پات کے رجحانات کی مذمت  
 کر کے خاموش نہیں ہر جانا چاہیے۔ بلکہ قوم کی یکجہتی کے لیے مضرت رہا  
 نفاق، نفرت، انجیزی، نا اعلیٰ کے ممکن خاتمہ کے لیے قدم اٹھانا چاہیے۔  
 انہوں نے کہا کہ فرتہ داریت کے علاوہ بھی دوسرے اہم مسائل ہیں جن کے  
 تعصبات کے لیے مرکز اور ریاستوں کے مابین باہمی سودمند تعلقات  
 ضروری ہیں۔ تاکہ قومی یکجہتی کو زرخ دیا جاسکے۔ انہوں نے کہا کہ لسانی  
 اسس پر ریاستوں کی تشکیل جدید کے بعد ہر ریاست، ایک تہذیب  
 ایک تاریخ اور ایک جغرافیائی سیاسی کردار کی حامل بن گئی ہے۔ انہوں  
 نے کہا کہ لسانی اسس پر ریاستوں کی تشکیل جدید کے بعد ہر ریاست کونسل اور علاقائی  
 شناخت کے پس منظر کی اصلاح میں نمایاں ترقی کے ساتھ ایک قوم کی حیثیت  
 سے متحد رہنے پر ہمیشہ اہم نادر ہے۔ (ای حالات میں نظری طور پر مرکز اور ریاستوں  
 کا متعلق ہے کہ وہ ہر ریاست کی جمہوری خواہش اور مرضی کا احترام کرے۔ اور  
 متعلقہ حکومت کی سیاسی مجبوری کا لحاظ رکھتے بغیر توازن کو برقرار رکھے۔ اس سلسلہ  
 میں سٹرین ٹی رامارائو نے اپنی حکومت کے ایک جائزہ دہی، بحالی مسئلہ کا  
 ذکر کیا، جو ریاستوں اور مرکز کے مابین فیڈرل تعلقات کے ارتقاء سے  
 متعلق ہے۔ سٹرین ٹی رامارائو نے کہا کہ انہیں اس پر انداز ہے کہ آخر کار  
 ان کی ریاست کی اس کی جانب سے توازن ساز کونسل کو برضا و رغبت کر دینے

کی درخواست کو حال ہی میں مسترد کر دیا گیا۔ اس سلسلہ میں آجلی کی اس مسئلہ میں منظورہ قرارداد کو پارلیمنٹ میں پیش کئے بغیر آئندہ ہر پارلیمینٹ کے اجلاس عوام کی خواہش کو رد کر دیا گیا۔ جبکہ آجلی قرارداد کو پارلیمنٹ میں پیش کرنے کے لیے ملک کے دستور میں واضح گنجائش موجود ہے۔ مشرین فی رامارائو نے یاد دلایا کہ ان برسوں کے دوران پارلیمنٹ نے دستوری گنجائشوں کو یکساں طور پر ملحوظ رکھا اور اس معاملہ پر ریاستی آجلیوں کی قراردادوں کو بعد احترام منظور کر لیا۔ انہوں نے کہا، 'اب یہاں یہ کہنے کی ضرورت ہی نہیں رہی کہ سرکاری وزارت قانون کی سطح پر اس معاملہ کی حکومت اور عوام کے لیے سخت پریشر فی اور عدم طمانیت کا باعث بنا ہے۔ مشرین فی رامارائو نے کہا کہ آجلی ہی رویہ ویسٹون میں قدرتی معائب کے سلسلہ میں سرکاری امداد کے سلسلہ میں بھی اختیار کیا جاتا ہے جبکہ ریاستوں میں قدرتی معائب کو قومی معائب سے تعبیر کیا جانا چاہیے۔ انہوں نے وزیر اعظم کے اس مشورہ سے اتفاق کیا کہ جملہ سیاسی الحاق و وابستگی ہر ایک کو ذات پات، فرقہ وارانہ اور دوسرے تفریقی عناصر کے سرگرمیوں پر سخت نظر رکھنی چاہیے کیونکہ یہ سرگرمیاں نہ صرف ملک و قوم کے اتحاد و یکجہتی کے لیے زبردست خطرہ ہیں، بلکہ ایسی طاقتوں کی خدمت اور سرکوبی کی بھی ضرورت ہے۔ انہوں نے سیاسی جماعتوں کے لیے ضابطہ اخلاق درجہ اولیٰ کئے جانے کا خیر مقدم کیا۔ انہوں نے قومی یکجہتی کو تسلیں دیا کہ جہاں ملک آئندہ ہر پارلیمینٹ کا متعلق ہے، وہ یہ کہنا چاہتے ہیں کہ اس ملک کے عوام میں اتحاد کے جذبہ کو جملہ زبان، ذات پات، نسل اور علاقہ سر بلند رکھنے کے لیے جو خدمات تلگو دیشم حکومت انجام دینے کی متعلق ہے، اس کی برابری کوئی نہیں کر سکے گا۔



بائسری کالے پیادوں کی چلتے بھی رہے  
اشک بن بن کر نگاہوں سے وہ ڈھلتے بھی رہے

لڑکھڑاتے بھی رہے پیہم سنبھلتے بھی رہے  
عمر بھر ہم عادتوں کے ساتھ چلتے بھی رہے

دیر تک تھا زردِ طوفانِ غم ہستی مگر  
دیر تک وہ ساحلِ دل پر ٹپکتے بھی رہے

دیدہ دِل ایک دیشِ زہ کے سپنل کی طرح  
انتظارِ موسمِ گل سے بہلتے بھی رہے

یوں تو تھے ہونٹوں پر سب کے بیچتی کے پیام  
آستینوں سے مگر خنجر نکلتے بھی رہے

غم دہی، دنیا دہی، تعدہی، عنوانِ دہی  
لیکن اندازِ ستم اُن کے بدلتے بھی رہے

زیت کے کچھ مرحلے، کچھ دقت کے سبے رحم ہا  
شاخِ دل کی ادھ کھلی کلیاں ملتے بھی رہے

فن کو دے دے کر کہو دل کا، عجمِ شوق میں  
ہم شبِ غمِ شمع کی مانند جلتے بھی رہے

پُرِ خلوص انداز میں تھا زہرِ سینوں میں کَلِم  
آستینوں میں کچھ ایسے سانپ پلتے بھی رہے

بُراہانِ کلیمِ صدیقی

مکان نمبر ۱۶-۲-۲۳ مغلیہ، حیدرآباد (آندھرا پردیش)



نشارپاشا  
وٹیرنی ڈیپٹی ڈاکٹر - بہورا  
براستہ : بہت قلع : پٹنہ بہار

## انجانے بوجھ

اس دن سے زیادہ چھین تھی، زیادہ پرکشش تھی جہاں وہ بالکل آزاد تھی۔ وہاں نہ کوئی روکنے والا تھا اور نہ کوئی ٹوکنے والا۔ یہاں وہ ستاروں سے اپنی مانگ بھر لیتی تھی۔ شفق کی لالی کو اپنے ہونٹوں پر سجالتی تھی۔ باہوں میں باہیں ڈالے اتنی تان اتنی ہواؤں میں تیرتی رہتی تھی۔ کسی کنہے پر اپنے رخسار کے صیقلوں گزار دیتی تھی۔ اجلی گھوٹلی پرسوار سہرا، شفق کے پیچھے حسین و جوان چہرے کے مدہوش کن تصور نے نرگس کو کس پرلیوں کے دیش کی شہزادی بنا دیا تھا۔ وہ شرم دیا کی سیس چادر کا ارٹ میں خود کو چھپا لینا چاہتی تھی۔ خوف سے شرابور شرمندگی میں وہ لت پت ہونٹوں اور اس کے ہونٹوں پر ایک دلنواز مسکراہٹ پھلتی چلی گئی۔

”نرگس کو ادھر بلاؤ“ کے شور سے اس کے خیالوں کے تانے بانے الجھ الجھ گئے۔ وہ سہیلیوں کے بیچ کس طرح چل رہی تھی جیسے جائز تاروں کے بیچ مو خرام ہو۔

ای ’خالاؤں‘ ممانیوں اور چھو بھیلوں نے بے تحاشہ بلائیں لیں، نیک دعائیں دیں اور تھیلیوں پر مہندی کی لالی دیکھنے کی تمنا ظاہر کیں۔ اور بھر ڈھیر سدا تھنے اس کے ارد گرد جمع ہو گئے۔

”اللہ کرے کوئی اچھا سا گھر مل جائے کہ نرگس کے ہاتھ پیلے کرا کر فرض سے سیکھ دیش ہو جائیں۔“ نرگس کی امی نے دوبارہ سب بارہ بلائیں لیتے ہوئے کہا۔ ”اے بہن! آپ بھی کمال کرتی ہیں۔ اپنی نرگس کیسے بھی لڑکوں کی کمی ہے؟“

آج خانصاحب کی کوٹھی، مسکراہٹوں، تہقیروں، خوشیوں اور سر تولی کی آماجگاہ بنی ہوئی تھی۔ جہاں تھے کہ اٹکے آرہے تھے۔ نور و نکھت ہر بوجھیلی ہوئی تھی۔ نکاہیں جہاں جاتیں، جم سہمی جاتیں، خانصاحب عجیب سی لذت اور خوشی میں ڈوبے سے جا رہے تھے۔ انہیں وہاں بیٹھاؤ۔۔۔۔۔ اسکو وہاں رکھو تم ادھر بیٹھو۔ غرض یہ کہ خانصاحب کی انگلیوں اور آنکھوں کے اشاروں پر پورا ماحول گردش کر رہا تھا۔ انکی کوٹھی آج اپنوں اور بیچکانوں کا سنگم بنی ہوئی تھی۔ بیگ خانی، جہاں عورتوں کی دلچسپی میں ضرورت سے زیادہ دلچسپی لے رہی تھیں۔ آج خانصاحب کی سب سے بڑی بیٹی نرگس کے بی ایڈ میں مشاڈار سہیلیوں کی خوشی میں یہ تقریب منائی جا رہی تھی۔

نرگس اپنی سہیلیوں کی نہرت پر طائرانہ نگاہ ڈالتے کے بعد مطمئن ہو گئی تھی۔ شامی اور شہزادہ کی غیر حاضری اسکو اچھی نہیں لگی۔ مگر کیا کوئی شامی زچہ خانہ میں تھی اور شہزادہ اپنے شوہر کے ساتھ حیدر آباد میں تھی۔ نرگس کی سہیلیوں نے اپنے تہقیروں سے پورے ماحول کو زعفران زار بنادیا تھا۔ ”جی چاہتا ہے تمہیں آج ہی زمین بنا کر کسی سے تیلوا دوں“ شہلہ کے اس مذاق پر نرگس چھٹی موٹی ہو گئی۔

”نہیں جی! وہ تو دریس سے ایک دن اجلی گھوڑی پر آئے گا اور میری بنوک لے، یہ جاہ جا“ سادری کی باتوں پر سہیلیوں کے تہقیرے ایک بار پھر حجت کو چھاڑنے لگے۔ اور نرگس خیالوں کی دنیا میں کہیں گم تھی۔ خیالوں کی دنیا جو

کیا نہیں ہے میری بیٹی۔ صورت دیکھتے تو جان بھی شرم جاوے۔ سیرت دیکھتے تو خستے بھی رشک کریں اور علم دیکھ لے تو قراط پانی پانی ہو جائے۔ کریم برانے کچھتے کہتے اس شدت سے نرگس کی باتیں لیں کہ آٹھوں انگلیاں ایک دم بج گئیں۔ نرگس کی امی نے یہاں عورتوں پر ایک طائرانہ نگاہ ڈالتے ہوئے کہا ”ہاں بہن! یہ سب آپ لوگوں کی دعاؤں کی برکتیں ہیں۔“

اس جشن کے پردے میں پرستیدہ مقصد کس دلوں کے اندر اندر ظاہر ہونے لگا۔ کیریکو اس جشن میں حاجی کو راست علی کی اہلیہ نے جو نرگس کو دیکھی تو سوجان سے قربان ہو گئیں۔ ایسی گھڑ خواہ عورت خوب سیرت اور تعلیم یافتہ لڑکی سے وہ کسی قیمت پر بھی ہاتھ دھونا نہیں چاہتی تھیں۔ چنانچہ حاجی صاحب کی اہلیہ نے اپنے اکوٹے بیٹھے قمر کا منسوب خان صاحب کے یہاں بھیج دی۔ قمر انجینئرینگ کے آخری سال میں تھا، خان صاحب کو یہ منسوب کیا ملی۔ دنیا کی ساری دولت مل گئی۔ لاکھاب انجینئر بننے والا تھا اور حاجی صاحب خود ایک کامیاب زمین تھے۔ لاکھوں کا کاروبار تھا انکا۔

بیگم خاں صاحب کی آنکھیں خوشیوں سے بھر پھڑکتی تھیں۔ یہ کسی کے خواب دخیال میں بھی نہ تھا کہ حاجی صاحب اپنے اکوٹے انجینئر بیٹے کی منسوب خاں صاحب کے یہاں بھیجینگے۔ مگر ہر سب تو منجانب اللہ ہونا ہے وہ چاہے تو قطرے کو سمندر اور زرے کو آفتاب بنائے۔

”ابھی سنتے ہو! اب ہاتھ پر ہاتھ دھو کر کیا بیٹھے ہو۔ راجہ کے گھر سے منسوب آئے ہے، راجہ کے گھر سے کچھ شہر بنی وغیرہ لیکر جاؤ اور حالی بھڑو کہیں اب نہ ہو کہ بات ادا ہو اور دھر ہو جائے۔“ بیگم صاحبہ نے کہا۔ سوچ تو میں بھی بہا رہی ہوں۔ مگر ایک بات ہے۔ ہم لوگوں کو خوشی میں پاگل نہیں ہونا چاہیے۔ وہ لوگ ایسا نہ سمجھ لیں کہ ہم لوگ اس کے انتظار میں ہاتھ پاؤں سے بیٹھے ہوئے تھے۔“ خان صاحب نے کچھ سوچتے ہوئے کہا۔

چنانچہ خان صاحب نے حاجی صاحب کو جواب دیا ”کچھ دنوں کی مہلت دیں تاکہ اپنی سے اس سلسلے میں کچھ رائے مندر سے لے سکیں۔ ایک ہفتہ بعد انشاء اللہ جواب دے سکوں گا۔“

بیگم خاں صاحب کے لیے تو یہ ایک ہفتہ مدیوں پر بھاری ہو رہا تھا۔ اللہ اللہ کر کے چھ دن بیت گئے تو ساتویں دن خان صاحب نے بیٹھا بیٹوں، پھلوں، میوؤں کے ساتھ اپنی منظری کا ایک دھبہ لگا دیا۔ دونوں گھروں میں خوشی و سرور کی بارش سی آگئی۔ اور اس بارش کی لہریں انہیں کبھی سنا رہی تھیں بزارے کی دوکانوں کی طرف بہاتی رہیں۔ ایک بار بھر بھانوں کا ازدحام ہو گیا۔

سورج غروب ہو گیا تو چند منٹوں کے لیے تاریکی نے اپنی باہریں میں برت ماحول کو لپیٹ لیا۔ منگو جلد ہی بجلی کے تقفوں اور ٹیوب لائٹوں نے تاریکی کا باہرا کو توڑ دیا۔ بارات بہت سچ، صبح کو آئی تھی جو کہ حاجی صاحب کے اکوٹے بیٹے کی شادی تھی اسلئے بارات کی سجاد میں کسی بات کا کسر نہیں رکھی گئی تھی اور ہر فرد صاحب نے بھی کھانے پینے کا بہت اعلیٰ انتظام کیا تھا۔ سبھی لوگ خوش تھے۔ سبھی لوگ مطمئن تھے۔ صبح کی نماز کے بعد ہی حاجی صاحب بارات کی واپسی کیلئے اصرار کرنے لگے کیونکہ گرومیں کے دن تھے اور نو دس بجے سے ہی شروع ہو جاتی تھی۔

اندر دہن کو سناؤا جانے لگا اور باہر جہیز کے سامانوں کو فہرست سے ملایا جانے لگا کہ پک پک۔ ایک حاجی صاحب نے چونکتے ہوئے کہا ”اس میں نقدی کی کوئی بات نہیں ہے؟“ حاجی صاحب نے کھڑے ہوتے ہوئے کہا ”سلامی میں صرف ایک سو ایک دن روپے درج ہیں۔ سنئے! صاحب میں نقدی میں کبھی ہزار سے کم نہ لوں گا۔ چاہے دہن جاوے یا نہ جاوے۔“

یہ سنتے ہی ہر چہرہ فح ہو گیا۔ .... ہر آنکھ آبدیدہ ہو گئی۔ یہ بات کہی تو گئی تھی دھیرے سے مگر جگہ کی آگ کی طرح چاروں طرف پھیل گئی۔ ہر شخص کی ہپی کوشش ہو رہی تھی کہ یہ بات نرگس تک نہ پہنچے۔ لیکن ایسی باتیں پہنچائی نہیں جاتیں بلکہ خود ہیچ مانتی رہیں۔

نرگس نے سنا۔ دل میں ایک شش سی ادھی اور اس پر غشی طاری ہو گئی۔ ہر شخص حاجی صاحب کو کھانے میں اشری چڑی کا زور لگائے ہوئے تھا۔ مگر حاجی صاحب چنگا کھڑا بنے ہوئے تھے۔ ذرا ہی شش سے سس نہ ہوئے۔ آخر میں پندت گوئی شکر سجنے حاجی صاحب کو سمجھاتے ہوئے کہا ”حاجی صاحب! آپ کو یہ بات شہ جانی نہیں دیتی۔ اب تو نرگس آپ کی بیٹی کے سان پوٹی بھائی بیٹی کے ساتھ ایسا

برتاؤ اُچت ہے؟

”آپ کچھ نہ بولیں پندرت جی تو بہتر ہے۔ آپکے طور طریقہ الگ ہیں اور میرے الگ۔“ حاجی صاحب نے کہا پندرت جی کو بھی غصہ آ گیا۔ کیرن بولیں صاحب! ہم کیا چین جاپان کے رہنے والے ہیں۔ ہم بھی اسی ماحول کے رہنے والے ہیں۔ اسی سماج کے رہنے والے ہیں ایک ہی دھڑکے پتھر پر ہستی ہیں۔ پھر ہم کیوں نہ بولیں۔ ہم لوگوں نے ایک ساتھ ساتھ ہاتھ ملا کر اسکول اور کالج میں پڑھا ہے۔ میں بیمار پڑا ہوں تو خاں صاحب کا پورا پرہیزگار بنالک ہو جاتا ہے۔ جب انکے ہاں کوئی بیمار پڑتا ہے تو میرا سرا رابر یو ارے اپنا دکھ سمجھتا ہے۔ نرگس کو ملنے اپنی بیٹیوں کی طرح سنبھال دیتا ہے۔ رب کچھ خون کا ہی رشتہ نہیں ہوتا حاجی صاحب!..... منشا کے بھی کچھ سمجھدہ ہوتے ہیں۔ جب بھی کوئی ٹھہرت آتی ہے ہم ہی ایک دوسرے کے کام آتے ہیں۔ کسی دوسرے گاؤں سے نہ کوئی مسلمان نے آکر انکی مدد کی ہے اور نہ کوئی ہندو نے میری مدد کی ہے۔ اب بات رہی طور طریقے کی تو ہر سبھی قش اچھے ہی طور طریقوں کو اپناتا ہے۔ لڑکے کے خرید و فروخت کر میں ہی بری نظر سے دیکھتا ہوں۔ جھوٹ، چوری، زنا، لڑائی جھگڑا، ان سبھوں کو ہر شخص برا کہتا ہے لعنت بھیجتا ہے۔ غور کیجئے حاجی صاحب!... ایک ہمارے گاؤں سے کوئی بارات بغیر دھن کے دایس نہیں گئی ہے۔ یہ مرن خان صاحب کی بات نہیں ہے بلکہ پورے محاذوں جوار کی بات ہے۔“

ایک بات یہ کہتا ہوں حاجی صاحب! آپ کو اگر دوسرے لینا ہی تھا تو شادی کے قبل ہی طے کر لینا چاہیے تھا۔

مرزا صاحب نے ایک دوسرا طریقہ اختیار کیا۔

”قبل طے کر لینے کی ضرورت میں نے محسوس نہیں کی۔ کیونکہ میں جانتا تھا کہ روپیہ لینے مینے کا رواج خاں صاحب کے یہاں ہے۔ آپ کہاں پورا گاؤں جوار جاتا ہے کہ خاں صاحب نے اپنے بیٹے کی شادی میں کالے خاں سے پندرہ ہزار روپیہ لیا تھا۔ اس وقت آپ لوگ کہاں تھے۔۔۔۔ کہاں تھے یہ لوگ جو مذہب اور سماج کا واسطہ دے رہے ہیں۔۔۔۔۔“ پندرت جی

حاجی صاحب نے مسکراتے ہوئے کہا ”میں آپکے جذبات کی تکرار کرتا ہوں میں اعلانیہ کہتا ہوں کہ جہیز میں کوئی چیز لیکر اپنے بیٹے، اپنے ضمیر، اپنے اصول اور اپنے خدا کو نہیں بیچو لگا۔ میں نے مرن خان صاحب کو یاد دلایا ہے کہ انکی فرمائش پر اگر انکی مانگ پر کالے خاں بھالے ہی جیتی ہوگی مقصد یہ ہے کہ ابھی خاں صاحب کے دو بیٹے اور ہیں۔ جڑ پکڑا سو ہو گیا۔ اب آئندہ کے لیے انکی نکاحیں کھل جائیں کوئی والدین اپنی بے بسی بولی جی کسی غیر کو سوچ دیتے ہیں۔ اس سے بڑھ کر اور کیا منظم تر بانی ہو سکتی ہے۔“ خاں صاحب کا آنکھوں میں آنسو بھر آئے۔ منہ سے کچھ نہ بول سکے مرن ہوٹ تھر تھر کر رہ گئے۔ حاجی صاحب نے انہیں گلے سے لگایا۔ سنبھائی جو خارش تھی پھر سے سرسیتی بکھیرنے لگی۔

حکومت کے اقدامات کی کامیابی کیلئے  
عوام کا تعاون لازمی ہے

اس شمارہ کے تعلق سے

اپنی رائے ضرور تحریر کیجئے (ادارہ)

خط و کتابت کا پتہ

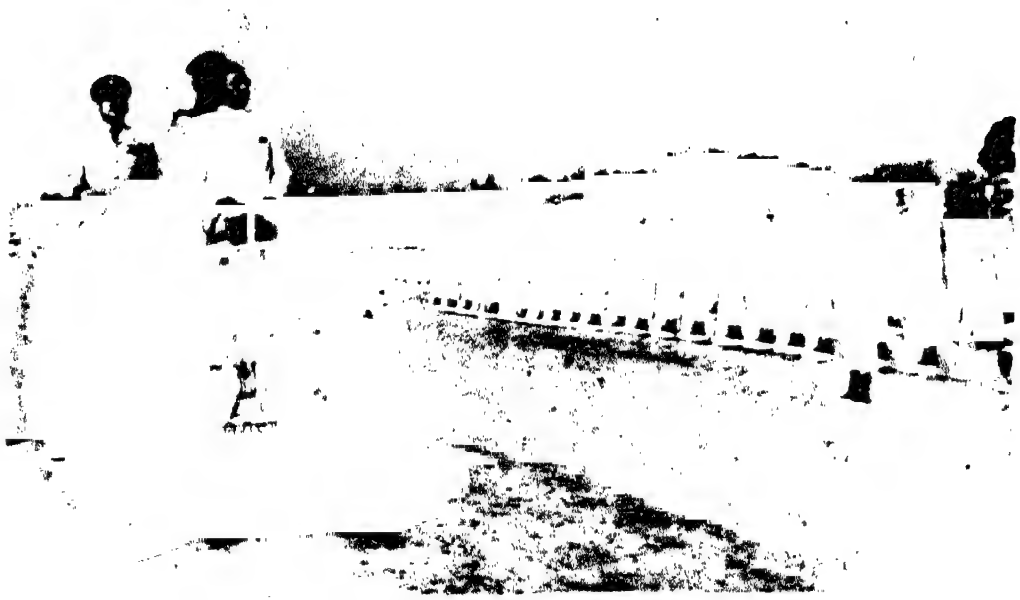
ایڈیٹر آندھرا پردیش (اردو)

گر باکپ کا پلکس (چھٹی منزل)

مکرم حاجی روڈ، حیدرآباد

آندھرا پردیش

# خبریں تصویروں میں



گورنر آذربائیجان مسٹر رام لال ۲۶ جنوری ۱۹۸۳ء کو بریڈ گراڈ ٹنڈ سکندریہ آباد پر یوم جمہوریہ کی رسمی بریڈ کا معائنہ کر رہے ہیں۔



چیف منسٹر دین ن رامارادو نے ۲۶ جنوری ۱۹۸۳ء پر یوم جمہوریہ کے موقع پر غریبوں میں کپڑے اور کھانے کے پیکٹ تقسیم کئے۔





چیف فشر مشراين۔ ٹی رامارائو نے ۲۶ جزی کے دن پر تاب سنگرام میں درج بہرست اقدام، درج بہرست تبادل - پیمانہ طبقات اور دوسرے افراد میں مکانات کا راضی کے سرٹیفکیٹ تقسیم کئے۔



چیف فشر مشراين ٹی رامارائو نے ۲۶ جزی کو موضع پر تاب سنگرام ضلع رنگاریڈی میں ایک اڈنگ کا لونی کا افتتاح کیا۔



چیف مشر سرائی۔ ٹی۔ رامارامو ۳۰ جنوری کو جسٹس درآباد میں سینئر پولیس انسپروں کی سالانہ کانفرنس کا افتتاح کر رہے ہیں۔



سرائی ٹی رامارامو چیف مسٹر آندھرا پردیش نے ۱۹ جنوری کو مہانہ صی ہسپتال جا کر مال گاڑی سے ہوائے دلی آرڈی سی بس کے زخموں کی کیفیت دریافت کی۔



چیف مئسٹر این ٹی رامارام نے ۲۰ جنوری ۱۹۸۲ء کو حیدرآباد اسٹیٹ پریوشن کنٹرول بورڈ کے اجلاس سے خطاب کیا۔ مئسٹر جی۔ ڈی۔ رامکرشنا  
چیف سکریٹری مئسٹر کے دراسوامی سکریٹری عکرتائی دماہریات اور دوسرے افراد تصویر میں دیکھے جاسکتے ہیں۔

چیف مئسٹر این ٹی  
رامارام نے ۲۰  
جنوری ۱۹۸۲ء کو حیدرآباد  
میں منعقد ہونے والے  
دوسرے ایس کے ایف  
ٹیمس اینڈ سکلر ایٹ  
کے انعامات تقسیم  
کئے۔

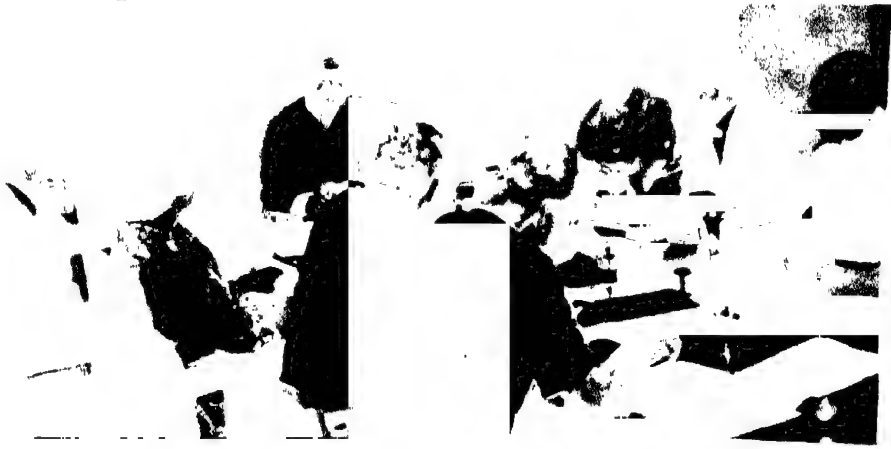




شرقی لکشی ریڈی سکریٹری سرسوتی گنہ سہا صنت لگنے ۲۳ ہجری کو سائیکون ریلیف فنڈ کیلئے ۵ ہزار روپے کا چیک چیف منسٹر کے حوالے کیا۔



مسٹر این ٹی رامادہ چیف منسٹر (NIRD) راجندر گرجی ٹریننگ حاصل کرنے والے آئی اے ایس ٹرینرز کو مخاطب کر رہے ہیں



چیف منسٹر این ٹی رامارائو سکریٹریٹ میں اسٹیٹ ڈیولپمنٹ بورڈ سے خطاب کر رہے ہیں



منسٹر این ٹی رامارائو چیف منسٹر آندھرا پردیش ۱۰ کروڑ روپیوں پر مشتمل  
قرض کی منظوری کے کاغذات تقسیم کر رہے ہیں۔



چیف مینسٹرسٹرائن ٹی رامارائو موضع میاں پور ضلع رنگا ریڈی میں امدادی قیمت ۲ روپے فی کلو چاول کی اسکیم کے بارے میں عوام کی رائے معلوم کر رہے ہیں۔



شرمستی شیلاکول مرکزی وزیر تعلیم نے آل انڈیا اردو کانفرنس کا ۳۱ جنوری ۱۹۸۳ء کو جوبلی ہل حیدرآباد میں افتتاح کیا۔

# تفصیلات و ملکیت ماہنامہ آندھرا پردیش

دیکھیے نام نمبر ۴ قاعدہ نمبر ۸

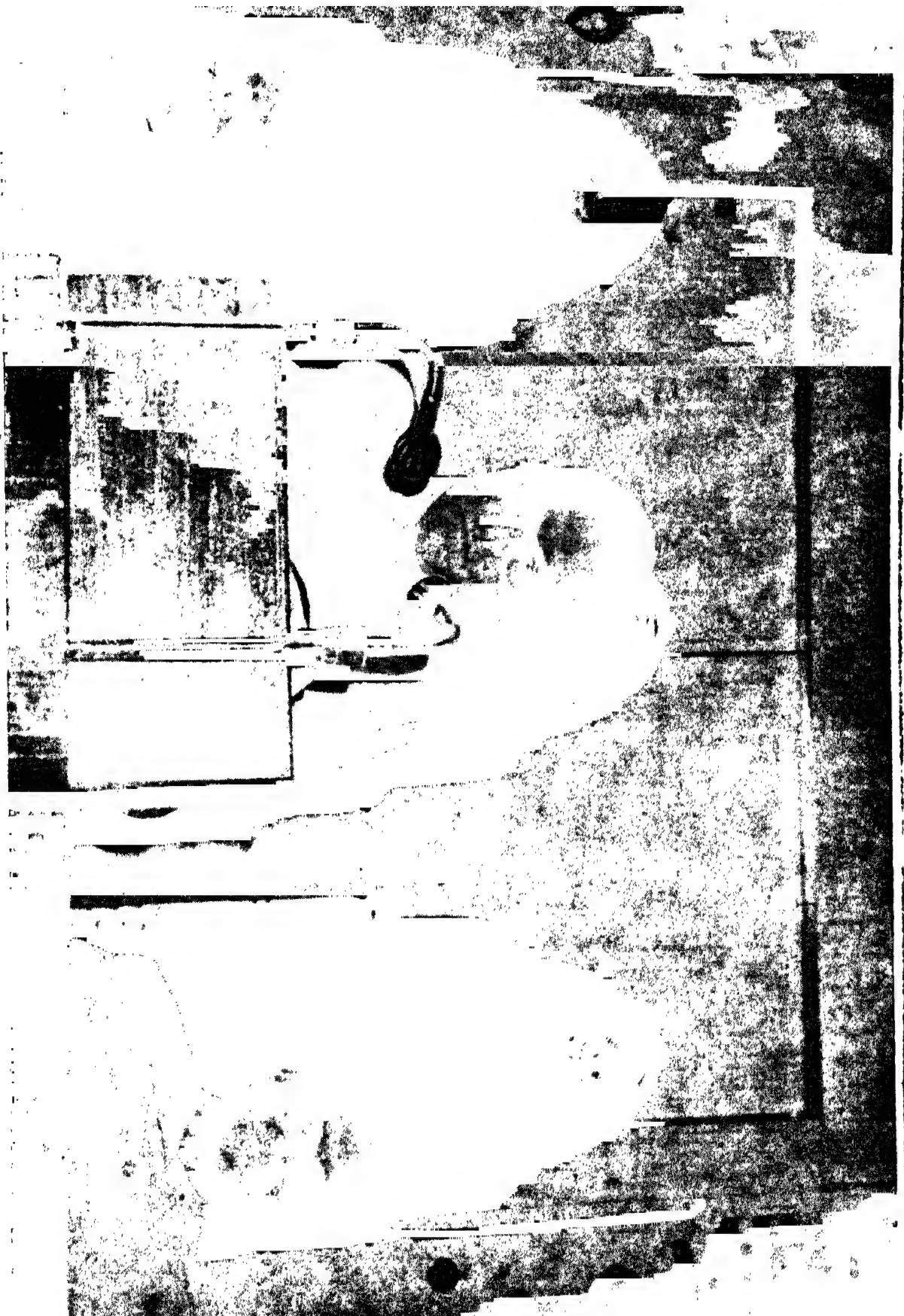
مقام اشاعت	:	حیدرآباد
اشاعت کی نوعیت	:	ماہنامہ
پرنٹر کا نام	:	ڈاکٹر گورنمنٹ پرنٹنگ پریس
قومیت	:	ہندوستانی
پتہ	:	چنچل گڑھ، حیدرآباد
پبلشر کا نام	:	پی۔ بی۔ آر۔ کے پرشاد
قومیت	:	ہندوستانی
پتہ	:	محکمہ اطلاعات و تعلقات عامہ، حیدرآباد، آندھرا پردیش
ایڈیٹر کا نام	:	ملک محمد علی خاں
قومیت	:	ہندوستانی
پتہ	:	ڈپٹی محکمہ اطلاعات و تعلقات عامہ، گرہا کلیا، مہیکس
	:	محکمہ جاہی روڈ، حیدرآباد، آندھرا پردیش
اخبار کے انفرادی مالکین کے نام اور پتے	{	نہیں
جن کا حق ملکیت جملہ سرمایہ کے ایک فیصد سے زائد ہے۔		

میں پی۔ بی۔ آر۔ کے پرشاد اس بات کا اعلان کرتا ہوں کہ  
جو تفصیلات شائع کی گئی ہیں وہ میرے علم کے مطابق صحیح ہیں۔

(ستخط)  
پی۔ بی۔ آر۔ کے۔ پرشاد  
ستخط پبلشر







# آندھرا پردیش

قیمت ۵۰ پیسے

ایم ایچ

14/6/81





# ماہنامہ آندھرا پردیش جیناڈ

چیف ایڈیٹر

پی وی آر کے پرشاد (آئی اے ایس)

ایڈیٹر

ملک محمد علی خان

اپریل ۱۹۸۴ء

1984

گنفا

APRIL

CHAITRA -

VAISAKH 1906 S.E.

جلد ۲۹ • شماره ۴ • قیمت ۵۰ پیسے

- اس شماره میں اہل تلم حضرات نے انفرادی طور پر جن خیالات کا اظہار کیا ہے
- اُن سے لازمی طور پر حکومت کا متعلق ہونا ضروری نہیں • زرسالہ : ۶ روپے
- زرسالہ ذریعہ نئی آرڈر "روانہ فرمائیے" • منی آرڈر ناظم اطلاعات و تعلقات
- عامہ حکومت آندھرا پردیش کے نام روانہ کیجئے • معاینہ روانہ کرنے کا پتہ : ناظم
- اطلاعات و تعلقات عامہ، مگر ہا کاپیا، محکمہ جاہی روڈ، حیدرآباد ۵۰۰۰۰۱
- طباعت : گورنمنٹ سنسرل پریس (آئیٹ) چنئی گزرہ حیدرآباد
- فروز : سنگوہال ناٹینگڈو - کتابت : ایس۔ اے۔ محمد
- ناظم حکمہ اطلاعات و تعلقات عامہ حکومت آندھرا پردیش نے شائع کیا۔

## فہرست

- ۱- ۸۵-۶۱۹۸۴ کے بجٹ کی ریاستی اسکیمیں پیشکش
- ۲- پنج حکومت کا ایک سال از: داؤد نیتج ایم اے
- ۳- غزل - از: ستار جیتی
- ۴- قومی یک جہتی کی علامت - ابو الکلام آزاد
- ۵- اہم خبریں سے اقتباسات
- ۶- چھوٹی بچت اسکیم - مالی سودگی کی ضمانت
- از: سلمان شاہی
- ۷- آندھرا پردیش میں خواتین کی ترقیاتی اسکیمات - ایک جائزہ
- از: محمد رضی الدین غفتم
- ۸- اقلیتی مائیتی کارپوریشن
- ۹- خود روزگار اسکیمات پر عمل آوری میں آندھرا پردیش سرپرست
- ۱۰- شکر جی یادگار مشاعرہ سے چیف منسٹر کا خطاب
- ۱۱- غزل - از: خواجہ شوق
- ۱۲- افسانہ - جہیز زوہ از
- ۲۱- ڈاکٹر بانو طب ہرہ حید
- ۱۳- انتہا رتیکاک تیسری ہم ....
- از: عذرا سلطانہ
- ۱۴- احوال ذاتی - از: شبثا للت
- ۱۵- خبریں تصویبوں میں

# ۸۵-۱۹۸۴ء کے بجٹ کی ریاستی اسمبلی میں پیشکش

آئندہ پندرہویں بجٹ برائے سال ۸۵-۱۹۸۴ء کی  
میں پیش کر دیا گیا جس میں کوئی نیا ٹیکس تجویز نہیں کیا گیا ہے۔ وزیر فنانس  
مسٹر این بھاسکر راؤ کے پیش کردہ اس بجٹ میں آمدنی اور مصارف  
میں ۳۲۶۳ کروڑ کا منفی تفاوت بتایا گیا ہے۔ جاریہ سال کا  
خسارہ ۳۶۲۱ کروڑ روپے رہے گا۔ اس طرح سال ۸۵/۸۴ء  
کے دوران بحیثیت مجموعی ۵۳۶۱۳ کروڑ کا خسارہ رہے گا۔  
بھال ٹیک مد آمدنی کا تعلق ہے آمدنی کا تخمینہ ۶۶۴۳ اور مصارف  
کا تخمینہ ۷۸۷۲۰ کروڑ کیا گیا ہے اس طرح اس مدد کے  
تحت ۶۵۶۶ کروڑ کی بچت ہوگی لیکن جاریہ سال کے  
منفی میزان اور دوسرے مدت کے تحت مصارف کے باعث  
بحیثیت مجموعی خسارہ ۵۳۶۱۳ کروڑ روپے رہے گا جس کا پانچواں  
کے لیے وزیر فنانس کوئی نیا ٹیکس عائد کرنا نہیں چاہتے بلکہ مصارف  
میں کفایت میں معاشی ترقی اور حاصل کی وصولی میں زیادہ بہتر کارکردگی  
پر ذریعہ آمدنی میں اضافہ اور نانڈ مرکزی امداد کے حصول کے ذریعہ  
وہ اس مقصد کے حصول کے خواہاں ہیں۔ مسٹر بھاسکر راؤ نے کہا  
کہ ٹیگوریشم حکومت نے بعض نئے اور انکے اقدامات کئے  
ہیں اور مختلف میدانوں میں بعض نئے اقدامات کی خواہاں ہے۔ ہرن  
کہا کہ یہ پارٹی صرف ایک سال سے برسرِ اقتدار ہے کسی پارٹی یا حکومت  
کی کارکردگی کا حاسب کرنے کے لیے صرف ایک سال کی مدت بہت کم ہے۔

اس کے باوجود میں پورے خلوص اور انکساری کے ساتھ آج یہ کہہ سکتا  
ہوں کہ ہاری جدوجہد اور ہمارے کارناموں کی سائنس کے لیے مخالفین  
بھی مجبور ہو جائیں گے۔ ادھر ایک اظہارِ اطمینان کرے گا۔ وزیر فنانس  
نے اعلان کیا کہ جب تک نظم و نسق کو غیر مرکوز نہ کیا جائے اور مختلف  
ترقیاتی سرگرمیوں میں عوام کو پوری طرح سرگرم عمل نہ کیا جائے۔ عوامی  
فلاح دہبود کی کوئی اسکیم نہ تو کامیاب ہو سکتی ہے اور نہ اس کے فوائد  
سے عوام کو مستفید کرنے کے نصب العین کی تکمیل ہو سکتی ہے۔ اسی لیے  
حکومت نے نظم و نسق کو غیر مرکوز کرنے اور پلان کی عمل آوری کے طریقہ کار  
میں نمایاں تبدیلیاں کی ہیں۔ ضلع ترقیاتی بورڈس تشکیل دیئے گئے ہیں  
ضلع سے پہلی سطح پر بھی پلان کی مختلف اسکیموں کی عمل آوری کی رفتار  
کو تیز کرنے کے لیے بعض ادارے قائم کئے جا رہے ہیں۔ پنجایت  
سمیٹوں کی بجائے پنجایت منڈلوں کے قیام کے ذریعہ پنجایت راج  
نظام کی نئی صورت گری اسی مقصد کی تکمیل کے تحت کی جا رہی ہے۔  
ہمیں توقع ہے کہ ساتویں پلان کی مدت کے دوران ہی ریاستی پلان  
ضلع کی سطح کی منصوبہ بندی کی موثر عمل آوری کا فائدہ من بن جائے گا۔  
وزیر فنانس نے اعلان کیا کہ ریاستی حکومت نے گزشتہ سال بجٹ  
میں بھی پلان ترجیحات کا اسن انتہا سے تعین کر دیا تھا کہ سماجی ترقی کے  
مقاصد کی تکمیل ہو اور غریبوں کی فلاح دہبود کے اقدامات کو اولیت حاصل  
رہے۔ آج بھی مترادف سماجی اور معاشی ترقی ہماری حکومت کی پالیسیوں

میں غذائی اجناس کی پیداوار ۷۷ ۱۱۱ لاکھ ٹن تک پہنچ سکی جا رہی ہے۔ سال کے دوران مزید تقریباً ۴ لاکھ ٹن کے اضافہ کی توقع ہے۔

**روزگار کی صورتحال** وزیر فنانس نے بتایا کہ ۱۹۸۳ء کے دوران روزگار کی صورتحال قدرے بہتر ہو گئی ہے، اپریل ۱۹۸۳ء میں درج رجسٹرڈ ملوں کا تعداد ۶۶۱ میں ۲۷ فیصد اضافہ ہوا۔

**قیمتوں کی صورتحال** مشرین بھاسکر راؤ نے بتایا کہ جنوری تا اکتوبر ۱۹۸۳ء کے قیمتوں کے اشاریہ ۸۶۲ فیصد اضافہ دکھاتا ہے جبکہ کل ہند سطح پر یہ اضافہ ۱۲۶۷ فیصد تھا۔

**قدرتی آفات** وزیر فنانس نے بتایا کہ سیلاب اور خشک سالی سے ہماری ریاست کے ۲۳ کے ہندسہ ۳۰ ضلع سیلاب یا خشک سالی سے متاثر ہوئے مختلف مقامات کے بے گھر افراد کی باز آباد کاری کے لیے ۲۰ ہزار مکانات کی تعمیر کے لیے ۱۲۶۲ کروڑ روپے منظور کئے گئے ہیں۔

**امن و ضبط کی صورتحال** وزیر فنانس نے بتایا

کہ حکومت نے امن و ضبط کی صورتحال کو بہتر بنانے کے لیے کئی اقدامات کئے ہیں۔ پرانا شہر حیدر آباد میں ۶ نئے پولیس اسٹیشن قائم کئے گئے ہیں۔ درنگل میں آتھاپسندوں سے لڑنے والے پولیس اسٹیشن قائم کئے گئے ہیں۔ ۹ ڈسٹرکٹ پولیس آفیسر اور ۳۳ پولیس اسٹیشنوں کی عمارتوں کی تعمیر کے لیے حکومت نے ۸ کروڑ کے معارف سے ایک ڈرامہ لکھا

**بہبودی خواتین** ایسے یونیورسٹی کے قیام کے علاوہ ۱۹۸۲-۱ لاکھ کے ساتھ ۵ مقامات پر ڈسٹرکٹ پولیس اسٹیشنوں کی تعمیر کا بھی فیصلہ کیا ہے۔ عمر اور غریب بواؤں کو وظائف دیئے جاتے ہیں۔

کا بنیادی نصب العین ہے۔ ہمارا یہ یقان ہے کہ صرف معاشی ترقی کے ذریعہ ہی خوشحالی کی طمانیت حاصل نہیں ہو سکتی ہے کہ سماجی فلاح و بہبود بھی لازمی ہے اس کے باوجود ہم نے معاشی ترقی کو نظر انداز نہیں کیا ہے خاص طور پر آبپاشی کی سہولتوں اور برقی پیداوار میں اضافہ کے لیے زیادہ رقم مختص کی گئی ہے ان مددات پر ۸۳/۸۳ میں پلان معارف کا ۸۳ فیصد حصہ مختص تھا۔ نئے مالیاتی سال کے دوران ۶۶۲ فیصد رستم آبپاشی اور برقی کے لیے رکھی گئی ہے اتھائی اہم اور کلیدی نوعیت کے آبپاشی پراجیکٹوں کے لیے مناسب رستم فراہم کی گئی ہے اور دیگر بڑی اور متوسط آبپاشی ایکمات کے لیے رستم ۳۰ کروڑ سے بڑھاکر ۸۷ کروڑ کر دی گئی ہے۔ آبپاشی اور برقی کی پیداوار میں اضافہ سے زیادہ رقم کی فراہمی کے نتیجے میں کھیتوں میں کام کرنے والوں کے جوش و خروش میں اضافہ ہو گا۔ خاص طور پر خوشک سالی سے متاثر ہونے والے علاقوں میں زرعی سرگرمیوں کو فروغ اور زرعی پیداوار میں اضافہ ہو گا اور ریاست کے پسماندہ علاقوں کی معاشی ترقی کی راہیں ہموار ہو سکیں گی۔

**دستخط پورم میں سرکاری ملازمین کیلئے**

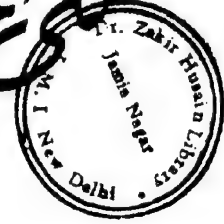
**مکانات**

وزیر فنانس نے اعلان کیا کہ دونوں شہروں حیدر آباد و سکندر آباد کے ملازمین سرکار کو رہائشی سہولیتیں ہیا کرنے کے لیے حکومت نے ملازمین کی انجمنوں کی نمائندگی پر حیدر آباد اور سکندر آباد میں ۱۶۰ کروڑ کے قرض کی منظوری دی ہے تاکہ سرکاری ملازمین کے لیے دستخط پورم میں مکانات کی تعمیر جلد از جلد مکمل کر لی جاسکے۔

**زرعی پیداوار** وزیر فنانس نے اعلان کیا کہ ۱۹۸۳/۸۴ کے دوران ناموافق موسمی حالات کے باوجود ریاست

# نئی حکومت کا ایک سال

ازہ داود رفیق ایم اے



گذشتہ سال ماہ جنوری میں شری این ٹی رامارائو کی قیادت میں نئی حکومت نے اپنے کام کا آغاز کیا اور گزشتہ ایک سال کی کارکردگی کا جائزہ لیا جائے تو معلوم ہو گا کہ نئی حکومت نے ریاست کی ترقی کے لیے کئی غلامی کاموں کا آغاز کیا ہے۔ چیف منسٹر نے وعدہ کیا تھا کہ وہ عوام کو ایک ایماندار اور کارکردنظم دست دیں گے اور اس سلسلہ میں انٹی کرپشن بیورو کو اختیارات دے دیئے گئے اور لوک الیکٹ کا قیام عمل میں آیا تاکہ بدعنوان عناصر سے نمٹا جائے عوامی شکایات کو دور کرنے کیلئے ایک شکایتی نسل قائم کی گئی جو ہنوز کام کر رہا ہے۔

چیف منسٹر نے سب سے پہلے عوام کو اشیائے خورد و پی سربراہی پر توجہ دی اور دو روپے کلر چادل کی اسکیم کو نافذ کیا اور یہ اسکیم ساری ریاست میں مقبولیت حاصل کی ہے۔ اور ہزاروں غریب خاندان دور روپے کلر چادل حاصل کر رہے ہیں۔ ساتھ ہی سرکاری راشن شاپس سے گہن، چادل، شکر، میٹھے تیل اور گیاس کے تیل کی سربزری کا مناسب انتظام کیا گیا ہے جس سے لاکھوں شہری مستفید ہو رہے ہیں۔

چیف منسٹر نے اعلان کیا کہ فنی اور غیر فنی مدارس سے کیا پیشین فیس ختم کر دی گئی ہے جس پر سختی سے عمل ہو رہا ہے اور طلباء میں اطمینان کا اظہار کیا گیا ہے۔

چیف منسٹر شری این ٹی رامارائو نے اعلان کیا تھا کہ وہ عوامی مسائل کا قریب سے جائزہ لیں گے اور وہ مسلسل دوروں کے ذریعہ عوامی مشکلات سے واقفیت حاصل کر کے انہیں دور کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ چوٹی اور بڑی صنعتیں بڑی تیزی سے قائم ہو رہی ہیں جس کے نتیجہ میں سیردز نگاری کے خاتمے میں مدد مل رہی ہے۔

نئی حکومت نے طلباء و طالبات جنکی عمر ۱۲ سال سے کم ہے، بسوں میں مفت سفر کی سہولت فراہم کی ہے۔ طلباء و طالبات کے لیے ہر ضلع میں اقامت خانے قائم کئے گئے ہیں اور کتبیں کھولیاں بھی مناسب قیمت پر دی جا رہی ہیں۔ طلباء و طالبات کو وظائف بھی دیئے جا رہے ہیں۔

چیف منسٹر نے کہا تھا کہ وہ عورتوں کا جائیداد میں حصہ دلائیں گے جس کے لیے قانون سازی جاری ہے۔ عورتوں کیلئے علقہ دندان شیل کارپوریشن بھی کام کر رہی ہے۔ ترقیاتی عورتوں کیلئے علقہ یونیورسٹی قائم کی گئی ہے اور ہر ضلع میں عورتوں کیلئے ہسٹل بھی قائم کیا جا رہا ہے۔

فنی افراد کو روزگار کی فراہمی کے لیے ہر ضلع میں مرکز قائم کیا گیا ہے جہاں سے فنی افراد کو چھوٹی و گھریلو صنعتوں کے قیام کیلئے امداد مشورہ دیا جاتا ہے۔

محذروں پر ریاستی حکومت خصوصی توجہ کر رہی ہے۔



معذور افراد کیلئے تعلیم کا انتظام ان کے تیار کیئے ہر ضلع میں ہاسٹلس کا قیام، ان کو امدادی رقومات کی فراہمی کے ساتھ ساتھ ٹریننگ، کم پروڈکشن سنٹر میں قائم کئے جا رہے ہیں۔

بھڑئی اور بڑی آبپاشی اسکیمات پر عمل آوری کے لیے حکومت بھرپور توجہ کر رہی ہے تاکہ کسان کو مقررہ مقدار میں زراعت کے لیے پانی سربراہ ہو۔ ساتھ ہی ابھی پیداوار کے لئے اعلیٰ اقسام کے بیج اور کھاد کی سربراہی کا بڑے پیمانے پر انتظام کیا گیا ہے۔ بیکوں کے ذریعہ مختلف زرعی اوزار دیئے جا رہے ہیں اور زرعی پیداوار کے لیے برقی کی سربراہی کے موافق کو بہتر بنایا گیا ہے۔ مالگنداری کی معافی چیف منسٹر کسانوں کے لیے ایک شاندار تحفہ ہے۔

بے گھر افراد کو مکانات کی فراہمی کے ساتھ ساتھ مکانات کی تعمیر کے لئے زمینات کے بلائیں کا بڑے پیمانے پر تقسیم کا سلسلہ جاری ہے اور بے گھر افراد کے لیے مکانات کی فراہمی کے منصوبے کو حکومت اولین ترجیح دے رہی ہے۔

کسانوں کو ان کی پیداوار کا مناسب معاوضہ دیا جا رہا ہے جس سے کسان بھی خوش ہیں۔ ٹرانسپورٹ نظام کو بہتر بنایا گیا ہے اور مختلف بقایا جات کی وصولی کے لیے بڑے پیمانے پر کام کا آغاز کیا گیا ہے۔

چیف منسٹر آندھرا پردیش شری این ٹی راماراجو نے ایسی ہیروہ خواتین جنگی عمرہ سال سے کم ہے۔ انہیں ماہانہ ۵۰ روپے وظیفہ جاری کرنے کا اعلان کیا ہے اس کے علاوہ ضعیفوں کے لیے وظیفہ کا ایک پر بھی عمل ہو رہا ہے۔

چیف منسٹر شری این۔ ٹی۔ راماراجو ایک عوامی رہنما کی حیثیت سے عوام میں بے پناہ مقبولیت حاصل کر رہے ہیں انہوں نے صاف صاف اعلان کیا ہے کہ وہ ۶ کروڑ ۲۰ لاکھ بولنے والوں کی بھرپور خدمت کا عزم لے کر میدان عمل میں آئے ہیں۔ اور آخری وقت تک وہ غریبوں کی خدمت کریں گے۔

اس بات سے انکار نہیں کیا جاسکتا کہ ریاست میں

چیف منسٹر کو سب ہی طبقات بشمول خواتین، طلباء اور ذوالوں کی بھرپور ماحول ہے۔ توقع ہے کہ چیف منسٹر ریاست کی ہمہ گیر ترقی کیلئے اعلیٰ اقدامات کا اعلان کرتے رہیں گے۔

## غزل

شہر کی سڑکوں پہ ہے اس درجن انوں کی بھڑ  
شعب کے اطراف یوں بھی نہ پروانوں کی بھڑ  
اہل دل اہل نظر دنیا کے فزاؤں کی بھڑ  
افسانے پر تمہارے اپنے دیوانوں کی بھڑ  
دوست کیا کوئی صورت آشنا تھا نہیں  
ہے وطن ہی میں مرے ہر سمت بیگانوں کی بھڑ  
درس عبرت ہے جہاں میں لے جہاں والو تمہیں  
خانما برباد یہ مری مسلمانوں کی بھڑ  
آفریں ادا دلا آدم تیری فہم و فکر پر  
برسر پیکار ہو تم جیسے حیوانوں کی بھڑ  
دید کے قابل ہے منظر اہل دنیا دیکھت  
آرزوں کی جتا پر مرے ارمانوں کی بھڑ

کرب و کیف زندگی سستا آریوں ظاہر ہوئے  
بیکو حسن حقیقت بن کے افسانوں کی بھڑ

مکان نمبر ۲۰ تا ۲۰۹

اعظم پورہ حیدرآباد

ستار چشمی



قومی یک جہتی کی علامت

# ایلا الحکام آزاد

(۱) ابھی انگریز کو حاصل تھی گاندھی جی کی ہمدردی  
وطن میں گونجتا تھا جب تراغزوہ بنادت کا  
ابھی تھی منزلوں پہنچے سیتا اس جہاد کی جسے ہوتا تھا اک دن ہمنوا تیری سیتا کا

(۲) رہا ایک جان دوو طالب کی صورت ہندو مسلم  
نصیحت جو مدی کی ابتدا میں تونے فرمائی  
اُسے سمجھ ہوں یا سمجھ نہ ہوں اہل وطن کی  
حقیقت تھی کہ ہر بھر کر ہمیشہ سامنے آئی

(۳) اگر تیری نصیحت پر عمل کرتے وطن والے  
تو یہ ہندوستان تیرا وطن کچھ ادھی ہوتا  
اگر تیری نرا کچھ اس چین پر کارگر ہوتی  
تو مجھ کو ہے یقین رنگ چین کچھ ادھی ہوتا

(۴) ترے انکار کی تعریف ہم کرتے رہے لیکن  
جو تیری روح میں آباد تھی اک کرب کی دنیا  
حقیقت ہے کہ تیرے درد کو ہم نے نہ پہچانا  
اسے ہم نے نہ کچھ دیکھا نہ کچھ سمجھا نہ کچھ جانا

(۵) ترا پیغمبر ہم دل سے کرتا پیغام پہلے کر  
جسلی سے مگر آنکھیں کھیں کچھ بند ہوتے  
لسان الصدق آیا، الہام و البلاغ آئے  
اگرچہ زبردستے تھے روشن چراغ آئے

(۶)

تری ہستی عبارت تھی رایت سے ذرا ت سے  
تراک اٹھ مستقبل پہ تھا اک اٹھ جی

نگاہوں میں تری امر د بھی تھا اور زدا بھی  
کہ آئینہ تھا تجھ پر دور تازہ بھی گذشتہ بھی

(۷)

انہیں دیکھا جو کچھ بگائے تقسیم بگالہ  
چمک اٹھا ہر اک جانب پیامِ دلکش تیرا

مسلمانوں میں آکر تو نے پھر نکاح صورت آزادی  
اندھیرے میں مثالِ شعلہ پر نور آزادی

(۸)

وہ پہلی جنگ کے دوران میں زور تلم ترا  
وہ تحریریں تری تیں یا صدا کی تھی شیریں

کہ جس لرزہ بر اندام تھا ایوانِ سلطانی  
نہ تھہری رد و رد جن کے فرنگی نقتہ سامانی

(۹)

ادھر ڈالاجھے زنداں میں اترنگی ستانے  
جسے اس دور میں تحریر کا اک معجزہ کہئے

ادھر تیرے قلم کی نوک پر وہ تذکرہ آیا  
ادب نے بھی ستیانے بھی جس سے مرتبہ پایا

(۱۰)

خلافت کا زمانہ ہے مری چشم تصور میں  
مجھے اقبال کا آج ایک مصرع یاد آتا ہے

وہ گاندھی جی کا رستہ اور تیری حوصلہ مندی  
کہ فطرت خود بخود کرتا ہے لالے کی جانب دیا

(۱۱)

تجھے زنداں میں جتنی بار بھی ازنگنے ڈالا  
تو سونا تھا کہ اس کو ڈالتے ہیں جب کبھی میں

تو اتنی بار نکلا کامراں اس آزمائش سے  
تو کنڈن بن کے ہی باہر نکلتا ہے وہ آتش سے

(۱۲)

تجھے مذہب میں دیکھیں ہم کہ دنیا سیاست میں  
ادھر ایسا محرکوں سے کچھ نزدں قربانیاں تیری

مہراک ماحول میں ہے جلوہ فرما تیری تلبانی  
ادھر اک معجزے سے کہ نہیں تفسیر قرآنی

(۱۳)

قیامت کے نفا دوں میں گھرا جب شہر کلکتہ  
بچا یا ہندوؤں کو بھی مسلمانوں کو بھی تو نے

تو اپنی جاں ہتلی پر لیے میدان میں آیا  
خدا کی رحمتوں کا تیری تربت پر ہے سایا

(۱۴)

ہر اک سو جنگ کے بادل گر جتے تھے بڑے تھے  
قرے اس دور کے زین کاموں کا بیاں کیا ہو

ملی تجھ کو صدارت کانگریس کی اس زمانے میں  
متارے بے بہا ہیں وہ سستیا کے خزانے میں

(۱۵)

ہزاروں بلکہ لاکھوں قدردانوں کے  
تیری قربانیوں سے جس نے اپنے سر پہ

ہوا یہ ملک جب آزاد تیری ہی فراست نے  
ترا چند دستاں احساں بھلا سکتا نہیں تیرے

(۱۶)

کہ جس کے خاندان پر علم بھی نازاں تیری بھی  
جس کے قدم پر بادشاہی بھی اسیری بھی

جمال الدین کی خاک پاک پر رحمت کا سینہ بر سے  
لٹا جس نے دولت بے نیازی کی تصوف کی

(۱۷)

اسی کے فیض سے تجھ سی ملی ایمان کی دولت  
اسی سے بالی اہل شرق نے عرفان کی دولت

اسی معدن نے تجھ ساقی گھر ہر ہیں بخش  
اسی نے ہم کو آزادی کی نعمت سے کیا واقف

(۱۸)

وہ جس پر علم بھی، تحریر بھی، تقریر بھی نازاں  
ضیائے ماہ بھی خورشید کی تقدیر بھی نازاں

وہ خیر الدین جس کو چشمہ صدقہ دھوا کھینچے  
وہ جس کے حسن معنی آفرینی کی تہلی پر

## اہل قلم حضرات کی خدمت میں

آندھرا پردیش کی محاشی، زرعی،  
صنعتی، تعلیمی اور سماجی ترقی پر  
اپنے موضوعاتی مضامین ماہنامہ  
آندھرا پردیش اردو میں اشاعت  
کے لیے روائے فرمائیے۔ ہمیشہ غیر  
مطبوعہ تخلیقات ہی روائے کیجئے۔ ناقابل  
اشاعت مضامین واپس نہیں کئے  
جائے۔ مضامین روائے کرنے کا پتہ  
ایڈیٹر آندھرا پردیش (اردو)  
گرہا کلیا کامپلسی  
مکرم جاہی روڈ، حیدر آباد ۵۰۰۰۰۱

## آندھرا پردیش

زر سالانہ صرف ۱ روپے فی شمار ۵۰ پیسے  
اپنا زور لاد ذریعہ سنی آرڈر روائے کیجئے۔ سنی آرڈر نامہ  
اطلاعات و تعلقات عامہ کے نام روائے کیجئے۔  
پتہ: ڈائریکٹر انفارمیشن اینڈ پبلک ریلیشنز  
حکومت آندھرا پردیش "گرہا کلیا"  
مکرم جاہی روڈ، حیدر آباد ۵۰۰۰۰۱

# اہم خبروں سے آگاہی

رکن  
”

جناب اکبر حسین  
جناب خلیل الرحمان ایڈوکیٹ

## رویندرابھارتی میں ریہرسل تھیٹر

۲۹ فروری • محترمہ انفارمیشن ایڈ کلچرل آفیسر مسٹر پی۔ دی۔ آر کے پرشاد نے بتایا کہ رویندرابھارتی میں ۲۵ لاکھ کے سرمائے سے ایک ریہر تھیٹر قائم کیا جائے گا۔

## حج کمیٹی کی تشکیل جدید

۲۹ فروری • حکومت آندھرا پردیش نے حسب ذیل ارکان پر مشتمل حج کمیٹی تشکیل دی ہے۔

جناب الحاج سید عبدالقادر

آئی اے ایس (ریٹائرڈ) صدر

جناب محمد بن محمد آئی بی ایس (ریٹائرڈ) رکن

” جناب مفتی محمد عبدالوہاب

” جناب شیخ مستان

” جناب سید فقیر پاشا قادی

” جناب باقر آنتا ایم ایل اے

” جناب فیاض الدین احمد آئی اے۔ ایس

” جناب مولانا رشید پاشا قادی

” جناب مولانا مرتضیٰ پاشا قادی

## نظام آباد

یکم مارچ • شرمیتی ارمیلا سباراڈ کلکٹر نظام آباد نے بھکڑ میں پرائمری اسکول بلڈنگ کا افتتاح کیا جو ۲۵ ہزار روپے کے خرچ سے تعمیر کیا گیا ہے۔

## حیدرآباد

۴ مارچ • ذمیر بلدی نظم دنتی مشروٹ رام کرشنوڈو نے پرکاش نگر، سیٹا پھل منڈی اور سردنگر میں تین اونچے سڑکس خزانہ آب کا افتتاح کیا۔

۴ مارچ • ذمیر فنانس مشراہن - بھاسکر راؤ نے دینی تعلیمی ٹرسٹ کیلئے دس ہزار روپے گرانٹ کا اعلان کیا

۵ مارچ • دیو نیو منڈلوں کے قیام سے متعلق بی ایس یں منظور کیا گیا۔

• شری ڈی - دیریا جودھری ایم ایل اے و مدد نشین

آندھرا پردیش ڈیری ڈیولپمنٹ کوآپریٹو فیڈریشن نے بتایا

کہ حیات نگر میں بچوں کے دودھ کی تیاری کا ایک

پلانٹ ۵۱ کروڑ روپے کے سرمایہ سے قائم کرے گا۔

## گنٹور

۶ مارچ • صدر نشین سرکاری زبان کمیشن ڈاکٹر سی۔ نارائن ریڈی نے بتایا کہ تمام پنجایت سمیٹیوں کو انگریزی ٹائپ رائٹرز کی بجائے ہنگو مشینوں کے استعمال کے لیے ہدایات جاری کر دی گئی ہیں۔

## نظام آباد

۶ مارچ • ایم۔ بھاسکر راؤ ریونیو ڈویژن کے آفیسر نے بتایا کہ تعلقہ کامائیٹی میں ۲۴ میونسپل کونسلوں کو وظائف کی اجرائی کے لیے دھولہ درختیں منظر کی گئی ہیں۔

## تروپتی

۷ مارچ • ڈاکٹر چاند دھنیش یونیورسٹی تروپتی شریعتی دنیا آئیگنار نے بتایا کہ خواتین کی یونیورسٹی میں بعض نئے پوسٹ گریجویٹ کورس شروع کئے جائیں گے۔

## حمید آباد

۸ مارچ • حکومت آندھرا پردیش اگر دائرہ ستریز ڈیولپمنٹ کارپوریشن کی تشکیل جدید کی ہے اور مشر بنے ناگی ریڈی ایم ایل نے اس کے صدر نشین نامزد کئے گئے ہیں۔ ارکان میں مشر ای۔ دیریا ایم ایل اے مشر اینا پتور وائس ایم ایل اے اور مشر ڈی۔ چودھری ایم ایل اے شامل ہیں۔

۹ مارچ • مشر این۔ راجیشور راؤ ایم ایل اے ڈیپارٹمنٹ آف پبلک ورکس کو آفیسر فنانسنگ ڈیپارٹمنٹ نے کارڈان میں منعقدہ ایک تقریب میں ہمانہ طبقات سے تعلق رکھنے والے ۳۰ افراد میں ایک لاکھ

پندرہ ہزار روپے کے ترغیبت تقسیم کئے۔

## ایوارڈز کمیٹی کی تشکیل

۹ مارچ • حکومت نے جسٹس جی۔ راجگولتا میڈو کی زیرمعدالت ۱۹۸۳ کے دوران تیار کردہ ملگو کی پہلی دوسری اور تیسری بہترین فلم کے انتخاب کے لیے آندھرا پردیش ایوارڈز کمیٹی تشکیل دی ہے جس کے ارکان میں مشر ڈی۔ پرکاش راؤ، مشر کے۔ راجندر راؤ، آئی پی ایس (ریٹائرڈ) مشر ڈی۔ مدھو سدا راؤ، مشر دانی۔ ہری کرشنا۔ مشر جی این۔ در دھار جی۔ مشر اے۔ دی ست نارائن ایم۔ ایل اے، شریعتی این۔ راجکارای ایم ایل اے شامل ہیں۔ کمشنر اطلاعات دھندھی امور مشر پی۔ دی۔ آر۔ کے پورٹا ڈیپارٹمنٹ ہوں گے۔

## تلنگنہ

۱۱ مارچ • چیف جسٹس ہائی کورٹ مشر۔ کے۔ مادھو ریڈی نے کہا کہ حکومت ہر تعلقہ میں ایک منصف جسرٹ کی عدالت اور ہر ریونیو ڈویژن مستقر پر ایک عدالت کی عدالت کے قیام کا فیصلہ کیا ہے تاکہ زیر تعقیب مقدمات کی عاجلہ کیسوں پر کیسے۔ مشر این۔ جاکر راؤ ڈیپارٹمنٹ نے کہا کہ ان تمام عدالتوں کی ریاست میں قائم کی گئی ہیں اور مزید ۷۰ عدالتوں کی منظوری دی گئی ہے۔

## ہندی اکیڈمی کو ریاستی حکومت کی گرانٹ

۱۲ مارچ • ریاستی حکومت نے آندھرا پردیش ہندی اکیڈمی کو سال ۸۳-۱۹۸۴ کیلئے (۲۶۵) لاکھ روپے کی گرانٹ منظور کر دی ہے۔

# پھوٹی بچت اسکیم — مالی آسودگی کی ضمانت

از: سلمان ماہی ۱۹۔ ماہی پور، ڈاکٹر انعامی روڈ  
II vol. راولپنڈی تھانے۔ تھانے ۲۰۰۶۔۱

ان بچت اسکیموں کے علاوہ نیشنل سیرنگ اسٹیمپ، بے رول سیرنگ مرڈپ، نیشنل اکادمیٹ اور پرائیڈنٹ فنڈ وغیرہ اسکیمیں بھی ہیں۔ جن میں رقم جمع کر کے ہم مالی پریشانیوں سے نجات حاصل کر سکتے ہیں۔ ہندوستانی سماج میں بچت کی عادت کو زور دینے کے لیے ٹاک خانوں نے اہم رول ادا کیا ہے۔ ڈاک خانوں کے ذریعہ حکومت نے متعدد اسکیمیں رو بہ عمل لائی ہیں۔ اور ان کی جانب عوام کو متوجہ کر کے ان کا تعاون حاصل کرنے میں کامیابی حاصل کی ہے۔

یہ حقیقت ہے کہ بچت کی عادت سے ہم اپنی مالی پریشانیوں پر قابو پا سکتے ہیں۔ کیونکہ پس انداز کردہ رقم ہر ضروری مواقع پر خرچ کی جاسکتی ہے۔ اپنے پڑوسیوں یا دیگرین سے قرض طلب کرتے وقت جس ذہنی اذیت کا سامنا کرنا پڑتا ہے اسے وہی شخص محسوس کر سکتا ہے۔ جس کے احساسات تارک ہو رہے اور جو اس بات کا شکر رکھتا ہو کہ "قرض لینے اور دینے والے کے درمیان ایک ایسا ان دیکھا پردہ عائل ہوتا ہے۔ جو کسی بھی وقت انہیں جدا کرنے والی فلا دی دیوار میں تبدیل ہو سکتا ہے۔ مگر بعض اوقات انسان اتنا مجبور ہو جاتا ہے کہ وہ "اس لین دین" کا شکار بن جاتا ہے۔ ان حالات کا شکار بننے سے بچنے کا واحد ذریعہ "بچت اسکیم" ہے۔ اپنی محدود آمدنی میں سے معمولی سی بھی رقم اگر بچا دی جائے تو انسان کا اعتماد بڑھ جاتا ہے اور وہ مزید بچت

نیشنل سیرنگ اسٹیمپ نے بچت کی عادت پیدا کرنے کے لیے متعدد اسکیمیں جاری کی ہیں۔ اس ادارے کے تحت نیشنل سیرنگ سرٹیفکیٹ، پبلک پرائیڈنٹ فنڈ اسکیم، ٹائم ڈپازٹ اسکیم اور نیشنل ڈیولپمنٹ بانڈز کے ذریعہ "قوی بچت" میں حصہ لینے کی کامیاب کوششیں کی گئی ہیں۔

اسکول کے بچوں میں بچت کی عادت پیدا کرنے کیلئے یکم اپریل ۱۹۷۲ء میں "سچائی کا" نامی اسکیم جاری کی گئی۔ اس اسکیم کے تحت اسکول کے بچے ریڈ ماسٹر کے توسط سے پوسٹ آفس میں بچت کھاتے جاری کر سکتے ہیں۔ اسی طرح گھریلو خواتین میں اس اسکیم کی مقبولیت کے لیے مہیلا پردھان شے تریہ لے جا، عمل میں لائی گئی ہے۔ اس یوجنا کے تحت عورتوں میں رہنے والی گھریلو خواتین کو اس بات پر آمادہ کرنا ہے کہ وہ روزمرہ کے اخراجات سے چند پیسے یا روپے پس انداز کریں۔

اور اپنی جان بچان کی اس خاتون کے حوالے کریں جسے پوسٹ آفس کے بچت ادارے نے اس کام کے لیے مقرر کیا ہے۔ اس خاتون کو تنخواہ کے علاوہ اکٹھا کی ہوئی رقم پر کمیشن بھی دیا جاتا ہے۔ گھریلو خواتین کو اتنا دقت نہیں ملتا کہ وہ پوسٹ آفس جا کر اپنی پس انداز کی ہوئی رقم وہاں جمع کریں۔ اس لیے "یہ کام ان خواتین سے لیا جاتا ہے۔ گھریلو خواتین کو اس اسکیم سے کافی فائدہ ہوا ہے۔ چنانچہ اس اسکیم ان میں دن بدن مقبول ہو رہا ہے۔



ان بکوں کی شایع تمام قلعوں میں قائم کی گئیں اور یہاں رقم پس انداز کرنے

والوں کو ۴ فیصد سالانہ سود دیا جانے لگا۔ ان بکوں میں ہر وہ شخص رقم جمع کرنے لگا جو بچت کا شعور رکھتا تھا۔ برٹش حکومت نے جن کی ترقی کے لیے جو اسکیمیں تیار کی تھیں، ان کی تکمیل وہ ہندوستانیوں کے روپیہ سے کرنا چاہتی تھی، چنانچہ دیسی راجاؤں، نوابوں، ساہوکاروں اور تاجروں کے ساتھ ساتھ ایک عام ہندوستانی پریمی اس نے اپنی نظریں مرکوز کی اور اس کی حبیب کا بار ہلکا کرنے کے لیے آج سے سو سال قبل ایک ایسی اسکیم ناکذ کی جس کے وقت چار آٹے سے لے کر پانچ سو روپے تک جمع کئے جاسکتے تھے۔ اس کے ساتھ اس نے جمع کی ہوئی رقم پر ۳ فیصد سالانہ سود بھی دینے کا اعلان کیا۔

اس انقلابی اسکیم کو "پوسٹ آفس بچت بینک" کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ یہ بینک یکم اپریل ۱۸۸۲ء میں قائم کی گئی۔

پوسٹ آفس یا ڈاک گھروں کا تصور ہندوستانی سماج میں نیا نہیں ہے۔ یہاں کے قدیم زمانہ زراعت میں جیسے چانکیہ، کوشلیہ وغیرہ کے دور میں ڈاک چوکیوں کا نظام رائج تھا، جس میں علاؤ الدین خلیجی اور اس کے بعد شیر شاہ سوری نے نئی تبدیلیاں لائیں۔ ان کے بعد مثل بادشاہوں نے اسے نئے تقاضوں سے ہم آہنگ کر کے، اسے عام آدمی تک پہنچا دیا تھا۔

ہندوستانیوں کی سماجی زندگی میں ڈاک خانوں کی اہمیت کا احساس کر کے برٹش حکومت نے اسے اپنی توجہ کا مرکز بنایا۔ اور ڈاک خانوں میں بچت بینک قائم کئے۔

ڈاک خانوں میں بچت بینک قائم کرنے سے برٹش حکومت کو کئی فائدے ہوئے۔ نئی عمارتوں کی تعمیر اور نئے عملے کی تقرری کے بغیر اس نے اس اسکیم پر کامیابی کے ساتھ عمل کیا اور عام ہندوستانی کو اس میں حصہ لینے پر آمادہ کیا۔

۱۹۲۷ء میں جب قومی حکومت قائم ہوئی تو ہمارے سامنے ملک کی ہمہ جہتی ترقی کا مسئلہ تھا۔ ان مسائل کے لیے نہ صرف

کے طرف راضی ہونے ہوتا ہے۔

بچت کا تصور ہندوستانی سماج کے لیے نیا نہیں ہے۔ اگر ہم قدیم اقتصادی ڈھانچہ کا جائزہ لیں تو معلوم ہو گا کہ ایٹ انڈیا کمپنی نے سیرنگ بکوں کے قیام کے ذریعہ بچت کے تصور کو عام کرنے میں نمایاں کردار ادا کیا ہے۔

زنگیوں کی ایٹ انڈیا کمپنی نے اپنے صدر مقام "کلکتہ" میں ۱۸۳۳ء میں "گورنمنٹ سیرنگ بینک" قائم کی۔ اس بینک کا مقصد ایٹ انڈیا کمپنی کو مالی استحکام فراہم کرنے کے لیے انگریز تاجروں اور سرمایہ داروں کو ان بکوں میں رقم اکٹھا کرنے پر آمادہ کرنا تھا۔

ان بکوں میں دولت کے معقول تحفظ کے پیش نظر دیسی راجاؤں اور نوابوں نے بھی اپنی دولت ان میں منتقل کی اور چریٹروں اور ٹھگوں کے دست برد سے بے نگر ہو گئے۔

کلکتہ میں گورنمنٹ سیرنگ بینک کے بحریہ کی کامیابی کے بعد بمبئی میں دوسری بینک ۱۸۳۳ء میں قائم کی گئی۔ یہاں کے بینک میں ایک عام شہری بھی اپنی رقم جمع کر سکتا تھا۔ رقم کا حد ایک روپیہ سے پانچ سو روپے تک تھی، اس لیے مزدور سے لے کر سرمایہ دار تک اس بینک کے ممبر بن گئے۔ بعد اس بینک کی دیگر شاخیں دہلی، مدراس دیگر تجارتی شہروں میں قائم کی گئیں۔

۱۸۵۷ء کی انقلابی جنگ کے بعد سیاسی آئندہ دار ایٹ انڈیا کمپنی کے ہاتھوں سے نکل کر اسٹرائٹ کے ہاتھوں میں چلا گیا۔ جس نے یہاں برٹش حکومت قائم کر کے "عوام یعنی ہندوستانیوں کا" فلاح دہیود کو اپنا مقصد قرار دیا تھا۔

برٹش حکومت کے قیام کے بعد اس نے اپنی بحوری بھرنے کے لیے گورنمنٹ سیرنگ بکوں کے طریقہ کار سے فائدہ حاصل کیا۔ اور اسے مزید مقبول بنانے کے لیے ۱۹۰۷ء کو "ڈسٹرکٹ سیرنگ بینک" قائم کئے۔ جیسا کہ نام سے ظاہر ہے

# آج بھار میں

ڈھائی کروڑ سے زائد

جوڑے

## خاندانی منصوبہ بندی

کرتے ہوئے

بہتر زندگی گزار رہے ہیں

اگر

آپ کنبے کی منصوبہ بندی

کرتے ہیں تو

پڑوسیوں کو بھی ترغیب دیجئے

اگر نہیں تو

ابھی سے اپنے کنبے کی منصوبہ بندی شروع کر دیجئے

لاکھوں اور کروڑوں روپے درکار تھے، بلکہ عام ہندوستانیوں کے تعاون کا بھی ضرورت تھی۔

ان ضرورتوں کا احساس کر کے حکومت نے بچت اسکیموں پر عمل کرانے کا ایک منصوبہ ترتیب دیا اور اس منصوبہ کو رو بہ عمل لانے کیلئے ۱۹۴۸ء میں "نیشنل سیرنگ آرگنائزیشن" نامی ایک خود مختار ادارہ کی بنیاد رکھی۔ اس ادارے کا سربراہ وزارت مالیات کو جوابدہ تھا۔ اس کے تحت ریاستی سطح سے لے کر ضلعی اور دیہی سطح تک "بچت بنک" کا جال پھیلا گیا۔ مقصد یہی تھا کہ شہریوں کے ساتھ دیہی عوام کو بھی اس اسکیم میں حصہ لینے پر آمادہ کیا جائے۔ اور ان میں بچت کے شعور کو بڑھاوا دیا جائے۔

قومی حکومت کا یہ منصوبہ کامیابی سے ہمکنار ہو گیا۔ عام چند سالوں میں بے انتہا دلچسپی کا مظاہرہ کیا۔ اور اپنی رقمیں پوسٹ آفسوں میں پس انداز کرنے لگے۔

کہا جاتا ہے کہ پوسٹ آفسوں کے ذریعہ بچت اسکیم میں کامیابی حاصل کرنے والا دنیا میں پہلا ملک جاپان ہے۔ اس ملک کے باشندوں نے مقامی ڈاک گھروں کے ذریعہ اتنی رقم پس انداز کی ہے کہ بڑے بڑے ترقی یافتہ ممالک بھی اس سے پیچھے رہ گئے ہیں۔

ہمارے ملک میں پوسٹ آفس بچت بنک کثافتوں کا قیام ڈالنے سے زائد ہو گیا ہے۔ ایک مقامی طائفہ ان کے مطابق نفاذ خاں کے قیام کی رفتار اگر ایسی ہی رہے تو اس صدی کے آخر تک وہ دنیا کی سب سے بڑی بچت بنک کا درجہ حاصل کرے گا۔

بچت بنکوں کی تقریباً ۱۶۰ سالہ تاریخ میں سماجی تحفظ کے سرٹیفکیٹ "ہندوستانی عوام کے لیے ایک ایسا تحفہ ہیں جسکی ہر جیتی خویوں سے انکار نہیں کیا جاسکتا۔ ملک کے مختلف ترقیاتی منصوبوں کا کامیابی اور ہر جیتی ترقی کے لیے بچت اسکیموں میں حصہ لینا ہر ہندوستانی کا پہلا فرض ہے۔ یہ اسکیمیں ہیں مالی امداد سے نازقی ہیں۔ اس کے ساتھ ہیں ملک کی ترقی میں حصہ لینے کیلئے آمادہ بھی کرتی ہیں •



# آندھرا پردیش میں خواتین کی ترقیاتی اسکیمات ایک جائزہ



اس کے باوجود آندھرا پردیش کی خواتین ملک کے اور حصول کی طرح تعلیم اور صحت وغیرہ کے میدان میں ابھی بہت پیچھے ہیں۔ زندگی کی ضروریات میں بھی ان کا معیار پچھلا ہے۔ آندھرا پردیش میں تقریباً ڈھائی کروڑ خواتین بستی ہیں ان میں سے صرف پچاس لاکھ نہیں ایسی ہیں جنہیں کسی حد تک لکھنا پڑھنا آتا ہے۔ خواتین کی اموات کا اوسط بھی بہت بڑھا ہوا ہے یہ اموات خاص طور پر بچگی اور بچپن کی بیماریوں سے واقع ہوتی ہیں۔ اچھی غذا اور صحت مند آب و ہوا کے نہ ملنے کے سبب آندھرا کی خواتین دق اور برقان جیسے مہلک امراض کا بآسانی شکار ہو رہی ہیں۔ ایسی خطرناک صورت حال میں کئی عوامی ادارے خواتین کی تعلیم اور ان کی صحت و دیوار کی ترقی کے لیے مسلسل کام کر رہے ہیں۔ آزادی کے بعد مقامی حکومت بھی اس سلسلے میں مکمل تعاون کر رہی ہے۔

پنڈت جواہر لال نہرو نے کتنا سچ کہا کہ ”عوام میں بیداری جاگرتا لانے کے لیے پہلے خواتین میں شعور پیدا کرنا اور انہیں بیدار کرنا ضروری ہے اگر عورت ایک بار متحرک ہو جائے تو اس کے ساتھ ساتھ پورا گھر، گاؤں اور ملک حرکت میں آجاتا ہے اور نتیجتاً بچے بھی اس حرکت میں شامل ہو جاتے ہیں انہیں صحت مند زندگی اور بہتر تربیت کے مواقع

آج کل خواتین کو اس دنیا میں اپنی روزی خود پیدا کرنے کیلئے جو مواقع اس وقت حاصل ہو گئے ہیں شاید اس سے قبل کبھی بھی نہ تھے تاریخ کے صفحات پر ہم کو بہت سی ممتاز و معظم خواتین کے نام نامور اور اولوالعزم مقامات پر دکھائی دیں گے مگر انہیں ظاہر ہے کہ صحت استثنائی کہا جاسکتا ہے۔ ماضی میں خواتین کو گھر کی چار دیواری تک محدود رکھنے کے باعث وہ اس حد سے باہر قدم رکھنے کا جرات بہت کم کرتی تھیں مگر اب عورتوں کے لیے اس قید سے باہر نکل کر کچھ کام کرنے کے نئے مواقع فراہم ہو گئے ہیں کہ وہ ان قیود سے آزادی حاصل کر چکی ہیں اور ساری دنیا میں کم و بیش یہی کیفیت ہر معاشرہ کی عورت کو پیش آ رہی ہے اور وہ اب محسوس کر رہی ہیں کہ صرف گھر ہی ایک ایسا مقام نہیں ہے جس کیلئے وہ اپنی زندگی بچ دیں۔ پہلے گھر چلائے کیلئے ہر عورت کو مجبور کر دیا جاتا تھا خواہ وہ اس کی اہلی ہوں یا نہ ہوں۔ مگر اب یہ احساس ترقی کر رہا ہے کہ گھر کے باہر بھی عورت بہت سے مفید کام سر انجام دے سکتی ہے۔ اور سچ تو یہ ہے کہ زندگی کا محاذ ہی کو کھینچنے کے لیے جہاں مرد کی کٹاکش درکار ہوتی ہے وہیں عورت بھی اپنے مقدور سہارا دیتی ہے جسے جو ایک نال نیک ہے۔

خود بخود ہمدست ہو جاتے ہیں اس طرح ہم آج بچوں کی صحیح طور پر نشوونما کے کلاک کے ہندوستان کی تعمیر کا کام انجام دے رہے ہیں اسے اے ماؤ! بہنو!! بیٹیو!! دنیا کی زینت تم سے ہے ملکوں کی عزت ہو تمہیں، قوموں کی عزت تم سے ہے (مولانا حالی)

آئندہ رپورڈیشن یکم نومبر ۱۹۵۶ء کو ریاستی تنظیم جہد کے قائم ہوا ہے۔ یکم نومبر سے قبل پرانے آئندہ رپورڈیشن میں دیہی ڈیفنڈ ڈیپارٹمنٹ WOMEN'S WELFARE DEPT. خواتین کی بھلائی اور ترقی کے سلسلے میں کام کیا کرتا تھا۔ سابق حیدر آباد کسٹھ میں بھی جس کا بڑا حصہ آج آئندہ رپورڈیشن میں شامل ہو گیا ہے جو پہلے ملکانہ کہلاتا تھا سرشیل سر دیس ڈیپارٹمنٹ

SOCIAL SERVICE DEPT. کے نام سے ایک سرکاری محکمہ خواتین کے سماجی مسائل کے حل کی کوشش کیا کرتا تھا۔ اب سب سے آندھرا پردیش کیئے یہ کام دینیس دیلیفرڈ پارٹنٹ کر رہا ہے۔ خواتین کی فلاح دہبود کیئے ایک علامہ محکمہ کا قیام اس بات کو ثابت کرتا ہے کہ حکومت آندھرا پردیش خواتین سہارا کیئے سماجی اور ترقی اہمیت کو محسوس کرتی ہے۔ اس محکمہ میں کام کرنے والی بہنیں

جہیں خواتین کے سماجی مسائل کی خصوصی تربیت دی جاتی ہے دیہاتی بہنوں کے گھر گھر جا کر انکو صحت کی حفاظت، گھریلو صنعت و دیہیوں کی تربیت دی جاتی ہے۔ اس کے علاوہ ان کے بچوں کی دیکو بہال انہی بیماریوں

میں تیمارداری وغیرہ جیسے اہم کام بھی بہت نہیں انجام دیتی ہیں۔ اور خصوصاً ماڈل کو مناسب معلومات، اہم پہنچائی جاتی ہیں۔ یہ محکمہ ضرورت مند خواتین کو بالمرست اور توسیع دہن ذرائع سے امداد فراہم کرتا ہے اس محکمہ کی جانب سے فراہم کی جانے والی سہولتوں کے تحت اس کمات کی عمل آوری کیے گئے خدمتاتی اداروں کا ایک جال سا بچھا دیا گیا ہے جن کی رسائی دور سے دور افتادہ موانعیت یکے سے دور جن کی بدولت ضرورت مند دل اور دھڑکنے کو درکار امداد فراہم ہو رہی ہے۔ ریاست آندھرا پردیش ملک کی ان

چند ریاستوں میں سے ایک ہے جہاں خواتین اور اطفال کی نواح دیہی  
کیلئے ایک عہدہ اور مکمل عہدہ اور وزارت قائم ہے۔

آئندہ پریڈیش میں کئی عوامی ادارے شہر دار اور دیہاتوں میں خواتین  
سہارا کا کام انجام دے رہے ہیں۔ حکومت آئندہ پریڈیش نے بھی  
خواتین کی صلاح دیہہ ورکے لیے کوئی کسر اٹھانہ رکھی۔ اور شبانہ روزہ کوئی  
نہ کوئی تجویز خواتین کی بھلائی کیلئے رو بہ عمل لانے کی کوشش کرتا، چہ ہے  
ریاست آئندہ پریڈیش میں پانچ سرگرسہ سروس SERVICE

STATE HOMES اور چار ایٹھ ہاؤسز  
 قائم ہیں جن کے تحت خواتین کو جو مصیبتوں کا شکار ہیں تربیت دی جاتی ہے  
 تاکہ وہ معاشی اور سماجی طور پر خود کفی اور خود اعتمادی حاصل کریں۔ چھٹا ہونی  
 لڑکیوں اور عورتوں کی بازا بآ کار ی اور انکی اخلاقی بے راہ روی کے اسناد  
 کیلئے رسکیو ہاؤسز RESCUE HOMES قائم کئے گئے  
 ہیں۔ اسکے علاوہ کئی کمیونٹی سنٹر س جنہیں عموماً مہجری خواتین کی خدمات  
 کی شخیں کہا جاتا ہے۔ کے تحت خواتین کے گھر گھر پہنچ کر خانہ داری،  
 بچوں کی تربیت، تعلیم، باغیان اور صحت وغیرہ سے تعلق ضروری معلومات  
 اور مشورے ہم پہنچائے جاتے ہیں۔ اور انہیں اپنے تئیں دستکاریاں  
 باغبانی وغیرہ سیکھنے کی تربیت اور امداد دی جاتی ہے تاکہ گھر پر خواتین ملات  
 فرصت میں اپنا وقت ضائع نہ کریں۔ دیہاتوں میں بھی خواتین کو مدد کجائی  
 ہے۔

ریکیو موس

بھٹکی ہوئی شریکوں، خواتین کا خاطر خواتین میں انقلاب دھڑکی  
 کے قانون بابت ۱۹۵۶ء کے تحت پولیس کو یہ اختیارات دئے گئے  
 ہیں کہ وہ اس قسم کے بدنام گھروں اور قحبہ خانوں پر دھاوے کرے  
 اور عدالتی چارہ جوئی اختیار کرے۔ جن خواتین کو عدالتی تحویل میں  
 دے کر ریٹائڈ کیا جاتا ہے انہیں مزدوری وارنٹ کے ذریعہ رکھو چھوڑ  
 میں شریک کیا جاتا ہے۔ **بھٹکی** کا مفہود عورتوں کی اصلاح اور آزاد کاری  
 ہے۔ بھٹی بنیاد ۷۵-۱۹۷۲ء میں حیدرآباد دہ دے جے واہ میں قائم کیا

## معمرو خواتین ہوم

یہ ہوم ۲۷-۲۸ میں خلیع چنور میں شروع کیا گیا تھا۔ بہ ان معیبت زدہ اور معمر خواتین کے لیے ہے جنہیں آخرت میں پرسکون اور آرام دہ زندگی کی ضرورت رہنی ہے۔ اس ہوم میں رکھی جاتی ہیں اور انکی دیکھ بھال کی جاتی ہے اور انکے گھروں پر بھی امداد پہنچائی جاتی ہے۔

## ریجنل ٹریننگ سنٹر

اس سنٹر کے تحت خواندہ غریب دیہانہ خواتین کو مختلف قسم کی تربیت دی جاتی ہے تاکہ وہ اپنے آپ روزگار خزاہم کر سکیں۔ ہر مرکز میں پچاس امیدوار خواتین کی رکنیت رہتی ہے اور یہ تمام اراکین ایک اقامت خانہ میں قیام پذیر رہتی ہیں۔ ایسے سنٹرس کی تعداد سنہ ۱۹۵۸ء میں ۱۰۰ تھی اور اسٹرکچرل کمیشن پر مبنی ہوتا ہے۔ جو اس سنٹر کی کارگزاری کا جائزہ لیتی رہتی ہیں۔

## سیونگ سنٹر

شہر حیدرآباد و سکندریہ کے قدیم محلہ جات اور پچھڑے ہوئے طبقات جو عموماً بھونپڑیوں میں رہتے ہیں اور جن کی آمدنی بہت ہی کم ہوتی ہے اور جنہیں عموماً سماج پر ایک بوجھ سمجھا جاتا ہے۔ ایسے خواتین و لڑکیوں کو نہ صرف سلائی کی تربیت دی جاتی ہے بلکہ انہیں ماہانہ وظیفہ اور انعام و کلام بھی ملتا ہے۔ اور بالآخر انہیں اپنی روزگار آپ پیدا کرنے کے قابل بنادیا جاتا ہے۔ عورتوں کی اس قسم کی تربیت میں جو خواتین نمایاں خدمات انجام دیتی ہیں انہیں مفت سلائی مشین یا پھر کئی آلات میں سلائی مشین فراہم کر دیا جاتا ہے تاکہ وہ اس تربیت کو کامیاب نہ کر سکیں۔

## پروفیشنل ٹریننگ سنٹر

اس قسم کے سنٹرس خصوصی طور پر کم آمدنی والے خواتین

آزاد ہندو

جو تعلیم یافتہ ہوں اور اپنے تئیں روزگار پیدا کرنے کی صلاحیت رکھتے ہوں انہیں مزید تربیت کے لیے ٹائپنگ، شارٹ ہینڈ اور اکاؤنٹس کی ٹریننگ دی جاتی ہے اور انکی ترغیب کیلئے وظائف بھی دیئے جاتے ہیں اس کے علاوہ ایسے خواتین و لڑکیاں جو اس سنٹرس سے بہت دور رہتی ہوں ہسٹل کی بھی سہولتیں مہیا کی جاتی ہیں۔ ہر مرکز میں ایک منیجر ایک میٹرن اور دو ٹیوٹر مقرر ہوتے ہیں۔

## ریاستی اقامت خانے

یہ اقامت خانے دراصل ایسے ادارے ہیں جو ابتداً سماجی و اخلاقی صحت کے پروگرام کے تحت ۱۹۵۸ء میں شروع کیے گئے تھے۔ رفتہ رفتہ ایسے ادارے ریاستی پیمانہ پر قائم ہوئے۔ اس قسم کے ہوس میں ضرورت مند اور معیبت زدہ خواتین تین سال کیلئے داخل کی جاتی ہیں اور انہیں تعلیم اور دوسری تربیت دی جاتی ہے۔

## دیکنس کوآپریٹو فنانس کارپوریشن

آزاد ہندو ریاست، بھارت پر فخر کر سکتا ہے کہ یہاں عورتوں کے لیے ایک خاص دیکنس کوآپریٹو فنانس کارپوریشن کا قیام عمل میں لایا گیا ہے جس کے ذریعہ خواتین کو خود روزگار سیکھاتے اور وہ عمل لانے میں مدد بھی پہنچائی جاتی ہے۔ ڈری فائونڈنگ، پورٹریٹ فارمنگ، شراکازی سیر جات، آرٹ پھلر کی صنعت، کرناٹک، بیو پار، بال داڑی وغیرہ پر زیادہ زور دیا جاتا ہے۔ قرضوں کی دلچسپی نہایت ہی آسان اساط میں رکھی گئی ہے اور اس قسم کی سہولتیں زیادہ تر پسندیدہ اور کم تر طبقات کو دی جاتی ہیں۔ یہ کارپوریشن ریاستی دفعہ کی سطح پر بہت ہی کم ازاد پر بنی کام کرتا ہے تاکہ عمل کی تنخواہوں پر زیادہ خرچ نہ ہونے پائے اور زیادہ تر خواتین کی فلاح و بہبود ہی پر صرف ہو سکے۔ اس میں کام کرنے والوں کو بھی زیادہ تر عورتوں کو ترجیح دی جاتی ہے۔ ریونیو کی جانب سے بھی اس کارپوریشن کی سٹاف کی گئی ہے۔ اور اس کے کئی سیکھاتے اور وہ عمل لانے کیلئے جامع پروگرام مرتب کیے گئے ہیں۔

# آئینتی مالیاتی کارپوریشن کے سلسلہ میں ماہرین مشاورت جاری

## قلمی قطب شاہ بورڈ کیلئے ایک کروڑ روپے مختص - اسمبلی میں وزیرینانس کا اعلان

ریاستی وزیر خزانہ سٹرائن بھاسکر راؤ ریاستی اسمبلی میں بھروسہ  
بحث مباحث کا جواب دیتے ہوئے کہا کہ جس کو حکومت کی جانب سے  
اس سال نئے ٹیکس مائڈنس کے جانے کا فیصلہ کیا گیا ہے ملگو دیشم  
سرکار چاہتی ہے کہ عوام کو ہر شعبہ میں ممکنہ سہولتیں حاصل ہوں۔ انہوں نے بتایا  
کہ اس سال بجٹ کے ۱۳ کروڑ خزانے کا پابجاؤ کے سلسلے میں آٹھویں بینا  
کیٹن کو نکھایا ہے اس بات کا قوی امکان ہے کہ یہ اعداد حاصل ہوجائے گی  
ملگو دیشم سرکار ریاست کے تمام علاقوں کو یکساں طور پر ترقی دینا چاہتی ہے  
کسی پر کسی کو خصوصی ترجیح نہیں ہے۔ رائیسیا کی ترقی کو نظر انداز کرنے کا حال  
بھی پیدا نہیں ہوتا جیسا کہ بعض ارکان کو شبہ ہے۔ وزیرینانس نے مائٹریٹر  
نینانیشیل کارپوریشن کے تعلق سے کہا کہ حکومت نے کارپوریشن کے قیام  
کا فیصلہ کر لیا ہے۔ تاہم اس راہ میں کچھ فنی دشواریاں ہیں ماہرین سے  
مشاورت کا جاری ہے جیسے ہی راہ نکل آئے گی کارپوریشن قائم کر دی  
جائے گی۔ سٹرائن بھاسکر راؤ نے کہا کہ حکومت پرانے شہر کو ترقی  
دے گی اور اس سلسلے میں کئے گئے وعدوں کی تکمیل کے سلسلے میں سال  
حال (۸۵ - ۱۹۸۴) کا مد میں ایک کروڑ روپے مختص کر کے قلمی قطب  
شاہ ڈیولپمنٹ اتھارٹی کو الٹ کر دیا گیا ہے انہوں نے کہا کہ سری سیلم  
سے دیباٹے کرشنا کے پانی کو پہلے کرنل کرپ (رائل سیما) کو دیا جائے گا  
ملگو گنگا پراجیکٹ کے تحت کرشنا کے پانی کو دیباٹے پنا سے سوماسیلا  
اور وہاں سے مدراس کو دیا جائے گا اس شخص میں تا ملنا ڈونے

(۶۰) کروڑ روپے دیئے ہیں انہوں نے کہا کہ بھروسہ آپاشی کے لئے موازنہ  
میں ۸ کروڑ روپے متوسط آپاشی اسکیمات کیلئے ۸ کروڑ ۲۵ لاکھ روپے  
مختص کئے گئے ہیں سری سیلم لفٹ کنال اور رائٹ کنال سے رائی سیما میں  
۲۶ ۷۵ لاکھ ایکڑ اراضی سیراب ہوگی انہوں نے کہا کہ اس سال بجٹ میں  
جورالابراجٹ کے لیے ۷ کروڑ ناگر جن ساگر کے لیے ۸ کروڑ روپے  
رکھے گئے ہیں سنگور سے ۲۰ لاکھ ایکڑ اراضی سیراب ہو رہی ہے اس  
پراجیکٹ سے حیدرآباد کو ۳۰ ٹن ایم سی پانی لانے کی تجویز بھی ہے۔ انہوں نے  
ایوان کو بتایا کہ اس سال کے دوران ریاست میں ایک کروڑ ۱۵ لاکھ ٹن اجکا  
کی پیداوار ہوئی ہے تیل کے بیج کی پیداوار ۱۲ لاکھ ٹن ہوئی انہوں نے کہا کہ  
آپاشی کے جملہ مد میں ۸۵ - ۱۹۸۴ کے دوران ۲۲۸ کروڑ روپے الٹ  
کئے گئے ہیں جس سے ایک کروڑ ۱۴ لاکھ ایکڑ اراضی سیراب کرنے کی تجویز  
ہے فی الوقت ۷۵ لاکھ ایکڑ اراضی سیراب کا جاری ہے۔ وزیرینانس نے  
کہا کہ برقی بورڈ کو ڈسٹری بیوشن لائسنس کو ٹیک کرنے کے سلسلے میں ۲۰۰  
کروڑ روپے الٹ کئے گئے ہیں اپریل تک ۳۰۰ میگا واٹ برقی کلبیلوار  
موقع ہے اس سال ۶۰ ہزار زرعی پمپ سٹیشن اور ۵۰۰ دیہاتوں  
کو برقی دینے کا پروگرام بنایا گیا ہے۔ عورتوں کے لئے مراعات اور روزگار  
کے مواقع کو ضروری قرار دیتے ہوئے سٹرائن بھاسکر راؤ نے کہا کہ  
سرکاری ملازمتوں میں (۳۰) فی صد حصہ اسی لئے مختص کیا گیا ہے  
اور بجٹ میں عورتوں کی نلاح و بہبود کے پروگراموں کی عمل آوری کیلئے

# خود روزگار اسکیما پر عمل وری میں آندھرا پردیش سرفہرست

مرکزی حکومت کی سرکردگی میں تعلیم یافتہ بیروزگاروں کیلئے شروع کردہ خود روزگار اسکیما پر عمل آوری میں ریاست آندھرا پردیش سرفہرست ہے۔ اس میں مرکزی سنسٹر آف سٹیٹ انڈسٹری نے ان اسکیما کا جائزہ لیتے ہوئے کہا کہ یہ اسکیما آندھرا پردیش میں ”گرام دویا“ کے نام سے روہیل لائی جا رہی ہیں۔ انہوں نے کہا کہ آندھرا پردیش میں (۵) ہزار (۵۲۷) افراد کو قرضہ جاتا منظور کئے گئے جس سے ہندستان بالخصوص جزئی علاقہ میں ایک کامیاب کام ہے اب تک سارے ملک میں (۱۸) ہزار (۱۲) قرضہ جات منظور کئے گئے جس میں سے (۲۵) فیصد سے زائد آندھرا پردیش میں منظور کئے گئے جن کا مجموعی رقم ۱۰ کروڑ روپے ہے۔

۲ کروڑ روپے رکھے گئے ہیں جو افراد کے لئے مرکزی امداد سے جلائی جانے والی حوامود یا اسکیم کا ذکر کرتے ہوئے کہا کہ ریاستی سرکار اس کا بڑا فائدہ اٹھانا چاہتی ہے تاکہ جو افراد کو بیروزگاروں سے دور کیا جائے۔ پینے کے پانی کے انتظامات اور ذرا سی کے لیے مینٹنس کیشن نے ۲۵ کروڑ لاکھ کے لئے کہا تھا بجٹ میں ۱۹ لاکھ روپے فراہم کئے گئے ہیں۔ مرکزی اعانت بھی ۵ کروڑ روپے ہے پسانہ طبقات اور غریبوں کے لیے امکان کی فراہمی کے لیے بجٹ میں ۲۲ کروڑ روپے رکھے گئے ہیں تا حال ۱۲ کروڑ روپے خرچ کئے جا چکے ہیں اس سال ریاست بھر میں مکانات کی تعمیر کے لیے ۱۱ لاکھ روپے تقسیم کرنے کا پروگرام ہے۔ ان میں تقریباً ۹۱ ہزار مکمل ہو گئے ہیں جو ۱۲۰ کروڑ روپوں کا اسکیم اس حصوں میں تیار کیا گیا ہے۔ مشرین بھاسکر او نے کہا کہ ۸۵-۶۱۹۸۲ کے دوران سیلنٹیکس سے ۷۰ کروڑ روپے لینے مقرر ہے مگر ڈیشم نے حصول اقتدار کے بعد سے اس پر ٹریننگ ادارے قائم کئے ہیں۔ سٹیڈیڈ کاشن کی جملائی کے لئے ۲۵ کروڑ روپے اور ایک درم کاشن کے لیے ۱۰۰ کاشن تعمیر کرنے کا تجربہ ہے انہوں نے بتایا کہ جھٹوں میں پنجہ منصوبے کے پہلے (۳) سال کے دوران ۳۱ کروڑ روپوں سے بوردیس تعمیر کئے گئے۔ جہاں مزدوروں کے لیے دشت کھائیم میں خصوصی دفتر روزگار شروع کر دیا گیا ہے۔ ریاست میں مزید ۳۳ ٹرانزیشن قائم کئے جائیں گے اس سال بولیس دیفر پر ۶ کروڑ روپے رکھے گئے ہیں دشت کھائیم اسٹین بلانت کے ۸۵-۶۱۹۸۲ کے مڈمیں ۱۰ کروڑ اور بنگلہ دراہی میل کسل کے لئے ۲۰ کروڑ روپے کا منصوبہ تیار ہے۔

دوپہ کے کھانے کا پروگرام :- مالیاتی پابندیوں کے باوجود ہماری حکومت نے درج فہرست اقوام 'درج فہرست قبائل اور اور پسانہ طبقات کے بچوں اور ان بچوں کے' میں کے ماں باپ کی سالانہ آمدنی ۳ ہزار روپے سے متجاوز نہ ہو 'فائدہ کے لئے دوپہ کے کھانے کی اسکیم کو کامیاب طور پر منتقل بنایا اور اس میں بہتری پیدا کی ہے۔ تھک اسکول جانے والے بچوں کو بہتر غذا ملے اور ان کے ساتھ ساتھ اسکول میں تعلیمی ہمت ہو سکے۔ ۲۰ لاکھ بچے متاثر ہو رہے ہیں

# شکر جی یادگار شاعرہ سے چیف منسٹر کا خط

چیف منسٹر سرائی ٹی راما راؤ نے قومی اتحاد دیکھتے کے اتحاد کو سارے ہندوستانیوں کا مقصد حیات بنانے کی ضرورت پر زور دیتے ہوئے کہا کہ مذہب زبان اور علاقہ کی بنیاد پر ہم میں کسی قسم کا بھید بھاؤ نہیں ہونا چاہیئے۔ بلکہ انسانیت کے جذبہ کو فروغ دینا ہوگا۔ ہی دت کا تقاضہ ہے۔ سرائی ٹی راما راؤ نمائش میدان پر ندیں کل ہند شکر جی یادگار شاعرہ کا افتتاح کرتے ہوئے عمان اردو کے زبردست اجتماع سے اردو ہی میں خطاب کر رہے تھے۔ جناب محمد شفیع عالم خان مرکزی وزیر سیاحت نے صدارت کی ابتداء میں مسٹر پی نرسائی کی صدر سوسائٹی نے خیر مقدم کیا۔ جناب سید نکرشہ صدر نشین قازن ساز کوئل

نے سادہ نیر کی رسم اجراء انجام دی۔ مسٹر این ٹی راما راؤ نے شعراء کا خیر مقدم کرتے ہوئے کہا کہ شاعری انسان دوستی کے جذبہ کو جو شیطانی انداز میں پیش کرنے اور عوام تک پہنچانے کا موثر ذریعہ اور بہترین وسیلہ ہے۔ کیونکہ شاعری کی زبان دل پر بڑا گہرا اثر کرتی ہے۔ سرائی ٹی راما راؤ نے کہا کہ فنکار چاہے اس کا مذہب کچھ ہی ہو، زبان کوئی بھی ہو اس کا مقصد انسانوں کو سچائی اور صداقت کا راستہ دکھانا ہوتا ہے۔ قومی اتحاد کو فروغ دینا شاعروں کا نصب العین ہونا چاہیئے۔ انسانیت دوستی کو بڑھا دینا ہوگا۔ انہوں نے کہا کہ تمام انسان ہی مٹی کے بنے ہوئے ہیں۔ ان میں زبان مذہب یا علاقہ کی بنیاد پر کوئی امتیاز



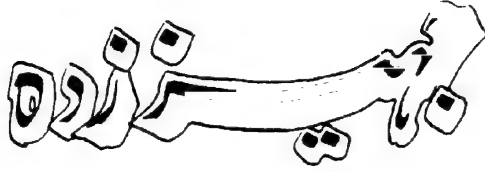
ندیں کل ہند شکر جی یادگار شاعرہ کا چیف منسٹر سرائی ٹی راما راؤ نے افتتاح کیا۔ تصویریں صدر نشین قازن ساز کوئل جناب نکرشہ اور جناب علی محمد جی ہیں

کا ثبوت دیا اور یہ ظاہر کیا کہ ہم تنگ نظر نہیں اور میں سرکاری زبان  
کمیشن کا صدر اردو میں خطاب کر رہا ہوں۔ انہوں نے کہا کہ تنگ اور اردو  
کا رشتہ سنگی بہنوں کا رشتہ ہے۔

# خواجه شوق چند آباد

لالہ دگل کا لہو لاکھ بہایا جائے  
یہ جہنم چھوڑ کے ہم سے تو نہ جایا جائے  
صرف ہم اٹھ گئے اور پر تو کوئی شان نہیں  
شان تو یہ ہے کہ گزرتوں کو اٹھایا جائے  
رنگ پرچشیں بہاراں جمی آسکتا ہے  
چھل کانٹوں میں کوئی فرق نہ پایا جائے  
خون بستہ ہے تن اُن کا آنکھیں کیا ہیں  
کون سا خواب نگاہوں میں بسایا جائے  
آدمیت کے چراغوں کی لٹیں تیز کرو  
نہ ہو ایسا کہ بدن چھوڑ کے سایہ جائے  
پھر رہے ہیں بھی چہرہ پر یہ نقائیں ڈالے  
کس کو حالات کا آئینہ دکھایا جائے  
منزلیں ایسی بھی ہیں نگر بشرے آگے  
جنگل حد میں نہ اشارہ نہ کنایہ جائے  
جی رہے ہیں سبھی احساس بکل کر اپنا  
اب کہے درد کا احساس دلایا جائے  
شوق، دل نام تو ہے ایک چمن زخوں کا  
سدا اسکا گھر کس سے ملایا جائے

نہیں بڑنا چاہیے اسلئے آپسی اختلافات کو فراموش کرتے ہوئے  
قوی اتحاد کو فروغ دینا سب کا فرض ہے۔ شری شکر سہی کو خراج  
بھی اسی طرح پیش کیا جاسکتا ہے۔ چیف منسٹر کی آمد پر سارا میدان  
ننگ شگاف تالیں سے گونج اٹھا وہ پہلی مرتبہ اہل اردو کے کسی بڑے  
اجتماع میں پہنچے تھے۔ چیف منسٹر نے سارے جہاں سے اچھا  
ہندوستان ہمارا ہم جلیں ہیں اس کی وہ گلستان ہمارا پر تالیں  
کی گونج میں اپنی تقریر ختم کی۔ جناب خورشید عالم خاں مرکزی وزیر  
سیاحت نے اپنی صدارتی تقریر میں کہا کہ ۵ اراگست کو جب سورج کی کرنیں  
لال تلحہ کے کنگوروں کو چھو رہی تھیں۔ اس وقت ایسا محسوس ہو رہا تھا کہ  
اردو کے سورج کو گھن لگ گیا ہے لیکن یہ یا کسی عارضی ثابت ہوئی اس  
کی وجہ یہ ہے کہ اردو جس قدر شیریں زبان ہے اتنی ہی سخت جان ہے۔  
اس نے تمام بنائیاں کو گنگے لگا دیا اور زندہ رہی۔ ہمارا یہ احساس ہے کہ  
اردو اور ہندی کا کوئی مقابلہ نہیں ہندی قوی زبان ہے اس کا احترام ہر  
ہندوستانی پر فرض ہے لیکن اردو بھی ان (۱۵) قوی زبانوں میں شامل  
ہے جسے جلد سے احترام کے ساتھ دستد میں جگہ دی گئی ہے۔ ہمیں  
فرخندہ دکھانا ہے کہ کس طرح جائز مقام ملائیں۔ جناب خورشید  
عالم خاں نے کہا کہ اردو کو کسی مخصوص مذہب علاقہ یا خطہ سے منسوب  
کرنا اس زبان پر ظلم کے مترادف ہو گا۔ انہوں نے کہا اردو گنگا جمنی تہذیب  
کی نمائندہ ہے۔ اس نے مشترکہ تہذیب کو تنوع دیا بلکہ اس کی ترجمانی بھی  
کی یہ زبان نہ ہر تو پھر گنگا جمنی تہذیب کی ترجمانی کون کرے۔ انہوں نے  
کہا کہ اردو کی ایک خصوصیت یہ ہے کہ یہ لچکدار زبان ہر زبان علاقہ کی  
سماج ضرورتوں سے ہم آہنگ ہو جاتی ہے۔ جناب خورشید عالم خاں نے  
کہا کہ مرکزی حکومت اردو کے فروغ کے لیے اقدامات کر رہی ہے۔  
جس کو نظر انداز نہیں کیا جائے گا۔ مسٹر سی۔ نارائن ریڈی  
صدر نشین سرکاری زبان کمیشن نے اجتماع سے خطاب کرتے  
ہوئے کہا کہ چیف منسٹر سرائی رام راؤ نے آج اردو زبان میں  
اس اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے اپنی بانی ہم آہنگی کا وہ ملی



شیریں باتوان بڈر لڑکیوں میں سے تھی جو محبت کے مقابلے میں کسی چٹان سے ٹکرا سکتی ہیں۔ کسی بھی طرفان سے ٹٹ سکتی ہیں۔ شیریں نئی روشنی اور تعلیماتہ طبقہ کی نمائندہ عورت تھی ! اسے کامران سے دلی لگاؤ ہو گیا تھا جو لکھا پڑھا تھا۔ کسی ادارے میں ملازم بھی تھا لیکن ایک غریب خاندان کا بیٹا تھا۔ شیریں خوشحال ضرور تھی۔ اوسط درجہ کا رہن سہن تھا۔ بیس ہزار کا فکس ڈپازٹ والدین نے اس کے نام پر بطور جہیز رکھوا دیا تھا۔ زیورات اور مختصر حسب حیثیت سامان بھی فراہم کر دیا تھا کہ شادی کے وقت کام آئے۔

کامران سے شیریں شادی کا وعدہ کر چکی تھی۔ اُمی جان اس رشتہ سے خوش نہ تھیں۔ انہیں تو جیتھ کا لڑکا حمزہ بہت پسند تھا جو اعلیٰ تعلیم کے لیے ولایت گیا ہوا تھا اور بچپن سے سب رشتہ دار اس کا نام شیریں کے نام کے ساتھ لیا کرتے تھے کہ وہ کیا ابھی جوڑی بنے گی۔ اس پس منظر کے باوجود انہوں نے شیریں کی ذاتی رائے میں کبھی دخل نہیں دیا بلکہ شیریں کے والد کو بھی ہمیشہ روکھی رہیں کہ اولاد کے جذباتی معاملات میں جہان تک ہو سکے کسی قسم کا ناخوشگوار مداخلت نہ کریں۔

شیریں اپنی شادی کے لیے مختلف چیزیں خرید رہی تھی۔ کپڑے سلواہی تھی۔ شادی کے صحن چند جینے باقی تھے کامران آیا جایا کرتا تھا لیکن یکا یک شیریں کو ایسا محسوس ہوا کہ کچھ تبدیلیاں آگئی ہیں۔ کامران جیسے بچھا بچھا سا ہو گیا تھا۔

آمدورفت میں خاص کمی نمایاں تھی۔ ٹیلی فون پر وہ بھی جواب دیتا کہ دفتر میں مصروفیت بہت زیادہ ہے۔ شیریں ذرا پریشان سی تھی کہ آخر کار کامران کا خط پونچ گیا اور اصل حالات سے آگہی ہو گئی اس نے بہت ہی معذرت کے ساتھ شیریں سے شادی کرنے پر انکار کر دیا تھا کہ وہ انتہائی مجبوری کے عالم میں ہے۔ اس کی دلدل نے اپنی بہو کا خود ہی انتخاب کر لیا ہے۔ اطاعت مادر ہی نے اسے اس سے بے وفائی پر آمادہ کر دیا ہے۔

شیریں بچاری کے پیروں تلے سے زمین کھک گئی۔ سر جھکا گیا۔ دل پر غم کا پہاڑ ٹوٹ پڑا۔ ادراپ اپنے عباس بھیا کی وہ بات یاد آئی جسے سنکر وہ غضبناک ہو گئی تھی اور اس نے بھیا سے لڑائی مسلل کی تھی !! ہاں تو عباس بھیلے کہا تھا کہ کامران کے والدین کسی لکھتے تپڑی کے گھر کے چکر لگا رہے ہیں۔ اکلوتی بچی ہے اور دولت خرداں۔ سسر کو گھر داماد کا خواہش ہے اور اعلیٰ تعلیم کے لئے داماد کو امریکا بھی بھیجنے کا وعدہ ہے۔

”اُن تو یہ راز ہے !“ شیریں نے آہ بھری۔ وہ بالکل خاموش رہی۔ کسی سے کچھ نہ کہا۔ غم جاناں کو بہا دی سے برداشت کر رہی تھی۔ اُمی جان کو بیٹی کی اداسی کا احساس تھا۔ انہوں نے اس پر کچھ ظاہر نہ ہونے دیا۔ اسی اثنا میں حمزہ ولایت سے واپس آ گیا تھا۔ آتے ہی نہ صرف اچھے عہدے پر مقرر ہو گیا بلکہ شہر بھر کا خوبصورت لڑکیوں کی فہرست اور کئی ایک کی تصویریں بھی آگئیں۔ حمزہ مردانہ دجاہت کا نمونہ۔ مغربی تعلیم پاکر بھی مشرقی



شرافت کا پابند - ہنس مکھ - دولت مند باپ کا زور نظر - شیریں  
کے ہی خیال میں مگن تھا - !

ابی جان نے ایک شام شیریں کو تنہا اس باغ کے ایک  
گوشہ میں بیٹھا دیکھا تو اس کے پاس جا کر کہا " بے بی - پیارنا -  
تم سے کچھ گفتگو کرنا ہے۔"

جی ائی - فرمائیے - برائے شیریں چونک پڑی۔  
دیکھو بے بی - ہمارا حمزہ آگیا ہے - وہ تمہارا بیماری ہے -  
کہو کیا رائے ہے ؟ میں ہرگز کامران کے خلاف زہر نہیں پھیلاؤں گا



ہوں - انوا میں مشہور ہیں کہ کامران کی اپنی کوئی رائے یا حیثیت  
نہیں - محض جہیز - روپیہ - زر - زمین اس کی والدہ کو  
درکار ہے - تم حمزہ کو مالوس نہ کرو - " ائی - آپ کا  
حکم - سر - آنکھوں پر " شیریں کے آنسو رواں ہو گئے -  
چند ہی روز میں شیریں " بیگم حمزہ " ہو گئی - خوشیوں  
کا سیلاب تھا اور دونوں خاندان - کامران کی جہاں بات لگی تھی اس  
لڑکی نے کورٹ میں جا کر اپنے من پسند ادیب حامد علی سے شادی  
کر لی اور اپنے والدین کی جائیداد سے بخوشی دستبردار ہو گئی - اسے  
جہیز لالچی لوگوں سے نفرت تھی -

کامران - جہیز زدہ - حیرت زدہ رہ گیا - !! ••

# سماجی برائیاں دور کرنا اور ملک کے مفاد کیلئے محنت کرنا ہمارا سب سے بڑا فرض ہے

# انٹارٹیکا کی تیسری مہم

ادر جنرالیٹل کتب دفراز کے مطالعہ کے علاوہ یہ ٹیم ایک مستقل اسٹیشن کے قیام اور کشن گنگو تری اور ہندوستانی سرزمین کے درمیان ایک معقول مواصلاتی سسٹم کے استوار کرنے کے تمام پہلوؤں پر بنیاد خاکہ تیار کر رہی ہے۔

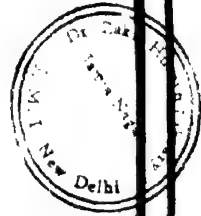
ٹیم اپنے ساتھ ایک مفرد ڈھانچہ بھی لے گئی ہے جس میں برف بچھلانے والی مشین، روم پیٹنگ، کتب خانہ، چولھے کی سہولتیں، ریڈیو سیٹ، شے لائٹ، ٹیلی فون اور ٹیلی ویژن سیٹ شامل ہیں۔ سائنس دانوں نے اپنے ہمراہ ایک ہیلی پڈ بھی لے لیا ہے جو کہ دفاعی سائنس دانوں نے تیار کیا ہے اور جسے آدھ ٹھنڈے میں برف کی سطح پر بنایا جاسکتا ہے۔ چارٹن کھانا جو کہ خاص طور پر بنایا گیا تھا اور جسے دفاعی لیبارٹریوں میں پیک کیا گیا ہے بحری جہاز سے بھیجا گیا جو کہ آئندہ چھ ماہ کے لئے کافی ہوگا۔

نئی ٹیم کی تشکیل مخصوص قسم کا ہے۔ پچھلے ہفتے کے برخلاف اس نئی ٹیم میں غیر سرکاری اراکین کو بھی لیا گیا ہے۔ شٹا یونیورسٹیں اور آئی ٹی اداروں سے۔

۱۶ رکنی سرمائی ٹیم کو مہم پر روانہ کرنے کے بعد انٹارٹیکا میں ایک مستقل اسٹیشن قائم کرنے کیلئے بنیادی معلومات حاصل ہو سکیں گی۔ موسم سرما کے دوران کیمپ کا تعلق باہری دنیا سے بالکل منقطع رہے گا۔ ۵۷ تا ۱۹ تک ہندستان انٹارٹیکا میں ایک مستقل اسٹیشن قائم کرنے کی توقع رکھتا ہے۔

ہند نے گزشتہ دنوں ایک خاص مشن کے تحت برصغیر برافٹم انٹارٹیکا کی تیسری مہم سر کرنے کے لیے روانہ کیا۔ ۸۲ رکنی ٹیم جو کہ ہند کی اب تک کا سب سے بڑی ٹیم ہے، تین ماہ تک انٹارٹیکا کی گرمیوں میں گزارے گا۔ اور ایک ۱۶ رکنی ٹیم کو وہاں بھجور دے گی جو برافٹم کی شدید ترین سردیوں کا تجربہ کرے گا۔ یہ ہندوستان کی اس لحاظ سے بھی پہلی مہم ہے کیوں کہ اس مرتبہ اس میں دو خاتون سائنس دان بھی شامل ہیں۔ جن میں ایک تجربات اور دوسری اراکیات کی ماہر ہیں۔

۱۹۸۱ء کے آغاز کے بعد سے ہندوستان ہر سال بھولٹی موٹی ٹیم طبیعیات علوم کے سلسلے میں انٹارٹیکا روانہ کرتا ہے۔ پہلی مہم کی ٹیم میں گیارہ افراد تھے جو محض تجزیاتی ذمیت کی تھی جبکہ ۲۲ سائنس دانوں کی دوسری ٹیم نے تین ہفتے تک ہندوستانی کلدی اسٹیشن کشن گنگو تری پر ارضیاتی مطالعہ اور بذریعہ طیارہ اترنے کے لیے ہوائی پٹی کی تیاری میں دقت لگایا ۶۱۹۸۱ سے موسمیاتی اعداد و شمار کو خود بخود اکٹھا کرنے کے لیے ایک موسمیاتی اسٹیشن سرگرم عمل ہے۔ ماہر اراکیات شری دیش گپتا کی قیادت میں تازہ ترین مہم سب سے بڑی مہم ہے۔ یہ ٹیم ۳۱ دسمبر بروز منہ مار ماگوا پورٹ سے روانہ ہوئی۔ جو فن لینڈ کے برف شکن جہاز "فن پونیر" پر سوار ہوئی۔ برافٹم کی کلیشائی تشکیلاتی موسمیاتی اتار چڑھاؤ



# احوال واقعی

شیابہ للکیت  
ڈاکٹر ایف ڈی بی بی  
سید محمد علی شاہ

آئینوں کا ذکر سر بزم جب جھڑا  
سیاح بن کے میں نے کیا ہے بہت سفر  
بھارت میں دیکھی میں نے فقط ایک اقلیت  
فرقے تو بے شمار ہاں شمش بہت میں ہیں  
ہر مکتب خیال کے ملتے ہیں آدمی  
دارمھی ملک پکیش پنازاں بہت لے  
کوئی ہے برہمن تو کوئی راجپوت ہے  
سید کوئی چٹھان کوئی میہنڈا کوئی  
مانا کہ تہہ یہ بہت ہی سپاٹ ہے  
کچھ اسمیں تلخ و ترش بیانی کا دمک ہے  
پوشیدہ نہر خند کی اسمیں کتا رہے  
سچی ہے بات اسلئے لگتی ہے یہ بُری  
کیوں غیر طعنہ زن ہیں ہمارے شعار پر  
مذہب بجا، عقیدے بجا، پنتھ بھی بجا  
رنگ و نسب قبیلہ و فرقہ سبھی درست  
ورن اور ذات پات کے درجات الگ سہی  
لیکن وطن تو ایک ہے جس پر لیا ہے جنم  
ہم لوگ جس کی گود میں بل کر جواں ہوئے  
بھارت کے آب و گل ہی سے خمیر سب کی ہے  
ہے سجدہ گاہ سب کی آسمان سرزمین کی خاک  
ایسا شعار کیوں نہ کریں اختیاب رہم  
ہم ہیں بطن پرست تو نازاں وطن پہ ہوں  
امن اور آسٹھ سے جنیں، پیار سے رہیں  
کیوں بقیہ بھانسنے نہ کریں اغواف ہم  
سینوں میں کینہ ہو نہ دلوں میں ہو کوئی بُر  
بن جائے سرزمینِ وطن سرزمینِ خیمہ

# خیریں رہنمائی میں



چیف منسٹر مسٹر این ٹی راماسوامی نے ۲۲ جنوری کو  
اپنے دورہ سلورپیٹا، ٹائیڈوپیٹا، گڈوہا علاقہ ضلع نیلور  
میں تباہ شدہ فصلوں کا معائنہ کیا۔



دکن آباد ضلع رنگا ریڈی میں ۲۵ فروری کو گورنر آندھرا پردیش جناب رام لعل نے پسماندہ طبقات کے مستحقین کو قرضے جات تقسیم کئے۔



گورنر آندھرا پردیش جناب رام لال نے ۱۰ فروری کو راج بھون میں پی ناگیشور راؤ کی مرتب کردہ کتاب صدر ہندوستانی ذیل سنگھ کے حالات زندگی کا رسم اجرا (نجاتی)



چیف فٹسٹر سٹرائن ٹی راماراؤ نے ۲۲ ویں آندھرا پردیش پولیس اسپورٹس میٹ کے جیتنے والوں میں ۳۱ جنوری کو انعامات تقسیم کئے



اڈمرل ادو۔ ایس۔ ڈاؤسن چیف آف نیری اسٹاٹ نے ۲۲ فروری کو چیف فٹسٹر سٹرائن ٹی راماراؤ سے ملاقات کی



۱۶ فروری کو قانون  
سازاسی  
میں وزیرینائنس  
نے ۸۵-۱۹۸۴ء  
کابینٹ پیش  
کیا۔ چیف جسٹس  
اور وزیرعمرات  
اور دوسرے  
دیکھے جاسکتے ہیں۔

قانون سازکونسل  
میں ۱۶ فروری کو  
وزیرمال جناب  
پنہندرناتھ نے  
۸۵-۱۹۸۴ء کی پیش  
پیش کیا۔ وزیر  
راج اور وزیر  
جناب محمدشاکر  
کو دیکھا جاسکتا ہے۔



یکم فروری کو  
سکرٹریٹ  
میں چیف جسٹس  
مشران۔ ٹی  
رامادائونے  
دیکھا گیا کہ  
برٹے افڈیک  
پہلے جگہ سے خطاب کیا

آندھرا پردیش

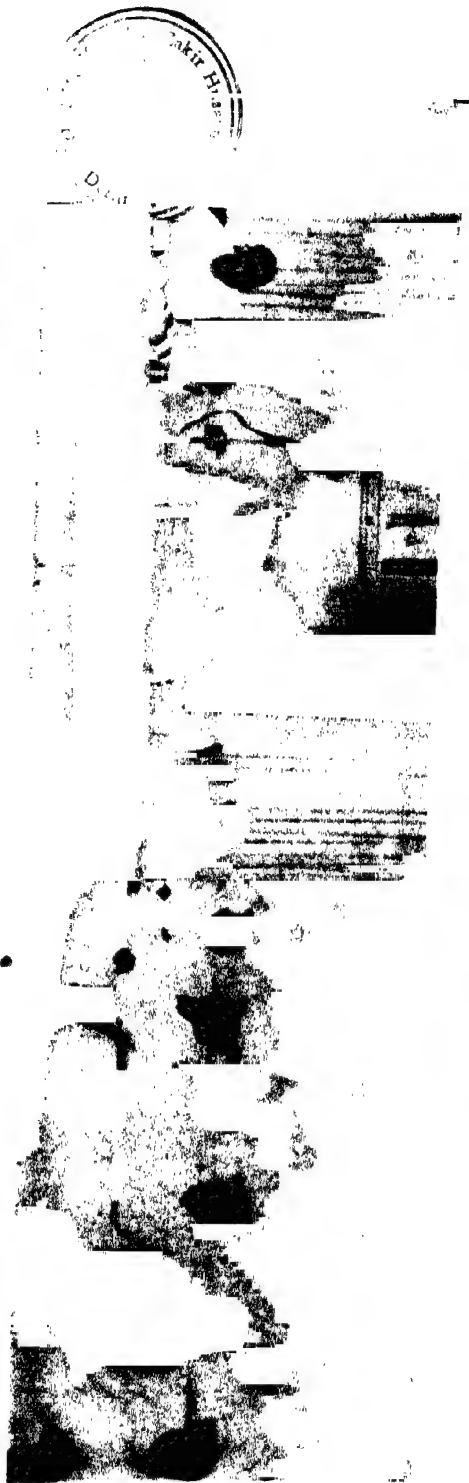


اد میں ۷۲ فروری کو ہونے والے ۱۹ ویں آل انڈیا سیرل سرڈیس کرکٹ ٹورنٹ کے جیتنے والوں کو چیف منسٹر  
رائن - ٹی - رامارائو نے اعزاز - تق - کے



۱۹۸۴ فروری ۶ کو کلا بھون میں کمشنر اطلاعات دتہنہ بی اور مشر بی دی آر کے پرشاد (آئی اے ایس) نے  
آنجنابی شری گوپال سوامی کے تصویر کی نقاب کشائی کی۔





دولت سدا میں ۷، مارچ کو چیف منسٹر این۔ ٹی۔ رامارائو ارکان اسمبلی اور عہدہ داران برقی کے اجلاس سے خطاب کیا



آزمودہ پردیش

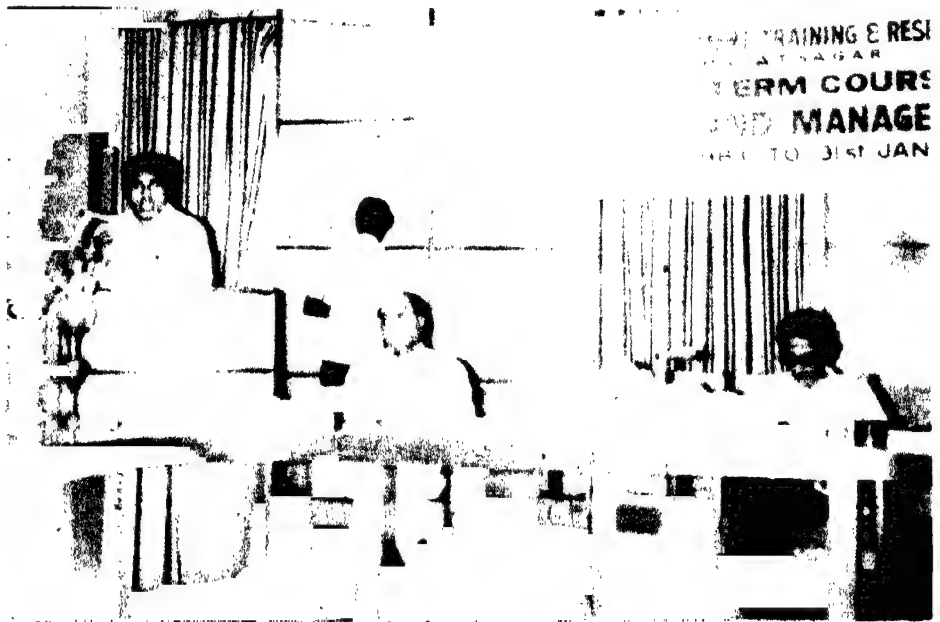
نہ

ایرلینڈ

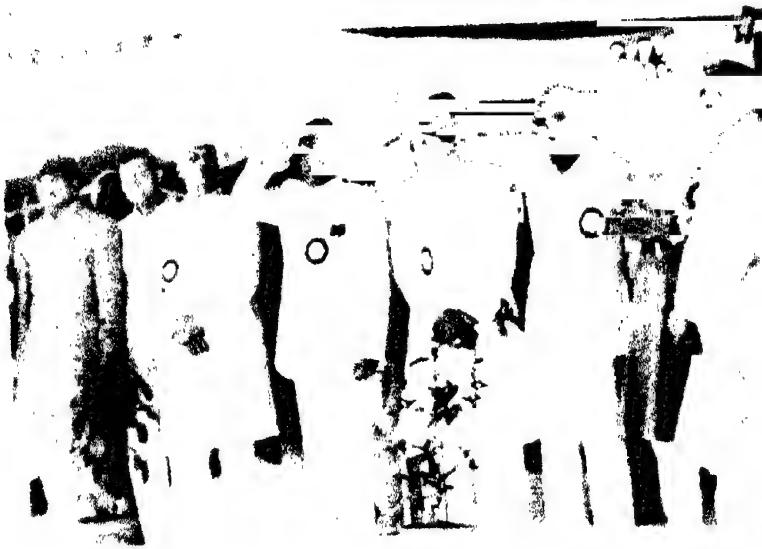
گورنر آرمہا پردیش جناب رام لال آنرہما پردیش۔ لکھنؤ کے مشترکہ اجلاس سے ارزوری کو اسمبلی میں خطاب کیا۔



نیف منسٹر این ٹی رامادائو نے ۶ مارچ کو سینئر آئی اے ایس اور آرمی کے افسروں سے ملاقات کی اور تبادلہ خیال کیا۔



مسٹر جنارڈی ڈیر درامت نے وائس چانسلر اور لیسنٹ میجسٹریٹ کے طویل مدت کے کورس کے افتتاحی اجلاس کو مخاطب کیا جو عثمانیہ یونیورسٹی میں ۳۱ جنوری سے شروع کیا گیا ہے۔



۴ مارچ کو برلن میں منعقدہ ریفریکٹوری ریالی میں گورنر آندھرا پردیش جناب رام لال پھول سے سلامی لے رہے ہیں۔ اس موقع پر جناب شیوشکو مرکازا ڈیرپروم، جناب مکشرشہ صدیشین قانون ساز کونسل، جناب عیشا کزیر لڑقات، شہزادہ مخم جاہ اور دوسرے موجود تھے۔

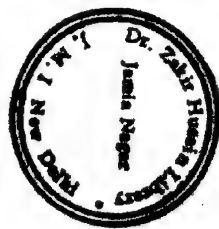
آندھرا پردیش





Dr. Zakir Husain

Dr. Zakir Husain



رہلی پردیش





# آندھرا پردیش

مئی ۱۹۸۴ء • جلد ۲۹ • شماره ۵ • MAY 1984

چیف ایڈیٹر  
پنی۔ دی۔ آر۔ کے پرشاد (آئی اے ایس)

ایڈیٹر  
ملک محمد علی خان

قیمت فی شماره : ۵۰ پیسے

- اس شماره میں اہل علم حضرات نے انفرادی طور پر جن خیالات کا اظہار کیا ہے ان سے لازمی طور پر حکومت کا متعلق ہونا ضروری نہیں ہے۔
- ذرا لانا ۶۱ روپے ، فی پرچہ ۵۰ پیسے
- ذرا لانا ذریعہ منی آرڈر روانہ کیجئے۔ ● منی آرڈر ناظم اطلاعات و تعلقات عامہ کے نام روانہ کیجئے۔
- سفایں بھیجنے کا پتہ :- ایڈیٹر اردو ماہنامہ "آندھرا پردیش" محکمہ اطلاعات و تعلقات عامہ، گر باکلی، چھٹی منزل، سکرم جاہی روڈ حیدرآباد ۵۰۰۰۰۰ (آندھرا پردیش) ● ناظم اطلاعات و تعلقات عامہ حکومت آندھرا پردیش نے شائع کیا ● طباعت : گورنمنٹ سنٹرلی پریس، چیف کلرک، حیدرآباد، کتابت : ایس اے سعید۔

## فہرست

- |      |  |
|------|--|
| صفحہ |  |
| ۲    | آندھرا پردیش کی شاندار زرعی ترقی : از : جی دانی انصاری       |
| ۴    | غزل : از : غائب سلطان شاہین                                  |
| ۵    | ضلعوں کے آپجمنل سے (اطلاعات کی خبریں)                        |
| ۶    | ہر ضلع میں ایک اسٹیم - چیف منسٹر کی تقریر                    |
| ۷    | ہیڈ لوم صنعت کو اولین اہمیت دینے پر زور، چیف منسٹر کی تقریر  |
| ۸    | پیمان وفا (نظم) : از : محمد عبدالکریم ماہر                   |
| ۹    | تلگو دکن ناچیم (تلگو لیرنری) کا افتتاح                       |
| ۱۰   | نندی نلم ایرارڈز کی تقریب                                    |
| ۱۱   | شمسی توانائی اور اس کا مستقبل : از : خلیل اکمل               |
| ۱۲   | غزل : از : جوہر ہاشمی  |
|      | سرطان کیا ہے - ممتاز ماہر کینسر ڈاکٹر ایچ مید علی صاحب       |
| ۱۵   | سے محترمہ نکہت حیدر کا خصوصی انٹرویو                         |
| ۱۹   | کالنگا ٹیم کے دلنمات : از : محمد افتخار احمد بشر             |
| ۲۰   | افسانہ : راج کھدرا : از : این ایس چاولہ                      |
|      | کتابوں پر تنقید تھو - "اردو کی بہترین رباعیاں"               |
| ۲۳   | "اردو شاعری میں شراب اور شباب" تبصرہ نگار : سرتاج احمد جلیلی |
| ۲۵   | خبریں تصویروں میں  |



# آندھرا پردیش کی شاندار زرعی ترقی اپنی اگر یکپارچہ یونیورسٹی کا عظیم الشان کارنامہ

برصغیر ۱۱۳ لاکھ ٹن پنچ گھنٹہ تھی۔ اس "رائی" کے پریت کی تفصیلات  
کچھ اس طرح ہیں۔ ذیل میں ہر اناج کی پیداوار کی مقدار لاکھ ٹن میں  
زرع کی جا رہی ہے۔ اور ہر اناج کے ساتھ لکھی جانے والی پہلی مقدار  
کا تعلق فصلی سال ۶۶-۱۹۶۵ء سے اور دوسری مقدار کا تعلق سال ۸۲-۸۱ء  
سے ہے۔

چاول، (۴۰) - (۷۹) ٹن، جوار (۱۰) - (۱۳) ٹن یا جڑ (۲)  
(۵) ٹن، مکئی (۲) - (۶) ٹن، دالیں (۳) - (۵) ٹن جلد پیداوار فصلی سال  
۶۶-۱۹۶۵ (۶۰) لاکھ ٹن جلد پیداوار فصلی سال ۸۲-۸۱ (۱۱۳)  
لاکھ ٹن۔ فصلی سال ۶۶-۱۹۶۵ کے دوران اور فصلی سال ۸۲-۸۱  
کے دوران ریاست کی زرعی اراضی علی الترتیب فی ایکڑ۔

چاول، (۱۲۶۲) - (۲۰۶۸) کلو

جوار، (۴۱۴) - (۵۳۰) کلو

یا جڑ: (۴۵۵) - (۸۱۰)

مکئی: (۸۰۴۱) - (۱۹۸۲) کلو اور

دالیں: - - - - (۳۲۹) کلو

پیدا ہوئے۔

زرعی پیداوار اور زرخیزی میں یہ غیر معمولی اضافہ زیادہ

ریاست آندھرا پردیش میں زرعی پیداوار میں ناقابلِ یقین  
اضافہ اور زرعی ترقی کی باتیں "آپو" کے تذکرہ کے بغیر ادھر  
رہ جاتی ہیں۔ "آپو" (آندھرا پردیش اگر یکپارچہ یونیورسٹی)  
برسوں کی اٹھک اور مسلسل ریسرچ اور عرق ریزی کے بعد یستی  
کڑوں کے ہاتھوں میں اللہ الدین کا چراغ تھما دیا ہے جس کے  
نتیجہ میں آج جب ہم ریاست کی زرعی پیداوار میں دگنے سے زیادہ  
اضافہ پر نظر ڈالتے ہیں تو ہماری شکاہوں کے سامنے ان پرظوں  
مختص، نگاہ ریسرچ اور شب دروڑ جاری رہنے والی کادشوں کا ایک  
دافع نقشہ گھوم جاتا ہے۔

جس کے بعد ہی انسانی محنت اور کد کاوش پر ایمان واضح

ہو جاتا ہے۔ اور پھر انسانی ذہن کو اس معجزاتی ترقی اور پیداوار  
میں اضافہ کو حقیقت سمجھنے میں کوئی دشواری پیش نہیں آتی اگر ان  
مقائم کو ہم پیش نظر نہ رکھیں تو ہم اپنی آنکھوں سے بھی اناج کے ان ہلالی  
ڈھیروں کو دیکھ کر اس پر یقین نہیں کر سکتے۔

لیکن حقیقت یہ یکہ رائی کا پریت بنانے "کانن" "آپو"

نے خوب سیکھا ہے۔ جس کے نتیجہ میں فصل سال ۸۲-۸۱ء میں

زرعی پیداوار فصل سال ۶۶-۱۹۶۵ء کے صرف (۶۰) لاکھ ٹن سے

فصل دینے والی میاری بیج کی دین ہے ”آپلو“ نے اس نوعیت کے (۹۸) اقسام کے بیج ریاست کے کانڈ کی معرفت اس دھرتی کے سینہ تک پہنچاتے ہیں۔ جو ایک ایکڑ میں (۳) سو سے ایک ہزار کلو سے زیادہ اناج ان محنت کشوں کو نہیں دے سکتی تھی۔ اس سے زندگی حاصل کرنے رات دن ایک کر دیا کرتے تھے۔

● یہ غیر معمولی اضافہ زرعی ریسرچ اسٹیشن کی سہانہ روز تحقیقات اور سامعی کی دین ہے جو ”آپلو“ کی رہنمائی میں زرعی پیداوار میں اضافہ کے مقصد کو پورا کرنے میں مصروف ہیں۔

● یہ غیر معمولی اضافہ ہمارے ان پڑھ کانڈ کی تربیت کا نتیجہ ہے جو انہیں ”آپلو“ کے مظاہراتی کیمتوں

(DEMONSTRATION PLOTS) کے ذریعہ دی جاتی ہے زرعی پیداوار میں اس غیر معمولی اضافہ کے باوجود اس حقیقت کو نظر انداز نہیں کیا جاسکتا کہ فصلی سال ۸۲-۱۹۸۱ء کی پیداوار کے مابین ہزار ایک وسیع خلیج حائل ہے اور یہ یقیناً ہلائی منزل ہے۔ اس نتیجہ منزل پر پہنچنے کی قری قریب ہے۔

کروٹو ”آپلو“ اب تک ریاست میں دھان کے تمام زیر کاشت علاقہ کو ترقی یافتہ اور میاری دھان کے بیج سربہا کرنے میں کامیاب حاصل ہوئے ہیں۔ ان علاقہ کو موری، بتکاماں دھنا، کشمی، کوڈ، ملا، گوکو، سرکیکا، واستا اور سونا جیسے ماڈل کے میاری بیج سربہا کئے گئے ہیں۔

حائل کی ان فصلوں کو بعض گہڑوں اور بیماریوں کا نقصان علاقوں میں خستہ لاحق رہا ہے لیکن ”آپلو“ نے ایسے افسانے بیج تیار کئے ہیں جو منسلقہ علاقوں میں بعض کیشوں اور بیماریوں کے حملوں سے محفوظ رہے۔

جوار کا تلفت زمینوں میں ”موتی جوار“ سب سے زیادہ مفید ہے جو الٹرا کاربوئیٹڈ سورگم امپروونٹ ہڈا کٹ کی جانب سے

”موتی جوار“ کے بیج جاری کئے گئے ہیں۔ تاہم ہمارے زیر کاشت کے مرت (۲۵) فیصد علاقہ ”موتی جوار“ کی فصل کیشوں اور بیماریوں سے متاثر ہوتی ہے۔ یہ بیماری ”موتی جوار“ کی فصل کیٹے ایک مسئلہ بنی ہوئی ہے۔ لیکن میں اسی ہی نندیال میں تیار کئے جانے والے جوار کے بیج ۳۰-۲۰ کو اس نوعیت کا کوئی خطرہ لاحق نہیں ہے۔ اسلئے کوشش کی جا رہی ہے کہ ایسے میاری قسم کے بیج تیار کئے جائیں جو زیادہ فصل دینے والے بھی ہوں اور بیماریوں سے متاثر بھی نہ ہو۔

دالوں کے اعلیٰ قسم اور زیادہ فصل دینے والے بیج بھی ”آپلو“ نے کانڈ کو جاری کئے ہیں جہاں تک نیشکر کا تعلق ہے کافی تعداد میں اعلیٰ میاری بیج جاری کئے گئے ہیں۔ لیکن بعض خصوص فصل، بیماریوں سے نیشکر کی فصلوں کو خطرات لاحق ہیں۔ گوکہ ان بیماریوں پر قابو پانے کیمیکلس اور دیگر ادویات دستیاب ہیں۔ لیکن بہت گراں ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ ”آپلو“ نیشکر کی تیاری میں اپنی سامعی جاری رکھے ہوئے ہے جو اس نوعیت کی بیماریوں کا مقابلہ کر سکے۔ کپاس کی فصلوں کو بھی بیماریوں سے بچائے رکھنے اور زیادہ سے زیادہ مقدار میں فصل حاصل کرنے کی غرض سے تین قسم کے بیج۔ دراکشمی ایم سی یو ۵ اور ایچ ۵ کانڈ کو دستیاب کئے گئے ہیں۔

اس بات کا پتہ چلا ہے کہ زنک (ZINC) بھی خاص کر ناگر جاسگر، سری یام سنگھ کے کانڈ کے تحت آپکشی علاقوں میں پیداوار میں کمی کا باعث بنی ہوئی ہے۔ اس خصوص میں حقیقات کا سلسلہ جاری ہے اور تاثرہ زرعی علاقوں میں (۵۰) کوئی ایکڑ کے حساب زنک کے استعمال کا سٹارٹش کیا گیا ہے اس طرح موٹنگ پھل کی کاشت کیلئے جیپسم (GYPSUM) ضروری ہے اور اس کے استعمال کا طریقہ

یعنی اپنا یا جبار ہے۔ دریائے گودادری کے طاس کے علاقہ میں دھان کی فصلوں کی کٹی سے کچھ عرصہ قبل پانی کی قلت سے محفوظ رکھنے کے لیے روایتی ریت سے قبل کاشت کی جا رہی ہے۔ اس طرح تین فصلوں - چاول + چاول + دالیں کی سہولیتیں حاصل ہوئی ہیں۔

کیمیائی کھادوں اور ترقی یافتہ زرعی آلات کا استعمال چھٹے دہے میں شاید ہی ہوا کرتا تھا۔ لیکن تجربات نے ثابت کر دیا ہے کہ حالیہ برسوں میں ان دونوں چیزوں کا استعمال کن کے لیے

بے حد سودمند ثابت ہوا ہے۔

ایسے علاقوں میں چند سیر چ کیلئے مناسب توجہ مبذول نہیں کی گئی ہے۔ اب "ماتیل - کھلیان نقصانات" کو گھٹانے کیلئے ماتیل - کھلیان ممکنہ اوجہ کی ضرورت محسوس کی جا رہی ہے کیونکہ ایک اندازہ کے مطابق ریاست کی سب سے بڑی پیداوار - چاول کو - "ماتیل - کھلیان" مدت "میں کوئی" (۲۰) فیصد کا نقصان برداشت کرنا پڑتا ہے۔ نیشنل ایگریکلچرل براہمٹ کے تحت پائلڈ میں اس بارے میں تحقیقات کا آغاز کر دیا گیا ہے۔

## غزل

گر غم نہ خوشی میں شامل ہوئے کیف ادائیں ہو جائیں  
روشن نہ چراغ الفت ہو ادختم دنائیں ہو جائیں  
اندازِ اے ہیں ان کے کیا شان ہے ان متوالوں کی  
ان کا ہو گذر جس بستی سے خمور دضائیں ہو جائیں  
تقدیر پر اپنی نازاں ہوں رکھتا ہوں جگر میں دُعا کا  
گرسا تھ زمانہ دے نہ میرا ناکام دعائیں ہو جائیں  
بیمار تمہارا سر جائے مرضی ہی تمہاری ہے تو نہ کیوں  
مجبور مسیحا ہو جائے بے کار دردِ رائیں ہو جائیں  
اب حد سے گذرتا جاتا ہے جوشِ محبت کا عالم  
معلوم نہیں کیا کر بیٹھوں مسموم ہوائیں ہو جائیں  
آئینہ میں جب بھی تم دیکھ میرا بھی تصور کر لینا  
خوش ہو کے بلا لینا مجھ کو جب ختمِ غنائیں ہو جائیں

ہم اُن سے دغائیں کرتے وہ ہم سے بغائیں کرتے ہیں  
آہوں میں نہ جوشا ہیں ہے اثر الٰہی نہ دعائیں ہو جائیں

شاہدِ سلطنت شاہین

ایم اے (دہلی)

۱۴۵-۷-۲۱ دیوڑھی ماہیلہ  
چارکمان، سید آباد

# ضلعوں کے کھانپھل سے

آئی۔ آر۔ ڈی۔ پی قرضہ جات  
کی تقسیم

ضلع پریشدوں کو بورویل کی کھدائی  
کیسے رقمی امداد

مشر دھالے راڈ کلکٹر ضلع پریشدوں نے گدار ضلع پریشدوں کے ۳۲۶ خانہ دلوں میں ۲۲ مارچ کو آئیل انجن - ہل چلانے کے سبل - کمہاروں کے چرخ اور ٹرننگ دینے کے لیے استعمال کیا جانے والا سامان جنکی مجموعی لاگت ۱۰۵۶۱ لاکھ روپے ہے تقسیم کئے۔ اس پروگرام کا مقصد ان مستفیضین کو خطا غربت سے اد پر لے آنا ہے۔ کلکٹر صاحب نے بتایا کہ ضلع میں اب تک ۳۶۵ لاکھ روپے مالیت کی ۱۰۲۰۰ یونٹیں تقسیم کی گئی ہیں اور اس کے ساتھ ۱۵۶ کروڑ روپے کی رقمی امداد بھی دی گئی ہے۔

دشا کھا پٹنم میں بیواؤں  
کو وظائف کی منظوری

آر۔ رام کرشنا آروڑی - اد دشا کھا پٹنم کی اطلاع کے بموجب دشا کھا پٹنم ڈسٹرکٹ میں ۸۰۰ بیوہ خواتین کو ماہانہ ۵۰ روپے دلیفہ فی کس منظور کیا گیا۔

جاریہ سال کے تیسرے ماہی مدت کیسے حکومت آندھرا پردیش نے ضلع پریشدوں کے لیے ۶۶۵۰ لاکھ روپے بطور گرانٹ ان ایڈ کے طور پر منظور کئے ہیں تاکہ درج فہرست اقدام کے رہائشی علاقوں میں بورویل کھدائی جائیں۔ ضلع پریشد جنھیں یہ رقم دی گئی ہے حسب ذیل ہیں۔  
- اضلاع مشرقی گوداوری اور چتور فی کس ۵۰ ہزار روپے  
- اضلاع سریکا کلم - محبوب نگر اور مغربی گوداوری فی کس ۲۰ ہزار روپے۔

- اضلاع دجیا نگر - دشا کھا پٹنم - کرشنا - گنٹور۔  
پریشد - انت پور - کرنول - تلنگنہ - درنگل اور کریم نگر - فی کس ۳۰ ہزار روپے  
- اضلاع نیلور - کرپہ - میدک - نظام آباد - کعم اور عامل آباد میں فی کس ۲۰ ہزار روپے - ضلع رینکارڈی کو ۱۰ ہزار روپے۔



# ہر ضلع میں ایک اسٹیڈیم کی تعمیر کا منصوبہ

## چیف منسٹر مسٹر این ٹی رامارائو کی تقریر

دوسرے کے لیے لازم و ملزوم ہیں۔ اور ان دونوں میں خوشگوار تعلقات غریبوں کو انصاف بہم پہنچانے کے لئے راہ ہموار کریں گے۔ انہوں نے کہا کہ ریاستی حکومت کی جانب سے سماج کے غریب طبقات کی حالت کو بہتر بنانے کے لیے کئی اسکیموں کو رو بہ عمل لایا جائے گا۔ چیف جسٹس آنرہرا پردیش بائیکورٹ مسٹر کے مادھو ریڈی نے صدارت کرتے ہوئے کہا کہ تمام متعلقہ اور اہم قوانین کا سرکاری طور پر تلگو میں ترجمہ کرنا چاہیے تاکہ عدالتوں میں ریاستی سرکاری زبان تلگو میں کارروائیاں لگ جائیں مسٹر جسٹس کے پنا اور مسٹر جسٹس پنا رامارائو نے بھی مخاطب کیا۔ چیف مسٹر نے ممبلی ٹینس میں ہندو کالج کی گولڈن جوبلی تقاریر میں تقریر کرتے ہوئے کہا کہ ان کی حکومت نظام تعلیم میں انقلابی تبدیلیاں لائے گی۔ کیونکہ موجودہ تعلیمی نظام جسے سامراجی مقاصد کی تکمیل کے لیے برطانوی دور میں مدد کیا گیا تھا۔ ان نتائج کا حامل نہیں ہر سکا، جن کی توقع تھی۔ انہوں نے کہا، یہ بڑی بد قسمتی کی بات ہے کہ حصول آزادی کے ۳۵ برس بعد بھی ہمارے نو جوان، نو آباد کاری طرز فکر کے بار کو اٹھاتے ہوئے بے سود ٹیگروں کے حصول کے چکروں میں پڑے ہوئے ہیں۔ چیف مسٹر نے کہا کہ تعلیم ایسی ہو کہ ایک طالب علم میں جہاں خود اعتمادی پیدا ہو وہیں پردہ خود مختاری ہونے کی صلاحیت کا حامل بھی ہو جائے اور خود اپنی اور اپنی مادر وطن کی خدمت کر کے صدیشن کو ایک وکٹ مسٹر سا بیو رارائو نے تقریر کی صدارت کی۔ ●●

چیف مسٹر مسٹر این ٹی رامارائو نے کہا ہے کہ حکومت کا ارادہ ہے کہ ہر ضلع میں ایک اسٹیڈیم تعمیر کیا جائے۔ چنانچہ اس سال کے آخر تک ۶ اسٹیڈیم بالکل تیار ہو جائیں گے۔ چیف مسٹر گڈی دائرہ میں ایک اسٹیڈیم کا سنگ بنیاد رکھنے کے بعد ایک بڑے جلد عام سے خطاب کر رہے تھے۔ چیف مسٹر نے کہا کہ ان تمام اسٹیڈیم میں کھلاڑیوں اور طلباء کے لیے سہولتیں فراہم کی جائیں گی۔ مسٹر این ٹی رامارائو نے قبل ازیں کلکٹر مسٹر جے ہری نارائٹا کو گڈی دائرہ میں اسٹیڈیم کی تعمیر کے لیے ۲ لاکھ روپے کا چیک پیش کیا۔ مسٹر نارائٹا مدر نشین ضلع پریشاد مسٹر دست ناگیشور رائے ایم ایل اس نے بھی مخاطب کیا۔ چیف مسٹر نے کہا کہ دیہی ترقی و ترقی کا اہم تقاضا ہے۔ حکومت نے دیہی غریبوں اور کمزور طبقات کے لیے ضروری سہولتیں مہیا کرنے کی غرض سے منصوبہ بنائے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ حکومت نے ہر ضلع میں خواتین کے لیے ایک پیشہ ورانہ سنٹر قائم کرنے کا بھی منصوبہ بنایا ہے۔ تاکہ خواتین کی حالت کو بہتر بنایا جاسکے۔ مسٹر این ٹی رامارائو نے گڈی دائرہ میں ایک تخت کی عدالت کی ایک نئی عمارت کا سنگ بنیاد بھی رکھا۔ جس پر ۱۶ لاکھ روپے کے مصارف عائد ہوں گے۔ چیف مسٹر نے تقریر کرتے ہوئے کہا کہ عام آدمی کو سماجی انصاف بہم پہنچانا حکومت کا فریضہ ہے۔ عدلیہ اور عاقلہ ایک

# ہیڈ لوم صنعت کو اولین اہمیت دینے پر زور

— اگادی تفاریب سے چیف منسٹر مسٹر این ٹی رامارائو کا خطاب —

موقع پر دیکھ پڑتوں اور شرکاء اعزاز عطا کئے گئے۔ بعد ازاں چیف منسٹر این ٹی رامارائو نے (۵۰) لاکھ روپے سے تعمیر کئے جانے والے ویلرس بھٹن کا سنگ بنیاد رکھتے ہوئے مرکزی حکومت سے ہیڈ لوم دپارچہ بانی کی صنعت کو اولین اہمیت دینے اور باندھوں کو امداد جاری کرنے کا مطالبہ کیا۔ انہوں نے کہا کہ ریاست میں ہیڈ لوم صنعت کو ترجیح کی ضرورت میں شامل کرنا چاہیے۔ چیف منسٹر نے کہا کہ ریاستی حکومت نے مرکز کے علم میں یہ بات لائی ہے کہ ریاست میں مزید اسپننگ ملز کے قیام کی ضرورت ہے۔ انہوں نے کہا کہ ماضی میں بعض خود غرض افراد کی جانب سے سرکاری موقف کے استعمال بے جا کے باعث ریاست میں ہیڈ لوم صنعت کو زبردست نقصان ہوئے۔ انہوں نے کہا کہ ریاستی حکومت اس مسئلہ کو مرکزی حکومت کے سامنے پیش کرنے میں دلچسپی رکھتی ہے۔ انہوں نے اس توقع کا اظہار کیا کہ ۸۵-۸۶ء کے دوران کم از کم ایک یا دو دھماگہ کی ملز قائم کی جائیں گی۔ تاکہ ہیڈ لوم باندھوں کو مناسب مقدار میں دھماگہ فراہم کرنے میں مدد دی جاسکے۔ انہوں نے کہا کہ تلگو دیشم ایم ایل اے سربپو رنگا نائیکو کی زیر صدارت "آچو" ترقی کرے گا اور نقصانات کی تلافی ہو جائے گی۔ انہوں نے مزید کہا کہ اگر نئے صدر نشین بھی اس میں ناکام ہو جائیں تو یہ عوام سے کٹے گئے وعدہ میں تلگو دیشم پارٹی کی ناکامی ہوگی۔ ●●

چیف منسٹر آندھرا پردیش مسٹر این ٹی رامارائو نے اس تہ کا اعادہ کیا کہ جب تک مرکز رسیح پیمانہ پر ریاستوں کی مدد کرے اس وقت تک ریاستیں ضرورت مند افراد سے انصاف دینے کے قابل نہ ہو سکیں گی۔ اگادی تفاریب میں بحیثیت مہمان موصی تقریر کرتے ہوئے مسٹر این ٹی رامارائو نے کہا کہ ریاستیں آئل کی کمی کے باعث مختلف عوامی تلاحمی اسکیمات کو روک لگاتے ہیں۔ قابل نہیں لہذا مرکز کی سمت مدد کے لیے نظر ڈالی جاتی ہے۔ بلکہ مرکز کو اختیارات سے دلچسپی ہے۔ انہوں نے مزید کہا کہ مرکز فرض ہے کہ وہ ریاستوں کی مدد کرے چیف منسٹر نے کہا کہ انہوں نے اپنے عوام کی ترقی کے لیے جواہر اپنائی ہے وہ اس سے کبھی بھی بچے نہیں بیٹیں گے۔ مسٹر این ٹی رامارائو نے سیاستدانوں سے اپیل کی کہ وہ ذاتی مفادات سے بلند ہو کر خود اعتمادی پر مبنی کریں۔ انہوں نے کہا کہ سماج اس وقت تک ترقی نہیں کر سکتا جب تک کہ سیاستدان موجدہ ڈھانچہ میں انقلابی تبدیلی لاتے عزم نہ کریں۔ اور عوام کو درپیش مختلف مسائل کے حل کے لیے انسانی یہ اختیار نہ کریں۔ انہوں نے سیاستدانوں سے خواہی زندگی کی اہمات اور امیدوں کو محسوس کرنے کی خواہش کی جو آناوادی کے ۳۷ برس بعد بھی عوام کی نصف تعداد غربت کی زندگی گزارنے پر رہے۔ اگادی تفاریب کا اہتمام محکمہ ہندی امور نے کیا تھا اس

ڈر یہ ہو گا کہ اگر دادِ جلالِ تجھ سے بیٹھے بیٹھے نہ کہیں ہاتھ اٹھالیں تجھ سے  
دوسرہ ہو گا اگر جی ہی چراوےں تجھ سے آپ اپنے کریک ایک نہ چھالوں تجھ سے

بو جھتی کیوں ہے کوئی آبلہ باقی ہے؟

کی کہیں قیس کا نقش کف باقی ہے؟

اے سری جان مری جانِ تم سن لے تجھ کو منظور یہی قصہ ہے تو اچھا سن لے  
میری معصوم مرادوں کا تعاقب سن لے میری بے تاب نگاہوں کا بلاد اسن لے

نشہ شوق کو کا نور نہ ہونے دوں گا

اپنی دنیا سے تجھے دور نہ ہونے دوں گا

ردے تاباں میں ترے حسنِ قمر ہے جب تیری پیشانی میں تابندہ گہر ہے جب تک

بغیر زلف میں بوٹے گل تر ہے جب تک چشمِ میگوں کے تصرف میں سحر ہے جب تک

میں نہ جاؤں گا مری جان مری جانِ دنا

میں نہ جاؤں گا کبھی توڑ کے پیانِ دنا

جب تک شوق ہے دہریں تجھے چاہوں گا سوکھے جب تک سمنڈ میں تجھے چاہوں گا

گرمی مہرے جب تک مری جان غزل نہ بہیں کوہِ پگھل کر میں تجھے چاہوں گا

جبرِ حالات کو مائل تو نہ ہونے دوں گا

جذبہ شوق کو زائل تو نہ ہونے دوں گا

پتہ پتہ کی زبان گرم سخن ہے جب تک دارِ فانی میں محبت کا چلن ہے جب تک

چشمِ میگوں کی ادا تو بیشکن ہے جب تک چاندنی رات سہاگن ہے دہریں سحر ہے جب تک

کیا بتاؤں سرے جب تک میں کس دہشت کئی

کون ہانے کہ ہے دم لینے کی مہلت کتنی

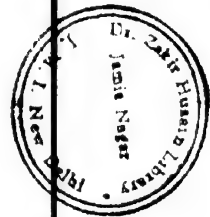
میں 'توسیلانی ہوں آناتی ہوں آداؤں دسستِ پریش میں ہٹکا ہوا طیارہ ہوں

کہیں ٹکڑا کے کہیں جل کے نہ جانے کیا ہو میں تو نیرنگیِ تقدیر کا شہ پارہ ہوں

غیر ممکن ہے مگر راہِ دنا کی چھوٹے

موت بھی آئے تو پیانِ دنا کیوں لے

محمد عبدالکریم ماہو (سید زبانی)



پیمانِ وفا

پتہ : ۹۲۳-۳-۱۱

مطبعہ، حیدر آباد ۵۰۰۰۱

# تلگو و گنا نا پتھیم (تلگو یونیورسٹی) کا افتتاح

سابق صدر جمہوریہ ڈاکٹر نیلم سنجیوار ریڈی کی مخاطبت

سابق صدر جمہوریہ ہندوستان تلگو سنجیوار ریڈی نے لسانی فارمولہ کو مستحکم بنانے اور اس پر عمل آوری کی ضرورت پر زور دیا ہے۔ تلگو یونیورسٹی کے قیام کے عقب میں تلگو و گنا نا پتھیم (تلگو یونیورسٹی) کا افتتاح کرنے کے بعد ایک بڑے اجتماع سے خطاب کر رہے تھے۔ چیف منسٹر مشر این ٹی رامارائو نے اس تقریب کی صدارت کی۔ تلگو سنجیوار ریڈی نے کہا کہ آنجنائی پیڈت بھاسرلال ہنرو کے دور میں لسانی فارمولہ بنایا گیا اور انہوں نے اس وقت بحیثیت چیف منسٹر اس فارمولہ کی تائید کی تھی۔ انہوں نے کہا کہ حال ہی میں وزیر اعظم شری مودی اندرا گاندھی نے چیف منسٹر مشر این ٹی رامارائو کو تین زبانوں (ان کی مادری زبان (تلگو) کے علاوہ انگریزی اور ہندی) میں جلسہ عام میں خطاب کرتے ہوئے مبارکباد دی ہے۔ تلگو سنجیوار ریڈی نے سوال کیا کہ آیا اس پر عمل ہو رہا ہے؟ انہوں نے مزید کہا کہ پیڈت ہنرو کے انتقال کے بعد اس فارمولہ میں تبدیلی کی گئی اور مادری زبان (انگریزی اور ہندی) کو مادری زبان "انگریزی یا ہندی" قرار دیا گیا۔ انہوں نے مزید کہا کہ جب وہ لوگ سمجھا کہ اسپیکر تھے تو اس میں لفظ اور کو "یا" سے تبدیل کیا۔ اگرچہ یہ بہت معمولی ترمیم ہے لیکن بہت دور رس نتائج کی حامل ہے۔ سابق صدر جمہوریہ نے مزید کہا کہ اگر ہندی کو ہمارے بچوں پر لا دیا جائے تو وہ بولی اور بھارت کے بچوں سے سابقہ نہیں کر سکتے۔ انہوں نے کہا کہ ضرورت اس بات کی ہے کہ لسانی فارمولہ کو مستحکم بنایا جائے۔ تلگو سنجیوار ریڈی نے تلگو یونیورسٹی

کے قیام پر مسرت کا اظہار کیا اور کہا کہ مشر این ٹی رامارائو کو مادری زبان سے کافی محبت ہے۔ انہوں نے مشر این ٹی رامارائو کو بہت سے اچھی کیمات شروع کرنے پر مبارکباد دی۔ انہوں نے کہا کہ مشر این ٹی رامارائو نے دور پہلے فی کیلو چائل کی فراہمی اور یو اے کو دلائف کی تقسیم کی منفرد اسکیم شروع کی ہے اور دوسری ریاستوں کے لیے ایک قابل تقلید مثال قائم کی ہے۔ تلگو سنجیوار ریڈی نے کہا کہ انتخابات میں جب مشر این ٹی رامارائو چیف منسٹر بنے تو انہوں نے مشر این ٹی رامارائو کو "اپنا چیف منسٹر" قرار دیا تھا کیونکہ انہیں دہلی سے نامزد نہیں کیا گیا تھا۔ دہلی میں انہوں نے آندھرا قارئین سے کہا تھا کہ آندھرا کے قارئین کو دہلی میں تباہ کیا جا رہا ہے۔ انہیں اس بات کی خوشی ہے کہ مشر این ٹی رامارائو نے تلگو غلام کے وقار کو برقرار رکھا ہے۔ تلگو سنجیوار ریڈی نے کہا کہ عرصہ قبل مشر این ٹی رامارائو نے دہلی منتقل ہونے کا ارادہ ظاہر کیا تھا لیکن اب انہوں نے یہ ارادہ تبدیل کر دیا ہے۔ تلگو سنجیوار ریڈی نے کہا کہ ایک خوش آئند علامت ہے کہ تلگو سنجیوار رامارائو کو مختلف اسکیم کو ٹیکس تک پہنچانا ہے جسے انہوں نے شروع کیا ہے۔ انہوں نے کہا کہ بھارتی اسکیموں کی عمل آوری میں بھی مرکز و کادش کھڑا کرتا ہے اور جب وہ چیف منسٹر تھے انہوں نے کہا تھا "سوتیلی ماں کا طرز عمل بند کیا جائے"۔ چیف منسٹر تلگو کو ایک عظیم زبان قرار دیا اور کہا کہ تلگو یونیورسٹی کے قیام کا مقصد تلگو کی کئی تہہ مقام دینا ہے۔ تلگو و گنا نا پتھیم (تلگو یونیورسٹی) ۳۰ ایکڑ اراضی پر قائم کی جا رہی ہے۔ اس یونیورسٹی میں دیگر کورسز کے علاوہ موسیقی، رقص، ڈرامہ، شنگ مجسمہ سازی، آسٹریڈو، آسٹریڈو، پائٹری، بٹ گریج، تعلیمی ہنر، سائنس، اور دیگر



# ہندی فلم ایوارڈز کی تقریب

## سابق صدر جمہوریہ ہند ڈاکٹر نیلم سنجواریڈی کی مخاطبت

عوامی نواح دیہود سے متعلق اسکیمات کو کامیابی کے ساتھ روپل لانے کے پر زور خواہش کی ستر سنجواریڈی نے اس بات کا اعادہ کیا کہ وہ اب کسی بھی سیاسی جماعت میں شامل ہونے کا ارادہ نہیں رکھتے تاہم وہ خواہشمند افراد کو سیاسی سماجی اور تعمیری سرگرمیوں کے لئے پر خلوص مشورے دیتے ہیں۔ کوئی تکلف نہیں کریں گے۔ انہوں نے لداخ میں بحیثیت صدر جمہوریہ مسلح افواج کے جوانوں سے ان کی مخاطبت کی یاد تازہ کرتے ہوئے کہا کہ وہ ملک کو خطرہ لاحق ہونے کی صورت میں ایک سپاہی کی طرح ملک کیلئے اپنی جان قربان کر دینے کیلئے تیار ہیں۔ انہوں نے ملک کی عظیم شخصیتوں ستر سنجواریڈی پر کاشم اور، راجپوتانہ جاری کے ساتھ جدوجہد آزادی کے دوران جیل میں گزارے ہوئے دنوں کا تذکرہ کرتے ہوئے کہا کہ اس دور کے ماحول اور موجودہ حالات میں بہت بڑا فرق پیدا ہو گیا ہے۔ سابق صدر جمہوریہ نے اس بات پر سخت انکس کا اظہار کیا کہ اب ملک بھر میں وہ اخلاقی اعتبار باقی نہیں رہے جو نصف صدی قبل غلامی زندگی میں موجود تھے اس دور میں لوگ ملک کی آزادی کیلئے اپنی جان تک نہما کر دیئے تھے اور بالائی نڈا کی جس بات کا برسر عام اعلان کیا جاتا تھا اسے پورا کر دکھاتے تھے اس دور کے عوامی کارکن اور لیڈر غلام کی خدمت کو اپنا نصب العین تصور کرتے تھے لیکن آج غلامی زندگی میں دولت اثرات اور جاہ و منصب کا حصول ہی حقیقی غرض و غایت بن گئی ہے۔ چیف مشرنے ستر سنجواریڈی کو ملک کے معرقل پر

سابق صدر جمہوریہ ڈاکٹر نیلم سنجواریڈی نے سیاسی جماعتوں سے پر خلوص اپیل کی کہ وہ آئندہ ہر پارٹیشن میں علاقائی جذبات احتیاط کو بھڑکانے سے باز رہیں۔ ڈاکٹر سنجواریڈی ریاستی حکومت کی جانب سے شردرگ کردہ مختلف نواحی اسکیمات پر عمل آوری میں رکاوٹیں کھڑی کرنے کی اجازت نہیں دی جانی چاہیے۔ انہوں نے کہا کہ علاقہ راجستھان کے عوام میں، بے چینی و بے اطمینانی کے آثار نظر آتے ہیں۔ تاہم وہ چیف مشرنے ستر سنجواریڈی سے خواہش کریں گے کہ وہ ذریعہ ایسی کسی بے چینی کو منظر عام پر آنے سے قبل ہی خاتمہ کریں سابق صدر جمہوریہ نے کہا کہ ماضی میں ملک کے لئے تلگاتہ آئندہ ایجنٹیشن سے کسی کو کوئی فائدہ نہیں پہونچا البتہ متعدد بے گناہ اور محصور اشخاص کی جانیں چلی گئیں۔ ستر سنجواریڈی نے کہا کہ انہوں نے کبھی بھی عالمگیری کیلئے کسی ایجنٹیشن کی حمایت نہیں کی۔ انہوں نے کسی بھی علاقہ کے عوام کی شکایات کا جائزہ لینے کے لئے عوام کے حقیقی نمائندوں پر مشتمل ایک کمیٹی تشکیل دینے سرکاری خدمات کی تمام کمتر درجہ کا جائیدادیں، مقامی افراد کیلئے وقف کر دینے اور نواحی اسکیمات جیسے دو روپے فی کلو چھپا دل کی سربراہی، مڈ ڈسٹریکٹ اسکیمات وغیرہ پر موثر عمل آوری کی طمانیت حاصل کرنے کے لئے رضا کارانہ تنظیم تشکیل دینے کا مشورہ بھی دیا۔ انہوں نے سیاسی جماعتوں اور عوام سے بطور خاص

# شمسی توانائی اور اسکا مستقبل

استفادہ کرنا ہندستان جیسے ترقی پذیر ملک کے لیے ممکن ہے۔ قبل اس کے کہ شمسی توانائی پر روشنی ڈالی جائے اگر ہم اپنے موجودہ وسائل کا جائزہ لیں تو اس امر کی وضاحت ہو جائے گی کہ شمسی توانائی سے کس حد تک ہمارے ضروریات کی پابجائی ہو سکتی ہے اور اس کا مستقبل کیا ہے دور حاضر میں توانائی کے حصول کا دارومدار زیر زمین ذخائر کوئلہ، پٹرول اور قدرتی گیس پر ہے۔ جہاں تک ہمارے ملک کا تعلق ہے۔ کوئلہ کو بہت ہی اہم ایندھن تصور کیا جاتا ہے جس کے ذخائر کا اندازہ ۸۳ ملین ٹن لگایا گیا ہے۔ اور اس کی سالانہ پیداوار ۱۳۵ ملین ٹن ہے۔ ہمارے پٹرول کے ذخائر ۱۳۰ ملین ٹن تک محدود ہیں۔ اور ہمارا سالانہ خرچ ۲۳ ملین ٹن سے تجاوز کر گیا ہے لیکن صرف ۸ ملین ٹن سالانہ پیداوار کے نتیجے میں مابقی پٹرول درآمد کرنا ناگزیر ہے۔ ہمارے قدرتی گیس کے ذخائر صرف ۶۶ ملین کیوکیک فٹ ہیں اور ان ذخائر میں پانچویں بجھالہ منسوبہ کے دوران کوئی خاطر خواہ اضافہ بھی نہیں ہوا۔ پانی کے بہاؤ سے پیدا کی جانے والی توانائی کو اتنی اہمیت نہیں دی جا رہی ہے جتنی کہ جوہری توانائی ۴ بج ہمارے ترجیح کا مرکز ہے۔ اس لئے پورانہ نم نصیحت کے ذخائر کی تلاش بہت اہمیت کی حامل ہے اگر اس دھات کے کنسر ذخائر دستیاب ہوں تو ہزار میگا واٹ قوت کے بجلی کے پلانٹ

توانائی کا حالیہ بحران دراصل ۱۹۸۳ء کی عرب اسرائیل جنگ کا نتیجہ ہے کیونکہ اس جنگ کے بعد عرب ممالک نے اپنے مطالبات کی یکسوئی کے خاطر پٹرول کو بطور ہتھیار استعمال کرنے کا فیصلہ کیا۔ اور یہ فیصلہ تقریباً ہر ملک کی معیشت کو متاثر کرنے کا سبب بنا اور آج جبکہ پٹرول ہماری جدید طرز زندگی کا ایک لازمی جز بن گیا ہے اس لیے اس کی بہتات یا عدم دستیابی کسی بھی ملک کے معاشرہ کو ایک بڑی حد تک متاثر کرتی ہے۔ توانائی کے بحران کی اصل وجہ یہ ہے کہ ہمارے روز بروز بڑھتے ہوئے ضروریات کے نتیجے میں پٹرول کے ذخائر میں بتدریج انحطاط واقع ہو رہا ہے اور جس سرعت سے ہمارے ضروریات میں اضافہ ہو رہا ہے اس تیزی سے توانائی کے دیگر وسائل دریافت نہیں ہو پا رہے ہیں اس لئے آج ہر ملک اس امر کے لیے کوشاں ہے کہ وہ کسی بھی طرح پٹرول کے ایک مناسب نعم البلی کو دریافت کر کے ایک تو پٹرول پیدا کرنے والے ممالک کی اجارہ داری سے نجات حاصل کرے اور دوسرا توانائی کے بحران کا بے تکلیف خاتمہ کرے چنانچہ گزشتہ ۸ سال کے دوران توانائی کے غیر روایتی ذرائع جیسے سمندری توجہ برائی قوت۔ زمین دوز حرارتی توانائی اور شمسی توانائی دریافت کر لئے گئے ہیں۔ ان تمام میں شمسی توانائی ہی وہ واحد ذریعہ ہے جس سے

فی تنصیب عمل میں لاکر توانائی کے مسئلہ کو جزوی طور پر حل کیا جاسکتا ہے۔

ہندستان ایک زرعی ملک ہے جس کی ۷۰ فیصد آبادی دیہات پر مشتمل ہے اور ہمارے توانائی کے ضروریات میں ہر سال ۶۰ فیصد کا اضافہ ہوتا ہے۔ ایک اندازے کے مطابق کسی بھی چھوٹے دیہات میں بجلی کی پختہ اوسط ۵۰ کیلو واٹ ہے۔ اگرچہ دیہاتوں کو بجلی کی سربراہی گو برہمچاس سے بھی ممکن ہے۔ لیکن مستقبل میں شمسی توانائی کو بہتر متبادل ذریعہ بنایا جاسکتا ہے۔ کیونکہ یہ توانائی قدرت کا عطا کی ہوئی ایک نعمت ہے۔ جو بغیر کسی قیمت کے دستیاب ہو سکتی ہے۔

شمسی توانائی کا منبع سورج ہے جس کا قطر ۸ لاکھ ۶۴ ہزار ۹ سو پچاس میل ہے اور اس کا نصفہ زمین سے کوئی ۹ کروڑ ۲۹ لاکھ ۵۷ ہزار ۲ سو میل ہے۔ سورج کی سطحی تپش ۶ ہزار درجہ کیلون ہے اور یہ ہر منٹ ایک مربع میٹر قہ پر ۱۳ سو واٹ کے برابر بجلی سرباہ کر سکتا ہے۔ سورج کی شعاعیں ۱۰ ارض پر ۹ منٹ میں پہنچتی ہیں ان شعاعوں کا بیشتر حصہ ارض زمین تک پہنچتا ہے لیکن کچھ شعاعیں ایسی بھی ہوتی ہیں جو فضا میں پھٹے جاتے ہیں پانی کے بخارات اور ذول (OZONE) گیس میں جذب ہو جاتی ہیں۔ اس کے علاوہ فضائی گرد و غبار نفیس ذرات بھی اس توانائی کو جذب یا منعکس کرنے کے ذمہ دار ہیں۔ سورج کا نصف شعاعیں ایسی ہوتی ہیں جو آسانی نظر آتی ہیں۔ لیکن آدھی شعاعیں جو (INFRA-RED) یعنی زیریں سرخ اور (ULTRA-VIOLET) یعنی بازا بنفشی شعاعوں پر مشتمل ہوتی ہیں نظر نہیں آتی۔ شمسی توانائی کی قوت اور اس کا مقدار کا احوال موسمی تغیرات اور فضائی حالات پر ہوتا ہے اور اس توانائی کا سب سے روشن پہلو یہ ہے کہ اس سے فضا کی آلودگی کا کوئی خدشہ نہیں ہے۔

شمسی توانائی دنیا کے تمام ممالک سے حاصل ہونے والی توانائی کے مقابلہ میں ۲۳ ہزار گھنٹہ زیادہ ہے بشرطیکہ اس کو خاص

طریقہ سے جمع کر کے استعمال کیا جائے۔ شمسی توانائی عموماً دو طریقوں سے حاصل کی جاتی ہے پہلا طریقہ وہ ہے جس میں دھاتی کشتی نما برتن استعمال کئے جاتے ہیں جن کی پمپی سطح پر ایک مخصوص کمالے پینٹ کی تہ چڑھا دی جاتی ہے تاکہ سورج کی شعاعیں اس برتن میں آسانی جذب ہو جائیں ایسے برتن عموماً بڑے پیمانہ پر شمسی توانائی کے حصول کے لیے موزوں ہیں۔ شمسی توانائی حاصل کرنے کا دوسرا طریقہ وہ ہے جس میں نیم گروی شکل کے کٹورے نما برتن استعمال ہوتے ہیں جن کے اندرونی سطح پر المرینم یا تانبے کے پتھر چڑھا کر سورج کی شعاعیں ایک دوسرے برتن پر منعکس کی جاتی ہیں جس طرح سے (CONVEX LENS) یعنی قوس نما عدسے سے شعاعوں کو ایک نقطہ پر مرکوز کر کے سگریٹ جلایا جاتا ہے اس دوسرے طریقہ سے چھوٹے پیمانہ پر طاقتور توانائی حاصل کرنے کا طریقہ ضرورتاً کی پابجائی کی جاسکتی ہے۔

شمسی توانائی کے خوش آئین مستقبل کا اندازہ اس امر سے ہو سکتا ہے کہ اس سے زندگی کے تقریباً ہر شعبہ میں استفادہ کیا جاسکتا ہے۔ چنانچہ شمسی عمل کشید سے سمندر کے پانی سے کھارے پن کو درکار کے پینے کے قابل بنایا جاتا ہے اس عمل میں سمندری پانی کو سورج کی طاقتور شعاعوں سے گرم کر کے بخارات میں تبدیل کیا جاتا ہے پھر ان بخارات کو ٹھنڈا کر کے پانی میں بدل دیا جاتا ہے اس طریقہ کو ۱۸۷۰ء میں چلی کے مقام پر شروع کی گئی تھی جانوروں کو پینے کا پانی مہیا کرنے کے لیے استعمال کیا گیا لیکن بعد میں یہی کشیدگی عمل ایسے ریگستانی علاقوں میں استعمال ہونے لگا جہاں پینے کا پانی دستیاب نہیں ہو سکتا تھا۔ شمسی کشید پر دوسری جنگ عظیم کے بعد باضابطہ تحقیقی کام شروع ہوا اور آج اس کے ترقی یافتہ پلانٹ امریکہ۔ روس۔ اسپین اور آسٹریلیا میں کام کر رہے ہیں۔

شمسی توانائی کا روایتی اند قدیم استعمال سمندری پانی سے نمک تیار کرنا ہے اور یہ طریقہ آج بھی ہندستان۔ پاکستان۔ میکسیکو۔ کولمبیا میں رائج ہیں۔ شمسی توانائی کا ایک اور روایتی استعمال وہ ہے جس میں

مل کو زیرِ سماں چھیدا کر خشک کیا جاتا ہے لیکن آج کل اس مقصد کے لیے ایسے کمرے تعمیر کئے جا رہے ہیں جن میں سے سورج کی خاعوں سے گرم کی ہوئی ہوا کو ایک خاص رفتار سے گزرتے ہیں تاہم ان کمروں میں ایک مطلوبہ تپش قائم رہتی ہے۔ انڈین ریکچرل ریسرچ انسٹی ٹیوٹ میں کافی تحقیق کے بعد شمسی (DRYER) کے نئے ڈیزائن تیار کر لئے ہیں جن کی نپائش ۳ ٹن اور قیمت صرف ۱۲۰۰ روپے ہے۔

شمسی توانائی کو آج کل AIR CONDITIONING اور ریفریجیشن کے علاوہ غذا ترکاریوں اور پھلوں کو ایک طویل مدت تک محفوظ رکھنے کے لیے۔

بعض کم بیشی ذخیرہ گھروں میں استعمال کیا جلتے لگا ہے دیز بارتی اور گھریلو استعمال کے لیے شمسی بھپکے اور چوڑھے بھی تیار ہونے لگے ہیں جن کو ایک عام آدمی تک پہنچانے کے لیے کوشش کی جا رہی ہے۔

شمسی توانائی کے تعلق سے ایک عام تاثر یہ ہے کہ رات کے وقت اور خصوصاً برسمِ برسات میں اس سے استفادہ کرنا ممکن ہے لیکن ۱۹۷۸ء میں مغربی جرمنی میں جو نائنس ترتیب دی گئی اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ شمسی تحقیقات نے اس مسئلہ کا بھی حل دریافت کر لیا ہے۔ جب دن کے وقت

مزدھوپ چمکتی ہے تو ایسے وقت توانائی کو شمسی یا ٹریوں میں محفوظ کیا جاتا ہے اور یہ توانائی ۲۵ ہزار واٹ بجلی کی قوت کے ماٹری ہو سکتی ہے۔ چنانچہ سویڈن میں موٹر گاڑیوں کو چھانے کے لیے بی بیٹریاں استعمال ہو رہی ہیں۔ ایک کار کے لیے ۸ بیٹریاں درکار ہوتی ہیں۔ ان سے ۱۴۰ واٹ بجلی کی قوت پیدا ہوتی ہے جو ۶۰ میل کی مسافت کیلئے کافی ہے اور یہ کار ۵۰ کیلو میٹر فی گھنٹہ کی رفتار سے چل سکتی ہے اور انہیں بیٹریوں سے مختلف قوت کے برقی موٹر چلا کر کسی بھی موسم میں زراعت

میں مدد لی جا سکتی ہے۔

شمسی توانائی کو محفوظ کرنے میں سوزیم ٹاسٹ ٹائی کیمیائی مرکب کی غیر معمولی خصوصیات سے فائدہ اٹھایا گیا ہے یہ مرکب صرف ۶۶ ڈگری سنٹی گریڈ پر پگھلتا ہے اور پانی کے مقابلہ میں ۷ گنا حرارت محفوظ کر سکتا ہے اس مرکب کو دن کے وقت پگھلا کر شمسی حرارت کو اس میں منتقل کیا جاتا ہے اور پھر رات کے وقت اس مرکب کو ٹھنڈا کر کے اس حرارت کو کام میں لایا جاتا ہے۔

جیسا کہ ہم جانتے ہیں زمین کا ۷۰ فی صد رقبہ سمندر سے گھرا ہوا ہے اور اس کے پانی میں دن کے وقت سورج کی گرمی سے بھاری مقدار میں حرارت کا ذخیرہ ہوتا ہے لیکن سمندری پانی کی سطح تپش گہرائی والے پانی کے مقابلہ میں زیادہ رہتی ہے شمسی توانائی سے رات کے وقت بجلی پیدا کرنے کے لیے سمندری پانی کو اس خصوصیت سے استفادہ کیا گیا ہے۔ بجلی پیدا کرنے کے اس طریقہ میں کیمیائی مرکب سیال امونیا کو سطحی پانی کی گرمی سے گیس میں تبدیل کیا جاتا ہے اس کو مزید گرم کر کے اس کے دباؤ میں خاصا اضافہ کرتے ہیں اب گیس کا یہ دباؤ بجلی کے ٹرانزیشن چلانے کے لیے کافی ہے۔ پھر امونیا گیس کو دوبارہ سیال میں تبدیل کرنے کے لیے اس کو سمندر کے گہرائی والے پانی سے گزارتے ہیں جو نسبتاً ٹھنڈا رہتا ہے۔

ہندوستان ایک گرم ملک ہونے کی حیثیت سے شمسی توانائی کے حصول کے اعتبار سے بہت ہی خوش قسمت ہے۔ چنانچہ راجستھان میں ۳۲۰۰ گھنٹہ سالانہ نہایت ہی طاقتور شمسی توانائی دستیاب ہو سکتی ہے جو ملک کے دوسرے علاقوں کے مقابلہ میں بہت زیادہ ہے اس لئے قدرت کے اس بیش بہا وسیلہ سے مستفید ہونے کے لیے ۱۹۵۰ء میں بین الاقوامی فریکل بارٹری (NPL) دہلی میں ایک تحقیقی پراجکٹ کا آغاز کیا گیا اور اس بارٹری کو بہت ہی تیس مدت میں شمسی چوڑھے تیار کرنے میں کامیابی ہوئی۔

اگر چیکہ یہ جو طے ٹھنکی اعتبار سے ٹھیک تھے لیکن اس کا استعمال  
مرمت گھر کا چار دیواری تک محدود تھا اس کے علاوہ ان چوٹوں  
کے استعمال کے تعلق سے سماجی دائرہ میں مختلف شک و شبہات  
دفع پذیر ہوئے جس کی وجہ سے تو انائی کو خاطر خواہ ترقی نہیں ہوئی  
لیکن آج کئی تجربہ گاہوں کے علاوہ خانگی صنعتی ادارے بھی اس  
توانائی کو ترقی دینے کے لیے کوشاں ہیں۔ ڈپارٹمنٹ آف سائنس  
دھن لوجی میں بھی اس سمت کام شروع ہو گیا ہے اور وہاں آج کل  
جن پراجیکٹ پر کام ہو رہا ہے ان میں دو درجہ کا پوڈر اور گھسریو  
جو طے بنانا شامل ہے۔ اور حال ہی میں ہندستان اور جرمنی کے

تعاون سے ۱۰ تا ۲۰ اکیو واٹ بجلی کی قوت سے چلنے والے زرعی  
پمپ اور کئی پیشی ذخیرہ گھر تیار کرنے کا معاہدہ طے پایا ہے۔  
شخصی توانائی پر جن دوسرے اداروں میں کام ہو رہا ہے ان میں انڈین  
انسٹی ٹیوٹ آف ٹیکنالوجی مدراس اور بھارت ہومیو الیکٹریکلز کے  
خدمات کو زاموش نہیں کیا جاسکتا جہاں جرمنی کے اشتراک سے کئی  
گھسریو پراجیکٹ پر کام ہو رہا ہے۔

غرض شمس توانائی ہمارے ملک میں ایک روشن مستقبل کوئی  
ہے چنانچہ ایک جرمن سائنسی ماہر کا کہنا ہے کہ شمس توانائی کے اعتبار سے  
ہندستان بہت ہی خوش نصیب ہے اور اس کی ترقی سے دیہی ترقیاتی پروگرام کو ترقی بخلائے گا۔

# غزل

## جوہر ہاشمی

جوہر منزل 10/11/423-7-18

یہ رہن کوٹہ تالاب میر جملہ

حیدرآباد 500002

الزام میکشی سے چلو میں تو بچ گیا  
لیکن در دن میکدہ کبرام پمچ گیا

ہر تلخی حیات کو میں پی گیا مگر  
میری رگوں کے خون میں وہ نہر پمچ گیا

جو مرغ دل پہ تھا تری بے اعتنائی کا  
الطاف دوستاں سے تو وہ بھی کھرچ گیا

وہ خود کو آج تک بھی سمجھتا ہے خوش نصیب  
جو تیری کج ادائی سے ہر بار پمچ گیا

ہر منزل حیات کی راہ طویل میں  
عیسیٰ کی طرح دار پہ ہر وقت پمچ گیا

تاریکیوں کا قافلہ خورشید وقت کی  
سربار زد میں آ گیا ہر بار پمچ گیا

جس کی رفاقتیں ہیں ہر حال میں شریک  
وہ خوش ادانگاہ محبت میں پمچ گیا

جو ہر شکستِ ناش کا منظر تو دیکھے  
دنیا سے مل میں چار سو کبرام پمچ گیا

# سرطان کیا ہے

ممتاز ماہر سرطان ٹاکٹر ایچ۔ سید علی صاحب  
سے محترمہ شکرت حیدر کا خصوصی انٹرویو

س جسم کا وہ کون سا حصہ ہے جہاں سرطان نمودار ہوتا ہے  
ج جسم کے کسی عضو کے خلیوں کی بے قاعدہ تقسیم کے عمل  
سے سرطان پیدا ہوتا ہے۔ جسم میں کوئی ایسا مادہ موجود  
نہیں ہے جو اس مرض کے لاحق ہونے پر اس مرض  
کی ممانعت کرے۔ سرطان جسم کے کسی بھی حصہ کو داخلی  
اور خارجی طور پر متاثر کر سکتا ہے۔ چنانچہ سرطان ہڈی  
مریضوں میں منہ، معدہ، مقعد، پستان، بچہ دانی  
اور جلد میں پایا جاتا ہے۔ لیکن جسم کا کوئی حصہ مرض سرطان  
کے حملہ سے مستثنیٰ نہیں ہو سکتا۔

س دنیا کے کون سے علاقے ہیں جہاں سرطان عام ہے  
ج مرض سرطان کینسر کوئی نسلی یا جغرافیائی حدود نہیں ہے۔  
جیسا کہ دوسرے چند امراض میں ایسے حدود متعین ہیں  
کینسر کی بعض اقسام دنیا کے بعض علاقوں میں زیادہ  
پائی جاتی ہیں لیکن کوئی آدنی اس سے مستثنیٰ نہیں۔  
اس لحاظ سے کینسر بین الاقوامی مرض ہے۔  
س۔ کینسر کے اسباب کیا ہیں؟

اکثر بیماریاں مثلاً دق، غمیا، ٹائی ٹائیڈ جذام وغیرہ  
انسان کے جسم میں ببردنی طریقہ سے جراثیم کے داخل ہونے سے پیدا  
ہوتی ہیں۔ لیکن کینسر جو کہ اردو کی اصطلاح میں سرطانات  
کہتے ہیں اس طرح لاحق نہیں ہوتا۔

بچہ پیدا ہونے کے بعد سے بوڑھا ہونے تک اس کے جسم  
اور عضو کے خلیے زائل ہوتے رہتے ہیں اور ان کی جگہ نئے خلیے  
بننے رہتے ہیں اگر زبان جسکو انگریزی میں TONGUE کہا جاتا ہے  
بچپن میں بہت چھوٹی ہوتی ہے روز بروز زبان کے پرانے خلیے  
زائل ہوتے ہیں اور سرعت سے نئے خلیے بننے ہیں اور یہ  
میکانیت ایام شباب تک بہت تیزی سے طے پاتی ہے جسکی  
وجہ سے جسم کے عضو بڑھتے رہتے ہیں۔ لیکن بعض اوقات میں  
خلیوں میں کئی ایسے خلیے بھی پیدا ہوتے ہیں جو اپنی طبعی شکل  
کے موافق جسم میں تقسیم نہیں ہوتے اور انکی شکل بے ڈھنگی سی ہوتی  
ہے ایسے خلیے مختلف شکل اختیار کر کے ایک جگہ ہو کر ابھار کی  
شکل میں جمع ہو جاتے ہیں اور ایسا ابھار جو زبان پر پیدا ہوتا  
ہے اس کو زبان کا کینسر کہتے ہیں۔

ج

کینسر طریا یا ٹائیٹ کی طرح ایسی بیماری نہیں جس کے

مقررہ اسباب ہوں اس کے کئی اسباب ہوتے ہیں لیکن ابھی تک دنیا کو کئی مرض کے تحقیقی اسباب و علل کا پتہ نہیں چلا۔ دنیا میں مختلف ملکوں میں شہرت یافتہ تحقیقاتی لبارٹریز اس مرض کے اسباب و علل کے سراغ لگانے کیلئے مختلف تحقیقات میں مصروف ہیں مگر اس بارے میں اب تک خاطر خواہ کامیابی حاصل نہیں ہوئی البتہ بعض عوامل حالی ہی میں دریافت ہوئے ہیں کہ کینسر کے لاحق ہونے سے پہلے سبب ہیں ان عوامل کا جاننا بے حد ضروری ہے تاکہ اپنے عزیز و اقارب کو ہم سرطان کی بعض عام اشکال سے محفوظ رکھ سکیں۔

(۱) کینسر گرٹ : بہت سارے ماہرین طب نے یہ تسلیم کر لیا ہے کہ منہ، اور جلد کا کینسر مسلسل گرٹ کا نتیجہ ہوتا ہے۔ تب کہ مسلسل استعمال بھی اس مرض کو لاحق کرنے کا ذریعہ ہے۔ ایسے مریض بھی جو تباہی کے عادی نہیں ہیں اور جتنے دانت نیکلے ہیں وہ چار یا پانچ سال کی مدت میں زبان کے اطراف مسلسل گرٹ سے اس مرض میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔ اس کے علاوہ یہ لوگ سب کے سب دائیوں کی بیماری کے شکار تھے۔ یہ بھی ثابت ہو چکا ہے کہ جسم میں کینسر جراثیم یا بیکٹیریا کے ایک عرصہ تک رہے تب بھی کینسر نمودار ہو سکتا ہے۔

اعضائے تناسل کے کینسر کے بارے میں تاہل ذکر بات یہ ہے کہ اس مرض میں مبتلا افراد کی اکثریت کا تعلق مزدور طبقہ سے ہے اور ایسے لوگ جو خستہ نہیں کرتے ان میں سے فی صد ایسے شخص ہیں جن میں اعضائے تناسل کی جراثیمی پیچھے نہیں اٹھنے پاتی۔ شاید

یہ بتاتا ہے کہ جن افراد کی خستہ بچپن ہی میں ہو گئی ہے ان میں سے کسی کو بھی یہ مرض لاحق نہیں ہوتا اس سے پتہ چلتا ہے کہ رگڑ یا عضو کے سامنے کے حصہ پر میل کا جمع ہونا کینسر کا اہم سبب ہے۔

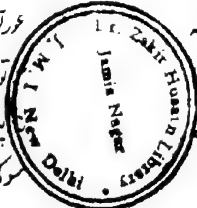
س۔ کینسر کی ایک وجہ تو ہوئی تباہی اور کیا وجوہات ہیں؟

ج۔ عورتوں میں جو کینسر عام ہے وہ بچہ دانی کے اگلے حصہ یعنی منہ کا کینسر ہے۔ اعداد و شمار سے پتہ چلتا ہے کہ اس قسم کا کینسر ان خواتین میں زیادہ ہوتا ہے جن کے کئی بچے ہوتے ہیں اور انکی زچگیوں میں رحم کو ضرر پہنچتا ہے۔ زچگیاں اگر دوا خانوں میں یا ڈاکٹروں کے ذریعہ کرائی جائیں تو اس صورت میں رحم کے ضرر کا فرائض علاج ہو جاتا ہے۔ اور ایسی عورتوں میں رحم کے کینسر کا امکان بہت ہی کم ہوتا ہے۔

توں میں چھاتی کا کینسر بھی عام ہے اس کا سبب بچوں کو دودھ پلانے سے بعض عورتیں جسمانی خوبصورتی کی خاطر دودھ سوکھا لیتی ہیں اور نراریں دہ بچوں کو ڈبے کا دودھ یا گاما کا دودھ پلاتی ہیں ان وجوہات سے اس مرض کے لاحق ہونے کا اندیشہ رہتا ہے۔ یہ کہنا بے محل نہ ہوگا کہ جاپان میں ہر عورت کیلئے اپنے نراریں دہ بچہ کو دودھ پلانا اخلاقی فریضہ ہے۔ اسلئے جاپان میں چھاتی کے کینسر کے مریض نہ ہونے کے برابر ہیں اسکے علاوہ برطانات امریکہ میں عموماً عورتیں اپنی بنادٹ اور جسم کی خوبصورتی بکھڑ جاننے کے خوف سے بچوں کو دودھ نہیں پلاتیں اس وجہ سے اس ملک میں چھاتی کا کینسر بہت زیادہ ہوتا ہے۔

س۔ بیشہ کے سبب سے ہونے والا کینسر؟

ج۔ بعض کیمیائی اشیاء بھی کینسر کے لاحق ہونے کا سبب بنتی ہیں۔



جیسے کہ ڈائریسیر انٹرنیشنل سلسلہ نگرہی اور روشنی کا سامنا۔ ایسے افراد جو معدن میں کام کرتے ہیں انکی سانس کے ذریعہ ریویائی نگرہ سائز میں داخل ہونا شش کے کینسر کا سبب بنتا ہے۔

س کیا سرطان قابل علاج مرض ہے؟

ج سب سے پہلے میں یہ یقین دلانا چاہتا ہوں کہ دوسرے امراض کی طرح اس مرض سے بھی مریض مکمل طور پر صحت یاب ہو سکتا ہے۔ لیکن شرط یہ ہے کہ مرض کی علامت ظاہر ہوتے ہیں۔ علاج کی طرف رجوع ہوں انگلینڈ اور امریکہ میں چونکہ ہر فرد تعلیم یافتہ ہے اور نوجوان بڑھے سب اس مرض کی علامات سے بخوبی واقف ہیں اسلئے مرض کے ظاہر ہوتے ہی فوراً فیملی ڈاکٹر سے رجوع ہوتے ہیں اور علاج کے ذریعہ صحت یاب ہوتے ہیں۔ کینسر کے مریض کے مکمل شفا یاب ہونے کیلئے جلد سے جلد رجوع ہونے کی اہمیت ہے۔

(۱) جراحی (۲) ریڈیم (۳) ریڈیو تھراپی

(۴) کیموتھراپی (۵) ریڈیو کو باسٹ

مذکورہ بالا طریقہ علاج سے مریض بالکل صحت یاب ہو جاتا ہے اور اس طرح کئی لوگوں کی جان بچائی گئی ہے۔

س کیا کینسر متعدی مرض ہے؟

ج کینسر کے مریض کے ساتھ سسل رہنے اور انکی تیمارداری کرنے سے کوئی شخص ہرگز برگز کینسر کا شکار نہیں بنتا۔

س کینسر موروثی مرض ہے؟

ج چند امراض مثلاً آتشک وغیرہ موروثی مرض ہوا کرتے ہیں لیکن کینسر موروثی مرض نہیں ہے۔ اگر ماں پستان کے کینسر میں درلان حمل مبتلا ہو تو ایسی عورت کے نوزائیدہ بچہ کو کینسر نہیں ہو سکتا لیکن بعض خاندانوں میں اتفاقی بات

ہے کہ ماں اور باپ کینسر میں مبتلا تھے اور اولاد کو کینسر ہوا جس سے یہ نتیجہ اخذ نہیں کیا جاسکتا کہ کینسر موروثی مرض ہے۔

س ہندستان میں کینسر کے مریضوں کا تناسب کیا ہے؟

ج ہندستان میں خاطر خواہ ہولیس نہ ہونے کے باعث مرض سرطان کا حقیقی تناسب نہیں بتایا جاسکتا لیکن اس حد تک کہہ سکتے ہیں کہ یہور کھنٹی نے جو ہندستان کے طول و عرض کا دورہ کر کے ایک تخمینہ بتایا ہے اسکے بموجب فی دس لاکھ آبادی میں تین ہزار افراد کینسر میں مبتلا ہیں۔

س کینسر کی ابتدائی علامات کیا ہیں؟

ج یہ بات ذہن نشین کر لینا چاہیے کہ کینسر کے ابتدائی مرحلے میں بالکل درد نہیں ہوتا اور اس کا علاج کیا جائے تو مریض بالکل صحت یاب ہو جاتا ہے۔ اسکے درد نہ ہونے سے غلط فہمی کا شکار نہ ہوں اور جب درد محسوس ہونے لگے تو یہ مرض ناقابل علاج ہو جاتا ہے اسکی خطرناک علامات حسب ذیل ہیں۔

۱۔ ایسا پھوڑا جو بالخصوص زبان، گھال، طاق اور ہرنٹ میں ہو اور سسل جدید ترین ڈاکٹری علاج کے باوجود ۶ ماہ کے اندر مندمل نہ ہو۔

(۱۱) پستان یا جسم کے کسی اور مقام پر ایسا گدھ یا بھار جس میں درد نہ ہو۔

(۱۲) جسم کے قدرتی سوراخ مثلاً منہ، مقعد، اناں نہانی سے غیر معمولی اخراج خون۔

(۱۷) مسلسل بد ہضمی جو دو ماہ کے عصری ڈاکٹری علاج کے باوجود بھی دور نہ ہو۔

(۷) جسم کے کسی حصہ پر مسہ یا آبی کانگ بدل جانا



اور یکایک اسکا حجم بڑھ جانا

(۷۱) آواز میں تبدیلی، سسل کھانسی، یا نکلنے میں سسل

تکلیف ہونا اور ان کیفیتوں کا سسل قائم رہنا اور  
علاج کے باوجود دور نہ ہونا۔

(۷۱) آنتوں کے حسب معمول عمل میں تبدیلی شکلاً مستقل

قبض کی شکایت اور سسل اجابتیں ماہ بہ ماہ  
کے وقفہ سے ہونا اور عصری علاج کے باوجود

اس شکایت کا دور نہ ہونا۔ چند روز کثرت سے

اجابتوں کا آنا اور پھر موقوف ہو کر یکایک قبض

کی شکایت لاحق ہونا۔

اگر ان خطرناک علامتوں سے لوگ واقف ہو جائیں

اور ڈاکٹر اگر ان علامات کی تشخیص کر لیں تو کینسر کا مرض ذیل

ہو جاتا ہے۔ اور لوگ شفایاب ہو جاسکتے ہیں۔

اگر کسی شخص کو مذکورہ علامات میں سے کئی علامت

نمودار ہو تو فوراً کسی ڈاکٹر کے پاس رجوع ہوں اسی طرح سے

جس طرح سے کہ بڑی ٹوٹنے پر یا آنت اترنے کے مریض ڈاکٹر

کے پاس بھاگے بھاگے جلتے ہیں۔ اس مرض سے پریشان

ہونے کی کوئی ضرورت نہیں بلکہ کسی قسم کی گھبراہٹ کے بغیر

فاطمہ خواہ علاج کرایں اور صحت یاب ہو جائیں۔ یہ جاننا ضروری

ہے کہ مذکورہ علامات یہ مطلب ہرگز نہیں ہے کہ یہ علامتیں

صرف کینسر کے مریض میں پائی جاتی ہیں۔

میرے کہنے کا یہ مطلب ہے کہ فی الفور ڈاکٹر سے تشخیص

کرائیں جو اپنے تجربہ کے لحاظ سے یہ بتائے گا کہ فی الواقع

مریض کینسر میں مبتلا ہے یا نہیں اس احتیاطی اقدام سے

بہت ساری جانیں بچائی جاسکتی ہیں۔

میں آخر میں یہ بتانا چاہتا ہوں کہ ان احتیاطی تدابیر سے

اس مرض سے نجات پائی جاسکتی ہے۔

کینسر کا انسداد

(i) جلد، منہ، اور دانتوں کو صحت رکھا جائے۔

(ii) جسم کے کسی حصہ کو رگڑ یا زخم بننے سے بچایا جائے

(iii) اپنے ڈاکٹر سے پابندی کے ساتھ مشورہ کرتے رہیں۔

(iv) کوئی جسمانی یا ذہنی تکلیف کام کرنے میں مانع ہو تو اس سے

ڈاکٹر کو مطلع کریں۔

(v) مذکورہ علامات کے بڑھنے سے پہلے ہی اپنے آپ کو بچانے

کی تدبیر کریں۔

(vi) خطرناک علامات سے بخوبی واقف ہوں۔

(vii) مذکورہ علامات سے بخوبی واقف ہوں۔ اور ان میں اگر

ایک بھی علامت پائی جائے تو طبی مشورہ فوراً حاصل کیا جائے

تاکہ یہ پتہ چلے کہ آیا فی الواقع کینسر تو نہیں ہے۔ فوری

علاج کرائیں تاکہ اگر کینسر ہو تو اس سے مکمل صحت یابی

ہو جائے۔

# آندھرا پردیش

## کے سالانہ خریدار بننے

زر سالانہ صرف ۶ روپے

فی شمارہ ۵۰ پیسے

سرسا حل جو آئیں اشتیاں میسلے کا عالم ہے  
 خریداروں کی اور کچھ خوینچے والوں کی اور محمد ہے  
 سنہری سبز سادہ عالم چوٹی بڑی لادے  
 مجھیرے مچھلیاں جالوں میں لٹکائے ہوئے آئے  
 اگر پکڑی گئی ہیں کم تو غم کی بڑھ گئی شگفتگی  
 کسی دن مل گئی زیادہ تو سستی بگ گئی مچھلی  
 سمجھ پائے نہ یہ عقدہ کبھی بے علم دیوانے  
 خریداروں کے داؤ پیچ سے سازش سے بیگانے  
 کھائی اپنی ان کو سوپ کر چلتے ہوئے آخر  
 ملے ہیں ادنے پونے دام ہی ان کو یہاں اکثر  
 عموماً سہ پہر کے بعد تک ہرکانغا رہے  
 ہوا کی سننا ہٹ یا نقطہ موجوں کا غوغا ہے  
 سرساعل یہ چکیلی ملائم ریت کی پیٹی  
 سنہری گوت فرش لا جو ردی پردہ مک اٹھی  
 نہیں ہے کوئی دھنساں اس سماں کو داد دینے کو  
 ہنی فیشن زدہ ٹولی ہے جشن شب منانے کو  
 مجھیرے اپنے اپنے جھونپڑوں میں نیند لینے کو  
 تھکن سے جو رہیں بے سدہ پڑے ہیں صبح اٹھنے کو  
 بھیانک بے کراں لوٹیں ہر شب سرچسکتی ہیں  
 دھار میں مارتی اٹھتی سوئے ساحل پلکتی ہیں  
 خردش موج کا لے پر سسل ایک نغمہ ہے  
 سمندر کے جیالوں کو سمندر کا دلاسا  
 سگ پلے بھی کچھ پڑتا ہے ان بھولے فریبوں کے!  
 بشر پلیٹیں گے روز شب یقیناً ان مجھیروں کے



محمد افتخار احمد بشر لے ال مال بی (عثمانیہ)  
 ریٹائرڈ سیشن جج  
 ۱۰۸۲ - ۲۰ - جنوری ۱۹۷۵ء حیدرآباد ۲۷

# کالنگا پٹنم

## کے دن رات

مجھیرے سخت ہاں کتنے ہی لے کر کشتیاں اپنی  
 اندھیرے منہ نکل جاتے ہیں چھاتی پر سمندر کی  
 تلاش رزق میں ڈالے ہوئے یہ جان جو کھم میں  
 چلے جاتے ہیں سیلوں ڈولتے خطر ابیہم میں  
 جہاں نظروں سے کھوئے تھے وہیں سے پھر اچھرتے ہیں  
 سمٹھالے یافت اپنی دو پہر تک بھوکے مرہتے ہیں

کالنگا پٹنم ، آندھرا پردیش کے ضلع سریکا کلم میں ایک ساحلی پس افتادہ مجھیروں کی بستی

# دوست کی صدا

میں سے کوئی ایک مہاڑی لے جاؤ۔ اور تمہاری پینک سپاٹ کے بالکل قریب میرے ایک دوست راجہ کنول دیپ سنگھ رہتے ہیں ان سے بھی ملی آنا اور ایک نظر اُنکی اکلوتی لڑکی پر ڈال آنا۔ لڑکی اچھی لگے ذمال بھی خوب لے گا۔ میں نے اپنے ادلہ میں سے کہا کہ آپ اپنے زمانہ کی بات مت کریں۔ جب ماں باپ ڈاکٹروں کی طرح بیٹے بیٹی سے کہتے تھے کہ منہ کھولو اور سچہ منہ میں ڈالو میں اپنی شادی کی فکر خود ہی کروں گا۔ بس دھچکے کے ساتھ مڑکی۔ پینک سپاٹ آپ جکا تھا۔

آدھے گھنٹہ کے بعد پردیپ اکٹا گیا تھا اور آخر بہت زور دیکر اس نے راجہ کنول سے اپنے ساتھ راجہ صاحب کے محل میں جانے کے لئے رضامند کر لیا۔ کئی ایکڑ زمین کے درمیان سنگ مرمر کا ایک خوبصورت محل بن ہوا تھا پھر ملک سے محل کا فیصلہ ایک فلائنگ سے بھی زیادہ تھا۔ یکایک۔ دو دفن کر گئے۔ انہیں ایسا لگا جیسے کوئی پری آسمان سے زمین پر اتر کر آگئی ہو۔ پندرہ سولہ سال کی الہڑ جوانی تھی۔ زمین کو چھوتے لمبے۔ کالے۔ گھنے بال اور یہ بال گھنے بالوں کی طرح سرخ دھندلے چہرے کو کبھی جھپا لیتے تھے اور کبھی عیاں کر دیتے تھے۔ پہاڑی بھرنے کے بہاؤ کی طرح شریلی آواز میں اس نے پوچھا کہ آپ کو کس سے ملنا ہے؟ وہ بھس تھی کہ پردیپ کی آواز گنگ ہو گئی اور جب وہ سنبل کر بولا بھی تو آواز پھاٹا کھانے والی تھی۔ میرا نام پردیپ کمار ہے۔ میں مشہور گڈرڈ پتی سیٹھ رام چندر لکھن پند لاکڑ کاہری۔ وہ راجہ صاحب کے دوست ہیں۔ اُن سے ملنا ہے۔ وہ بولی راجہ صاحب

پینک کا پردیپ بہت جلدی میں بنا تھا۔ کالج کے لڑکے۔ لڑکیوں نے یہ فیصلہ کیا تھا کہ وہ ذرا جلدی پہنچ کر بس کی تمام سیٹوں پر قبضہ کر لیں گے اور پھر جوانی کا تقاضہ بھی ہی تھا کہ کسی اور کو اس بس کے اندر نہ آتے دیں۔ کنڈکٹر تک کو بھی سیٹ مل نہ سکی تھی۔

بس میں ہر طرف جوانی اور اسکے ساتھ آنے والے بے فکری اور سستی بکھری پڑی تھی اور ہر بشر اس بات کا خواہشمند تھا کہ ماحول کی جس کھالی میں وہ ڈھال گیا۔ اُسکا مظاہرہ وہ پینک میں ضرور کر لے۔ پردیپ اور راجہ کنول اگلے بیٹھے ہوئے تھے پردیپ کا باپ کر دہتی تھا اور راجہ کنول اپنے کالج کا ہونہار ترین لڑکا مانا جاتا تھا۔

اپناک بس مڑکی۔ ایک باوقار عورت جس کی عمر ساٹھ سال کے قریب ہو گئی۔ وہ بس کے اندر داخل ہوئی۔ بس کے باہر ایک اہمالا کار بکری کھڑی تھی۔ بس میں کسی نے بھی اس بزرگ عورت کو بیٹھنے کے لئے جگہ نہ دی بلکہ ہر بشر ذرا اور پھیل کر بیٹھ گیا۔ راجہ کنول اٹھ بیٹھا اور وہ بزرگ عورت بیٹھ گئی۔ ہر طرف سے آوازیں ابھریں "چیمپ" "زن مرید" "خوشامدی" "بے وقوف" "غلط"۔ راجہ کنول بس مسکرایا۔ کیونکہ وہ ان لوگوں کی اندرونی اور بیرونی خوشنود اور بدلوں کے فرق کو اچھی طرح سمجھتا تھا۔ پردیپ کی زبان کو خارش ہو رہی تھی۔ اس نے راجہ کنول کو مخاطب کر کے کہا کہ دیکھو جیسی۔ میرے ادلہ میں (بیٹھے یعنی باپ) نے کہا بھی تھا کہ بسوں میں دھچکے کھانا تمہارے بس کی بات نہیں ہے۔ اہمالا یا مرسیہ

میرے پاپا تو نہیں پس راج ماتا میری دادی ماں گھر پر ہیں۔ آپ شریف لے آئیے۔ میرا نام راج کھاری اگلی ہے۔ راج ماتا تویس والی بزرگ شخصیت ہی نکلیں۔

صدیوں سے دھل کر خاندانی روایات جن سخت سانچوں سے نکل کر باہر آتی ہے یہ اُن کی بدلتی ہی تھی کہ راج ماتا نے پردیپ کی بس میں سُستی باتوں کا عکس اپنے چہرے پر نہ آنے دیا۔ وہ دونوں سے خندہ پیشانی سے پیش آئیں۔ سب لوگ اندر آ کر ڈرائیگ روم میں بیٹھ گئے تو راج ماتا نے اگلی کو فریخ زبان میں کہا کہ مہانوں کے لیے اب کچھ ٹھنڈا منگوالین اور دہیر کے کھانے کے لیے کہہ دینا راج دانش نے فریخ میں جواب دیا کہ میں دہیر کا کھانا کبھی نہیں کھاتا ہوں اس لئے میرے لیے تکلیف نہ کیجئے۔ اگلی نے اسٹرکوم پر راج ماتا کا حکم سنا دیا تھا۔

راج ماتا نے اشتیاق سے پوچھا کہ بیٹا تم تو ابلی زبان کی طرح فریخ بولتے ہو۔ یہ زبان تم نے کہاں سے سیکھی ہے؟ راج دانش نے کہا کہ میرے پاپا کیمبرج میں پرنسپل تھے اور میں ہر سال چھٹیوں کے دو ماہ کیمبی فرانس جرمی۔ یا آئی میں گزارتا تھا۔ اس لئے مجھے یہ تمام بولیاں بولنے میں آسانی رہتی ہے۔

راج ماتا نے پوچھا کہ تمہارے پاپا کا نام کیسے؟ پرنسپل سر روپ۔ اور راج ماتا نے کہا کہ اگر تمہارے پاپا کا نام سر روپ ہے تو تمہاری مئی کا نام پریلا ہوگا۔ پریلا اور میری بیٹی اندرانی کہتے سالوں تک کلاس نیلوری۔ میں تمہارے پاپا مئی آج کل کہاں ہیں؟ راج دانش کے چہرے پر اداسی کی ہلکی سی جھلک آئی۔ اس نے کہا کہ پاپا کو گزرے کئی سال ہو گئے ہیں! راج ماتا نے کہا کہ مجھے سن کر اذہان سس ہولے۔ اچھا اب تو جب اپنی پریلا یا مئی کے لڑکے نکلا تھے ہو تو بتاؤ کہ دہیر کا کھانا کیوں نہیں کھا دگے؟ راج دانش نے کہا کہ میری زندگی ایک بند کتاب تھی اور اگر آپ سنا چاہتے ہیں تو میں اتنا ہی کہوں گا کہ جتنا جیسے ہم پاپا کی موت کے بعد لے کر آئے تھے اس وقت کافی رشتہ داروں نے تیار کیا۔ باقی سے مہین کی شادی کر دی تھی۔ آمدنی کے تمام راستے بند تھے۔

مئی ایک اسکول میں پرنسپل لگ گئیں اور میں اپنی بڑی بھائی موشن کو کے پوری کر رہا ہوں اور میں نے یہ قسم کھائی ہے کہ جب تک میں اپنے پردوں پر پوری طرح کھڑا نہیں ہو جاتا۔ میں دہیر کی ردی بالکل نہیں کھاؤں گا۔ یہ تمام باتیں فریخ میں ہی ہو رہی تھیں۔

یہ کچھ اور تیگ کی انوکھی کہانی سن کر راج ماتا اور اگلی کچھ بھی تو دیکھ سکیں۔ بس اُن کے آنسو ہی ان کی زبان بن گئے تھے۔

اس واقعہ کے بعد پانچ سال گزر گئے۔ پردیپ امریکہ سے ایم۔ بی۔ لے کر کے اپنے کاروبار کو بحال چکا تھا۔ راج دانش نے ایم۔ بی۔ لے اور پی۔ ایچ۔ ڈی دونوں میں ٹاپ کیا تھا اور اب وہ ایک نامور کالج میں پیکر لگا ہوا تھا۔ اگلی انگریز سے اپنی تعلیم ختم کر کے آچلی تھی۔ کئی پارٹیں میں اگلی۔ پردیپ اور راج دانش ملتے تھے۔ اگلی کے مشن کی دھوم مہم تھی۔ راج دانش ہیٹ اگلی سے خود چیلے آکر ملتا۔ رسمی بات چیت کرتا اور پھر بیٹریں گم ہونے کی کوشش کرتا تھا۔ راج دانش کا تانا بوجھ۔ باوقار شخصیت۔ ہر وقت دانش چہرہ۔ اور پھر انکار اور علمی بھرے رویے کی وجہ سے وہ ہر جگہ نمایاں لگتا تھا اور لوگوں کی خاص طور پر جبران لکھنؤ کی بھیڑ اسکے گرد ہوتی تھی۔ پردیپ کے بیوی باری دماغ میں دو باتیں ایک ہی وقت سا گئی لگتی تھیں۔ ایک تو اگلی کے مشن کو جیتنا اور دوسرے اگلی سے شادی کر کے اس سنگ مہم کے عمل پر قبضہ کرنا۔ جس سے اُسکا پریسٹيج ایک دم بڑھ سکتا تھا۔ سراسر نے اگلی کے لیے زیورات اور ساڑھیوں کے تحفے پیش کرتے شروع کر دیئے۔ پھر اسکی ذرا داسی فرمائش کو پورا کرنے کی ہر ممکن کوشش ہونے لگی تھی۔

اگلی کا دل کٹی پتنگ کی طرح کبھی ایک طرف جھکتا تھا۔ اور کبھی دوسری طرف۔ اور ایسے ڈانواؤں دل کی حالت لئے وہ تجربے کے سمندر راج ماتا کے پاس گئی اور اپنا مسئلہ ان کے سامنے رکھا۔ پردیپ اپنی معبوط مالی حالت کے بل بوتے پر محو کو حاصل کرنا چاہتا ہے اور راج دانش کے معبوط کردار اور خوبصورت شخصیت نے مجھے اپنی طرف کھینچا ہے۔ سو راج ماتا مجھے بتائیے کہ میں کیا کر دوں؟ راج ماتا نے مسکرا کر کہا کہ میری بچی کوئی تمہیں تن کا سکھائے گا۔

کئی مٹی کا اور کئی دھن کا اور کئی حالتوں میں یہ سب کچھ ایک ساتھ ہی مل جلتے ہیں۔ میری رائے بس ایک ہی ہے کہ قدرت نے ہر ایک شخص کے اندر "روح کی صدا" ایسے موقع کے لئے بخش دی ہے بس جب تمہارے اپنے اندر سے روح کی صدا پکارتے کہ مروت میرے لیے ہے۔ یہ میرے لیے سب کچھ بچھا کر رکھتا ہے اور میں اس کے لیے سب کچھ بچھا کر رکھتی ہوں تو ایسے موقع پر نیند کرنا آسان ہو جاتا ہے۔ بس اپنے اندر کی اس روح کی صدا کا انتظار کرو۔ پردیپ نے ایک بیش قیمت انگوٹھی خریدی تھی اور اس کا خیال تھا کہ وہ انگوٹھی کو پکنک سپاٹ لاکر اپنے من کی بات کر کے سکی ہاں کا انتظار کرے گا اور ہاں ہونے کی صورت میں وہ یہ انگوٹھی انگوٹھی دہش کر دے گا۔ مٹا کے ساڑھے پانچ کا دقت ہو گا جب وہ پکنک سپاٹ پر پہنچے۔ پکنک سپاٹ قریباً خالی تھا۔ کافی دور انہیں راج و نش نظر آیا جو اپنی کتابوں میں مکمل طور پر سگن تھا۔

پردیپ نے اپنی بات کی تمہید باندھی تھی کہ تین بنے کٹے غنڈہ ٹائپ نوجوانوں نے پردیپ اور انگوٹھی کے گرد چکر لگانے شروع کر دیئے۔ پردیپ کے بقرار دل کو یہ ناداجب مداخلت پسند نہ آئی اور اس نے ان لوگوں کو ٹوکا اور دو تین گالیاں بھی دے ڈالیں۔ وہ تینوں نوجوانوں نے اپنے چاقو نکال لئے اور کہا کہ جو کچھ تیرے پاس ہے اسے نکال دے۔ اس لڑکے کو ہم اپنے ساتھ لے جائیں گے۔ پہلے تو خود پیش کریں گے اور پھر کہیں اسے بیچ دیں گے۔ پردیپ کی مٹی گم ہو گئی اسے سوچہ نہیں رہا کہ وہ کیا کرے۔ اس نے غنڈے ان کی طرف بڑھے۔ اچانک انگوٹھی کے منہ سے آواز ابھری۔ رن۔ ا۔ ج۔ و۔ نش۔ بجا۔ و۔

.....! ایک غنڈہ نے پردیپ کو پکڑ لیا۔

راج و نش چند لمحوں بعد وہاں پہنچا۔ غنڈوں میں سے ایک نے کہا کہ آپ اس معاملے سے الگ ہی رہیے۔ راج و نش نے اس آدمی کے پیٹ میں لات ماری جس نے پردیپ کو پکڑ رکھا تھا۔ پردیپ کو مٹو ٹوٹا وہ اپنی کار کی طرف بھاگا اور کار میں بیٹھ کر کہنے لگا کہ راج و نش تم ذرا دیر کے لیے ان کو روک کر رکھنا۔ میں گھر سے اپنا دیوالو لے کر ابھی دوتا ہوں اور آکر ان سب کو شوٹ کر دے گا۔ ایک اور غنڈہ نے انگوٹھی کے

**آندھرا پردیش**

میت صرف ۵۰ پیسے  
ساتھ ۶ روپے

آج ہی خریدار بن جلیے

ایڈریس

Delhi

راج و نش چند لمحوں بعد وہاں پہنچا۔ غنڈوں میں سے ایک نے کہا کہ آپ اس معاملے سے الگ ہی رہیے۔ راج و نش نے اس آدمی کے پیٹ میں لات ماری جس نے پردیپ کو پکڑ رکھا تھا۔ پردیپ کو مٹو ٹوٹا وہ اپنی کار کی طرف بھاگا اور کار میں بیٹھ کر کہنے لگا کہ راج و نش تم ذرا دیر کے لیے ان کو روک کر رکھنا۔ میں گھر سے اپنا دیوالو لے کر ابھی دوتا ہوں اور آکر ان سب کو شوٹ کر دے گا۔ ایک اور غنڈہ نے انگوٹھی کے

تبصرہ نگار

## اردو کی بہترین رباعیاں

- نام کتاب : اردو کی بہترین رباعیاں
- جلیلی : ڈائمنڈ پکٹ بکس ۲۷۱۵ - دریا گنج - نئی دہلی ۱۱۰۰۰۲
- قیمت : ۵ روپے
- ضخامت : ۱۶۰ صفحات

اردو شاعری کی جملہ اصناف میں رباعی ایک مشکل صنف سمجھی جاتی ہے کیونکہ کثرتِ شعرا اس میں صرف چار مصرعوں یا دو اشعار میں ایک بڑے مضمون کا احاطہ کرتا ہے دوسرے مضمون میں دیا کو کوڑہ میں بند کرتا ہے۔ اردو کے شعراء نے اس میدان میں بھی انواع و اقسام کے گل بوٹے، کھلاٹے ہیں اور اس فن کو نام کمال تک پہنچایا ہے۔ شعراء نے اس صنف سخن میں حسن و عشق کے مضامین کے ساتھ ساتھ سلوک و معرفت، فلسفہ، تصوف اور حرکت و دانش کے سیکڑوں مضامین اس خوبی سے باندھے

ہیں کہ زبان سے بے ساختہ واہ نکلی پڑتی ہے۔ ضرورت اس بات کی تھی کہ ایسی عمدہ اور خوبصورت رباعیوں کو یکجا کیا جائے چنانچہ کتاب "اردو کی بہترین رباعیاں" اسی سلسلے کی ایک کڑی ہے۔

خدا نے سخن میں سترقی میر کی رباعیوں سے اس خوبصورت مجموعے کی شروعات ہوئی ہے، میر صاحب کی سیرت و شخصیت اردو ادب میں محتاجِ تعارف نہیں۔ موز و گداز، رنج و غم میر صاحب کی شاعری کا نمایاں عنصر ہے آپ کی رباعیوں میں بھی یہی عنصر بدرجہ اتم موجود ہے مثلاً اسی مجموعے کی پہلی رباعی ملاحظہ کیجئے

ہر صبح میر سے سر پہ قیامت گزری  
ہر شام نئی ایک مصیبت گزری  
با مال کہ درت ہی رہا تھا دن رات  
لوں خاک میں ملتے مجھے مدت گزری

حضرت اکبر الہ آبادی کی طرف سے اردو ادب کا یہ مجموعہ رباعیات میں سے ایک

ملاحظہ کیجئے

تھے کیک کی فکر میں سو روٹی بھی گئی  
چاہتے تھے بڑی شے سو چھوٹی بھی گئی

واعظ کی نصیحت نہ مانی آخر  
پتلون کی تاک میں لنگوٹی بھی گئی

ناشر نے اس انتخاب میں جن اساتذہ اردو کی رباعیوں کو پیش کیا ہے ان میں سے چند یہ ہیں میر تقی میر، مرزا محمد رفیع سودا، ریاض خیر آبادی، سیاب اکبر آبادی، خواجہ میر درد، مومن خاں مومن، شیخ ابراہیم ذوق، اکبر الہ آبادی، فانی بدایونی، میر بر علی انیس، الطاف حسین حالی، بوشلیع آبادی، فراق گورکھپوری، عرش مسیانی، مرزا غالب، فیض احمد فیض وغیرہ۔ شہنشاہِ رباعیاں حضرت امجد حیدر آبادی کی رباعیوں نے بطور خاص اس انتخاب کی دلکشی میں چارچاند لگا دیئے ہیں۔ غرض ہر صاحبِ ذوق اس انتخاب سے مستفید ہو سکتا ہے۔

کتاب کا سر درق دیدہ زیب اور خوبصورت ہے

کتابت و طباعت عمدہ اور عیاری ہے۔

○○○

# اردو شاعری میں شراب اور شباب

● نام کتاب : اردو شاعری میں شراب اور شباب

● پبلشر : ڈائمنڈ پبلٹیکس

۲۰۱۵ء - دیرا گنج - نئی دہلی ۱۱۰۰۰۲

● صفحات : ۱۶۰

● قیمت : ۵ روپے

اردو شعراء عہد قدیم ہی سے شاعری میں حسن و عشق کی واردات کے ساتھ ساتھ شراب و شباب کے مضامین باندھتے چلے آئے ہیں۔ شراب و شباب کے مضامین نظم و نثر میں آسان نہیں، اگر یہاں شاعر حد اعتدال سے تجاوز کر جائے تو اس کے کلام میں بکثرت درگھنیاں کے بجائے پھلکنیں اور سوتیانہ رنگ پیدا ہو جاتا ہے چنانچہ اردو شعرا نے اس میدان میں حد اعتدال کو پیش نظر رکھ کر اسے گلے جوٹے کھلائے ہیں کہ ہر صاحب ذوق و جد میں آجاتا ہے۔ انتخاب اردو شاعری میں شراب اور شباب "اسی سلسلے کی ایک کڑی ہے جس میں پبلشر نے شراب اور شباب کے مضامین کے حامل سیکڑوں اشعار یکجا کر دیئے ہیں۔

شراب اور اس کے جملہ لوازمات کے ساتھ ساتھ شباب کا ذکر اردو شعرائے اردو شاعری میں بڑی خوبی سے کیا ہے یہ موضوع ہم سے جسکی وجہ سے شاعری میں حسن و دلکشی کے ساتھ ساتھ شوخیانہ رنگ بھی پیدا ہو جاتا ہے اس انتخاب میں ہمیں اردو شاعری کے بڑے بڑے اساتذہ کے نام ملتے ہیں جن میں سے چند یہ ہیں۔

نصرت جگ جلیں، امیر مینائی، مرزا غالب، ریاض خیر آبادی، داغ دہلوی، فانی بدایونی، امیر لکھنوی، جگر مراد آبادی، جلال لکھنوی، سہسرخ، محسنی، انشا، فراق، ذوق، آتش، رفیع سودا، فیض احمد فیض وغیرہ وغیرہ۔ اس انتخاب کے چند اشعار جو مجھے بہت پسند آئے ہیں خدمت میں سے

جگر کی آگ بجھ جس سے جلد دہنٹے لا

لنگا کے برف میں ساقی صراحی مٹے لا (انشاء)

مجھ کو بھی انتظار تھا ابرائے توپوں

ساقی اگر یہ سچ ہے کہ بادل اٹھا تو لا (ریاض خیر آبادی)

رات پی بزم مٹے میں اور صبح دم

دھوٹے دھبے جامہ احرام کے (غالب)

کوئی ایسی بھی ہے صورت تیرے صدقہ ساقی

رکھ لوں میں دل میں اٹھا کر ترے منہ کے (جلیل مانچکوری)

جب کھلکھلا کے ساقی کھلام ہنس پڑا

شیختے نے تہقے دیئے اور جام ہنس پڑا (بہادر شاہ ظفر)

ساقی کی ہر نگاہ پہ بل کھا کے پی گیا

لہروں سے کھیلتا ہوا لہرا کے پی گیا (رجگو مراد آبادی)

لطف مٹے تمھ سے کیا کہوں زاہد

ہاٹے کم بخت تو نے پی ہی نہیں (داغ)

کچھ زہر نہ تھی شراب انگود

ہٹے کیا چیز حرام ہو گئی ہے (امیر مینائی)

زاہد شراب پینے سے کافر ہوا میں کیوں

کیا ایک چلو پانی میں ایمان بہر گیا (ذوق)

لوگ لوگوں کا خون پیتے ہیں

ہم نے تو صرف میکشی کی ہے

(نریش کمار خاں)

غرض انتخاب اردو شاعری میں شراب اور شباب ہر صاحب

ذوق افراد کے مفید ثابت ہو گا۔ کتاب کا سر ذوق خوبصورت اور دیدہ زیب

ہے۔ کتابت اور طباعت بھی عمدہ ہے۔

ڈائمنڈ پبلٹیکس ۲۰۱۵ء، دیرا گنج، نئی دہلی ۱۱۰۰۰۲

سے حاصل کی جاسکتی ہے۔

# خبریں تصویروں کے ذریعے



چیف منسٹر آندھرا پردیش مسٹر این ٹی راماسوارڈ  
نے سری سیام کے کمزور طبقات میں قرضے  
تقسیم کئے۔





۸ اپریل کو جوبلی ہل میں منعقدہ انڈو عرب لیگ کے جلسہ سے صدر جمہوریہ ہنگائی ذیل سنگھ خطاب کر رہے ہیں۔ تصویر میں چیف منسٹر مشران ٹی رامارائو، مرکزی وزیر مملکت خارجہ جناب اسے لے رحم، جناب سید مکتز تہ، مدر نشین تالون ساز کونسل اور جناب سید وقار الدین صدر انڈو عرب لیگ کو دیکھا جاسکتا ہے۔



صدر جمہوریہ گیان ذیل سنگھ نے ۸ اپریل کو قومی یکجہتی اور سیکولر سیاسی سینار کا افتتاح کیا۔ تصویر میں مشر رام لال مگوتتر مشران ٹی رامارائو چیف منسٹر۔ مشر مکتز تہ، مدر نشین ایمیلیٹو کونسل اور مرکزی وزراء مشر شیو شنگر اور مشر خورشید عالم خاں دیکھے جاسکتے ہیں



وزیر اعظم شری شی اندرا گاندھی ۲۳ مارچ کو دہلی ہاؤس میں ٹی۔ ایس۔ کے اسٹور کا افتتاح کر رہی ہیں۔ تصویر میں آندھرا پردیش کے چیف منسٹر مشرین ٹی رامادھو اور دوسرے دیکھے جاسکتے ہیں۔



سابق صدر جمہوریہ ڈاکٹر نیلم سنجیو اریڈی نے سال ۱۹۸۳ء کے بہترین فلم کے لئے فلم ایوارڈ دے رہے ہیں تصویر میں ستردی پور پال ریڈی اور سیتا پدماراجو ملانی نندی بلور ایوارڈ حاصل کر رہے ہیں۔



وزیراعظم شریٰ احمد خان کا دعویٰ کرکٹ اسٹیڈیم کے پلان کا معائنہ کر رہا ہیں جس کا انہوں نے ۲۲ مارچ کو سنگ بنیاد رکھا۔ تصویر میں چیف منسٹر این ٹی رامارادو اور گورنر مسٹر رام لال دیکھے جاسکتے ہیں۔



گودھری فریڈلایز رائیڈ کیکس لمیٹڈ کا جاسے سے امر ایڈیل کو جوبلی ہال میں ایک ٹائٹل منعقد کی گئی۔ چیف منسٹر ٹائٹل کا معائنہ کر رہے ہیں۔



سابق صدر جمہوریہ ڈاکٹر سرائین - سنجواریڈی نے ۲ اپریل کو حیدرآباد میں تلگو ریونیورسٹی کا افتتاح کر رہے ہیں۔  
تصویر میں چیف منسٹر سرائین - ٹی۔ رامارائو اور دوسرے دیکھے جاسکتے ہیں۔



سابق صدر جمہوریہ ڈاکٹر سرائین - سنجواریڈی کو ۲ اپریل حیدرآباد میں اداکادی کے موقع پر اعزاز دیگیا۔ اس موقع پر ایک  
یادگار تحفہ پیش کیا گیا۔ مسٹر ام لال گورنر آندھرا پردیش اور چیف منسٹر سرائین ٹی رامارائو اس موقع پر موجود تھے۔



مسٹر این۔ ٹی۔ رامارائو چیئرمین فدرل آنڈھرا پردیش نے اسرار مارچ کو حیدرآباد میں لارڈ باؤن بادل کے مجسمہ کی نقاب کشائی کی۔  
لارڈ بادل اسکاتلینڈ تحریک کے بانی تھے۔



ریاستی وزیر نیشنل مسٹر این۔ جاسکر راول نے حیدرآباد میں این جی اوزر کی ریاستی سطح کی کانفرنس کا افتتاح کیا۔ تصویریں  
صدر تلنگانہ این جی اوزر میں مسٹر بی سوائی ناظم اور دوسرے اعلیٰ عہدہ دار دیکھے جاسکتے ہیں۔



مسٹر این ٹی رامادا چیف فسر نے آجمنائی آر۔ رام لنگا راجو صدر نشین آندھرا پردیش اسمیٹ کو آپریٹنگ بینک کی میت پر پھول چڑھائے  
شری آر۔ رام لنگا راجو ساہر اپریل ۸۴ء کو انتقال ہو گیا۔



چیف فسر مسٹر این ٹی رامادا نے ۲۸ مارچ کو جوبلی ہال میں حیدر آباد میں ریزنسنسی اور کالج کے اساتذہ کو  
اسمیٹ ایوارڈس تقسیم کئے۔



مسٹر جی رامی ریڈی ڈائین چانسلر اپن یونیورسٹی نے ۲۴ مارچ کو ٹیگور یونیورسٹی سے متعلق چیت فیسٹر کی رپورٹ پیش کی  
تصویر میں کئی کے اراکین بھی دیکھے جاسکتے ہیں۔



مسٹر پی دی آر کے پرستار آئی اے این کسٹر انفارمیشن ڈیپارٹمنٹ نے مسٹر داڈلی منڈیشور راؤ کی لکھی ہوئی  
کتاب "سہ سیم ڈیمیشن" کی حیدرآباد میں رسم اجراء انجام دی۔



THE NEW YORK PUBLIC LIBRARY  
ASTOR LENOX TILDEN FOUNDATION  
125 WEST 4TH STREET  
NEW YORK, N. Y.



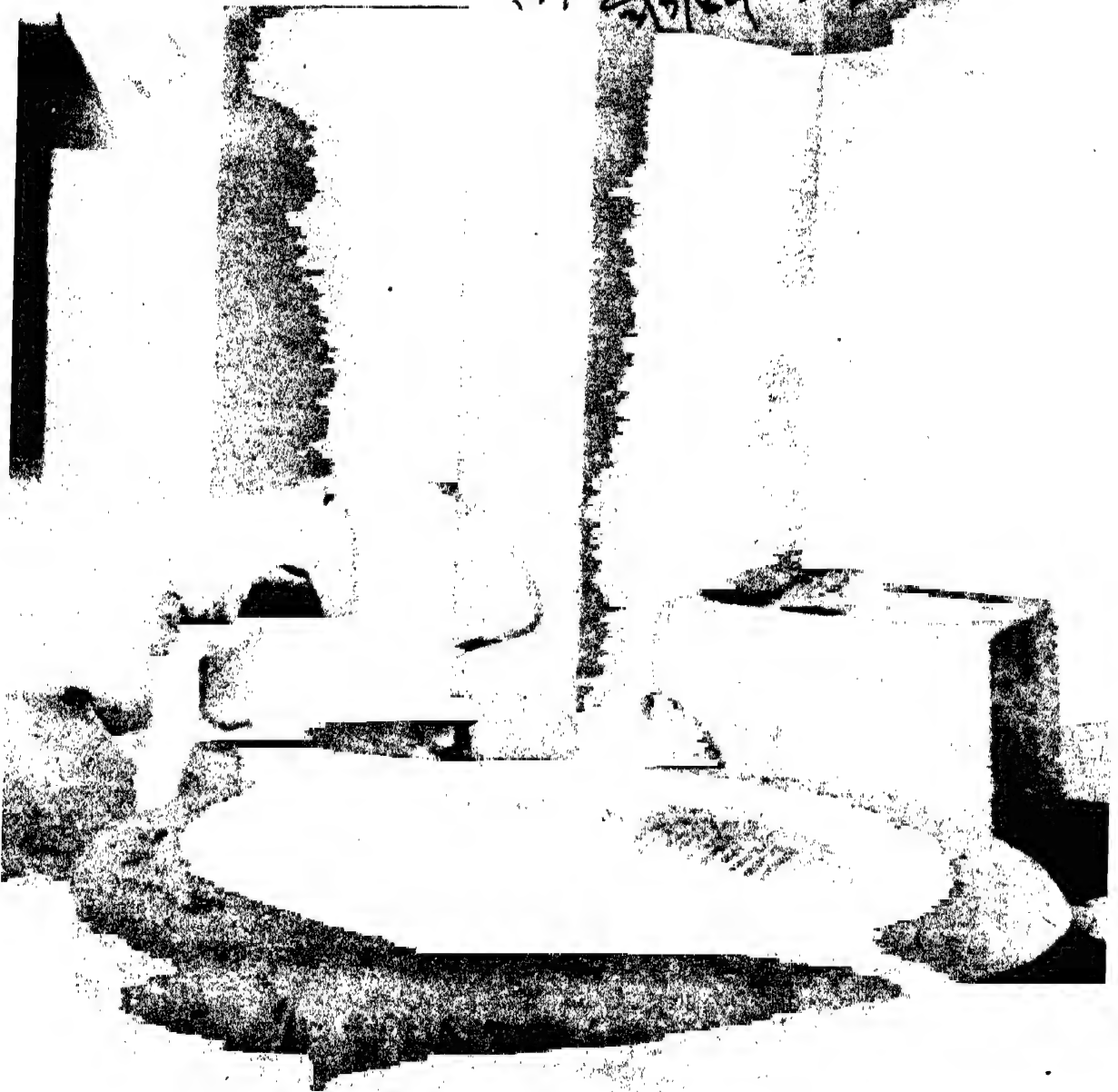


# آئندہ دستور

قیمت ۵۰



۱۷/۴/۵۶





# ماہنامہ آندھرا پردیش

حیدرآباد

چیف ایڈیٹر

پی۔ وی۔ آر۔ کے۔ پرشاد (آئی اے ایس)

ایڈیٹر

ملک محمد علی خان

جون ۱۹۸۲ء

۵۷

JUNE 1984

JYESHTHA - ASHADH 1906 S.E.

● جلد: ۲۹ ● شمارہ: ۶ ● قیمت: ۵۰ پیسے

● اس شمارہ میں اہل قلم حضرات نے انفرادی طور پر جن خیالات کا اظہار کیا ہے

اُن سے لائے ہوئے طور پر حکومت کا متفق ہونا ضروری نہیں ● نرسالہ: ۶ روپے

● نرسالہ قادیہ مئی آرڈر روانہ فرمائیے ● منی آرڈر ناظم اطلاعات و تعلقات

عامہ حکومت آندھرا پردیش کے نام روانہ کیجئے ● مفامین روانہ کرنے کا پتہ: ناظم

اطلاعات و تعلقات عامہ گرگاپلیا، مکرم جاہی روڈ، حیدرآباد ۵۰۰۰۰۱

● طباعت: گئی ٹنٹ سنٹرل پریس (آئیٹ) چنیل گورہ حیدرآباد

● فوٹو نمز: سند گوپال نائڈو ● کتاہیت: ایس۔ اے۔ حمید

● ناظم محکمہ اطلاعات و تعلقات عامہ حکومت آندھرا پردیش نے شائع کیا ہے

فہرست

صفحہ نمبر

ہادی ریاست میں زرعی مارکیٹنگ کا ارتقا

از: ڈاکٹر خیاء الدین طوسی بی۔ اے

۲

برعکس از: ظفر صہبائی

۵

کوسٹل کی صنعت اور آندھرا پردیش از: ظہیر نیازی

۶

بدھ پورنیا از: ڈاکٹر کے بھیکت و تسلا راؤ

۸

پروگتی پدھم ۵۰ نکاتی پروگرام از: ضیاء جیل پوری

۱۰

مزدوروں کی فلاح و بہبود کے لیے ریاستی حکومت کے اقدامات - ایک جائزہ

۱۱

سرکاری و غیر سرکاری عہداروں کو عوام کی خدمت کرنے کا نعرہ چیف منسٹر کا تقریر

۱۲

ترد مل - تردیتی دیواستھانم کی گولڈن جوبلی تقریب

۱۲

جرنلس باورنگ کو آئیر میٹو سوسائٹی

۱۳

کے دفتر کا افتتاح، چیف منسٹر کی تقریر

۱۴

ٹانگسٹر راجندر پرشاد

۱۵

آندھرا پردیش جیمبرائن کانفرنس اینڈ انڈسٹری کا جلسہ

۱۶

ریاستی حکومت کے زیر اہتمام یوم مٹی تقریب

۱۶

تلی قطب شاہ ڈولپمنٹ اتھارٹی کے اجلاس

۱۷

سے چیف منسٹر این ٹی رامارائو کا خطاب

۱۷

سارے جہاں سے اچھا ہندوستان ہمارا (ناظم) از: زبیر حسین

۱۸

خاندا نی بھائی از: دون رحیم

۱۹

افسانہ - کہتے ہیں جسکو عشق از: داؤد رفیق ایم

۲۰

غزل از: صلاح الدین نیئر

۲۵

نخب میں تصویروں میں

۲۶

## ہماری ریاست میں نرمی مارکنگ کا ارتقاء

اور ہندوؤں کی زرخیز ہوا کرتی تھی۔ یہ ایک دانتہ یکہ ترقی وسط میں بازاروں کی اہمیت حد درجہ بڑھ گئی تھی۔ بازار کے مقربہ دفن میں لوگ دور کے مقامات سے جوق در جوق آتے تھے۔ حقیر یہ کہ مارکنگ کی تار آئی ہی تہہ یہ ہے جتنی کہ کرہ ارض پر بنی نوع آدم کی خود اپنی تاریخ ہے ہندستان کی قدیم تاریخ کے مشاہدہ سے اس بات کا پورا ثبوت ملے گا کہ آریاؤں کے ہندستان میں آنے سے پہلے ہی ان کے مقامی باشندوں میں مارکنگ کا صحیح شعور بدرجہ اتم موجود تھا۔ آریاؤں کی آمد کے بعد شمالی ہند کے بازارات میں کچھ اور ہی رونق پڑی۔ آریاؤں سے بازارات کی ترقی میں دل کھول کر حصہ لیا تاکہ انکی معیشت ترقی کر سکے۔ جب چند سیکسی وجوہات کی بناء پر ڈراوڑی جذبہ ہنس کا رخ اختیار کیے تو وہ یہاں کی نرمی دولت سے بے حد متاثر ہو کر اہل ہند نے اپنے ڈھنگ پر بازارات اور چھوٹی چھوٹی منڈیوں کو ترقی دی۔ منڈیوں اور بازارات کا یہ قدیم نظام زمانے کے ساتھ ساتھ بتدریج ترقی کرتے لگا۔ مذہبین مقامی منڈیوں اور قریب دھواں بازارات کی اہمیت سے خوب واقف ہونے لگے۔ چنانچہ جذبہ ہند میں قبل مسیح عیسوی ہی بازارات اور تجارتی منڈیوں کے کئی ایک مراکز قائم ہو گئے تھے۔

بنی نوع انسان کے ذہنی ارتقاء کا اولین دور اس بات کی عین شہادت دیتا ہے کہ دنیا میں سماجی زندگی کی ابتدا مارکنگ ہی سے شروع ہوئی اور مہدیین نے اپنے اجناس کی زرخیز اور مکمل تجارت کیلئے قریب دھواں منڈیوں کے نظام کو زرخیز دیا۔ درحقیقت یہ چھوٹی چھوٹی منڈیاں اور بازاروں ہی سے سماجی رشتے مضبوط ہونے لگے اور تجارت کو استحکام حاصل ہوا۔ باہمی میل ملاپ اور روابط سے انسانی شعور بیدار ہونے لگا جو آگے چل کر ایک مستقل تجارتی سائنس کی شکل اختیار کیا۔

یہ ایک حقیقت ہے کہ ماقبل تاریخ سے اولین دور ہی سے نرمی تجارت کو زرخیز حاصل ہوا۔ اور کرہ ارض کے وہ تمام قطعہ جہاں پر گنجان آبادیاں قائم ہو گئیں تھیں وہاں پر انارک کی جڑی بڑی منڈیاں قائم ہونے لگیں۔ زمانہ قدیم میں انارک کے تحفظ کیلئے بہت ہی محفوظ انتظام کیا جاتا تھا جو آج کے بڑے بڑے گوداموں سے بھی زیادہ محفوظ تھے اس زمانہ میں بازارات کو ایک خاص مقام حاصل تھا۔ بلاشبہ ان دنوں بازارات ایک مخصوص قطعہ کی رونق قرار دیئے جاتے تھے۔ ان ہی اجناس کی منڈیوں کے سہارے دیگر گھریلو مصنوعات، مویشیوں کی خرید و زرخیز، نہ صرف یہ بلکہ غلاموں

آج سے کئی سو سال قبل جنوبی ہند کے ساحلی علاقوں کی تجارتی منڈیاں نہ صرف ہندستان بلکہ بیرونی ممالک میں بھی آتی تھیں عام ہوٹلیں تھیں کہ دیگر ممالک کے تاجر بھی ان منڈیوں کی خصوصیات سے از حد متاثر ہوا کرتے تھے۔ جوں جوں زمانہ ترقی کرنا گیا بازار کے نظام میں بھی نمایاں تبدیلیاں ہونے لگیں۔ ایک زمانہ ایسا بھی آیا کہ بیشتر سربراہ مملکت اور دیگر امراء و عظام نے بھی ان منڈیوں، بازاروں اور گنج کو ترقی دینے میں نہ صرف شخصی دلچسپی بلکہ فخریہ طور پر ان بازارات، منڈیوں اور گنج کو اپنے اپنے ناموں سے منسوب کرنے پر فخر حاصل کرتے تھے۔ بالتر سربراہ مملکت کی عین دلچسپی سے جہاں اجناس کی ٹھوک اور چلے تجارت کو فروغ حاصل ہوا وہاں یہ منڈیاں رسل درسل اور تہذیب و تمدن کو گیسر فروغ دینے کا ایک اہم مرکز بن گئیں۔

بازارات کی ترقی کے ساتھ ساتھ شہری زندگی میں بھی نمایاں تبدیلیاں محسوس ہونے لگیں۔ درحقیقت ٹھکان یا شہر کی ترقی کے پیش نظر مارکنگ نظام کا ایک اہم رول رہا ہے۔ یہ ایک کھلی حقیقت ہے کہ دیہی آبادی کی شہر کو متعلق کا سلسلہ آج سے نہیں بلکہ برسہا برس سے چلا آ رہا ہے۔ دکن کی تاریخ اور بالخصوص شہر حیدرآباد کی ترقی میں قلعہ شاہی حکمرانوں کا ایک اہم کردار رہا ہے۔ آج سے تقریباً چار سو سال قبل گولکنڈہ ہندستان کا ایک اہم تجارتی مرکز قرار دیا جاتا تھا۔ اس خیموں میں یہ تذکرہ کرنا مناسب ہوگا کہ موجودہ قلعہ گولکنڈہ کے اطراف میں کئی ایک بازارات قائم تھے۔ قلعہ شاہی حکومت میں بازارات کی دیکھ بھال کھینے چند عہدہ دار مقرر تھے جو روزمرہ کی تجارت بے مضابطگیوں اور بے امولیوں کا فروغ اُسدا دیا کرتے تھے۔ فرنگوں دکن میں جہاں قلعہ شاہی حکومت کو اہمیت حاصل ہے وہاں خاندان اصفہیہ کے زریں عہد کا بھی تذکرہ مناسب ہوگا۔ جنہوں نے مارکنگ کا اُنادیت کے پیش نظر منڈیوں اور بازارات کو ترقی دی۔ نظام بہمنی عہد

حکومت میں اس زمانے کے حالات کے پیش نظر بازارات کی تنظیم جدید کی گئی تھی تاکہ دور دروغ مقامات سے آنے والے کاشتکاروں کے اجناس کی ذرا ٹھکانہ کی جاسکے۔ قدیم حیدرآباد کے قلعہ اس بات سے خوب واقف ہیں کہ اس زمانہ میں بازارات کو فروغ دینے کا جذبہ اس قدر بڑھ گیا تھا کہ پرانے شہر حیدرآباد کے کئی ایک محلہ جات اس زمانہ کے لحاظ سے ایک ماڈل مارکنگ کی حیثیت رکھتا کرتے تھے۔ چنانچہ ہم آج بھی یہ دیکھتے ہیں کہ پرانے شہر میں کئی ایک محلے گنج، بازار، اور منڈیوں کے نام سے آج بھی موسوم ہیں۔

شہر حیدرآباد کا ایک مرکزی مقام جو آج تک بھی انفل گنج کے نام سے موسوم ہے، حیدرآباد میں بازارات اور گنج کے قیام کی ایک تاریخی دستاویز کی حیثیت رکھتا ہے۔ آج سے تقریباً ڈیڑھ سو سال قبل نہ صرف جیدہ آباد بلکہ مملکت حیدرآباد کے اطراف اور بعض علاقہ جات میں بازارات کا ایک جال بچھا ہوا تھا جو اس بات کی نشاۃِ عالمی کرتا ہے کہ حکومت اصفیہ کے زمانے میں بازارات اور مارکنگ کے نظام کو کافی فروغ حاصل ہوا۔ قلعہ شاہی دور کی قدیم مارکنگ شہری منڈی جو آج سے کئی سال قبل شہر حیدرآباد سے کچھ فاصلہ پر واقع تھی اسے پراچائیل کے قریب منتقل کیا گیا۔ مارکنگ کی مارٹینوں کی مارکنگ آج بھی قلعہ شاہی حکومت کی یاد تازہ کرتا ہے۔

الغرض یہ کہ بیسویں صدی عیسوی کے اوائل میں جب کہ حکومت برطانیہ کی جانب سے مقرر کردہ رائیل کمیشن نے مارکنگ کی اُنادیت کے بارے میں اپنی سفارشات پیش کیں اور ہندستان میں منظم مارکنگ نظام کو دوبارہ عمل لانے پر درودیا تو حیدرآباد ہی وہ پہلی ریاست تھی جس نے رائیل کمیشن کی سفارشات کو عملی جامہ پہناتے ہوئے دکن میں ایک نئے منظم مارکنگ نظام کو جنم دیا۔ بیسویں صدی عیسوی کے اوائل سے آج تک مارکنگ نظام میں جو ترمیمات اور تبدیلیاں رونما ہوئیں وہ یقیناً پوری مارکنگ کی تاریخ کا ایک نیا باب ہیں۔ پھر سے ماہرین مارکنگ

نے اپنے مذہب کے مشاہدات کے پیش نظر اس نظام کا جس طرح بھی تشکیل جدید کا ایک عظیم کارنامہ ہے۔ مذہب میں کا آج ہی نہیں بلکہ سال سے استعمال ہوتا آیا ہے۔ کاشتکاروں کی مصروفیت سے مفاد پرست تاجر ہر دور میں فائدہ اٹھاتے چلے آئے ہیں۔ ہمارا موجودہ قانون مارکیٹنگ کاشتکاروں کے مفاد کیلئے ایک ڈھال جیسا ثابت ہوا ہے جس سے ذہن کاشتکاروں کو بائامال بلاغت زرخیز کرنے میں حد درجہ مدد ملی رہی ہے بلکہ مذہب میں کاشتکار کیلئے حکومت کی جانب سے بیشتر ایسے تمام تر سہولتیں فراہم کی گئی ہیں جس کا انہیں کبھی گمان تک بھی نہ تھا۔ ہم یہ یقین سے کہہ سکتے ہیں کہ ہمارے موجودہ مارکیٹنگ نظام نے منظم مارکیٹنگ کے اصولوں کو سختی سے اپنا کر ذہن کاشتکار کی تلاش و پیمائش کو ملحوظ رکھا بلکہ اس نظام کو صحیح معنوں میں ترقی دیکر اسے ریاست کا حیثیت کا ایک اہم جز قرار دیا۔

آج کے اس سائنسی، معاشی اور اقتصادی دور میں جبکہ کسی ملک کی ترقی کا انحصار اسکی معاشی اور زرعی ترقی پر ہوتا ہے ہمارے ملک اور بالخصوص ہماری عظیم ریاست آئندہ پرورش میں مارکیٹنگ کے ایک جدید نظام کو فروغ دے گا اور بہترین تعاون قرار پاتا ہے۔ اس حقیقت سے ہم انکار نہیں کر سکتے کہ ہمارے منظم مارکیٹنگ نظام کی افادیت نے جہاں کاشتکاروں کو خرید و فروخت کے صحیح اصولوں سے روشناس کرایا ہے وہاں مارکیٹ یا مارکیٹس MARKET YARDS کو ترقی دی جا کر مذہب میں کیلئے کئی ایک سہولتیں فراہم کی گئیں۔ عہد حاضر میں میں اب جبکہ کاشتکاروں کے مفادات کے ساتھ ساتھ 'لاکھوں اور کروڑوں عوام کے مفادات اور انکی تلاش و پیمائش بھی ہمارے سماج اور اقتصادی نظام کا ایک بہت بڑا جز قرار پاتے ہیں ہم مارکیٹنگ کو کاشتکاروں اور عمارتوں کے درمیان رابطہ کا ایک اہم کڑی قرار دیکر ان تمام درمیانی بے قاعدگیوں کو یکسر دور کر سکتے ہیں جو اصول طور پر ہمارے معاشی نظام میں بے حجاب بگھیلاؤ بنی ہوئی ہے۔ ہم اس حقیقت

سے انکار نہیں کر سکتے کہ ہمارے مذہب میں اور کاشتکار بھی ہمارے موجودہ سماجی ڈھانچے میں کسی نہ کسی اشیاء کے صارفین ضرور ہیں۔ اس طرح صارفین کے مفادات بھی قومی اور سماجی نظریہ سے کافی اہمیت کے مستحق ہیں۔ جہاں تک ہماری ریاست کا تعلق ہے اسے صحیح معنوں میں سمجھنا اور اس کا نظام قرار دیا جاسکتا ہے۔ ہماری ریاست کے زرعی ترقی کے پیش نظر ہمارے موجودہ مارکیٹنگ نظام کی موجودہ حالات کے پیش نظر تنظیم جدید ایک نہایت ہی اہم سوال ہے جس پر ارباب حکومت اور ماہرین معاشیات اعتدالاً غور و فکر کر سکتے ہیں۔

ہماری ترقی کے اس موجودہ ذریعہ میں جبکہ ہماری ریاست وسائل سے مالا مال ہے زرعی مارکیٹنگ میں انقلاب یقیناً ناگزیر قرار پاتا ہے۔ ہمارے ماہرین اور مشاہیر ان کیلئے یہ سوچنا ضروری ہے کہ موجودہ زرعی مارکیٹنگ نظام میں موجودہ حالات کے پیش نظر کس طرح موزوں تبدیلیاں لائی جا کر اسے معاشی اور سماجی نظام کا ایک اہم جز قرار دیا جاسکتا ہے تاکہ معاشی قلت اور جوہر بازی کا جو کہ سنگین اخلاقی اور سماجی جرم ہیں اس کا موثر طور پر ازالہ کیا جاسکے۔ کوڑا و عمارتیں کو غیر یقینی حالات اور منگوائی سے موثر طور پر چھڑکا دیا جاسکے ہماری ریاست میں کئی ایک ایسے منظم ادارے ضرور ہیں جو انسانی کے حصول کے ساتھ ساتھ اسکی تقسیم آبروی کا کام آج بھی انجام دینے میں مصروف کار ہیں۔ بالفاظ دیگر محصولات کا یہ اہم کام جو مختلف مراکز پر انجام دیا جا رہا ہے جیسا کہ اس اداروں کے تفویض ہے جو اصولی طور پر مارکیٹنگ سے بالکل متعلق ہیں۔ ہمارے یہ تجربہ اس بات کی نشاندہی کرتا ہے کہ ذہن 'مارکیٹنگ' محصولات اور تقسیمات کے اس اہم نظام میں جو غلطی ذریعہ پذیر ہوا ہے وہ محض اس خلا کا نتیجہ ہے جس پر ہمارے ماہرین نے کبھی تحقیقاتی نظر نہیں ڈالی۔ ہم اس چیز سے بخوبی واقف ہیں کہ کاشتکار اپنی ضروریات کے موافق زرعی پیداوار

ظفر صہبائی

باری است مکنی

موتیا پارک، بھوپال

مری مجلس

مری کجی نظموں میں ترشی بہت ہے  
یہ ترشی

جو نظموں کو پڑھتی زبانوں کو برداشت سے کچھ سوا ہے

بہت چاہتا ہوں کہ میں تمہیں گھولوں

مگر ذہن کی ساری کڑواہٹیں

خود بخود میرے نظموں میں تحلیل ہوتی ہیں

میں کیا کروں

رنگ و خوشبو

یہ اڑتی ہوئی تندیوں

پھول پڑے

گھنے جنگلوں کو سمیٹے

ہری گھاس کی شال اڑے یہ دھرتی

بہت سوچتا ہوں

میں ان سب کے بارے میں

لیسکن!

مری آنکھ میں

اسنے ہی آپ سارے دردوں کی تصویریں

جگتی، بھرتی ہیں

کیسا عجیب حادثہ ہے

... کہ جو چاہتا ہوں وہ ہوتا نہیں ہے

جمع اپنے تعریف کیلئے رکھنے کے بعد باقی اناسج یا تو قرب و جوار

یوں میں فروخت کرتا ہے یا پھر سیدھے اسے بڑے بڑے

کے ہاتھ فروخت کر دیتا ہے۔ ایک عام شاہدہ کی بنا پر

میں نے کہا جاسکتا ہے کہ بیشتر کاشتکار اپنی زرعی

اموال کا ایک بہت بڑا حصہ منڈیوں ہی میں فروخت کرنے پر

دیتے ہیں اسلئے کہ انہیں اس بات کا پورا اندازہ ہے کہ

مارکٹوں میں ان کے مفادات کا پورا پورا تحفظ کیا جا کر انہیں

مال کے موزوں دام بروقت دلایے جاتے ہیں۔ اس طرح

ریاست کی ذمہ داری پیداوار کا ایک بہت بڑا حصہ کھلے منڈیوں میں

فروخت کیلئے آتا ہے، جہاں سے یہ ضرورت کے موافق دیگر

مرکز کو منتقل کیا جاتا ہے۔

موجودہ حالات میں مارکیٹنگ کی اہمیت کو قطعاً نظر انداز نہیں

سکتا۔ تجربہ شاہد ایک قوم اور ملک کی معاشی ترقی کا راز دہان کی

پیداوار اور اس کی منظم مارکیٹنگ رہی ہے۔ ان تمام حقائق کے

میں نظر اگر ہم ہمارے موجودہ مارکیٹنگ نظام میں وقت کی ہم آہنگی

ساتھ سرعت سے ضروری تبدیلیاں لاکر اسے حصولات اور

سیم کے اہم نظام سے مربوط کریں تو اس کے بڑے حوصلہ افزا نتائج

نہ ہونگے جس سے نہ صرف ریاست کی معیشت مستحکم رہے بلکہ وہ

م غیر یقینی حالات کا اندازہ ہو جائے گا جو معمولی آدھ تقیمی

لام میں ہم آہنگی پیدا نہیں کر رہے ہیں۔ اگر ہم ریاست کے

عجی موقف کے پیش نظر مارکیٹنگ کی اہمیت پر غور کریں تو وہ دلدار

میں جب ہماری ریاست اور ہمارا سماج خوشحالی اور مرفحہ حالی کے

دش آئندہ در سے بہت جلد گزرے۔





# کوئلے کی صنعت اور آندھرا پردیش

کی جاتی ہیں، جن کے بغیر ہمارا کام ہی نہیں چل سکتا۔ آج کے سائنسی  
زمینے کی صنعتی ترقی میں کوئلے کا بہت بڑا مقام ہے اسی لیے کوئلے  
کو آٹھ صنعتوں کی خوراک، قرار دیا گیا ہے!

کوئلے کی صنعت کے ۹۵ فیصد سے زیادہ حصے کو سرکار  
نے اپنے قبضے، نگرانی اور انتظام میں لے لیا ۱۹۷۱ء اور ۱۹۷۳ء  
میں پہلی ذمہ ۱۹۷۵ء کو کوئلے کی ایک ملک گیر کمپنی کول انڈیا  
لیٹیڈ قائم کی گئی۔ ٹامپا کی ٹسکو TISCO کمپنی اور دوسری  
کچھ کمپنیوں کے قبضے میں پرائیویٹ سیکٹر کے طور پر ۵ فیصد  
سے کم ہی کوئلیاں رہیں۔

کول انڈیا، کا پانچ سالانہ کمپنیوں کا بھی قیام ہوا۔ وہ  
کمپنیاں ہیں ۱۔ سینٹرل کول فیلڈس لیٹیڈ ۲۔ ویسٹرن  
کول فیلڈس لیٹیڈ ۳۔ ایسٹرن کول فیلڈس لیٹیڈ ۴۔ بھارت  
کوکنگ کول لیٹیڈ ۵۔ سی ایم پی ڈی آئی B. C. C. L.

① C. C. L. ② W. C. L. ③ E. C. L. ④

⑤ C. M. P. D. I.

بھی کچھ نارٹھ ایسٹرن کول فیلڈس لیٹیڈ بھی قائم ہوئی۔ آسم

کوئلہ بڑے کام کی چیز ہے۔ یہ نہ ہوتا ہمارے ریلوں چلنے  
بند ہو جاتیں، ہمارے کئی کارخانے بند ہو جاتیں۔ بے شمار صنعتیں اور  
کام دھند سے ٹھپ پڑ جاتیں۔ کارخانے چاہے اسپاٹ کے ہوں۔  
بجلی گھر ہوں، اینٹ بھٹے ہوں سینٹ کی ٹیکٹریاں ہوں، وہ سب  
کے سب کے منہ بھاڑے کھڑے رہ جاتیں۔

ہمارے اور بھی بہت سارے کام کوئلہ کے بغیر چل نہیں  
سکتے، ہماری اور بھی بہت ساری مزدور تہیں کوئلہ کے نہ ہونے سے بڑی نہ  
ہوں۔ کیونکہ کوئلہ ریلوں، بجلی گھروں اور کئی کارخانوں کے لیے ہی نہیں  
بہت ساری چیزوں کے بنانے کے بھی کام آتا ہے۔

کوئلہ سے الکنٹرا، کول تار یا ڈامر تیار کیا جاتا ہے اور کول  
تار سے بہت سی چیزیں۔ کول تار شرک بنانے کے کام آتا ہے  
اور اس سے ایک خاص قسم کا اینسین بھی تیار کیا جاتا ہے جو چینی  
سے بھی کچھ کم غنیمت ہوتا ہے۔

کوئلہ سے کول گیس، ہلکاتیل، امونیا، فرماسیٹک،  
پلاسٹک، تیزاب، کمپادی کھاد، سینتھیک، ڈائمنز، ڈیزل، سووم،  
کپاؤٹ، حراتی سامان (میٹیر) اور سیکڑوں ایسے اہم چیزیں تیار

کے کوئلہ علاقے کے لیے اور اس کمپنی کو C.M. A. (کول مائنس اتھارٹی) کے تحت رکھا گیا۔

لگناٹ (بھورے کوئلے) کے عام کوئلے سے الگ ہونے کے باعث، لگناٹ (LIGNITE) کا الگ سے ایک کمپنی ہے۔ تال ناٹم کے نیوٹلی میں اس کا نام ہے۔ نیوٹلی لگناٹ کارپوریشن لمیٹڈ یہ ایشیا کا سب سے بڑی لگناٹ کان ہے۔

## سنگاپور کی کوئلہ کمپنی

(آندھرا پردیش) کا اہم رول

'SCCL' سنگاپور کی کوئلہ کمپنی لمیٹڈ یہ کمپنی سرکاری ملکیت کی کوئلہ کمپنیوں میں سب سے پرانی کمپنی ہے۔ اس کمپنی میں حکومت آندھرا پردیش اور حکومت ہند (مرکزی حکومت) کے سرمایے کا تناسب ہے ۵۶:۵۴ یوں سمجھیں کہ تقریباً برابر برابر۔ یہ کمپنی کئی معاملوں میں ملک کی دیگر کمپنیوں سے ممتاز مقام ہے۔ خاص کر ملازمین کو دی جانے والی سہولتوں کے معاملے میں۔ یہاں جو کام گر (کول کسٹر وغیرہ) زمین دوز کان (UNDER GROUND MINE) میں کام کرتے ہیں، ان میں صبح کی پالی (شفٹ) والی کوٹھن میں ایک ابلہ انڈا اور دو پراٹھے کمپنی کی طرف سے ملتے ہیں۔ قیمت فیض برائے نام صرف دس پیسے میں دو پراٹھے اور ایک انڈا! ایسی مثال کہیں اور نہیں!

سنگاپور کی گوداوری کی وادی میں واقع ہے۔ ۳۲۵ کلومیٹر کا رقبہ ہے اس پر رے علاقے کا جو کھم، کریم نگر اور عادل آباد ضلعوں میں پڑتا ہے۔ اس علاقے کی سر زمین کالے، سرے کے قیمتا خزانے سے بھری پڑی ہے۔ یہاں تین ہزار سیلین ٹن سے بھی زیادہ ذخیرہ ہے کالے، سرے (کوئلے) کا۔ یہ تینوں ضلع کھم، کریم نگر اور عادل آباد

آندھرا پردیش کے دیگر ضلعوں کے مقابلے میں زیادہ پسماندہ ہیں۔ لیکن کوئلے کی صنعت نے ان کا کایا پلٹنے میں ایک اہم رول ادا کیا ہے۔ اور انہیں نخر ہے کہ ان کی دھرتی سے نکلنے والا کوئلہ آندھرا پردیش اور پڑوسی ریاستوں کی صنعتی ترقی میں بھی ایک نمایاں رول ادا کر رہا ہے۔ یہاں کے کوئلے سے جنوبی ہند کی بے شمار صنعتوں کو ایک معقول خوراک مل رہی ہے۔ ایک خاطر خواہ خوراک!!

## آندھرا پردیش کی نمایاں خصوصیات

۱۔ رامپٹیک	۲۔ پاکالائیک
۳۔ تنگبھدرا انی کٹ	۴۔ دیشورم انی کٹ
۵۔ سنگم انی کٹ	۶۔ نیلور انی کٹ
۷۔ ٹوٹاپلی	۸۔ عثمان سگر
۹۔ نظام سگر	۱۰۔ تنگبھدرا پربلیکٹ
۱۱۔ اپور	۱۲۔ پرکاشم بیرنج
۱۳۔ رالا پاڈ	۱۴۔ بالائی پینار
۱۵۔ بھیرادانی تیا	۱۶۔ موسی ندی
۱۷۔ ناگر جناسگر	۱۸۔ دسلی پینار
۱۹۔ بدیسیم پاڈ	۲۰۔ سرکاسیلم
۲۱۔ دسا دھارا	۲۲۔ سوما سدا

# بدھ پر دنیا

بدھ پر دنیا گوتم بدھ کا جنم دن ہے۔ یہ وہ دن ہے جب مہاتما گوتم بدھ کو نئی روشنی عطا ہوئی۔ آخرت یعنی انتقال کا دن بھی انکا ہی تھا۔ ان تین چیزوں کے اعتبار سے بدھ پر دنیا کو کافی اہمیت حاصل ہوئی۔ ہندستان، سیلون، جاپان، چین، ملائیشیا، بھارت کے ملنے والے پانچو ملین سے زیادہ لوگ ہیں۔

نیپال ترائی حلقہ میں لہنی کے مقام پر (۵۶۰) قبل مسیح میں سدھارتا گوتم جنم لے۔ انکے پتہ سدھو دھن کی خواہش تھی کہ وہ راجہ بنے، حکومت کرے، خوشی و خرم رہے، ملالہ ہو جائے، انکی ماں کو خواب میں سفید ہاتھی کا درشن ہوا۔ سفید ہاتھی کا درشن ہونا دنیا کے لئے نیکی کا باعث ہی تھا۔ گوتم کے پیدا ہوتے ہی ساتویں دن ہی ماں سورگیاں چرگئی۔ بخوبی میں نے مشہور گوئی کی تھی کہ گوتم ایک تیاگ بن جائے گا۔ حکومت کا باگ ڈور سنبھال نہ پائے گا۔ گوتم کے والد نے کئی سہولتیں جیسا کہ ہر ایک موسم میں گدربس کر کے لئے لگ لگ مل تیسر کر دیا۔ لال اور کنول کے پھل کے باغات میں رہنے کے لیے سدھو دھن نے سدھارتہ کو ہایت دی۔ سردی، گرمی، دھول، شبنم سے بھی پرے رکھے

کی کوشش کی راجہ نے گوتم کو محل سے باہر جانے کی ممانعت تھی۔ اٹھائیس سال کی عمر میں گوتم کی شادی چائی ہوئی۔ گوتم کا طوفانی تخیل کیا گھر سکتا تھا۔ کہاں رک پاتا تھا؟ دل میں ایک جوالہ تھا۔ ایک کھوج سی تھی۔ لیکن تھی حالات کو پرکھنے کی۔ انکا گھوڑا کتھک دنا دار ثابت ہوا۔ ایک رات اس گھوڑے پر سوار ہو کر محل سے نکل پڑے۔ چھ سال تک لگاتار گھومتے رہے۔ سادھو، سنس، امیر، غریب، بڑے، چھوٹے، اندھے، لولے، سے انکی ملاقات ہوئی۔ اپاراج، مرہیض سے بھی قریب تر ہوئے۔ سرنے والی لاکھی انکے سامنے بھر پور نظارہ قلم — مباحثے کرتے رہے۔ ملاقاتیں کرتے رہے، بیوی بچے پیچانے کے باوجود ان سے دور ہی رہ گئے۔ شہر میں داخل نہیں ہوئے۔ سچائی کی کھوج میں لگے رہے۔ دنیا جلی، حد، ربخ، مصیبت سے بھرپور کیفیت تھی اللہ کے سامنے ! ان معاملات کا حل نکالنا چاہتے تھے۔ دوران سفر بدھ گیا کے مقام پر ایک میل کے درخت کے نیچے بیٹھ گئے، سوچنے وچار کرتے رہے خاموشی کے ماحول میں، خیال میں لگ گئے۔ اپنا اس دلہنک اسی طرح رہ گئے۔ ایک سادھنہ تھی انکی۔ اس دوران انکے سامنے ”مارا“ نے دنیاوی عداوت کو چھپا کر دنیاوی دولت، عیش

دھرم کا پیشکش کیا۔ پتھار، اوزار انکے سامنے بہادری کے لیے رکھ دیا۔ بھلا گوتم ان سے رعب ہو سکتا تھا! ایک چٹان کے مانند سہتے گئے، انہیں نئی روشنی عطا ہوئی۔ وہ دن پورنیا تھا۔ نئی روشنی حاصل ہونے کے بعد انکی زندگی کا نیا دور شروع ہوا۔ گوتم بدھ کہلائے گئے۔ بنارس میں پہلے پانچ لوگوں کو ادین سبق دیا۔ بیسالیس سال تک لگا تار پھرتے رہے۔ اصولوں کی اشاعت کرتے رہے۔ کسی نار (اتر پردیش) کے مقام پر انکو نجات حاصل ہوئی۔ دوران اشاعت ایک شہر میں ایک انجانے نے گوتم بدھ پر گالیل کی بوچھاڑ کر دی تودہ خاموشی سے سنتے رہے۔ اگر کوئی تحفہ لینے والا نہ ملے تودہ چیز کہاں جلمے گا "نادان نے فوراً کہہ دیا "تحفہ دینے والے کے پاس" اسی طرح گوتم نے کہہ دیا "وہ آپ ہی کے پاس رہ گئے ہیں" عقل کی تمثیل تھی اشاعت تھی، گوتم بدھ کی۔ انہوں نے نادان سے مخاطب ہو کر کہا "اگر کوئی آسان کا طرف منہ کر کے ٹھوکا ہے تودہ تھوکنے والے کی فکلی ہے۔ کسی بزرگ سے گاجوز میں بڑے" نادان فوراً شرمندہ ہو کر گوتم بدھ کا شکوہ بن گیا۔ جہاں تا بدھ کے نروان کے بعد تین سو سال تک دنیا میں دور دور مقامات تک کئی جگہوں نے بدھ مذہب کی اشاعت کی۔

بدھ مت لا مغز چار بلند پایہ سچائیوں اور آٹھ امور کے طور پر پیش ہے۔

عالم میں مصیبتوں کا جھیلنا، خود غرضی کی جڑیں رنج کے طور پر رہنا، رنج و غم سے چھٹکارا حاصل کرنا اور نیک راستہ پر چلنا سچائیوں میں شمار ہیں۔ صحیح علم، صحیح ارادہ، مناسب وقت گیلٹی بلند پایہ کردار، اچھے ذرائع زندگی کے لئے کوشش کرنا، مناسب تخمینہ دیکھوئی اور تجزیہ کرنے کی صلاحیت ان آٹھ اصولوں کی

شکل میں ہیں۔ بدھ مذہب کی روشنی میں (۱) ہینیانہ: اس میں ذاتی سا لگا دجیات کی اہمیت ہے (۲) جہیانہ: اس میں اعتقاد، اچھے کاموں میں مصروف رہ جانے کے لیے کہا گیا ہے۔ ہینیانہ کو ملنے والوں کی تعداد جوبلی ایشیا میں زیادہ ہے۔ جہیانہ کو ملنے والے چین، جاپان، کوریا، تبت و منگولیا میں بکثرت ہیں۔

بدھ مت کے پرچارک کو بھوکا کہتے ہیں۔ یہ لوگ ایک احاطہ میں رہتے ہیں۔ جسے خانقاہ کہتے ہیں۔ پگوڈہ میں گوتم بدھ کی مورتی رکھی جاتی ہے۔ بعض ادوات مجسمہ بھی نصب کر دیا جاتا ہے شیوی ڈیگن پگوڈہ رنگوں میں ہے۔ بدھ گی میں ایک بڑا خانقاہ ہے۔ بنکاک میں سنہری رنگ کی مورتی ہے۔ سری لنکا میں ایک پہاڑ پر گوتم بدھ کے قدموں کے نشان ہیں۔ اجنٹا کے غاروں میں نروان بدھ کی سنگ تراشیاں ہیں۔ کامہ کورا جاپان میں چین میں ڈوبا ہوا بدھ کا مجسمہ ہے۔

جہیانہ میں کئی ذیلی شاخیں ہیں۔ مثلاً "شین"، "تھن"، "زین" (ZEN) شنگان وغیرہ۔ خانقاہ میں رہبر یا بھوکے پاس تاڑ کے پتوں کی پھتری، کٹورا، سوئی، ایکسو آٹھ دانوں کا مالا، استرا، پانی کو نکھار کپینے کے لیے پکڑا رہتا ہے۔ برما میں تو عقیدت مند لوگوں میں کئی رسم و رواج ہیں۔ بچہ کو چار سال مت ہی قیمتی کپڑے پہنا کر خوشیاں مناتے ہیں۔ بعد میں سرمند داتے ہیں کٹورا ہاتھ میں دے کر بھکسو کے پاس لے جاتے ہیں۔ خانقاہ میں بدھ مت کے اصولوں کو پڑھایا جاتا ہے۔

ماہنامہ آندھرا پردیش حیدرآباد  
کی خریداری قبول فرمائیے



محنت سے بھرپور کہانی  
سب کے لئے پینے کا پانی  
بچو! آگے بڑھنا بھی ہے  
سمھانا بھی ہے، بڑھنا بھی ہے

جو دامن ہے چاکِ سِلے گا  
جنتا کو چا دل بھی ملے گا  
مان بڑھے گا، آن بڑھے گی  
کمزوروں میں جہاں بڑھے گی  
جو بچھڑے تھے، بڑھنے لگے ہیں  
جسارے بھی ہنسنے لگے ہیں

صنف نازک حصہ پائیں  
جو بے گھر ہیں، گھر بھی بنائیں  
سج ملے ہیں، کھاد ملا ہے  
گاؤں کا منظر بدلا ہے

مشکل دن اب کٹنے لگے ہیں  
دُور سہم بھی ہٹنے لگے ہیں  
کارِ مگر کی عزت ہوگی  
دُور پرانی رشوت ہوگی

آندھرا پردیش سے دُور اندھیرا  
اور ضیاء آیا ہے سویرا



نکاتی پروگرام

ضیاء جیل پوری  
توسط اسٹیشن ماسٹر  
کاماریٹی ۵۰۳۱۱ ۱۷

# مزدوروں کی فلاح و بہبود کیلئے ریاستی حکومت کے اقدامات - ایک جائزہ

ریاستی حکومت نے چیف منسٹر مسٹر این۔ ٹی۔ رامارائو کی سرگرم قیادت میں ایک سال سے زائد عرصہ کے دوران کابینہ کے ساتھ مزدوروں کی فلاح و بہبود کے متعدد پروگراموں کی عمل آوری کی ہے۔ آج آئندہ سہرا پردیش میں ایسا پر امن صنعتی ماحول موجود ہے جو صحت مند معاشی ترقی اور زندگی کے لیے مدد معاون ہے۔

## فلاح و بہبود کے اقدامات کی جھلکیاں

کئے جا رہے ہیں جو زرعی مزدوروں کی رہنمائی اور انہیں تعلیم دیتے ہوئے ان کے حالات زندگی کو بہتر بنانے میں مدد دیں گے۔ اگر پیکچرل درکس بل جو تقریباً ۸۵ لاکھ زرعی مزدوروں کو دیغیرنڈ میشرنیٹی اور سیرانہ سالی کی مراعات کی طمانیت دیگا اس وقت زیر غور ہے۔

اقل ترین اجرتوں کے قانون میں اب مزید ۳۰ ہزار منظم اور غیر منظم مزدور شامل ہو گئے ہیں جن کا تعلق پٹرول پمپس، کیمیکل فارماسیوٹیکل اور پیسٹیسائڈس انڈسٹریز، سیٹ فیکٹریز ہسپتلس اور نرسنگ ہوس، میپاچ اور فائر ڈکس فیکٹریز وغیرہ سے ہے۔

قانون دکانات اور اجاہ جات کے تحت حاصل کردہ مراعات کی ۹۱ نئے علاقوں کے ملازمین کے لیے توسیع کی گئی ہے۔ اس قانون سے اس وقت تقریباً ۶۵ ۲۶ لاکھ ملازمین استفادہ کر رہے ہیں۔

غیر منظم اور بے قاعدہ مزدوروں کو ۱۶ مختلف علاقوں میں اقل ترین اجرتوں کے قانون کے تحت شامل کرتے ہوئے ان کی اجرتوں کی سطح کو ماہانہ ۱۸۰/- روپے سے بڑھا کر تقریباً ۳۰۰/- روپے کر دیا گیا ہے۔

ٹیکسٹائل، جوٹ اور شکر کی صنعتوں میں صنعتی اعتبار سے منظم اور باقاعدہ مزدوروں کیلئے دیج کیٹیاں تشکیل دی گئی ہیں اور درکار اجرت میں اڑھائی فیصد پر ماہانہ ۱۵۰/- روپے تک اضافہ کیا گیا ہے جو پہلا بڑا یہ مکان الونس کے علاوہ ہے۔

۵۴۱۷ مکانات کی جو امدادی "انڈسٹریل باڈیزنگ ایکٹ" کے تحت تعمیر کئے گئے ہیں ان میں پہنچنے والے مزدوروں کے لیے احاطہ بر خرمیدی سے متعلق پیشکش کی گئی ہے۔

۲۰ بلاک ایمیا میں "رومل آرگنائزیشن مقرر

★

جدید تشکیل کردہ کنٹرولٹ لیسر انڈسٹری بورڈ ان سٹے علاقوں کی نشاندہی کر رہا ہے جہاں کنٹرولٹ لیسر کو رجحانات کیا جاسکتا ہے۔ اس کو پہلے ہی سنٹ اور شکر مینو پیکرنگ یونٹس میں رجحانات کر دیا گیا ہے۔

★

۶۸۵ صنعتی تنازعات کی ریاستی مصالحتی اداروں کے ذریعہ یکسوئی کی گئی اور ۳۶۳ تنازعات کو تصفیہ کیلئے صنعتی اداروں سے رجوع کیا گیا۔

..

## سرکاری و غیر سرکاری عہدہ داروں کو عوام کی خدمت کرنے کا مشورہ

### چیف منسٹر کی تقریر

چیف منسٹر مشران ٹی رامارائو نے کہا کہ حکومت ریاست کے دور افتادہ مواضعات کے عام آدمی کے مسائل کا ان کے حقیقی تناظر میں جائزہ لینے کے لیے ان کے دروازہ تک پہنچ گئی ہے تاکہ انکی موزوں و مناسب طریقہ پر خدمت کی جاسکے۔ مشران ٹی رامارائو آرٹی سی بس ڈپو کے افتتاح کے بعد جلسہ عام سے خطاب کر رہے تھے۔ انہوں نے ”گڈیل“ میں (۱۳۲) کے ڈی الیکٹریسیٹی سب سٹیشن کا سنگ بنیاد بھی رکھا۔ چیف منسٹر نے کہا کہ اگر حکومت ریاستی راجدھانی تک ہی محدود ہو جائے تو پھر وہ عوام کے جذبات احمات کا جو دریں سماجی بدعاشی تبدیلیوں کے لیے حکومت سے اس لگائے بیٹھے ہیں۔ کوئی اندازہ ہی نہیں کر سکیں گے۔ اس ضمن میں منسٹر این ٹی رامارائو نے کہا کہ حکومت دو روپے کیل چادل کا سربراہی کی اسکیم پر عمل آوری کو جاری رکھے گی۔ انہوں نے پچھڑے ہوئے طبقات کے عوام کے حالات زندگی کو بہتر بنانے کے لیے ضروری اقدامات بھی

کرنے کا اعلان کیا۔ چیف منسٹر نے ایک بار پھر خود کو عوام کی خدمت کے لیے وقف کر دینے کا اعلان کرتے ہوئے سرکاری اور غیر سرکاری عہدہ داروں سے اپیل کی کہ وہ ضرور تہ عوام کی خدمت کو اولین فریضہ تصور کریں۔ انہوں نے ریاست میں ایکسٹے سماجی نظام کے تیسیم کے لیے تمام سیاسی جماعتوں سے تعاون و اشتراک کرنے کی بھی پُر زور خواہش کی۔ قبل ازیں مشران ٹی رامارائو نے یہاں قریب جنگتال میں جلسہ عام سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ کاشتکاروں کو ان کی پیداوار کی معقول و مناسب اور منفعہ بخش قیمت ادا کی جانی چاہیے۔ علاوہ ازیں انہیں پادریٹ میں امداد بھی فراہم کی جانی چاہیے۔ مدین الیکٹریسیٹی بورڈ مشران تانا رائو نے کہا کہ ضلع کریم نگر میں (۱۳۲) کے ڈی کے مزید چار سب اسٹیشن عنقریب قائم کئے جائیں گے۔

## تردما - تردپتی دیو استھانم کی سر روزہ

### گولڈن جوبلی تقاریب، چیف منسٹر کی مخاطبت

چیف منسٹر آندھرا پردیش مشران ٹی رامارائو نے مندروں کے شہر تردپتی کی نگہداشت کے لیے ایک سپریم کونسل کے قیام کا اعلان کیا ہے۔ تردما - تردپتی دیو استھانم کی سر روزہ گولڈن جوبلی تقاریب کا افتتاح کرتے ہوئے چیف منسٹر نے کہا کہ لاڈلہ میکیشور، سپریم کونسل کے صدر نشین اور وہ نائب صدر نشین ہوں گے۔ کونسل کے اہلکار ہائیکورٹ کے چیف جسٹس اور ایڈوکیٹ جنرل جیسے اعلیٰ عہدہ دار ہونگے۔ کونسل کے چار شعبہ جات ہوں گے جن میں لائیڈ آف ڈر، انڈوسٹریل نغمہ دستی اور فنانس شامل ہے۔ ان چار شعبوں میں اکریٹو انسر تال میل پیدا کریں گے۔ اور ان کے عہدہ کو منسٹرل اختیارات کے ساتھ کنٹرول کا درجہ دیا جائے گا۔ مشران ٹی رامارائو نے کہا کہ تردپتی میں ہارڈ

روپے سے ایک عصری ہسپتال، معذریں کے لیے ایک کورڈروپے سے ایک ویلفیر سنٹر اور ۵ لاکھ روپے سے ایک بلڈ بینک قائم کیا گیا۔ انہوں نے کہا کہ ترقیاتی ڈیریمنج سسٹم کو بہتر بنانے کے لیے ۳۲ کروڑ روپے نقصان کئے گئے ہیں۔ ان تمام پراجیکٹوں کے مصارف ترقیاتی دیر استھانم اور حکومت دونوں برداشت کریں گے چیف منسٹر نے دیر استھانم کے ملازمین کے لیے ۶ لاکھ روپے کی جوبلی تریغبات کا بھی اعلان کیا۔ صدر این برڈ آف ٹریڈز منسٹر منسٹر کے ڈی دی ست نارائن راجو نے تقریب کی صدارت کی اور کہا کہ ترقیاتی دیر استھانم نے ملک کے تمام قدیم مندروں کو نیا روپ دینے کے لیے ہر قسم کا مدد دینے کا فیصلہ کیا ہے تاکہ ہندو تہذیب کو فروغ دیا جاسکے۔ اگر کیوینا منسٹر کا رسوائی ریڈیو نے رپورٹ پیش کی۔

چیف منسٹر نے کہا کہ ترقیاتی اور ترقیاتی کوڈ بینک کی طرح ایک مقدس مرکز کے طور پر ترقی دی جائے گی تاکہ ہندو مت کا پرچار کیا جاسکے۔

## جرنلس ہاؤزنگ کو آپریٹو سسٹم کے دفتر کا افتتاح - چیف منسٹر کی تقریر

چیف منسٹر مشران ٹی رامارائو نے درکنگ جرنلس کے لیے تعمیر کی جانے والی ملک کی سب سے بڑی کالونی کے دفتر کا افتتاح کرتے ہوئے ریاستی حکومت کی جانب سے مزید ۱۰ لاکھ روپے گرانٹ دینے کا اعلان کیا۔ جرنلس ہاؤزنگ کو آپریٹو سسٹم کی جانب سے جو بلی ہلز کے پہاڑوں سے گھرے ہوئے ایک پرنضا مقام پر ۲۱۰ مکانات پر مشتمل اس کالونی کے پلاش کی ترغیب دہانی کے ذریعہ صحیفہ بھگادوں میں تقسیم عمل میں آئی۔ وزیر فنانس مشران بھاسکر راؤ

نے تقریب کی صدارت کی۔ جبکہ وزیر بلدی نظم و نسق سٹرام کرشنندو نے یہاں خصوصی کی حیثیت سے شرکت کی۔ چیف منسٹر نے کہا، وہ اس بات پر یقین رکھتے ہیں کہ آبادی صحافت ضروری ہے۔ ساتھ ہی ساتھ صحافت کا فرض ہے کہ وہ اپنے زرائع کو خوش اسلوبی سے بھلے۔ انہوں نے کہا کہ صحافت اور صحیفہ نگار حکومت اور عوام کے درمیان ایک آواز اور ایک رابطہ ہوا کرتے ہیں۔ ان کی حکومت چاہتی ہے کہ صحافت کی مناسب طریقہ پر مدد کی جائے۔ چیف منسٹر نے کہا کہ جمہوریت کا میاں اور استحکام میں صحافت کو اہم دور ادا کرنا ہے چیف منسٹر نے کہا کہ سیاسی ہوں کی غیر سیاسی معاشی ہوں کی تہذیبی سائل ہر شعبہ میں صحافت کو ٹھوس کردار ادا کرنا چاہیے۔ انہوں نے تقریب کے لیے نصب کردہ شانہ مانتھ سے دور کام کرنے والی ڈور عہدوں اور سرمدل کی طرف دیکھتے ہوئے زوردار آواز میں کہا کہ چمپلائی دھوپ میں کام کرنے والے ان غریب مزدوروں کو ہم کیا دے سکتے ہیں۔ آزادی کے ۳۶ سال گزر جانے کے بعد آج بھی سماج میں عدم مساوات نا انصافی اور نابرابری کا دور دورہ ہے۔ آج بھی سماج میں بہت سے ایسے لوگ ہیں جنہیں ایک ذلت کا کھانا بھی نصیب نہیں ہے۔ ان کی حکومت، خط غرت کو ختم کر دینا چاہتی ہے۔ قبل ازیں صدر جرنلس ہاؤزنگ کو آپریٹو سسٹم میں جرنلس کمپنیز کے ذریعہ جرنل کیڈ اور جنرل سکریٹری منسٹر کے۔ سرینواس ریڈی نے رپورٹ پیش کی۔ وزیر بلدی نظم و نسق سٹرام کرشنندو نے کہا کہ حکومت جرنلس کالونی کی تعمیر اور دیگر مراحل میں پیش آنے والی مشکلات کو دور کرنے کے لیے بھرپور تعاون کرے گی۔ وزیر فنانس مشران بھاسکر راؤ نے کہا کہ کالونی کے لیے ایک پولیس اسٹیشن دو بینکس اور ایک ڈسپنسری کے قیام کی منظوری دی گئی ہے۔ وزیر اطلاعات تہذیبی امور منسٹر سی ایچ دیکنٹ رام بھگیا نے کہا کہ ریاستی حکومت صحیفہ نگاروں سے مکملہ حد تک تعاون کرے گی۔

••



# ڈاکٹر راجندر پرشاد

وہ سیاسی قیدیوں کی درجہ بندی کے خلاف تھے۔ انہوں نے جیل کے حالات میں بہتری لانے کی ضرورت پر بھی زور دیا۔ جب وہ پہلی بار جیل گئے تو انہوں نے کھادی کی بنائی کچھ۔

ڈاکٹر راجندر پرشاد نے ۱۹۳۴ء میں انڈین نیشنل کانگریس کے اجلاس کی صدارت کی۔ اس اجلاس میں انہوں نے مطالبہ کیا کہ بھارت کا آئین ساز اسمبلی تشکیل دے جس میں بھارت کے عوام کو نمائندگی دی جائے۔ اس کا نتیجہ ۱۹۳۵ء کا قانون ہے جس میں موبائی خود مختاری دی گئی تھی۔

وہ کانگریس کے پہلے صدر تھے جنہوں نے باقاعدہ ملک کا دورہ کیا، کانگریس کو خطاب کیا ان کی رہنمائی کی۔ ان کا کہنا تھا کہ ہندی اور اردو الگ الگ زبانیں نہیں ہیں۔ انہوں نے کونسل ایوارڈز میں رد بدل کیے مسٹر محمد علی جناح کے ساتھ سمجھوتہ کے لیے ہر ممکن کوشش کی۔ ۱۹۴۲ء میں آلہ انڈیا کانگریس کمیٹی نے بھارت چھوڑ دو تحریک سے متعلق قرارداد منظور کی اور ڈاکٹر صاحب نیز دوسرے سرکردہ رہنماؤں کو حراست میں لے لیا گیا۔ اس موقع پر کانگریس جی نے

”مکر دیارو“ کانفرنس دیا۔ جیل میں ڈاکٹر پرشاد دھیر ہوا۔ ہو گئے انہوں نے بستر علی پر ایک کتاب لکھی جس میں انہوں نے دو قومی نظریہ کی مخالفت دلائل سے اور کنگز کی مطلق

اعتبار سے غلطی پاکستان مسلمانوں کے مفاد میں نہیں ہوگا۔ جب ۱۹۴۶ء کو برصغیر حکومت بنی تو انہیں خوراک اور ذراعت کا محکمہ دیا گیا۔ دسمبر

۱۹۴۶ء میں آئین ساز اسمبلی کے پہلے اجلاس کا راجندر پرشاد کو صدر چنا گیا۔ ۲۰ جنوری ۱۹۵۰ء کو جب بھارت جمہوریہ قرار دیا گیا تو انہیں ملک کا پہلا

صدر بنایا گیا۔ ۱۹۵۲ء کے عام انتخابات کے بعد انہیں دوبارہ اور پھر ۱۹۵۷ء میں بھی ملک کا صدر چنا گیا۔ ۱۵ مئی ۱۹۶۲ء کو صدر جمہوریہ کی ذمہ داریاں

فارغ ہونے کے بعد وہ مددات آشرم میں رہنے لگے۔ ۲۸ فروری کو ۹۷ سال کی عمر میں انہوں نے آخری سانس لی، ۱۹۸۴ء میں ملک بھر میں ان کی سالانہ وفات کی تقریبات کا اہتمام کیا گیا ہے۔

آزاد بھارت کے پہلے صدر جمہوریہ ڈاکٹر راجندر پرشاد انڈین نیشنل کانگریس کے قیام سے ایک سو سال قبل یعنی ۳ دسمبر ۱۸۸۴ء کو بہار کے مقام زیرائی میں پیدا ہوئے تھے۔ انہوں نے گاؤں کے اسکول میں ابتدائی تعلیم حاصل کرنے کے بعد کلکتہ کے پریذیڈنسی کالج میں داخلہ لیا۔ انہوں نے طالب علمی کے زمانے سے ہی سیاسی سرگرمیوں میں سرگرم حصہ لینا شروع کر دیا تھا۔ ۱۹۰۲ء میں وہ ”ڈان سوسائٹی“ میں شامل ہو گئے۔ راجندر بال نے ۱۹۰۶ء میں انڈین نیشنل کانگریس کے رضا کار کے طور پر کام لیا اور ۱۹۱۱ء میں وہ باقاعدہ کانگریس کے رکن بن گئے۔ ۱۹۱۶ء میں وہ گاندھی جی کی صحت میں آئے اور ان کے ساتھ انہوں نے قومی سیاسی رہنما کے طور پر کام شروع کیا۔ انہوں نے ۱۹۲۰ء کی بہار کی سیاسی کانفرنس کی صدارت کی اور ستیہ گرہ تحریک میں شامل ہو کر گاندھی جی کی طرف سے شروع کی گئی عدم تعاون کی تحریک کی حمایت کی۔

انہوں نے محسوس کیا کہ ”سوراج تحریک“ کو مستحکم کرنے کیلئے پہلی ضرورت اسکول اور کالوں کا بائیکاٹ کرنا ہے۔ انہوں نے سرکاری تعلیمی اداروں کا بائیکاٹ کرنے والوں کے لیے ایک قومی کالج قائم کیا۔ یہ کالج ۲۵ سال تک ڈاکٹر راجندر پرشاد کا گھر رہا۔

وہ دلش (دہلی) اخبار کے مدیر بھی رہے اور وہ ”سرج لائٹ“ (انگریزی) سے بھی وابستہ رہے۔ ۱۹۱۸ء میں جب گاندھی جی کو جیل بھیج دیا گیا تھا تو ڈاکٹر راجندر پرشاد نے ان سے کام کی ذمہ داری سنبھال لی۔ انہوں نے راج گوبال آپجری کے ساتھ ملک کا دورہ کیا۔ اور سودیشی تحریک کو بہت مقبول بنایا۔ انہوں نے کانگریس مکوں سے اپیل کی کہ وہ تیسری کام پر توجہ مرکوز کریں۔

# آندھرا پردیش چیمبر آف کامرس اینڈ انڈسٹری

## کے جلسہ سے چیف منسٹر مشران۔ ٹی راما راؤ کا خطاب

بھی خوش ہیں کہ یہ لوگ زیادہ سے زیادہ پسہ کما رہے ہیں اور شمال زندگی بسر کر رہے ہیں لیکن انہیں اپنے مادر وطن کو نہیں بھولنا چاہیے مشران۔ ٹی۔ راما راؤ نے صنعت کاروں پر زور دیا کہ وہ اپنی تجارت میں ایماندار اور دیانت داری کو ملحوظ رکھیں اور اپنی سماجی ذمہ داری کو محسوس کریں۔ چیف منسٹر نے انتہائی جذباتی لہجہ میں کہا کہ ان کی حکومت ریاست میں پیدا کنندوں کے استعمال کی اجازت نہیں دیگی انہوں نے سوال کیا کہ آخر کیوں تمباکو پیدا کرنے والوں کو اپنی پیداوار برآمد کرنے کی اجازت نہیں دی جاتی اور کیرن انہیں مجرماً جانتے ہیں کہ وہ مخصوص گودھوں کو اپنی پیداوار فروخت کریں۔

## اہل مسلم حضرات

آندھرا پردیش کی معاشی، زرعی، صنعتی، قلمی اور سماجی ترقی پر اپنے موضوعاتی مضامین ماہنامہ آندھرا پردیش (اردو) میں اشاعت کے لیے روانہ فرمائیے۔ تقابلی اشاعت مضامین واپس نہیں کئے جاتے۔ پتہ: ناظم محرک اطلاعات و تعلقات عامہ، مگر ہا کلبا کاسٹکس، محکم جاہی روڈ، حیدر آباد ۵۰۰۰۰۱۔

ریاستی چیف منسٹر مشران ٹی راما راؤ نے صنعت کاروں پر زور دیا ہے کہ وہ پسندیدہ علاقوں میں زیادہ سے زیادہ صنعتوں کے قیام کے لیے آگے آئیں۔ انہوں نے یقین دلایا کہ ریاستی حکومت ان صنعت کاروں کی ہمیشہ مدد کرے گی جو ریاست کی ترقی پر یقین رکھتے اور اپنی سماجی ذمہ داری کو محسوس کرتے ہیں۔ چیف منسٹر نے آندھرا پردیش چیمبر آف کامرس اینڈ انڈسٹری کے سالانہ تقریب سے خطاب کرتے ہوئے مشران راما راؤ نے کہا کہ ان کی حکومت ریاست کو صنعتی بنانے پر یقین رکھتی ہے اور اس سلسلہ میں شاید اگر کوئی اہم پیش رفت نہ ہو تو وہ لندن اور امریکہ کا دورہ کرنے کی کوشش کریں گے تاکہ وہاں مقیم ہندوستانیوں کو ریاست میں صنعتوں کے قیام کے لیے راغب کیا جائے۔ مشران راما راؤ نے کہا کہ ریاست آندھرا پردیش اپنے سبز انقلاب کے لیے مشہور ہے لیکن اس میدان میں کئی عصری طریقوں کو اپنانے کی ضرورت ہے کیونکہ جب تک ہم اپنی مزدوریات کے لئے دوسروں پر انحصار کرینگے آزادی بے معنا رہے گی۔ صنعتوں کے قیام کے ذریعہ ریاست میں زیادہ سے زیادہ روزگار کے مواقع پیدا کرنے کی ضرورت پر زور دیتے ہوئے مشران راما راؤ نے کہا کہ "مجھے خوشی ہے کہ ہمارے فاکٹرز اور انجینئرز بیرون ملک کام کر رہے ہیں کیونکہ ہم ان کی صلاحیتوں سے استفادہ میں ناکام رہے۔ چیف منسٹر نے کہا کہ وہ اس بات کے لیے

# ریاستی حکومت کے زیر اہتمام "یوم ممی" تقریب

## چیف منسٹر ہسٹران ٹی۔ رامارائو کی مخاطبت

(۳۰۰) روپے کر دیا ہے۔

چیف منسٹر نے صنعت کاروں کو مشورہ دیا کہ وہ انکم ٹیکس کے طور پر بھاری رقمات ادا کرنے کی بجائے اپنے مزدوروں کا فلاح و بہبود بالعموم رہائشی سہولت فراہم کریں۔ اور ان کے بچوں کے لیے مدارس قائم کریں۔ ہسٹران ٹی رامارائو نے بیرون ملک میں مقیم تلگو عوام سے اپیل کی کہ وہ بھی ریاست کی ترقی و خوشحالی کی جدوجہد میں شامل ہو جائیں۔ اور اپنا سرمایہ منقول کریں۔ چیف منسٹر نے انہیں اس بات کا یقین دلایا کہ حکومت انہیں ریاست میں نئی صنعتوں کے قیام کے سلسلہ میں درکار اخراجات سب سے سہولتیں فراہم کرے گی۔

قبل ازیں سکریٹری لبرسٹران رانگھوانے کہا کہ انتظامیہ بورڈز سے مزدوروں کے ربط و تعلق سے متعلق مرکزی حکومت کی تجویز پر اسی سال عمل کیلئے لگا۔ ریاستی حکومت نے تمام صنعتی اداروں اور دکانوں کے دار و مدارات کے لیے یوم ممی کی بااجرت تعطیل قرار دے دیا۔ یوم ممی کا تعادیب کا آغاز مختلف مقامات پر مزدوروں کی ریلیاں سے ہوا ٹریڈ یونین قائدین نے اجتماعات سے خطاب کرتے ہوئے انہیں اتحاد و یکجہت برقرار رکھنے کی ضرورت پر زور دیا۔

\* آندھرا پردیش اسکوٹس نے اس سال کے اختتام تک ۲۵ ہزار اسکوٹس کا سیاری کا ٹارگٹ بنایا ہے۔

چیف منسٹر ہسٹران ٹی رامارائو نے تعادیب یوم ممی کے سلسلہ میں حکومت آندھرا پردیش کی جانب سے چار ممتاز ٹریڈ یونین قائدین سرسری جی جہاد پورٹ سٹری (تلگو ناڈو ٹریڈ یونین ساگرین) قائدین سرسری جہاد پورٹ سٹری (تلگو ناڈو ٹریڈ یونین ساگرین) ٹی ایس رامارائو (بھارتیہ مزدور سنگھ) بدری دتال جی (ایچ ایم ایس) اور ڈی ویکٹشم (ایٹک) کو "مشرمنٹھی" یا دھاری لارڈ پیش کئے۔ چیف منسٹر نے (۲۲) ہتھامس کو بہترین انتظامیہ اور بہترین ٹریڈ یونین کے لئے "براڈ کئی ڈیٹی ایوارڈز" بھی دیئے۔ یہ اعزاز حاصل کرنے والے اداروں میں ہندستان ایرڈ ناٹکس لیڈ (ایچ ایم ایس) اور راکسی سنٹس شامل ہیں اس موقع پر تقریر کرتے ہوئے ہسٹران ٹی رامارائو نے مزدوروں کو ایک ایسی باصلاحیت قوت قرار دیا جو نہ صرف خوشحالی لاسکتی ہے بلکہ دقت پر اس لئے یہ بات انتہائی اہم ہے کہ مزدوروں کو احتجاج کرنے کا موقعہ دینے بغیر ہی ان کے مسائل حل کر دیئے جانے چاہیے کیونکہ سماج میں امن و سکون کے لیے مزدور کا مطمئن و مسودہ ہونا شرط اولین ہے۔ انہوں نے کہا کہ اگر کوئی شخص یہ سمجھتا ہے کہ مزدوروں کو دبایا اور کچلا جاسکتا ہے تو وہ احمق ہے۔ چیف منسٹر نے انتظامیوں سے خواہ وہ عوامی شعبہ سے تعلق رکھتے ہوں اہل کار کہ وہ مزدوروں کی تعلیمی اور رہائشی ضروریات کو بھی بطور خاص ملحوظ رکھیں۔ ہسٹران ٹی رامارائو نے کہا کہ ان کی حکومت نے اقل ترین اجرت کو ماہانہ (۱۸۰) سے بڑھا کر

آندھرا پردیش

# قلمی قطب شاہ ڈویلپمنٹ اتھارٹی کے اجلاس سے

## چیف منسٹر مسٹر این ٹی رامارائو کا خطاب

خواجہ برجید، مسٹر بی۔ راماسوامی، مسٹر اندرسن ریڈی (ارکان اسمبلی)، بی رام ویل، مولانا حافظ البریسف، مسٹر کے۔ این۔ نامائنا، پارلیمنٹ، مسٹر احمد علی خان، مسٹر سرفراز علی، مسٹر گوپال گرو، کمبوڈی ٹامیک ہیں۔

نو تشکیل شدہ اتھارٹی میں نیکنی ماہرین مشرمدتی مشرودیرنا تھ راسے جک مشرمدتین بد اعتبار عہدہ مسکر شری پہلے اجلاس میں ارکان نے پرانے شہر کی ترقی کے مسئلہ میں اس خیالات کا اظہار کیا۔

چیف منسٹر مسٹر این ٹی رامارائو نے نو تشکیل شدہ قلمی قطب شاہ ڈویلپمنٹ اتھارٹی کے اجلاس میں تقریر کرتے ہوئے اعلان کیا کہ تنگودیشم حکومت پرانے شہر کی ترقی کے لیے دستم کی فراہمی میں پیچھے نہیں ہٹے گا اور اس مقصد کے لئے دیگر ذرائع سے بھی بشمول عالمی بینک سے بھی مالیہ حاصل کرے گا۔ یہ اجلاس سکریٹریٹ کی نیکنی ہال میں منعقد ہوا۔ چیف منسٹر نے پرانے شہر حیدرآباد کے ارکان مقننہ سے اپیل کی کہ وہ اس مقصد کے حصول میں حکومت کے ساتھ تعاون کریں اور پرانے شہر کی ترقی کیلئے اپنی توانائیاں صرف کر دیں۔ کیونکہ پرانے شہر کی ترقی کو اب تک نظر انداز کیا جاتا رہا ہے۔ مسٹر این ٹی رامارائو نے کہا کہ حکومت لائف انشورنس کارپوریشن سے قرض حاصل کرے گی تاکہ کئی ترقیاتی سکیموں کو شروع کیا جاسکے۔ جن میں چارمینار تالک نما میں روڈ کنکریٹنگ کی اسکیم بھی شامل ہے۔ انہوں نے بتایا کہ حکومت کے پاس سکیمیں اور پلان ہیں تاکہ ہڈزنگ کم کر سکیں گا پبلکس کے ساتھ ساتھ دفتری عمارتیں اور اسکول کی عمارتوں کی تعمیر کی جاسکیں۔ ۲۰ ارکان پر مشتمل قلمی قطب شاہ این ڈویلپمنٹ اتھارٹی کے صدر نشین چیف منسٹر مسٹر این ٹی رامارائو ہیں۔ جبکہ وزیر قانون و بلدی نظم و نسق مشرودلی رام کرشنن و نائب صدر نشین ہیں۔ اسکے دیگر ارکان میں مشر سلطان صلاح الدین ادیسی، مشر امان اللہ خان، مشر باقر آقا، مشر

☆ APACE (آئی پی اے سی) اپریشن

سنٹر فار انٹر پرائیزس) کو رابطہ کا ایک

واحد ایجنسی کی حیثیت سے قائم کیا گیا ہے جس

کا مقصد ملی اور قومی منظوریلں۔ رجسٹریشن لائسنس

اور مزدوری سہولتوں کے حصول کے مسئلہ میں نئے صنعت کاروں

کی مدد و اعانت کرنا ہے۔

☆ ڈسٹرکٹ نڈل ایجنسی

DISTRICT NODAL -

AGENCY (NODAL)

چھوٹے پیمانے کے صنعتی یونٹس کے تحفظ

کا خدمت انجام دے رہا ہے۔

ساکے

جہاں

سے

اچھا

ہندوستان

ہمارا

ذیلہ تحسین

جھاؤنی نادہلی بیگ، حیدرآباد ۲۳

جب تفس کے جال ٹوٹے جب نہری دام اٹھا  
جب فراست اور ستیا ملک کا حصہ بنی  
نہج اٹھا پھر زندگی کا سارے آدا ہے  
زندگی فریادرس کل تک کسی زنداں میں تھی  
ہر زمانے میں رہا ہندوستان جنت نثار  
ہر طرح سے اب ہمارا ملک پھر آزاد ہے  
اب ترقی کا یہاں کی اور ہی انداز ہے  
بیشش نکاتی فارمولا اور پنج سالہ پلان  
کتنے ارمانوں کو جیسے مل گیا رقص جمیں  
پھر وہی انگشت صنم پھر وہی کاریگری  
لمتدھ گئے وہ خم کہ جس میں زہر تھی پاندگی  
پھر زرخ صنعت ہندوستان ہے اوج پر  
ظلمتوں میں ٹھوکرین کھانے کے دن باقی نہیں  
ہیں غریب و غلس و نادار کے جینے کے دن  
بے گھر دوں کو گھر ملے کتنے ہی رہنے کے لیے  
بندہ کتنے بن گئے اسکول کتنے کھل گئے  
سیکرٹس انکڑ زمین سیراب کر سکتے ہیں ہم  
کتنی ریلوں کا، بیلوں کا اب بحث منظر ہے  
جب اجالوں کی ستیا میں اندھیرے کھل گئے  
ریشک ہو دنیا کو ایسے کام کر جائیں گے ہم  
صحبت اغیار میں رہنے کے دن جاتے رہے  
ہندوؤں کا عزم ہے کوہ ہمالہ سے بلند  
ہر خوشی یہاں ہے جیسے ملک کی ہر چیز

اور اشیاء کا بدیشی ملک سے نیلام اٹھا  
بات جب عہد غلامی کی نقطہ قصہ بنی  
اختتام درد ہے خوشیوں کا پھر آغاز ہے  
زہرِ غم کی چاشنی کل تک ہر اک خنواں میں تھی  
چند دن چھائی رہی تھیں اس پکالی بدیاں  
ملک کی آزاد ہے کہ ہر بشر آزاد ہے  
اپنے جینے کا صحیح معنوں میں اب آغاز ہے  
ہیں یہ بھارت کی ہم جتنی ترقی کے نشان  
کتنے ان لوگوں کو جیسے مل گئی راہِ سبیل  
پھر ملی ہے ملک میں صفت کو اپنے برتری  
یہ حیات نوبی ہے آخرش اب بندگی  
پھر سینہ چھگا ہے بھر کر ہر موج پر  
اک حکایت رہ گئی رنج و محسن باقی نہیں  
زندگی کا اداس مل کی طرف کیہنے کے دن  
مل گیا ان کو سہارا جگ میں جینے کے لئے  
اک کہانی بن کے جیسے زخم سے مل گئے  
اپنی پیاسی زندگی پر آب کر سکتے ہیں ہم  
زندگانی کا مقدر آج پھر مزدور ہے  
بہل کی اس تیرگی میں تار برقی جسل گئے  
زندگانی کو سنٹے اک ٹوڑ پلاٹیں گے ہم  
ظلم نہیں نہیں کر سہی سننے کے دن جاتے رہے  
ڈال اب سکتے ہیں جیسے ہم ستاروں پر کند  
ہم نے باندھا عزم کو ہے دقت کی ہمہ تن

دل کے جلنے کی روایت آج ہے رسم کہن

کہکشاں : ہم سجاٹیں گے ہماری انجمن

پالت دشوار ہے دو چار کو  
اور کتنے چلے گئے سرکار کو

سال بھر میں زہینے اک غدا  
آگ لگ جائے تمہارے پیار کو

گرد میں دو چار پیدل چار چھ  
جب بھی جاتا ہوں کسی بازار کو

بھوکے استے ہو گئے بچے مرے  
چاب کر کھانے لگے اخبار کو

رات بچوں کو ملانے میں گئی  
دن میں کیسے جاؤں سہارو بار کو

بھوکے، ننگے، جاہل اور ان پڑھ ہوں  
یکھ بنا لو اپنے اس ستار کو

آم امی پر الہی رحم کر  
چاہتا ہے ان کا دل آچار کو

اک نیچ خستہ جاں پر تنو غدا  
بھاگ جاؤں چھوڑ کر گھر بار کو

ہم ہوں دو اور بھلے ہمارے دے  
بس غنیمت جان دو دو چار کو

دو پہ دو بائیس ہوتے ہیں گر  
دو کو دو مطلوب ہیں سرکار کو

دوستو پر ہیز ہے اچھی دوا  
کون سمجھائے دل بیمار کو

سکرا کر آرہے ہیں وہ قریب  
دور ہی سے سو سلام اس یار کو

پرویش کس طرح ہو پائے رحم  
کتنا مشکل ہے جب اس انار کو

خاندانی

بھلائی

رؤف رحیم (ایم اے)

20-5-825 شکو گنج، محید آباد 265 500



# کہتے ہیں بس کو عشق



انرس ہوتا تھا۔ یہ اور بات ہے کہ ان ڈاکٹروں کا نام میرا ہے سچوں پر ہم اپنی ادبیت کی دھونس بھایا کرتے تھے۔ نیاز فتح پوری کو ہم نیاز ناتھ پوری پڑھا کرتے تھے کیونکہ نیاز اور ناتھ کے ساتھ ہی پوری کا تصور وابستہ ہے۔

ن۔ م۔ راشد کو ہم راشد پڑھتے تھے اے۔ آر۔ خاتون کو آل انڈیا ریڈیو سے ستون کوئی خاتون سمجھتے تھے۔

یہ تھا اردو ادب اور ادیبوں سے ہمارا تعلق۔ اسکے باوجود ہم حلا کو حاضر زمانہ طر جان کر کہتے ہیں کہ اردو ادب کے مطالعہ کا شوق ہمیں بچپن سے ہے۔ قصہ حاتم طای یا تصویر ہر کردہ طامین بے تصویر ہم بڑے شوق ذوق سے پڑھتے تھے۔ پھر جاسوسی کتابوں کا شوق چرایا۔ (یہاں ایک بات اور بتا دیں کہ اب انفی اور ابن سید کو ہم بھائی بھائی سمجھتے تھے) اب جاسوسی کتابیں پڑھ پڑھ کر ہم فریدی یا عمران بنے کا خواب دیکھنے لگے۔ اسی دوران اردو ادبی اعری کا چسک بھی لگ گیا۔ لیکن اردو ادبی اعری ہم ذرا مشکل ہی سے ہضم کر سکتے تھے۔ اسکے باوجود بھی اشعار پڑھتے اور محفوظ ہونے کی کوشش کیا کرتے یا کم سے کم ایسا ظاہر کرتے مگویا بے حد محفوظ ہو رہے ہیں۔ اس طرح اپنی شعر فہمی پر نازاں دشاں ہوا کرتے تھے۔ یہاں ہم دو اشعار بطور نمونہ منہ مطالب کے پیش کر رہے ہیں تاکہ سند رہے اور بوقت ضرورت کام آوے۔ اور آپ پر بھی ہماری شعر فہمی کی دھاک بیٹھ جائے۔ پہلا شعر ہے

کامرے قتل کے بعد اسٹل جگہ سے تو بہڑا ہاے اس زود پشیاں کھینچیں ہونا

جب سے ہم نے خوش بھالا ہے محبت اور عشق کے بارے میں بہت کچھ سننے اور پڑھنے آرہے ہیں۔ اردو ادب اور خاص طور پر اردو ادبی اعری عشق و عاشقی کے تذکرہ سے بھری پڑی ہے۔ اردو ادبی اعری بغیر عشق کے ایسی ہی ہے جیسے بغیر انڈل کے آئیٹ۔ اردو ادبی اعری سے اگر عشق و محبت کو نکال دیا جائے تو اردو قصبہ شک رہ جائیگی لیکن شاعری نہیں۔! یا یوں کہہ لیجئے جدید شاعری رہ جائیگی۔ بچپن ہی سے ہمیں اردو ادب سے کافی دلچسپی رہی ہے۔ ہم اپنے ادبی ذوق کا رعب ڈالنے کے لیے ہمیں کہہ رہے ہیں بلکہ اپنی تہ ادبی کا اظہار کر رہے ہیں۔ مطلب یہ کہ ہم جسے اردو ادب کہہ رہے ہیں وہ دراصل جاسوسی ناولوں اور ایسے کم کی دوسری کتابوں پر مشتمل تھا۔ اردو کے ادیبوں اور شاعروں کے بارے میں ہماری معلومات نہایت شاندار قسم کی تھیں۔ سعادت حسن منٹو کو اردو کا بہت بڑا اثر سمجھتے تھے۔ عصمت چغتائی اور قرق العین حیدر سے واقف ضرور تھے لیکن انہیں "حضرات" سمجھتے تھے۔ خواتین نہیں۔ عفت مرہانی کو حسرت مرہانی کا بھائی اور منغی تبسم کو راجہ تبسم کی بہن سمجھتے تھے۔ نوح تاروری کو ناروے کا باشندہ سمجھ کر عمر تک انکی شخصیت سے مرعوب ہوتے رہے۔ اپنے بھال کے لوگوں سے مرعوب ہونے میں وہ بات کہنا جو باہر اللہ سے مرعوب ہونے کی ہے۔! ڈاکٹر سید عبداللہ ڈاکٹر یوسف حسین خاں، ڈاکٹر احتشام حسین وغیرہ ڈاکٹروں کو لیریا یا ٹائیفائیڈ کا علاج کرنے کے بجائے اردو ادب کا پوسٹ مارٹم کرتے دیکھ کر ہمیں سجد

زد و پیشیاں کا پیشیاں ہر ناتو ہاری سمجھ سے قطعاً باہر ہے۔ لیکن قتل کے ساتھ ہی ہمارے ذہن میں فریدی آجود ہوا جو قاتل کو ڈھونڈ نکالنے اور اسے قانون کے حوالے کرنے کے کبھی نہیں چھوڑتا۔ چاہے وہ جفا سے توبہ کرے یا نہ کرے۔ ساتھ ہی ساتھ ہمیں اس بات پر سخت تعجب تھا کہ شاعر کا قتل ہر چکا ہے لیکن کم بہت شکر کھینے سے باز نہیں آتا۔

اب دوسرا شعر سنئے۔

شاید کسی کا نام محبت ہے شریفہ  
اک آگ سی ہے سینے کے اندر لگی ہوئی

فرض کیجئے آپ ایک شاندار دعوت میں مرغن غذاؤں سے لورا پورا انصاف کر کے اُڑے ہیں۔ ضرورت سے زیادہ غذا کا اثر ہر معدہ پر ہوتا ہے ظاہر ہے کہ آپ کا معدہ اس سے مستثنیٰ نہیں ہے۔ آپ کا معدہ ہی نہیں بلکہ دوسرے اعضا بھی مدد سے احتجاج بلند کرنا شروع کرتے ہیں۔ معدہ کی گڑبڑ نہ رشتہ سینے کی جلن میں تبدیل ہو جاتی ہے اور آپ کو ایسا محسوس ہوتا ہے گویا سینے میں اک آگ سی لگی ہوئی ہے۔ ایسی حالت میں اب آپ ہی بتائیے اس شہر کا آپ کیا مطلب لینگے۔!

بہر حال یہ اور اسی قسم کے دوسرے اشعار پڑھ کر رفتہ رفتہ ہم شاعری کے ساتھ ساتھ عشق و محبت کے مطلب سے بھی آشنا ہونے لگے۔ جو شعرا ہی کا نہیں ہمارے نڈل نگاروں اور ان نئیوں کا بھی محبت ترین موضوع ہے۔ شاعری، ناول اور ان فنون میں عشق و محبت کے تذکرے پڑھ کر ہم اس نتیجہ پر پہنچے کہ پاری محبت کے قصے ازل سے ہی اور اب تک بدستور رہے۔ ابتداء سے آفرینش ہی سے لگ محبت کو اور ضروریات زندگی سے مقدم سمجھتے تھے۔ اور جوں جوں دنیا "عمر یافتہ" ہوئی محبت کی اہمیت بھی بڑھتی گئی۔ لوگ پیار میں کھانا پینا چھوڑنے لگے۔ گھر بار چھوڑنے لگے۔ تخت و تاج چھوڑنے لگے۔ بہت سوں نے تو پرش و حاس بھی چھوڑ دیئے۔ یوں پاگل خانے وجود میں آئے۔ غرض ہم اس نتیجہ پر پہنچے کہ پیار و محبت ایک ضروری مرض ہے جس سے بچاؤ ناممکن ہے۔!

نادولوں افسانوں اور شاعری کے مطالعے سے جہاں ہمارے ذہن میں عشق کے جراثیم پیدا کر دیے تھے وہیں نغموں نے ان جراثیم کو بال پس کر ڈر کر شمع کیا۔ نغم اور عشق ایک دوسرے کیلئے ایسے ہی لازم و ملزوم ہیں جیسے اینٹی کرپشن ڈپارٹمنٹ اور کرپشن۔ اگر نغموں سے عشق کو نکال دیا جائے تو ہم سمجھتے ہیں صرف نوزدیل باقی رہ جائیگی۔ ہر نغم کا ہر رجحان کرنا ہے۔ ہر دھن محبت کا جواب دیتا ہے۔ ہر ڈگانا کاتلے۔ ہر ٹیٹن مگنی آتی ہے کلنا جی جی ہے ہر نغم میں ایک دھن ضرور ہوتا ہے۔ جو ددولوں کو طعنے نہیں دیتا۔ اسے گانا نہیں آتا۔ ہم نے آج تک کسی دھن کو گانا سنا ہے نہیں دیکھا۔ (اگر آپ نے دیکھا ہے تو ہماری طرف سے مبارکباد قبول کیجئے)۔ اور ہر نغم میں اپنی کرداروں پر مشتمل عشق و محبت کی داستان دہرائی جاتی ہے۔

نادول ان نے شاعری نغم ہر جگہ عشق کی حکمرانی ہے۔ اب آپ ہی بتائیے کہ عشق و محبت کے اس سیلاب میں گھر جانے کے بعد کیا ہلا دل پیار کرنا نہیں چاہیے گا۔؟ چونکہ محبت کے جراثیم جو کافی صحت مند ہو چکے تھے ہمارے دماغ میں کھلبلائے لگے تھے اور ہمیں پیار کرنے کے لئے اکٹھے لگے تھے۔ لہذا ہم نے معصم ارادہ کر لیا کہ ہم بھی پیار کریں گے۔ چاہے کچھ ہو جائے۔ پیار کے بغیر اس دنیا میں رکھا ہی کیا ہے۔ ہم سوچنے لگے۔ پیار کے بغیر زندگی میں ایک خلاء رہ جاتا ہے۔ ویسے ہمیں اپنی زندگی میں کوئی خاص خلاء نظر نہیں آ رہا تھا۔ اپنے پیار کے لئے ہم ساری دنیا سے ٹکرا جائیے چاہے پانی دنیا ہمارے راستے میں روڑے اٹکائے یا سماج کے ٹھیکیدار دتہ چلنے کی کون لوگ ہیں) ہماری راہ میں آئی ہم کسی کا بدواہ نہیں کریں گے۔ اپنی محبوبہ سے پیار کی میٹھی میٹھی باتیں کریں گے۔ ساتھ جینے اور ساتھ مرنے کے وعدے ہونگے عموماً طرین ایسے وعدے کیا کرتے ہیں۔ ہاں۔! اپنی محبوبہ سے اس بات کی ضمانت لے لیں گے کہ وہ ہم سے تاج محل بنوانے کی فرمائش نہ کرے (عموماً محبوبا میں ایسی فرمائشیں کیا کرتی ہیں)۔ کیونکہ اس دور گرانی میں ہم کہاں تاج محل بناتے پھر لینگے۔ ویسے بھی آج کل کے ایٹمی دور میں جب کہ لوگ راکٹ اور بم بناتے ہیں۔ تاج محل بنانے والا بیوقوف قرار دیا جائے گا۔ اور اگر ہم نے تاج محل بنا بھی دیا تو کیا ہوگا۔؟



کوئی شاعر اک شہنشاہ نے دولت کا سہارا لیکو — قسم کے شکر کبکھارا  
 موڈ آت کر دیکھا اور ہم سوچنے لگیں گے کہ تاج محل بنا کر ہم نے خواہ مخواہ اپنا وقت  
 برباد کیا اسکے بجائے اگر غلام بپشروالی " بنا دیتے تو آنے والی نسلوں پر کتنا برا  
 احسان ہوتا — !!

خیر —! محبت کرنے کا ارادہ تو ہم نے کر لیا لیکن اہم سوال  
 یہ پیدا ہو کر آخر کس سے محبت کی جائے —! ہم نے اپنے اکناف  
 و اطراف کا جائزہ لیا — ہماری ہم جماعت دو تین لڑکیاں ایسی تھیں جن  
 سے محبت کی جاسکتی تھی — یہ سڑک میں گویا خاص دشوار نہیں معلوم ہوا۔  
 ہم نے ایک لڑکی کی طرف دامن محبت پھینکا — یعنی کھٹی میٹھی نظروں سے اسے  
 دیکھنے لگے۔ وہ ہماری نظروں کے تیرے ایسی خائف ہوئی کہ ہم جب بھی اسکی  
 طرف دیکھتے وہ ہلکھلا کر ادھر ادھر دیکھنے لگتی۔ ہم نے سمجھا کہ ہماری محبت  
 ڈنگ لارہی ہے۔ اب ہم اسے دیکھ کر بڑے پیار سے مس کرنے لگے۔ وہ  
 اور زیادہ خائف دکھائی دینے لگی۔ اب ہم اسے دیکھ کر گنگنا رہے تھے۔  
 وہی غلطی گمانے — نئی دھنیں ہم کہاں سے لاتے —! وہ جواب  
 میں گانا تو بہر حال نہیں گاسکتی تھی۔ اچھے ماٹو سوال ہی نہیں پیدا ہوتا —  
 تاہم وہ دھیمی دھیمی مسکرانے لگی تھی بڑی عجیب و غریب قسم کی مسکراہٹ —  
 اور ہم سمجھ گئے کہ دونوں طرف ہے آگ برابر لگی ہوئی۔ ہمارے ذہن میں پارکے جیسی  
 رنگ بھر گئے۔ یعنی نگوں کے رنگین سینے — دنیا میں بے حد خوبصورت  
 معلوم ہونے لگی۔ اور ہمارے دل کا شہر جگمگانے لگا۔ فضا میں مسطر ہو گئیں۔  
 زمین ہی ہم مسطر لگانے لگے (دفعہ دفعہ) اور آخر کار ایک دن ہم نے  
 اپنی محبت کے اظہار کا موقع ڈھونڈ لیا — وہ کالج کے پارک میں اکیلے بیٹھی  
 کوئی کتاب پڑھ رہی تھی — موسم بھی کچھ نشیلا سا ہو چلا تھا۔ یہی گنگناؤ  
 گھٹائیں چھائی ہوئی تھیں۔ ختم شگوار ہوا میں چل رہی تھیں۔ برند سے  
 چھپا رہے تھے — بہر حال دیا ہی سب کچھ تھا جیسا کہ دوست  
 بھرے دلوں کے لئے وقت ہونا چاہیے۔ کہیں — کہیں بیک گراؤنڈ  
 میں ایک کبوتر — ایک کبوتری بھی ضرور چڑھیں مارا ہے ہونے لگے — ہم

اپنے چہرے پر بڑی ہی پیاری مسکراہٹ ملادی گئی اس تک جا پہنچے۔ وہ چمکے  
 گئی — جسے ہم نے اسکی شرم سے تعبیر کیا — اور ہمیں دیکھ کر اس کے  
 چہرے پر کچھ مس قسم کے تاثرات پیدا ہوئے گویا ہم انسان نہیں مریخ یا زما  
 کی کوئی مخلوق ہیں —!

"زمین سے" اس نے کرمیت لہجے میں کہا — ہم اسکی لہجے کی نرنگی  
 کو اپنی سماعت کی غلطی سمجھے۔ اور بڑے پیار سے کہنے لگے — "جب دو در  
 ایک دوسرے کے ہوجاتے ہیں — جب نگاہیں الجھ جاتی ہیں — تو پھر  
 سے کہنے کے لیے کیا رہ جاتا ہے —" یہ کہتے ہوئے ہم اسکی قریب ہو  
 گئے۔ ہمارے سینے ہی وہ تیزی سے اٹھ کھڑی ہوئی — "میں آپکا مطلب  
 نہیں سمجھتی —"

"پیار کرنے والے مطلب و مطلب نہیں سمجھاتے۔ خود ہی سمجھ جاتا  
 ہیں۔" — "ہیں جن اٹھ جانا پڑا" — "کون بیاہ کرنے والے" — وہ ہم سے  
 دو قدم دور ہٹ گئی — ہم اسکی دو قدم قریب چلے گئے — "ہم دو قدم  
 اور کون —" — ہم نے بڑی سکینسی سے کہا —

"جی — ی — ی — ی — ای —" اس نے تقریباً  
 پینچنے ہوئے کہا — ہم سمجھے شاید ہمارا بے اس کے پیر پر پڑ گیا مگر ایسی کوئی دُعا  
 نہیں ہوئی تھی — ہم گھبرا کر ادھر ادھر دیکھنے لگے کہ بالہی یہ ما بھلا کیا ہے ہمارے  
 حیرت زدہ ہونے پر وہ کھلکھلا کر — یا شاید پرکھلا کر ہنس پڑی — اور  
 ہمیں ایسے معلوم ہوا جیسے — جیسے — جانے کیا معلوم ہوا جانا  
 دیکھتے —

"ماں ماں کیوں نہیں کہتے کہ آخر آپ کا مطلب کیا ہے —  
 اس نے پوچھا۔

ہم سہل گئے۔ بلکہ ہکا بکا بھی رہ گئے۔ کیونکہ ہمارے خیال میں ایسا  
 آجیں تو بیک سمجھتے میں سمجھ لیا جاتا ہے۔ تاہم ہم نے اپنے آپ کو سنبھالا اور لمبا  
 سے کہنے لگے "ہم صرف یہ کہنا چاہتے ہیں کہ ہم تم سے محبت کرتے ہیں۔ اور.....  
 " اور یہ کہ وہ ہماری بات کا شکریہ کہنے لگی — وہ شرم سے



” تاج محل تو خیر آگرہ ہی میں ہے۔۔۔ لیکن تم تو جانتی ہی ہو کہ ہمیں  
جکل زکام ہو گیا ہے اور نہ جانے وہاں کا موسم کیسا ہو۔۔۔ اگر خدا خواستہ  
میں کچھ ہو گیا تو تمہارا کیا ہوگا۔۔۔ ویسے اگر تمہارا اصرار ہی ہے  
تو چلو فی الحال طلبِ شہ ہی گمنامیہ دیکھ آتے ہیں۔۔۔“  
” خواہ مخواہ بہانے مت بناو۔۔۔ اگر تم نہیں چل سکتے تو عمارت  
صاف کہہ دو۔“

” ہم یہاں کب بنارہے ہیں۔۔۔ تم تاج محل کو کہتی ہو۔۔۔ شادی  
ہو جانے دو۔۔۔ ہم سوئٹزرلینڈ میں ہنسی مارن منائینگے۔“ ہم نے ایک سچے جانناز  
عاشق کی طرح کہا۔  
” میں نے ایسے سوئٹزرلینڈ بہت دیکھے ہیں۔“ اس نے جھڑپے پر  
جملے برے درشتگی سے کہا۔ ”کب۔۔۔؟“ ہم بوچھٹے ہی دو گئے  
اور وہ باری بات کا جواب دینے بغیر چلی گئی۔۔۔ جی ہاں۔۔۔ تاج محل  
دیکھنے کسی اور کے ساتھ۔۔۔!

یہ ہماری دوسری شکست تھی۔۔۔ ہماری پہلی ”محبوبہ“ کو ہم سے  
محبت کرنے کی فرصت ہی نہیں تھی۔۔۔ ویسے ہی فرصت جیسے ہمارے ایک دوست  
سے کہ گیا کہ ”آپ دائرہ کیوں نہیں رکھ لیتے آپکے چہرے بڑی بھلی لگتی ہے“  
تو انہوں نے مصحفیت سے جواب دیا تھا ”فرصت نہیں ملتی“۔۔۔ اور  
ہماری دوسری محبت کے دریاں تاج محل آگیا۔۔۔ اور ہم ٹھنڈی سانسیں بھرنے  
کی ناکام کوششیں کرنے لگے۔۔۔ ویسے بھی زکام تھا۔۔۔

ان دو ناکام محبتوں کے تجربے کے بعد محبتِ بد سے ہمارا اعتقاد اٹھ گیا۔  
پوری شاعری میں بگس معلوم ہونے لگی۔۔۔ ناولوں ان ازل اور نزلوں کو ہم بھوکے اس  
کھنچنے لگے۔۔۔ ساتھ ہی ساتھ ہماری کچھ میں یہ بات بھی آگئی کہ محبت کرنے  
فرصت کا ہر نا اہلیتِ مزید ہے اور بغیر تاج محل کے محبت نہیں کی جاسکتی۔  
اور یہ کہ محبت کرنا زندگی کے لیے اتنا ضروری نہیں ہے جتنا ہم سمجھ رہے تھے۔  
محبتیں سے ملاقات کے بعد ہمیں اپنی رائے بدلتی پڑی۔

محبتیں ہماری ایک بہن کی دوست تھی دینس کالج میں پڑھتی تھی۔

ایک تقریب میں ملاقات ہوئی یہی ہم نے تیر نظر پھینکا تھا ہی اس نے سرسری لہجہ سے  
ہمیں گھمائی کیا۔۔۔ سرسری ملاقات تھی اسکے بعد ہی گاہے گاہے ملتے رہے۔  
مگر اپنا زبان برہم نے کبھی لفظ محبت نہیں لایا۔۔۔ ایک دن کالج سے  
واپس آتے وقت اس سے ملاقات ہو گئی ہم نے کچل کھیں گھر سے چلتے ہیں  
اس نے انکار نہیں کیا اور ہم ٹینک بند چلے گئے۔۔۔ باتوں میں اس  
نے پوچھا۔۔۔

”کیا آپ نے تاج محل دیکھا ہے۔“ یا اپنی بھر دی تاج محل  
ایں معلوم ہوتا ہے کہ آج ہماری یہ دوستی بھی ختم۔ ہم نے دل ہی دل میں سوچا۔  
”تاج محل۔۔۔ نہیں تو۔۔۔ کیوں۔۔۔ ہم گڑبڑا گئے“  
”میں نے راجی پوچھ لیا تھا“ اس نے گویا ہمارے دل کے جوڑ  
کو پکڑ لیا۔۔۔ ”آپ پریشان کیوں ہونے لگے۔“

اس نے معنی خیز مسکراہٹ کے ساتھ کہا۔۔۔  
”پریشان۔۔۔ ہم کہاں پریشان ہو رہے ہیں“ پھر ہم  
نے انتہائی تیزی سے کہا۔ ”تجربے۔۔۔ اس میں شک نہیں کہ ہم  
تم سے محبت کرنے لگے ہیں۔ لیکن اگر تم تاج محل دکھانے کا فرمائش کر دو۔“  
”کس نے فرمائش کا ہے آپ سے۔“ اس کا چہرہ گلابی ہو گیا۔ ”میں تو  
راجی آپ کو سنانے کہہ رہی تھی۔“

”ستارے۔۔۔!“ ہم نے تعجب سے پوچھا  
”بخم سے تو آپ واقف ہی ہیں“ وہی معنی خیز مسکراہٹ  
”مگر تم۔۔۔ بخم۔۔۔ یعنی کہ تم بخم کو جانتی ہو۔“  
”جی ہاں۔۔۔ بخم سے بھی واقف ہوں اور تاج محل کے بارے  
میں بھی جانتی ہوں۔“

”خوشی ہوئی سنکر“ ہم نے خجالت سے کہا۔۔۔ اور دل  
ہی دل میں اس ہو گئے اسلئے کہ تحسین ہمیں پسند آگئی تھی اور ہم واقعی اس  
سے محبت کرنے لگے تھے۔ اب جبکہ وہ ہماری ناکام محبت کے ”راز“ سے  
واقف ہو چکی تھی ظاہر ہے ہم اس کی نظروں میں ”خندرش“ ہو گئے تھے۔

اب کے برس جب آئیں تو اس طرح آئے  
میری زمیں پہ اپنا بھی اک گھر بسائے



کافی ہے اتنا آپ کی پہچان کے لیے بنے سے پہلے آئے خود ڈٹ جائے  
کبے ہیں انتظار کی باہنیں کھلی ہوئیں بن بس ختم ہوتے ہی گھر لوٹ جائے  
تا عمر خود شہنشاہی کا اعزاز کم نہ ہو کچھ اتنا اپنے آپ سے نزدیک آئے  
نوشہ حنائی ہاتھوں کی پھر یاد آگئی کچھ تازہ خط بھی اب کے برس ساتھ لائے  
آنکھ میں اپنے پھرے گھر دے نہ لائے گھر ہو سکے تو گاؤں کی مٹی بھی لائے

تازہ رہے ہمیشہ محبت کا احترام  
کچھ اس طرح سے رشتوں کو نیا نہ بھائیے

صلاح الدین نیکی  
(سیکشن ایڈیٹر)  
پنجاب راج ڈپارٹمنٹ سکریٹریٹ

لیکن ———— تحفین .....

”میں اس بات سے اس وقت سے واقف ہوں جبکہ آپ سے ملاقات بھی نہیں

ہوئی تھی۔“ تحفین نے تیزی سے ہماری بات کاٹ دی۔

”اور اس کے باوجود جو تم سے ملتی رہی ہو ———— یعنی کہ.....“

ہم نے خوشی سے بے قابو ہو کر کہا اس نے جواب میں شرمناک گردن جھکا لی۔

اور ہمیں ایسا معلوم ہوا کہ ساری کائنات سمجھ اٹھی ہو۔

اور آج تحفین نہ صرف ہماری بیوی ہے بلکہ ہمارے سات عدد پہلو

کاں بھی ہے اور ہم آجکل فرصت کے اوقات میں اکثر یہ شرگشتی یا کرتے ہیں۔

ماشقی قیاس شریعت میں جب آجاتی ہے

جس کو کثرتِ اولاد دکھا جاتی ہے

ی محبت کی کشتی پھر ڈوبنے لگی تھی ———— ہم سوچنے لگے کہ یکم بت  
ت ہیں راس کیوں نہیں آتی ———— ؟!

”اب خاموش کیوں ہو گئے ————“ اس نے پوچھا

”آپ کہنے کے لیے رہ ہی کیا گیا ہے ———— جلد واپس

تہیں“ اس نے اس لیے بھی میں کہا۔

”کیوں ایسی کیا جلدی ہے ————“

”جلدی تو نہیں ہے ————“ ہم نے ٹھنڈی سانس بھر کر کہا۔

م تو یہ جان ہی گئی ہو کہ ہم بچہ کو چاہتے تھے۔ اس کے بعد اب ہیں امید

ب ہے کہ تم ہم سے آئندہ ملنے کی کوشش کر دو گی۔ آئندہ جب تعلقات

ملے ہی ہونے والے ہیں تو پھر خواہ مخواہ اس ملاقات کو طرل دینے سے ناگزیر۔

# خاریس تصویریں



چیف منسٹر مسٹر این۔ ٹی۔ رامارائے آراپریل کو پانچویں کل ہند بین میونسپل کارپوریشن  
ٹوینٹھ کادکڑی پہلے گرامنڈ پر افتتاح کیا۔



سنٹر ڈسٹریٹ ریلیشن رپورٹ کمیٹی کے صدر شین مشرٹی۔ دی سبرامنیہ نے ۱۹ اپریل کو چیف منسٹر مشرا این ٹی رامارادو کو رپورٹ پیش کی تصویر میں چیف سکریٹری مشر شردن کمار اور دوسرے عہدہ دار دیکھے جاسکتے ہیں۔



ایر چیف مارشل دلب غ سنگھ نے ۱۸ اپریل کو حیدرآباد میں چیف منسٹر مشرا این۔ ٹی۔ رامارادو سے ملاقات کی۔





ہمہ سطحی منصوبہ بندی سے متعلق دوسرے سیناڈ کو چیف مشر آندھرا پردیش مشراؤن۔ ڈی۔ رامارادھو مخاطب کر رہے ہیں۔ یہ سیناڈ ۲۲ مارچ اپریل کو ایڈمشرٹو اسٹاف کالج حیدرآباد میں منعقد کیا گیا۔ مشر ایس بی چادان مرکزی وزیر منصوبہ بندی نے اس کا افتتاح کیا۔



مشراؤن۔ ڈی۔ رامارادھو چیف مشر نے سرمنی کو جرنلس کو آپریشن ہارنگ سوسائٹی لیڈ کا حیدرآباد میں افتتاح کیا۔





ڈاکٹر امبیڈکر کے ۹۳ ویں یوم پیدائش کے موقع پر رومیندر گھاتل میں منعقدہ تقریب میں ۲۴ اپریل کو چیف منسٹر این ٹی رامارائے نے خطاب کیا



رائل سیما اور دوسرے دو علاقوں سے متعلق کل جماعتی اعلیٰ اختیاری کمیٹی کو چیف منسٹر این ٹی رامارائے نے ۲۸ اپریل کو حیدرآباد میں خطاب کیا۔



مدرس کے ۔ دینکٹ سواہی ۔ جی جناردھن رائے ۔ پی یادگیری اور ایم سنگھ دھرم نئے فتحپور اراکین کونسل کو شرمکشر شاہ  
صدر نشین یچلیٹیو کونسل نے ۲۸ اپریل کو حلف دیا ۔ تصویر میں چیف مشران ٹی راماراؤ بھی دیکھے جاسکتے ہیں ۔



گوتم بدھ کے مجسمہ کی تنصیب کے سلسلہ میں چیف مشران ٹی راماراؤ حسین سنگھ میں راک آف جبرالمشرک کا معائنہ کر رہے ہیں ۔



مشترک شہر حکومت کی ذمہ داری کو چلائی میں تمام کردہ ایل۔ پی۔ جی گیس کے سلنڈر بھرنے والے پلانٹ کا معاہدہ کیا۔ جس کا انہوں نے افتتاح کیا تھا۔ تصویریں گورنر آندھرا پردیش مسٹر رام لال بھی دیکھے جاسکتے ہیں۔



یوم ممی کے موقع پر صدر آزاد و سکندر آباد کے مہائیں کی جانب سے حیدر آباد پریس کلب میں تعاریف کا اہتمام کیا گیا۔ اس موقع پر سرسری۔ ایچ ویکٹ رام ہو گیا وزیر اطلاعات، تعلقات عام اور کھادی دیہی مصنوعات نے خطاب کیا۔ چیف مسٹر این۔ ٹی رامارائو مہمان خصوصی تھے۔





# آندھرا پریشا

...

...





# آندھرا پردیش

## فہرست

صفحہ

- ۲ رابندر ناتھ ٹیگور - ایک عظیم شاعر از: محمد یوسف مرثی
- آندھرا پردیش میں کوآپریٹو تحریک شاہراہ ترقی پر
- ۶ از: ایم۔ جی۔ مصطفیٰ بیگ
- ۹ غیر متعمد ہندوستانی تلگو عوام کے نام چیف فشر کا پیام
- ۸ سرکاری ملازمین کو گرانی الاؤنس کی ۳۳ اقساط ادا کرنے کا اعلان
- راکش شرما اور مہو ترا کو حیدرآباد کے عوام کا خراج
- ۱۱ عظیم الشان استقبال -

جزی بوشن سے انسان امراض کا علاج

- ۱۲ (مہاراشٹری بالراج سے بات چیت) از: ٹی نہری (ایم آ)
- ۱۳ چراغ سلسلے ..... از: رشید عبدالسیح جلیلی
- ۱۴ تاریک راہیں از: افشاں جبین
- ۱۵ عین ادرت - آن از: فضل امام ملک
- ۱۶ افسانہ - تشنگی از: محمد رضی الدین اقبال
- ۱۸ غزل از: صاحب حیدر آبادی
- ۱۹ غریبوں کا آبرو از: سی۔ ایچ۔ سدانند
- ۲۱ چین اخلاص و محبت کے کھلا دیوارو از: چندر پکاش بھوشن بھوشی
- ۲۲ استہارہ دنا - از: مرزا محبوب بیگ
- ۲۳ زرقہ پرستی کو راہ کیوں دی جائے از: مہدی پرتاب گدھی
- ۲۴ نذرانہ از: وحید مرزا
- ۲۵ خبریں تصویروں میں

چیف ایڈیٹر

پی۔ وی۔ آر۔ کے۔ پرشاد (ڈاکٹر ایچ)

ایڈیٹر

ملک محمد علی خاں

جولائی ۱۹۸۴ء

JULY 1984

قیمت: صرف ۵۰ پیسے

جلد ۲۹ \* شمارہ ۷

- اس شمارہ میں اہل قلم حضرات نے انفرادی طور پر جن خیالات کا اظہار کیا ہے ان سے لازمی طور پر حکومت کا متفق ہونا ضروری نہیں۔
- نذرانہ: ۲ روپے ● نذرانہ ذریعہ نئی آرڈر روانہ فرمائیے
- نئی آرڈر ناظم اطلاعات و تعلقات عامہ حکومت آندھرا پردیش کے نام روانہ کیجئے ● مضامین روانہ کرنے کا پتہ: ناظم اطلاعات و تعلقات عامہ گرام کلیا، محکمہ ہائی روڈ حیدرآباد ۵۰۰۰۰۰ ● طباعت: گورنمنٹ سنٹرل پریس (آفیسٹ) چھپوان گڑھ، حیدرآباد ● فوٹو: سنٹرل ڈیپارٹمنٹ
- کتابت: ایس۔ اے۔ حمید ● ناظم محکمہ اطلاعات و تعلقات عامہ حکومت آندھرا پردیش نے شائع کیا۔



محمد یوسف مرثیہ ایم اے غنائیہ  
552/2 بھول گڑھ دیوے کارٹر  
سکھ آباد

# راہنما ناطہ ٹیگور

## ایک عظیم شاعر



حامل نقیوں موجود تھیں۔

ٹیگور نے اراکلی شباب ہی سے بنگالی رسالے کے لیے مضامین لکھنا شروع کیا اور شہور بنگالی شاعر جیسے دیو کے اشعار کی تقطیع کرنے کے علاوہ خود اشعار موزوں کرنے لگے تھے۔ کم عمری میں ہی انہوں نے بنگالی ادب کے بیشتر کارناموں کا مطالعہ کر لیا تھا نیز انگریزی شاعری کا بھی انہوں نے بنگالی ادب کے بیشتر کارناموں کا مطالعہ کر لیا تھا نیز انگریزی شاعری کا بھی انہوں نے گہرا مطالعہ کیا تھا۔

۱878ء میں ناولن کی تعلیم حاصل کرنے کیلئے انگلستان بھیجے گئے۔ یہی بند کمردن کی تعلیم سے انہیں بچپن ہی سے گھٹن محسوس ہوتی تھی۔ لہذا ۱۸۸۰ء میں تعلیم مکمل کئے بغیر ہی وہ ہندوستان لوٹ آئے۔ قیام انگلستان کے دوران ہی ٹیگور کی شاعری کے سچے ہونے لگے تھے اس زمانے میں انکی شاعری ایک مضمون رنگ اختیار کر رہی تھی۔

”سنہ طاسلیت“ (شام کے گیت - ۱۸۸۲ء) نامی مجموعہ میں انکی شاعری کے درجہ بدرجہ ارتقاء کو محسوس کیا جاسکتا ہے۔ اس کے بعد ”برہات سلیت“ (صبح کے گیت) جو ۱۸۸۳ء میں شائع ہوا،

شاعر، فلسفی، نقاد، ماہر تعلیم، موسیقار، مصور اور ناول نگار یا نثر دانہ راہنما ٹیگور جیسے سہولت پر سر زمین ہندوستان بجا طور پر فخر کر سکتی ہے۔ جدید بنگالی ادب میں آپ کا مقام بحیثیت ایک شاعر اور ادیب کے یقیناً سب سے بلند ہے۔ ٹیگور: وہ شاعر ہے جسکو ہندوستان کا گوٹھ اور ہندوستانی ناثہ الائنہ کا لیونارڈو ڈا ونچی کہنا گیا ہے۔

۶ مئی ۱۸۶۱ء کو ٹیگور کلکتہ میں پیدا ہوئے۔ مہارشی دینندرا ناثہ ٹیگور کے آپ سب سے چھوٹے فرزند تھے۔ اپنی مادری زبان بنگالی، میں نقیوں لکھ کر انہوں نے اپنی شاعری کی ابتدا کی اور کوئی ۱۸۸۰ء تک ان کی نقیوں پر مبنی کئی کتابیں شائع ہوئیں۔ ”مالنی“ نام سے ایک مجموعہ کلام ۱۸۹۰ء میں شائع ہوا، جس کو پڑھ کر لوگوں کو آپ کی فہم و فراست کی پختگی اور آپ کے اعلیٰ تصورات کا بخوبی اندازہ ہو گیا اس مجموعہ میں ان کی چند مشہور نقیوں بھی شامل تھیں اور کچھ ایسی ہیئت کی نقیوں بھی جو بنگالی ادب کے لیے بالکل نئی ثابت ہوئیں۔ علاوہ ازیں ہی وہ مجموعہ ہے جس میں راہنما ٹیگور کے ادیبی سماجی اور سیاسی افکار کی

میں بھی ان کی شاعری میں ایک طرح کا نکھار اور جذبات میں ایک ٹہراؤ صاف محسوس ہوتا ہے۔

ٹیگور کو ہندوستانی دیہاتوں کے ماحول کے مطالعہ کا موقعہ اس وقت ملا جب وہ اپنے آباد اجداد کی زمینوں کی دیکھ بھال کے لیے شمالی ڈھلادھن ہزار پر چلے گئے۔ کوئی چھ سال کا عرصہ انہوں نے بنگال کے دیہی علاقوں اور وہاں کی دیہاتی زندگی سے قریب رہ کر گزارا۔ زندگی کے اس عرصہ میں وہ دیہات کے قدرتی مناظر اور خطری سادہ زندگی سے پوری طور پر متعارف ہوئے۔ دیہی زندگی کی سادگی۔ وہاں کی بے زبانی سکون، امن و شانتی اور ماحول کی روحانی پروری سے ملو زندگی کی رنگارنگی ان کے رگ و پے میں رچ بس گئی۔ دیہی ماحول کے مطالعہ سے انہیں جہاں دیہی عوام سے ایک طرح کا انس ہو گیا وہیں ان کی غربت اور پچھڑی ہوئی زندگی اور ان کے مسائل سے دلچسپی نے ان کے دل میں گھر کر لیا۔ نیز اپنے ہی ادہام میں پھنسنے ہوئے قدیم روایات و رسم میں الجھے ہوئے بے کس و جبر و دیہاتوں کے لیے ان کے دل میں حد درجہ ہمدردی کے جذبات جنم لیتے گئے۔ یہی وجہ ہے کہ ان کی بعد کی تحریروں میں اس ہمدردی اور دیہاتوں کی زندگی کو سنوانے کے جذبات کی کارزوائی بدرجہ اتم موجود ملتی ہے۔ ادبیہ صاف محسوس ہوتا ہے کہ یہی وہ ہمدردی کے جذبات تھے جو ان تحریروں کی تحریک کا باعث بنے۔ لہذا اس شخص میں ہیں ان کی کہانیوں کا مجموعہ بنام ”کھلی گھما“ یعنی کہانیوں کا گچھا ملتا ہے جو ۱۹۱۲ء میں منظر عام پر آیا۔

اس کے بعد انہیں ہندوستان کے سیاسی اور سماجی مسائل سے دلچسپی بڑھ گئی لیکن یہ بات قابل توجہ ہے کہ انہوں نے ہندوستانیوں کی غربت کے کسی اور مجموعہ کے خاتمہ کے لیے ملک کے حصول آزادی ہی کو کبھی مقصد آخری یا نصب العین نہیں سمجھا شاید اسلئے کہ انہوں نے اس بات کا مطالعہ کیا تھا اور انہیں اس کا بولبلا اندازہ تھا کہ

ابھی عشق کے امتحان اور بھی ہیں، — کے معنی

حصول آزادی کے بعد بھی ہندوستان کی ترقی کے لیے کئی اور زمینیں طے کرنے کی ضرورت ہے۔ کیونکہ اس وقت ملک میں پسندنگی کا دور دورہ تھا۔ عوام سماجی، سیاسی، معاشی، اقتصادی، تعلیمی، مذہبی غرض ہر لحاظ سے ترقی کے بجائے تنزل کی طرف مائل نظر آتے تھے۔ ٹیگور کو ملک کے عوام کی سماجی، معاشی، و تعلیمی ترقی کی نسبتاً زیادہ فکر تھی۔ ان کی یہ تباہی کہ ترقی تحریک کو ہندوستان کی سیاسی آزادی سے پہلے سماجی اصلاحات کی طرف توجہ دینی چاہئے۔ ٹیگور کو ملک کی ادبی یا ظاہری حالت کی یہ نسبت اندرونی زندگی کی محسوس ترقی کی خواہش تھی۔ اس لئے تو پایا جاتا ہے کہ ”گیتا غلی“ کی ایک نظم میں الفاظ ان کی زبان سے ادا نہیں ہو رہے ہیں بلکہ ان کی روح ہے جو بے صبرد بے قرار ہو کر پکار اٹھ رہی ہے۔

کہ ° جہاں دماغ خوف سے آزاد ہو،

جہاں سر ادینے اٹھے رہیں،

جہاں علم پر کوئی پابندی نہ ہو،

جہاں مقامی حد بندیوں کی دیواروں سے دنیا کو

ٹکڑے ٹکڑے نہیں کر دیا گیا ہے،

جہاں الفاظ صداقت کی گہرائیوں سے نکلتے ہوں،

جہاں نہ ٹھکنے والی جدوجہد، کمال کی سمت اپنے بازو پھیلے،

جہاں عقل کا شفاف سرچشمہ مردہ

عادات کے ریگستان کی ریت میں اپنا راستہ کھودیں

بیٹھا ہے،

آزادی کی اس جنت میں اسے

میرے پتا میرے ملک کو جاگن نصیب ہو۔“

دیہی علاقوں میں رہ کر بنگال کے دیہاتوں سے انکی محبت

میں اضافہ ہوا اور خاص ان کو دریائے گنگا سے عقیدت پیدا ہوئی۔

ان کی کئی نظروں میں ہیں اس کا ذکر ملتا ہے۔ اس عرصہ میں ان کے کئی

مجموعے شائع ہوئے جیسے ...

ملک کے سفر میں گزارا۔ ان ملک میں انکی تعمیر و ترمیم کے بھی اہتمام کئے گئے۔

ان کے کئی تخلیقی کارناموں کے انگریزی میں تراجم ہوئے ہیں جن میں چند ایک کے ترجمے خود انہوں نے کئے ہیں۔ لیکن یہ بات حیات عیاں ہے کہ تراجم میں وہ گہرائی و گیرائی نہیں ملتی جو اصل بنگالی تخلیق کا خاصہ ہے۔ ٹیگور نے ناول بھی لکھے پر ان کی نظموں اور مختصر کہانیوں پر انکی ناولوں کو فیتہ حاصل نہیں ہے۔ پھر بھی یہ ناول قابل توجہ ضرور ہیں۔ ان کی ناولوں میں ناول ”گورا“ بہت مشہور ہوئی جو ۱۹۱۰ء میں شائع ہوئی اور اس کا انگریزی ترجمہ ۱۹۲۳ء میں ہوا۔

ٹیگور فن و سہی میں عداوت اختیار کر چکے تھے۔ انہوں نے سینکڑوں نظموں کو مسیحی کے حسین ترین لبادوں سے آراستہ و پیراستہ کیا۔ اس کے علاوہ ٹیگور ہندوستان کے چوٹی کے مصوروں میں سے ایک تھے۔

۱۹۰۱ء میں انہوں نے بولپور سے قریب شانتی نیکتین کے مقام پر ایک مدرسہ کی بنیاد ڈالی۔ اس مدرسہ کی سب سے اہم خصوصیت یہ تھی کہ اس کے ذریعہ نئی نسل کو بیک وقت مشرق اور مغرب کی تہذیبی اعتبار سے مکمل طور پر روشناس کرانے کا کامیاب بنا پڑی۔ ٹیگور نے اپنی ساری شخصی صلاحیتوں کے علاوہ اپنے ذہنی انعام سے حاصل ہونے والی بھاری رقم کو اپنے مدرسہ کی ترقی کے لئے وقف کر دیا۔ اور یہ مدرسہ کامیابی کے منازل طے کرتے ہوئے صرف ۲۳ سال کے اند ہی اندر ایک شاندار جامہ کی صورت میں نمودار ہوا جسے دشمن بھارتی و غیر بھارتی سمجھا جاتا ہے۔

اپنے وقت کے مشہور عالم، جیسے برہمچند رسل، آئین سائین اور کرچے وغیرہ سے آپ کے شخصی روابط تھے۔ ٹیگور کی ان تحریروں سے جن میں کائنات کے حسن کے تصورات پائے جاتے ہیں، جن میں سماج اور طبقہ سے الفت کا اظہار ہوا ہے۔ جن میں انہوں نے بچوں سے محبت کے گیت لکھے ہیں، جن میں خدا سے برتر کے وجود اور اس کی دستبرد سے انہوں نے بحث کی ہے اور جن میں بنگال کے عوام کے سیدھے جذبات کو مغرب

سونا تریتی (سونے کا ٹاڈ : ۱۸۹۳)، ”چترا“ (۱۸۹۶)، ”اروشی“ چاٹی تالی (سال کا آخری کام - ۱۸۹۶)، ”کھنٹی کا“ (بکھرے موتی ۱۸۹۹)، ”کپنا“ (خواب : ۱۹۰۱)، ”ٹائیڈیا“ (نذر : ۱۹۰۱)، ”سرن“ (یادیں : ۱۹۰۳)، ”ششو“ (۱۹۰۳) وغیرہ۔

ان کے علاوہ دو منظم ڈرامے ”چترا نگلا“ اور ”مالی فی“ بالترتیب ۱۸۹۲ء اور ۱۸۹۵ء میں شائع ہوئے۔

۱۹۰۲ء اور ۱۹۰۷ء کے درمیان عرصہ میں انکی اہلیہ ایک بیٹے اور ایک بیٹی کا یکے بعد دیگرے انتقال ہو گیا جس سے ان کی زندگی میں غم دالم کا ایک دور شروع ہوتا ہے۔ ان سانحوں نے اس عظیم شعر کے احساس دل پر گہرا اثر کیا اور ان کے کلام میں محسوسات و جذبات کی اثر آفرینی اور جڑھ محسوس اس سے کئی بلند پایہ نظمیں معرض وجود میں آئیں۔

”گیتا بلی“ (نذرانہ یا عقیدت کے گیت) ۱۹۱۰ء میں ”گیت مالہ“ (گیتوں کا مالا) اور گیتا (مدھر گیت) ۱۹۱۲ء میں شائع ہوئے۔ ان مجموعوں میں ٹیگور کے جھلکی نصوت اور عقیدت سے مہر گیت موجود ہیں۔ ۱۹۱۳ء میں ٹیگور کے انکے گیتوں کے مجموعہ ”گیتا بلی“ پر ادب کا ذیل انعام ملا۔ یہ عالی انعام ہندوستان کے لئے کافی اہمیت کا حامل ہے اسلئے کہ اس انعام کے ذریعہ ساری دنیائے یہ اعتراف کیا کہ ہندوستان کی سرزمین میں بھی عظیم شاعر ادیب اور فنکار موجود ہیں۔ گیتا بلی پر ملنے والے انعام سے ساری دنیا میں ہندوستان کا سرا اور بھی فخر سے بلند ہو گیا۔

۱۹۱۵ء میں انہیں نائٹ ہوڈ کا اعزاز بھی عطا ہوا لیکن انہوں نے امرتسرن عام کے خلاف احتجاج میں اس اعزاز کو واپس کر دیا تھا۔ ٹیگور اپنی گونا گوں مصروفیات کے باوجود ایک نردو نویس ادیب اور ایک پرگوشت شاعر تھے۔ ان کی زندگی کے آخری ۲۵ برسوں میں ان کے کئی (۲۱) مجموعے منظر عام پر آئے۔ اس عرصہ کا زیادہ تر حصہ انہوں نے امریکہ، چین، جاپان، ملایا، انڈونیشیا اور یورپ کے کئی

ہم کام انجام دیا ہے، سے نہ صرف بنگالی ادب بلکہ ہندوستان  
 میں بھی کئی نایاب جواہر یادوں کا اضافہ ہوا ہے۔  
 ان کا ایک نظم بہ عنوان "دست شام" میں ان کے  
 ملاحظہ ہوں :-

میری یادوں کو ہمیشہ ہمیشہ کے لیے  
 میرے گیتوں  
 میں محفوظ رہنے دو۔

اب بھی پتہ جھڑ کے دلوں میں،  
 سوکھے پتے جھڑ جاتے ہیں،  
 پتیاں کھڑکتی ہیں

اب بھی سیول جھولوں کے درخت تلے  
 مٹھ دے تلے  
 شبنم سکراتی ہے۔

سورج کا کرنیں، چمکتی ہیں،  
 رقص کرتے ہیں۔

روشنی اور سائے کھیلے ہیں  
 ہنستے روتے ہیں۔

دنیا کی رنگینوں میں  
 میں دن رات

مصرف رہا اور کھیلے کھیلے  
 اپنا کام انجام دیتا رہا

کام کے دورانی میں کتنے

کبھی کبھی غفلت سے دیپ جلائے ہیں۔

اور رنگ برنگے سپنوں سے

میں نے حُسن کی جھولی بھری ہے۔

وہ گیتا بنگالی میں ان کے تصورات کی چند جھلکیاں ملاحظہ کیجئے۔

☆ "میں نہیں جانتا کہ کس دور دراز زمين سے تو مجھ سے  
 ملنے کے لئے برابر قریب تر چلا آ رہا ہے۔ تیرے سورج  
 اور ستارے مجھے مجھ سے چھپا نہیں سکتے۔"

☆ "جو لوگ اس دنیا میں مجھے پیار کرتے ہیں وہ تمام طریقوں  
 سے مجھے باندھے رکھنا چاہتے ہیں۔ لیکن یہ بات نہیں ہے  
 تیرے پیار میں جو، ان لوگوں کے پیار سے کہیں بڑا ہے  
 اور تو مجھے باندھے نہیں رکھتا۔"

☆ "تو ہی دن کی تھکی ہوئی آنکھوں پر رات کا پردہ گرا دیتا ہے  
 تاکہ ایک تازہ خوشگوار بیداری کے ساتھ اس کی آنکھیں  
 پھر سے کھل جائیں"

ہندوستان کے اس عظیم شاعر نے ایک کامیاب زندگی گزارنے کے بعد  
 ۷ مارچ ۱۹۴۱ء کو کلکتہ میں وفات پائی۔

☆ "اس دنیا کے حُسن میں شریک ہونے کے لئے بلا دیا آج  
 کے کلان میری زندگی پاک اور متبرک ہو گئی۔ میری آنکھوں  
 نے دیکھا اور میرے کانوں نے سُنا۔"

اب میں پوچھتا ہوں کہ کیا آخر کار وہ دست آگیا جب میں اندر  
 آسکوں اور تیرا چہرہ، دیکھ سکوں اور اپنا خاموشی  
 سلام تجھے پیش کر سکوں۔"

ماہ نامہ **آندھرا پردیش** حیدرآباد

زر سالانہ صرف ۶ روپے

فی شمارہ : ۵۰ پیسے

اپنا زر سالانہ ذریعہ منی آرڈر روانہ کیجئے

ریاست میں۔ ۵۱۔ ڈیری انجین دودھ کی پیداوار میں حصہ لے رہی ہیں۔

حکومت ہند نے آپریشن غلڈ-۲ کے پروگرام کے تحت (۱۶) اضلاع میں جن میں شہر حیدرآباد بھی شامل ہے۔ ۸ کروڑ روپے خرچ کرنے کا بند رکھا ہے۔

# قومی یکجہتی وقت کی اہم ضرورت

جولائی ۱۹۸۳ء

کے دوران قرض کی معقولہ حد ۵ کروڑ روپے تک ہے۔

اکنہ جات کو قرض آمدنی کے لحاظ سے منظور کیا جاتا ہے جس کو حسب ذیل ۴ زمروں میں بانٹا گیا ہے۔

- ۱۔ کمزور بلقیات
- ۲۔ کم آمدنی والا گروپ
- ۳۔ اوسط آمدنی والا گروپ
- ۴۔ زیادہ آمدنی والا گروپ

مذکورہ بالا گروپس کو بالترتیب ۵۶۰۰ ہزار روپے

۲۵ ہزار روپے، ۲۵ ہزار روپے اور ۷۰ ہزار روپے کی حد تک قرض منظور کیا جاتا ہے بشرطیکہ ان کی آمدنی کا حد ما ۳۵۰ روپے ۸۰۰ روپے، ۲۰ ہزار روپے اور ۴۰۰۰ ہزار روپے۔ یہ مکانات ۱۳۶ مربع فٹ، ۵۴۰ مربع فٹ، ۹۵۰ مربع فٹ اور ۱۷۰۰ مربع فٹ پر تعمیر کئے جانا چاہیے۔

## ڈیری امداد باہمی ادارے

ریاست میں پہلی بار سن ۱۹۶۶ء کے دوران دجے واڑہ میں انٹی گریٹڈ ملک پراجیکٹ کے طریقہ پر متحدہ سرگرمیوں کی بنیاد پر ڈیری یعنی دودھ کی پیداوار کے علاقوں کو صارفین کے علاقوں سے مربوط کرتے ہوئے ترقی دی گئی۔ بعد ازاں دودھ سے اشیاء کی تیاری پر بہت زور دیا گیا اور دودھ کی تیاری میں۔ دودھ سے اشیاء کی تیاری، دودھ کی زرخشت کے لیے زائد بردگرم تیار کئے گئے۔ یہ پراجیکٹ بعد میں آئنہ ہرا پردیش ڈیری ڈیولپمنٹ کارپوریشن لمیٹڈ کے نام سے موسوم کیا گیا۔ حکومت ہند کی منظورہ پالیسی کے مطابق اس بردگرم کے تحت امداد باہمی کے تنظیموں کو مالی امداد گجرات کے مشہور امداد باہمی ادارے "آئندہ" کے طریقہ پر دی جا رہی ہے جو آئنہ ہرا پردیش ڈیری ڈیولپمنٹ کو آپریٹو نیڈیشن انجام دے رہا ہے۔ اس وقت

آئنہ ہرا پردیش

# نیم ہندستانی تلگو عوام کے نام بفسٹر کا پیغام

حکومت آندھرا پردیشی غیر متعین ہندوستانیوں کو یہ خبر سگالی دعوت دی ہے  
کہ وہ دنیا کی بہترین عصری ٹیکنالوجی کے ساتھ آئیں اور آندھرا پردیشی کو ایک  
ماتر صنعتی قوت کی حیثیت سے ترقی دینے میں حصہ لیں۔

## چاول کی پیداوار کے سلسلہ میں آندھرا پردیش سارے ملک میں سرفہرست

چاول کی پیداوار کے سلسلے میں آندھرا پردیشی کو سارے  
ملک میں سرفہرست آنے کا اعزاز حاصل ہوا ہے۔ آندھرا پردیشی میں  
سال ۸۲-۱۹۸۳ کے دوران میں خریف اور ریش کی فصلوں میں  
جملہ ۸۵ لاکھ ٹن چاول پیدا ہوا۔ مشر راماکانت ریڈی ڈائریکٹر زراعت  
نے یہ انکشاف کیا۔ سمیٹنگنگارل کے ساتھ بات چیت کے دوران میں  
انہوں نے مزید بتایا کہ ریاست میں ۸۲-۱۹۸۳ کے دوران میں غذائی  
اجناس کی مجموعی پیداوار ۱۲۰ لاکھ سے تھما دڑی جیکرٹانہ صرت ۱۵ لاکھ  
ٹن کا متعین کیا گیا تھا۔ حکومت ہند نے اس کا رد دگی کی سٹائن کرتے ہوئے  
کیماٹی کھاد ۲۵ لاکھ ٹن سے بڑھا کر ۵۵ لاکھ ٹن کر دیا ہے۔ تیل  
کے بچوں کی پیداوار کو زرخ دینے کیلئے مرکزی حکومت کی طرف سے ترغیبات  
بھی فراہم کی جا رہی ہیں۔ اور آندھرا پردیشی کو ۴۲ لاکھ روپے اس مقصد  
کیلئے الاٹ کئے جا چکے ہیں۔ یہ رقم کانن کو امدادی قیمت پر کیماٹی کھاد  
تعمیم کیٹوں کو مارنے کا ادویہ دیگو کی خریدی کے لیے دیا جائے گی۔

## آندھرا پردیش کی خریداری قبول فرمائیے

چیف مشر سٹرائی ٹی رامارائو نے غیر متعین ہندوستانیوں اور خاص  
م تلگو دان عوام کو ایک پیغام روانہ کیا ہے جس میں اپیل کی گئی ہے کہ  
کے ہاتھ مضبوط کریں اور عوام کے خواہوں کی تعمیر کے لیے آگے  
عصری صنعتوں کے ذریعہ یا خوشحال معاشرہ تعمیر کریں۔ تمام  
ہندوستانیوں اور خاص طور پر غیر متعین تلگو دان عوام کو انفرادی مکتوب  
مشر سٹرائی ٹی رامارائو نے کہا ہے کہ وہ سالگ پسند دردمند  
حیثیت سے عام اور ریاست کی بہتری کے لیے کوشاں ہیں۔ مشر  
وٹنے کہا کہ انہوں نے اقتدار سنبھالنے کے بعد سے ریاست  
ن ترقی کے لیے سچی لگن اور خلوص دل کے ساتھ کام کر رہے ہیں  
نئی عام بہبود اور ترقیاتی پروگراموں کا آغاز کیا ہے اور ان کو باقاعدہ  
جا رہا ہے۔ چیف مشر نے کہا کہ آج آندھرا پردیشی مشترکہ ترقی  
اور ترقی پسندی نکتہ نظر کے ساتھ ملک میں زرعی شعبہ کی دہلیز پر  
در صنعتی محاذ پر تیزی سے ترقی کر رہا ہے۔ عصری صنعتیں اور کھاد  
خلنے اکثر ایک کاسپیکس سمٹ کارخانے قمرل اور ہائیڈرو پکلی  
اتیام عمل میں لایا جا رہا ہے اور دشا کھا پنٹم میں ایک عالی شان  
پلانٹ دھرم آباد ہے۔ چیف مشر سٹرائی ٹی رامارائو نے کہا کہ

# سرکاری ملازمین کو گرانی الاؤس کی اقساط ادا کر سکا اعلان

حیدرآباد، چیف منسٹر این ٹی رامارائو نے ریاست کے سرکاری ملازمین کیلئے گرانی الاؤس کی تین اقساط کی ادائیگی کا اعلان کیا ہے۔ جو اگست ۱۹۸۳ء سے باقی ہیں۔ چیف منسٹر نے ایک میں میلاد ایپلٹی میں تلنگانہ این جی اوز کی کوآپریٹو ہاؤسنگ کالونی کا افتتاح کر رہے تھے کہا کہ ان بقایا آٹا کی ادائیگی سے حکومت کو (۳۰) کروڑ روپے کا مہر نہ ہوگا۔ منسٹر این ٹی رامارائو نے ملازمین کے لیے ایک نئی فیملی بنیفٹ اسکیم اور ایک عہدہ ہاؤسنگ بندیشن کی تشکیل کا بھی اعلان کیا۔ انہوں نے کہا کہ ریاست میں (۶) نکاتی فارمولہ کی عملی آدری کے جائزہ کیلئے ایک سرکشی کمیٹی بھی تشکیل دہ جائے گی۔ چیف منسٹر نے کہا کہ نئی فیملی بنیفٹ اسکیم انشورنس کم سیرنگس فنڈس جیسی ہرگی جس کا اطلاق تمام ذروں کے سرکاری ملازمین پر ہوگا۔ چیف منسٹر نے کہا کہ ملازمین کی جانب سے جمع کردہ رقم کا ایک حصہ انفرادی طور پر ملازمین کے سیرنگس اکاؤنٹس میں اور دوسرا حصہ لائف انشورنس فنڈ میں جمع کیا جائے گا اس حصہ پر ۵ فیصد سود مرکب ادا کیا جائے گا۔ کسی سرکاری ملازم کے برسر خدمت انتقال پر اس کے پسماندگان کو (۸۰) ہزار روپے کی کثیر رقم ادا کی جائے گی۔ انشورنس کردانے کی اقل ترین رقم دس ہزار روپے ہوگی۔ اس کے علاوہ سیرنگس اکاؤنٹس میں جمع ملازم سرکار کی ساری رقم ادا کی جائے گی۔

چیف منسٹر نے کہا کہ سرکاری ملازمین کیلئے ایک عہدہ ہاؤسنگ بندیشن قائم کی جائے گی۔ انہوں نے کہا کہ تین سیرٹ آئی ایس عہدہ دار منسٹر جاکر جانسن سکریٹری پلاننگ اور منسٹر آرمکھانا تھن اسپیشل آفیسر تلگو گگا پراجیکٹ پر مشتمل سرکشی کمیٹی (۶) نکاتی فارمولہ کی عملی آدری کا جائزہ لے گی۔

چیف منسٹر نے یقین دلایا کہ وہ نظم و نسق کے سدھار اور نظم و نسق کے عوامی مفاد کے مطابق چلانے کیلئے ملازمین سرکار سے ہر ممکن تعاون کریں گے تاکہ از کار رفتہ و تفریت سے عوام کو بچایا جائے۔ انہوں نے پوچش انداز میں کہا کہ وہ سرکاری ملازمین کے کبھی مخالف رہے ہیں اور نہ آئندہ کسی مخالف جذبے کی ان سے توقع رکھی جائے۔ چیف منسٹر نے کہا کہ نظم و نسق کی بہتری کیلئے عہدہ داروں کی بھرمار پر بھی نظر ثانی ضروری ہو جاتی ہے۔ چیف منسٹر کے کالونی پہنچنے پر این جی اوز نے دیپ باجہ (دھپڑوں) کی کوٹنگ میں ان کا استقبال کیا۔ اس موقع پر چیف سکریٹری منسٹر شراون کارائی اسے ایس، کلکٹر قلع رنگا ریڈی، کماری جانی کرشنا موتی، کمشنر پریس منسٹر کے دے رامارائو اور کمشنر اطلاعات منسٹر پی آر کے پرشاد وغیرہ موجود تھے۔ منسٹر این جی اوز نے ان کے ساتھ مل کر "تلگو تل" کا اور چیف سکریٹری کو، چارمینار کے سینڈز پیش کئے گئے۔ منسٹر این جی اوز کا کالونی کمیٹی نے مہاروں کی گلیوشی کی۔ سرز کاشی دشو اتادھم صدر آندھرا پردیش این جی اوز اسپی ایٹن، شکر راؤ صدر سکریٹری اسپی ایٹن اور پورنا چندر راؤ صدر جائنٹ ایکشن کمیٹی گورنٹ ایپلائز اسپی ایٹن نے بھی تقریریں کیں۔ چیف سکریٹری حکومت آندھرا پردیش منسٹر شراون کارائی اسے ایس نے اپنی تقریر میں کہا کہ حکومت اپنے ملازمین کے مسائل سے گہری ہمدردی رکھتی ہے۔ اور ہر وقتی طور پر ملازمین کا مفاد اس کے پیش نظر رہتا ہے چنانچہ ایسے بے شمار اسکیمات حکومت کے زیر غور ہیں جن سے ایک طرف نظم و نسق بہتر ہو تو دوسری طرف، ملازمین کی فلاح و بہبود بھی ہو سکے۔ منسٹر شراون کارائی نے کہا کہ میلاد ایپلٹی میں، این جی اوز کالونی کیلئے ایک سوائیکٹر اراضی الاٹ کی گئی ہے۔

# راکش شرم اور ملہو ترا کو حیدر آباد کے عوام کا خراج

عظیم الشان استقبال - کاسموٹائس کو چارمینار کے نمونہ کا تحفہ

راکش شرم نے اپنی تقریر میں اس غیر مقدم کیلئے شکریہ ادا کیا۔ راکش شرم نے کہا کہ وہ حیدر آباد سے تعلق رکھتے ہیں۔ آج سے ۲۵ برس پہلے اپنے والدین کی گود میں حیدر آباد آئے تھے۔ اپنی تعلیم اور ایر فورس کی ابتدائی تربیت حاصل کی۔ شہر حیدر آباد نے میری پرواز کیلئے بڑا کام جمعہ ادا کیا۔ دنگ کانڈر راکش ملہو ترا نے اپنی تقریر میں چند الفاظ تلگو کے کہے جس پر عوام نے خوشی ظاہر کی۔ انہوں نے کہا کہ یہ بڑی اہمیت کی بات ہے کہ ہندوستان کے پہلے کاسموٹائٹ کا تعلق حیدر آباد سے ہے۔ انہوں نے کہا کہ ہندوستانی نصابیہ اور حیدر آباد کے رشتے آپس میں کافی مضبوط ہیں۔ کہ نہ ہر پائلٹ کو یہاں کے ایر فورس کالج آنا پڑتا ہے۔ قبل ازیں دونوں کاسموٹائس کو کارہن میں مجلس کشن کی شکل میں اسٹیڈیم تک لایا گیا۔ وزیر اطلاعات و تعلقات عامہ مشر دینکٹ رامابھوجیا نے کاسموٹائس کا خیر مقدم کیا۔ آئین واپس چھٹی کھڑت سے بیٹنگ ڈائریکٹر مشر کے جیٹا ریڈی نے دونوں کاسموٹائس اور ان کی بیویوں کو گھڑیاں تحفہ پیش کیں راکش اور رویش نے ہندوستان ایر ٹائٹس لیٹڈ کا بھی دورہ کیا۔ تقریب میں راکش شرم کے والدین بھی شریک رہے۔ ایر ڈائس مارشلی مان سنگھ نے دونوں کاسموٹائس کا تعارف کرایا۔

ہندوستانی کاسموٹائس راکش شرم اور دنگ کانڈر رویش ملہو ترا کو حکومت آندھرا پردیش کے ذریعہ تمام ایک تقریب میں ریاست کے عوام کی طرف سے زبردست خراج تحسین پیش کیا گیا۔ اور ان کا عظیم الشان استقبال کیا گیا۔ چیف مشر نے اعلان کیا کہ حیدر آباد میں زیر تعمیر انڈین ایر فورس ہاؤسنگ کالونی کو "راکش ٹکڑ" سے موسوم کیا جائے گا۔ چیف مشر نے تلگو انگریزی اور ہندی میں تقریر کی۔ انہوں نے کہا کہ اس بات پر ساری ریاست کو فخر ہے کہ راکش شرم آندھرا پردیش کی راجدھانی حیدر آباد سے تعلق رکھتے ہیں۔ انہوں نے مزید کہا کہ ان دونوں کاسموٹائس نے ہندوستان کا نام روشن کیا ہے اور اپنی قابلیت اور مہارت کا سکھایا۔ انہوں نے کہا کہ راکش شرم کا نام تلگو کے صفات پر سنہری الفاظ میں لکھا جائے گا۔ راکش شرم کا کزبردست تعریف و توصیف کرتے ہوئے چیف مشر نے کہا کہ وہ بھی راکش کے ساتھ یہ کہیں گے۔

سارے جہاں سے اچھا ہندوستان ہمارا

ہم بلبلیں ہیں اس کی یہ گلستاں ہمارا

چیف مشر نے اس شعر پر اپنا تقریر ختم کی۔ یکم جون ۱۹۸۲ء کو آل ہند اسٹیڈیم جہاں یہ تقریب منعقد ہوئی۔ عوام سے کچھ پانچ بھرا ہوا تھا۔ چیف مشر نے راکش شرم اور رویش ملہو ترا کو چارمینار کے خوبصورت غونہ ہاتھ پیش کیا۔ دونوں کی بیویوں کو بھی تحفے دیئے گئے۔ جب راکش شرم انڈین پر پورے تھے تو اس اسٹیڈیم بہت دیر تک نلک شکات تالپوں سے گونہ رہا۔

## \* خصوصی رونا گوار کی اسکیمر

ریاست میں ۱۰ ہزار امیدواروں کو خود درجہ دہاری کے حصول کے سلسلہ میں ٹریننگ دی جا رہی ہے۔ آئی ٹی آئی کے ۱۵۰۰ امیدواروں کو ریڈیو دیوین ریپیئر ورکشاپ میں بھرتی کیلئے تربیت دی گئی ہے۔



( مہارشی بالراج سے باجیت )

جڑی بوٹیوں کے ذریعہ شمار امراض کا علاج کرنے والے مہارشی  
ملاچ کا دھبی گیان مندر سلطان بازار، ہری بھون گلزار پوسٹ، ماداناپیٹ  
اور تردیتی میں ہر مہینہ ایک کمیپ منعقد کرتے ہیں جہاں سیکڑوں ناز  
زندگی سے مالوس افراد اپنی بیماریوں سے نجات حاصل کرنے کے لئے آتے  
ہیں اور شفا یاب ہوتے ہیں۔ مہارشی نے بتایا کہ پردوں اور نباتات  
میں انسانی امراض کا علاج پوشیدہ ہے جس کا ذکر دیدل اور پراڑوں  
میں بھی ملتا ہے۔ صدیق بیل جب اسٹنڈی اسقدر ترقی یافتہ نہیں تھی  
اسوقت جڑی بوٹیوں ہی کے ذریعہ امراض کا علاج کیا جاتا تھا۔  
انہوں نے بتایا کہ اس علاج کا ایک خاص فائدہ یہ ہے کہ اس  
میں مریض کسی بھی مہلک اثر اور ردعمل سے محفوظ رہتا ہے۔ مہارشی  
نے کئی پردوں کے نام اور ان کے ذریعہ علاج کے طریقوں پر درستی ڈالی  
اور بتایا کہ دل کی بیماریوں کیلئے مرکا جیوی پھل، ہاتھ میں پکڑنے  
سے حرکت، تلب پکڑنا اور جو جاتا ہے۔ اس طریقہ علاج کا دس ہزار روپے  
پر تجربہ کیا گیا جس میں ۸۰ فیصد کامیابی حاصل ہوئی۔ مرکا جیوی کے پڑے  
ترد ملا تردیتی طرز، پانی کو پڑ، اڑیہ، بہاسک ستارہ اور ناگالینڈ میں پایا  
جاتا ہے۔ ٹی۔ بی۔ اور دیا بیٹیس کے لیے تیلی منڈوڑ کو سکھا کر سفوف  
تیار کر کے استعمال کر دیا جاتا ہے۔ اسی طرح دتہ، کھانسی، بواسیر اور

اصل کو جز نامکین ہے۔  
تیلو کو ٹی جیٹو نامی پودے کا سفوف استعمال کیا جاتا ہے۔ بار  
کے استمال سے خدام کے مرض پر قابو پایا جاسکتا ہے۔  
مبار شمی نے کہا کہ جی بوٹیں میں بے شمار طالت اور قرانی  
موجود ہے۔ تقریباً ہزار جی بوٹیں کو آئرووڈک اور لٹانی طریقہ علاج

سیناسی جیواند ہرشی سے ہوئی۔ اور انہوں نے آٹھ برس تک اس سیناسی کے ساتھ رہ کر جڑی بوٹیوں کی خوبی، طریقہ علاج اور مرض کی پہچان کے طریقوں سے واقفیت حاصل کی۔

مہارشی نے کہا کہ جسمانی صحت کا دار و مدار انسانی ذہن کی صحت مندی پر ہے۔ ذہن میں پروان چڑھنے والے خیالات کا اثر اعصاب کے جسمانی برعکس پڑتا ہے۔ مہارشی ہر راج کی عمر اس وقت ۶۵ سال ہے۔ ان کا ایک لڑکا زراعت کرتا ہے اور داماد ڈاکٹر ہے۔

ہندستان کے بیشتر اجنارات نے ان کے طریقہ علاج پر معاینہ شائع کئے ہیں۔ انہوں نے اب تک تقریباً (۱۲) لاکھ مریضوں کا علاج کیا ہے اور اب انہوں نے حیدرآباد کی ستقل قیام کا فیصلہ کر لیا ہے۔

میں قدیم زمانے سے استعمال کیا جا رہا ہے۔ تقریباً ۲ ہزار جڑی بوٹیوں کا ذخیرہ تیار ملا، تدریجی طور پر موجود ہے۔ یہ جڑی بوٹیاں اور پھل مختلف امراض کے علاج میں مختلف طریقوں سے استعمال میں آتے ہیں۔ خاص طور پر نباتات کے ذریعہ کئی امراض کا علاج ممکن ہے۔ لیٹر ایک مریض کے بعد مناسب ادویہ استعمال کی جائیں۔

مہارشی نے بتایا کہ وہ مریضوں کو امراض سے بچھٹکارا دلانا چاہتے ہیں اس کے بدلے میں انہیں جھن کا لالچ نہیں ہے۔ ان کے ہاں بلا امتیاز مذہب و ملت لوگ آتے ہیں اور شفا یاب ہوتے ہیں۔ وہ جڑی بوٹیوں کو ہی اپنا خزانہ سمجھتے ہیں۔ انہوں نے بتایا کہ وہ اس طریقہ علاج کو پرشیدہ رکھنا نہیں چاہتے بلکہ اس علم کو بانٹنا چاہتے ہیں۔

مہارشی کا گھرانہ پجھتری جاگیر دار گھرانہ ہے۔ ضلع مشرقی گوداوری کے سنگم کیلی پل کے منوط ہیں۔ جوہہ برس کی عمر میں ان کی ملاقات

## چراغ تلے....

وہ اک چراغ کہ روشن ہے سر محراب  
لہو دیا تھا بصد شوق جس کو گاندھی نے  
اسکی کہ شعلہ سے نہرو نے کتاب کیا  
وہی چراغ فرزاں ہر اک نگاہ میں ہے  
سفر میں دید کے چھتیں سال ہی گذرے  
کبھی تو یوں بھی ہوا رخِ دُغم کے آنگن میں  
سفر بھی تھم گیا دھڑکنیں بھی رکی گئیں  
حیات جیسے ہے گرم گتہ پھر چراغ تلے

پلے ہیں ندر میں جس کے ہزار ہا تپ  
کیا تھا جس کو منور مہا تما جی نے  
دیوارِ مہند کو عالم میں انتخاب کیا  
وہ نور آج بھی قائم ہماری راہ میں ہے  
نہ جانے رنگ بنگا ہمیں کیس قدر بکھرے  
نظارے ڈوب گئے جھنوں کے دہن میں  
بدنِ فکار ہوئے صورتیں بھی مسخ ہوئی  
یہ اک سوال کہ منزل ملے تو کیسے ملے

سیمٹ لے نہ کہیں نور اپنے ہالے کو  
بھلا رہے ہیں بتدریج ہم اُجلے کو

دشید سید السید جلیل  
448/6-5-5 - ناپلی  
حیدرآباد ۵۰۰۰۱ (۱۹۹۱)

# تاریک گلی

انشاد جیبی

ایم ایف اے (انٹرمیڈیٹ) ۲۴۹  
اسپیشل بی کلاس  
نیو ملے پل جیڈر آباد

وہ رہا ہونے والا تھا۔

جب دکان کو چھانسی کا حکم سنایا گیا تھا اس وقت سے اس نے مقدمہ لڑنا شروع کیا تھا۔ کوئی چیز اس کی راہ میں حائل نہ ہو سکتی تھی حتیٰ کہ اس کے پیٹ سے پیدا ہونے والا بچہ بھی نہیں۔ اس نے ڈاکٹر سے مدد طلب کی۔ اسے ایسا مجبوراً کرنا پڑا کہ اپنے پی دکان کے لیے ہر چیز قربان کر سکتی تھی۔ اس کا پیدا ہوا بچہ دکان جس کو چوری نے قاتل ٹھہرایا تھا۔

وہ جانتی تھی کہ دکان بے گناہ ہے۔ اس کو معلوم تھا کہ دکان اپنے ہونے والے بچہ کی خاطر میسجی سے زیادہ سے زیادہ کمانے کی کوشش کر رہا تھا۔ کچھ لوگوں نے میسجی کو ایسا بدلا۔ ایک سنسان جگہ پہنچے وہ لوگ ہنگامہ اڑ گئے۔ اندر سے گولیاں چلنے لگیں اور ان میں سے ایک نے اسے مارا۔ یہ باہر ہی کھڑا اپنے بیسوں کا انتظار کر رہا تھا۔ اگر تم نے انہیں دیکھا حال کسی سے بتایا تو تمہاری بیوی کی خیر نہیں۔ ان لوگوں نے دکان کو ڈراوا۔ دکان نے پولیس کو کوئی معلومات ہم پہنچانے سے صاف انکار کر دیا۔ عدالت سزا موت دینے کے لیے تیار تھی۔ دکان کو ڈر تھا کہ وہ اگر نہ کھلے گا تو ساری بلا بیچاری شیش کے سر آئے گی۔ یہی سوچ کر اس نے اپنا منہ بند رکھا۔

شیش نے اپنے شوہر کی جان بچانے کے لیے ساری برائی داڑ پر لگا چکی تھی روپے کی ابھی اندر ضرورت تھی۔ اب روپیہ کہاں سے آئے اس کی زندگی ناقص میں گزرنے لگی۔ گھر کا ایک ایک سامان آہستہ آہستہ بیچتی رہی۔ سبھی منور گھر سا خالی ہو گیا۔ اس کے پاس اب ایک ہی چیز باقی تھی۔ آخر کار شیش نے اس کو بھی داڑ پر لگا دیا۔ فیصلہ شیش اب کوٹھے والی تھی۔ اس کی جوانی بڑی قیمتی ہو چکی تھی۔ مگر جب اس کو معلوم ہوا کہ بچے ایک اور صحت سے انکار کر دیا ہے تو اس کا دل ٹوٹ گیا۔ پھر یہ کہ اس کو کٹ

وہ جیل خانے کے گیٹ کے سامنے ٹائٹ کے ایک کھمبے سے لگ کر کھڑی

تھی۔ گیٹ پر پہرہ دار متین تھا۔ ہنسی نیلگوں آنکھیں گھٹی پلکوں کے درمیان سے پہرہ دار کی ہر حرکت کو غصے سے دیکھ رہی تھیں۔ اس نے گہرے سبز رنگ کی شفاں ساڑھی پہن رکھی تھی۔ جس سے اس کے سر میں جسم کے نشیب و فراز راستہ چلتے گول کو دعوت نظر دے رہے تھے۔ وہ یوں ہی فو اپنی سوچوں میں گم کھڑی تھی کہ ایک آدمی نے جاتے جاتے اس کو ذرا سا چھوا اور آگے بٹھ گیا۔ وہ مردانہ ہاتھ کے لمس سے چونک پڑی اور حسب عادت سر کراتے ہوئے اس کی طرف گردن پھیری اور پھر اسی وقت سانپ کے تڑکے سے لیا اور اپنے جسم کو میٹ کر پھر اسی کھمبے سے ٹیک لگا کر از سر نو اسی عورت میں ڈوب گئی۔ یہ سب کچھ پہرہ دار پھانک کی سلاخوں میں سے دیکھ رہا تھا۔

اس وقت بارہ بجنے میں کچھ منٹ باقی تھے۔ وہ سوچ رہی تھی کہ وہ پہرہ کو دکان سے ایک آزاد آدمی کی حیثیت سے نکلے گا کتنی تعجب کی بات تھی کہ وقت کی رفتار حد سے زیادہ سست پڑ گئی تھی۔ چھ سال کے لگ بھگ اس سے اسی لمحے کے انتظار میں کالے لہو اب یہ کچھ گھنٹے اس کو پھر سال کے برابر لگ رہے تھے۔ اس کی کھمبے میں کچھ نہیں آ رہا تھا کہ آیا دکان آئے ہی اسے اپنے بازوؤں میں لے لیا؟ اس کے دل میں خیال آتا تھا کہ وہ آتے ہی ضرور اس کا بوسہ لے لے گا۔ وہ یہ بھی نہیں سوچے گا کہ یہ گھر ہے یا شہر۔ اس کے پی دکان کو یہ پوچھنے کی ضرورت ہی نہ ہوگا کہ کس وجہ سے اس کی محرم جوانی اور بھل سا چہرہ تباہ ہو گیا۔ اس نے دکان سے اشارتاً کہہ دیا تھا کہ اسے چھانسی سے بچانے کے لیے اس نے کس طرح دیہہ مال کیا تھا۔ مقدمے کے لیے وہ اپنا سب کچھ دے چکی تھی۔ دکان کی جلی بچ گئی تھی اور





# شکلی

(افسانہ)

شام تک نوکری اور رات میں چپکے سے رابعہ کو اپنی طرف کھینچ لینا۔ زندگی کے دلفریب حصے ہی کچھ تو تھے۔

اس کی شادی کے پانچ سال کے اندر اس کے تمام بھائی بہن بیاہ گئے، گئے گئے اور چھٹے سال اماں اور ابا ایک کے بعد ایک خدا کے یہاں پہنچ گئے تو اس وقت اس نے اپنا ایک اور گھر بنا لیا تھا۔

دیکھتے ہی دیکھتے اس کی تین بچیاں جوان ہوئیں اور ایک کے بعد دیگر اپنے پیار کے گھر جا گئیں۔ دونوں رشکے کما کی کے بہانے باہر چلے گئے۔ اور دیکھتے ہی دیکھتے یہ سب کچھ ہو گیا۔ وہ ایک بار بھر تہی دامن تھا۔

ابھی بچپن میں اس کا بڑا لڑکا آیا تھا اور اپنی پسند سے اپنے دوست کی بہن کو بیاہ لایا تھا۔ وہ خاموشی سے دیکھتا رہا۔ اس کی بیوی نے بھی کچھ نہ کہا۔ بس، جس دن ہوا نے دال تھی، سارا گھر جھگا کر دیا اور بیٹے کا کمرہ سجا دیا۔ اس نے یہ سب کچھ دیکھا مگر آج تک رابعہ کے کسی کام میں اس نے مداخلت نہ کی تھی سراب بھی چپ رہا۔

شادی کے دوسرے ہی دن سے صابرا در شہناز ایک ساتھ کھلے سر گھومنے پھرنے لگے تھے۔

اس کی آنکھوں کے سامنے سے دونوں بہنے، بائی بکتے نکل جاتے۔ اس کی بیوی ایک جانب سر جھکا کر بیٹھی کسی کام کی تلاش میں مگن رہتی اور وہ عینک کو صاف کرتا رہ جاتا۔

”زائیں .....“ کسی آؤرٹ نے اس کے گھر کے سامنے

اس نے ایک طویل سانس لی اور پیچھے مڑ کر دیکھا۔ زندگی کے بیس سال ہی دو حق مچرا کی مانند پھیلے ہوئے تھے، جن میں کہیں کہیں خود رو بدوئوں اور نکستہ فوں کی نشان دہی کرتے تھے۔ یہی کچھ اس کی زندگی کا نتیجہ تھا۔

بارہ برس کی عمر تک وہ آوارہ گردی کی معمول میں اٹھا رہا۔ ماں باپ نے پیدا کرنے کے بعد کسی فاضل چیز کی طرح اسے ایک طرف ڈال دیا تھا۔ ایک بار مدت میں آکر باپ نے ریسپل اسکول میں شریک کر دیا تھا۔ درستہ کہہ سکتے کسی طرح اس نے بیس سال میں بیڑک نکال لیا تھا اور دو سال بیرونگاری کی خاک چھان کر ملازم ہو گیا تھا، ایک پرائیوٹ کمپنی میں۔ پانچو روپے ماہانہ ملے تھے مگر یہ روپے اس کے خوابوں سے زیادہ حسین تھے۔

اماں نے نوکری کی دوسری تنخواہ کے ملنے ہی اس کی بات چلا دی اور جھٹ بٹ رابعہ کو اس کے گلے باندھ دیا۔

رابعہ پندرہ سال کی ساری سلونی، کم سن لڑکی تھی۔ گوان دونوں نے ایک دوسرے کو کھا باریکھا تھا مگر کبھی یہاں کی گیت اُن کے ہلوں میں نہ چلے تھے، خالی پیٹ یا کسی سوکھی ٹہنی کے ذریعے کمانے کی طرح ہی تو ہوتا ہے جسے دیکھتے ہوئے بھی ڈر لگتا ہے۔

جب اس نے پہلی بار رابعہ کو جھرا تھا تو اسے بڑا عجیب لگتا تھا۔ نہ احتجاج نہ شدت۔ رابعہ نے کبھی اس کے ادا نالوں کو نہ ذکر دیا اور اس نے بھی کبھی رابعہ کے سنسنائے تہلوں کو بھیڑنے کی ضرورت محسوس نہ کی۔ مجھ سے

سے آواز لگائی اور وہ چونک پڑا۔ پڑیس میں مہمان آئے ہوں۔

”سنو“ اس نے رابعہ کو پکارا

رابعہ برتن دھو رہی تھی۔ بھروسے ہاتھوں تیزی سے آئی۔

”کتنی کام باقی ہے؟“ اس نے اخبار کو ایک جانب پھینکتے ہوئے

پوچھا۔

”دو رکامیاں اور باقی ہیں۔ کیا چائے بنا دوں؟“

اس نے جلدی سے کہا۔

”نہیں، منہ ہاتھ دھو کر تیار ہو جاؤ، باہر چلتے ہیں۔“

اس نے بدلت تمام بھاری آواز بنائی۔

”ہاں! ذرا کام ہے۔“

”اچھا“

پندرہ منٹ بعد وہ برقعہ اوڑھے اس کے قریب آگئی۔

”برقعہ اتار دو۔“ اس نے ہاتھ بڑھا کر قطعی انداز میں کہا۔

”ول۔۔۔ لیکن۔۔۔“ برقعہ اتارتے ہوئے، پہلی مرتبہ

اس نے زیر لب کچھ بڑبڑایا۔

سرک پر جب اس نے چپکے سے بیوی کا ہاتھ پکڑنا چاہا تو اس

نے تڑپ کر ہاتھ پھڑپھڑایا۔ اسے کچھ نہ سمجھا تو ایک قریبی رسٹورنٹ میں

جاگھا۔ یہ کوئی ٹواستار ہوٹل تھا۔ نیم تاریک ماحول میں دھیمی دھیمی

نوسیقی نے رابعہ کو پریشان کر دیا۔ اس کی آنکھیں تاریک ہو گئیں اور اس نے

بے ساختہ اپنے شوہر کو قہقہہ لیا۔

تندوری چکن کی ہلک پھل کر دے رہی تھی۔ رابعہ ”تم قسمی

اسے شک رہی تھی۔

”شروع کر دو رابعہ۔“ اس نے لقمہ منہ میں رکھتے ہوئے کہا۔

”پتہ نہیں مجھے کچھ عجیب سا محسوس ہو رہا ہے۔“ رابعہ منہ بدستور

ہاتھ دسکے کہا۔

”کچھ عجیب نہیں رابعہ۔ تم پہلی بار ہوٹل میں آئی ہو نا۔

۔۔۔ دراصل رابعہ۔۔۔ زندگی نے کبھی میں اس تعلق سے سوچنے کا موقع ہی

نہیں دیا، ازدواجی زندگی کے لیفٹ گوشوں کو ہم نے مخفی کر دیا تھا۔

”پتہ نہیں آپ کو کیا ہو گیا ہے؟“ رابعہ نے الجھتے ہوئے کہا۔

”کچھ نہیں، جلدی کھاؤ، نلم کا دقت ہو رہا ہے۔“

”پتہ نہیں آج آپ کو کیا سوچھی ہے؟“ رابعہ ہر حال حیران بریلنہ تھی

تھیٹر میں وہ سردی ہو گئی۔ ”ایک نوجوان انہیں دیکھ کر ہنسے بھی

تھے اور وہ خرم سے گڑ گڑاتی تھی۔ یقیناً اس کے سفید بال اور بھروسے بھرا چہرہ

ایسی بے غمخیز کے متعلیٰ تھے۔

وہ ہنٹ بھینچے بیٹھی رہی۔ بعض مناظر نلم میں ایسے بھی آئے تھے

جب رابعہ نے اپنے شوہر کو تنیدی نظروں سے گھومتے دیکھا۔ اس کا خون کھل

اٹھا۔ اس نے سوچا یقیناً یہ حضرت سٹیمپا ہے۔

رات دس بجے وہ ایک کلاتھ اسٹور گئے۔ رابعہ نے آج زندگی

میں پہلی بار اپنی پسند کی ساری خریدی۔ یکاہ بجے شب جب وہ گھر آئے

تو تھک کے چور ہو گئے تھے۔

”رابعہ اب کیسا محسوس ہو رہا ہے؟“ اس کے شوہر کی گرم سانسیں

اس کے چہرے کو چھو رہی تھیں۔

وہ خاکشہ دی۔

”کیا سوچ رہی ہو؟“ اس نے بیوی کو اور نزدیک کرتے ہوئے پوچھا۔

اس نے جواب میں کہنا چاہا کہ لگتا ہے آج ہی میں پیدا ہوئی ہوں،

ایک طویل قید کے بعد آج مجھے رہائی ملی ہے۔ آج مجھے میرا شوہر نصیب

ہوا ہے اور زندگی کے نازک حصوں نے انگریزائی لے کر بیدار ہرنا شروع

کر دیا ہے۔

لیکن وہ کچھ نہ کہہ سکی اور چپکے چپکے رونے لگی۔ اور جب

اس کے شوہر نے اسے سینے سے لگالیا تو اس کی سسکیاں، جھپکیاں میں

بدل گئیں مگر وہ اس فرحت و لذت کو براہ محسوس کر رہی تھی جو اس کے کھڑی

بالوں پر اس کے شوہر کی سخت اٹھکیوں کی حرکت سے پیدا ہو رہی تھی۔



شام جاں جو معطر نہیں تو کچھ بھی نہیں  
نگاہ میں کوئی دلیر نہیں تو کچھ بھی نہیں

وہ داستانِ الم کیا کہ جس کے سننے پر  
کوئی بھی چشم اگر تر نہیں تو کچھ بھی نہیں

ہے تجھ کو مجھ سے محبت یہ عین ممکن ہے  
اگر وہ میرے برابر نہیں تو کچھ بھی نہیں

نہ اختیار کریں ہنسنی یا جنس  
قبا جو تہ کے برابر نہیں تو کچھ بھی نہیں

مٹا ملال بہر گام تیسرہ روزی کا  
دل و نگاہ منور نہیں تو کچھ بھی نہیں

وہ تخت و آج سلطان ہی کیوں ہو یا آج  
سکونِ قلب میسر نہیں تو کچھ بھی نہیں

خدا کرے کہ رہے لاج بندِ مٹھی کی  
مدد میں دائہ گھر نہیں تو کچھ بھی نہیں

ہزارِ حسن سہمی اور طرح کے، لیکن  
غزل میں ایک بھی نشتر نہیں تو کچھ بھی نہیں

رُٹے مقام کی ہے بات، غیرت کی صاحب  
مزا آج رنج کا شوگر نہیں تو کچھ بھی نہیں

صاحبِ حیدر آبادی

۴۵-۲-۲۳ قریب اردو گھر محل پورہ حیدر آباد

میں اسی طرح دراز رہے اور وہ اس کے ریشمی بالوں کو کسی طرح  
سہلانا رہے تاکہ راجہ آرام سے سو جائے — زندگی میں  
اب اس کے سوا رہا بھی کیا تھا !!

اسے آج رونا بڑا اچھا لگ رہا تھا، ایک تازگی کا احساس تھا  
پہلے فنا کرنا وہ نہیں جانتی تھی۔  
اور وہ سوچ رہا تھا کاش اس کا رونا کبھی ختم نہ ہو اور وہ اس کی بانہوں

# غریبوں کی آبرو

شادی کا سہرہ آپکے سر نہ باندھو گی۔

بالچندر : تم میرے من مندر کی وہ مورتی جو سبکی میں اپنے دل سے پوجتا ہوں اور میں تمہارے جذبات اور خیالات کو پھولی طرح سمجھتا ہوں میں تمہیں اپنی زندگی کا چین لیا ہوں تمہارا ہاتھ اگر میرے ہاتھ میں ہو تو سماج کو یہ دکھا دوں گا کہ دنیا میں ایسے بھی لوگ ہیں جو سونا چاندی کو ٹھکرا کر غریب لڑکی کو اپنے گھر کی زینت بناتے ہیں اور اسکی مانگ میں سیندر دھرتے ہیں۔

اردنا : میں تمہیں تمام بندھنوں سے دور رکھنا چاہتی ہوں نہ ہی میں تمہیں اپنے پیار میں رسوا ہوتے دیکھنا چاہتی ہوں۔

بالچندر : وہ بندھن ہی کیا جس میں کوئی مطلب نہ ہو اور وہ پیار ہی کیا جس میں کوئی رسوا نہ ہو۔

بتاجی : تم اپنی شادی کے بارے میں کیا ارادہ رکھتے ہو بہت سے رئیسوں کے پیامات آرہے ہیں اور جہیز میں پچاس ہزار نقد رقم سونا۔ چاندی اور موٹر کار دینا چاہتے ہیں اس کے علاوہ تمہیں اعلیٰ تعلیم کیلئے امریکہ بھیج دینا چاہتے ہیں اور تمہیں یہ بھی معلوم ہے کہ تمہارے تین بھائیوں کی شادی دھرم دھام سے رچائی گئی تھی اور انہیں بھی کافی جہیز میں رقم اور سونا چاندی دیا گیا تھا۔

بالچندر : دنیا میں بھی لڑکیوں کے ماں باپ دولت مند نہیں ہوتے اور یہ لائق نہیں ہے کہ میری شادی بھی انہیں کا طرح ہو دنیا میں سب کے سب

اردنا اور بالچندر ایم اے کے جماعت اور ہونہار طالب علم ہیں جو ایک ہی کالج میں تعلیم پاتے ہیں اور وہ ایک دوسرے کے ساتھ اس طرح ٹھہرتے ہیں جس طرح کہ ایک انسان کے ساتھ اسکی پرچائیاں گھومتی ہیں۔ اور یہ ہمیشہ اس فکر میں لگے رہتے ہیں کہ سماج میں کس طرح تبدیلی لائی جائے جو سرمایہ دار سماج کے ٹھیکہ دار بن کر اپنا جادو بھلا رہے ہیں اور اس جادو کے اثر سے ملک کے تمام غریب عوام متاثر ہو رہے ہیں۔

اردنا : میں اس ملک کے ایک ایسے ماں باپ کی آغوش میں ملی رہی ہوں جہاں غربت اندھیرے کی طرح پھیلی رہی ہے اور میں اسی اندھیرے میں اپنا راستہ ٹھولی رہی ہوں۔ میرے بتاجی میری چھ بہنوں کا شادی بڑی دھوم دھام سے کی تھی اور وہ پندرہ بیس ہزار نقد اور چند قلوں سے منے میں ملے پائین تھیں۔ ہم اب تک اسی ترغصے میں مبتلا ہیں اب میرے بتاجی مجھے دیکھ کر یہ کہہ رہے ہیں کہ بیٹی میں تمہاری شادی اسکی بیٹے پر نہیں کر سکتا۔ چونکہ میں اندرون ایک سال ملازمت سے سبکدوش ہونے والا ہوں وہ مجھے بار بار دیکھ کر غم میں گھلے جا رہے ہیں اور میں انہیں یہ دلاس دے رکھی ہوں کہ آپ میری شادی کے تعلق سے زیادہ فکر نہ کریں کیونکہ انسان جو سوچتا ہے بعض اوقات اس کے برخلاف ہو جاتا ہے انسان کے ارادے کچھ ہوتے ہیں اور قدرت کا فیصلہ کچھ اور۔۔۔ ہوتا ہی ہے جو قدرت چاہتی ہے۔ اگر ایسا وقت آن پڑے تو میں اپنا سہارا خود ڈھونڈ لوں گی اور میری



انسان یکساں نہیں ہوتے انکا تقدیر تعلیم اور انکے آدرش الگ ہوتے ہیں انکا کا مقصد الگ اور انکی منزل بھی اور دن سے جدا ہوتی ہے۔

بتاجی : تم میرے منہ پر طمانچہ لگانا چاہتے ہو اور سماج کے سامنے مجھے نیچا دکھانا چاہتے ہو تمہیں نہیں معلوم کہ تمہاری تعلیم پر کتنا ضرر ہو رہا ہے۔

بالچندر : تعلیم کو دولت سے خریدنا چاہتے ہو انسان کو تعلیم کس لئے دیجاتی ہے کہ وہ اچھے اور بُرے کو سمجھ اور سماج میں رہنے کے طریقے سیکھے یہ کہ وہ چلا جاتا ہے۔

ایک دن بالچندر، ادنا کو اپنا جیون ساتھی بنالیتا ہے اور وہ اسکے ساتھ اپنے تباہ کا آشرہ دار لینے کیلئے اپنے گھر جاتا ہے اور وہ اپنے پتا کے پیر جو کہ کہتا ہے کہ بتاجی : مجھے آشرہ دار دیجئے۔

بتاجی : غصے سے آگ بگول ہرگز آشرہ دار تو مجھے دے رہا ہوں لیکن اپنی جائیداد سے مجھے بالکل بے دخل کر رہا ہوں۔ اسلئے کہ تم میری مرضی کے خلاف اقدام کئے ہو۔

بالچندر : مجھے بھگوان کا آشرہ دار ہی کافی ہے میں اپنی تعلیم کے سہارے اپنی خود پسری کو لوٹنگا۔ اور جب تک میرے تن میں آخری سانس چلتی رہے گی تب تک میں آپکے آگے ہاتھ نہ پھیلاؤنگا یہ کہہ کر وہ اپنی شریک حیات کے ہمراہ چلے جاتا ہے کچھ عرصہ کے بعد اُسی کالج میں پرنسیری پر مامور کیا جاتا ہے اور وہاں اسکے اعزاز میں شاندار پارٹی دی جاتی ہے۔

پرنسپال : بالچندر تم بہت تقدیر والے ہو کہ تمہیں اور ناجیسی بیوی ملی ہے وہ بہت سزا تعلیم یافتہ اور سمجھدار بھی ہے اور وہ سماج کو ایک نیا رنگ دینا چاہتی ہے، تم دولت مند ہو کہ بھی ایک غریب لڑکی کو سہارا دیتے ہو۔

بالچندر : یہ خوش جذبہ اور یہ دلولہ اگر ہر نوجوان میں ہو تو کئی غریب لڑکیوں کے گھر آباد ہو جائیں گے اور وہ اپنے سسرال میں چین

سکون کی زندگی گزار سکیں گی۔ اس طرح بڑھتی ہوئی غربت کا خاتمہ ہو جائے گا جسے یہ کہتے ہوئے شرم آتی ہے کہ عمر کے اعتبار سے جن لوگوں بزرگ تصور کرتے ہیں انکے گھر جوان لڑکیاں ہو بیٹیاں جن کو جلنے بجائے شریک حیات بن کر جا رہی ہیں۔ اسی میں ہمارے ملک کا زوال و عظمت ہے غریبوں کی آبرو ہے نیک مقصد ہے اور اسی میں اپنا ایمان اور دھرم بھی ہے۔ ہم نوجوانوں کا نا بھگے ہمارے ملک کی لڑکی اپنی منزل سے بھٹک رہی ہیں اور دیگر ممالک کے لوگ یہاں کی لڑکیوں کو تو کھلونا سمجھ کر بڑھیا دام دیکر اپنے وطن لیجا رہے ہیں اور وہاں اسکے سے اپنا دل بہلا رہے ہیں۔ میں بھگوان سے پراگھنا کرتا ہوں کہ آئے نسل انکے بڑھیا دام کو انکے منہ پر مارے گی اور اس کی فصل کو ہمیشہ کے کیل ڈالے گی۔

## اہل قلم حضرات !

آندھرا پردیش کی عاشی، زرعی، صنعتی، تعلیمی اور سماجی ترقی پر اپنے موضوعاتی مضامین ماہنامہ "آندھرا پردیش" (آندھ) میں اشاعت کے لیے روزنامائیے۔ ہمیشہ غیر مطبوعہ تخلیقات ہی روائہ کیجئے۔ ناقابل اشاعت مضامین واپس نہیں کیے جاتے۔

مضامین روزنامے کے کاپیتے :  
ناظم اطلاعات و تعلقات عامہ  
گر ہاکلا، سکرم جاہی روڈ  
حیدرآباد ۵۰۰۰۱

چند پوکاش جوہر جنوری

۶ - ریوا بلنگ لیڈر روڈ - الہ آباد ۳

# چمن اخلاص و محبت کے کھلا دیار



دل کے ہر زخم کو اک بھول بنا دیا رو

اُدھ اس آگ کو گلزار بنا دیا رو

میری راہوں میں کوئی شمع جلا دیا رو

زندگی کو ہر تن شعلہ بتا دیا رو

عشق کی شان نمانے کو دکھا دیا رو

پھر وہ پیغام سر دار سنا دیا رو

زندگی کے لئے کچھ کچھ دکھا دیا رو

میرا پیغام زمانے کو سنا دیا رو

چمن اخلاص و محبت کے کھلا دیار

نارِ فردا جو یہ شعلہ نشاں ہے ہر سو

بھٹکے اس زورِ ہوس میں ہے محبت کی تلاش

زندگی سرد ہوئی جاتی ہے بنہنم کی طرح

عشق بے خوف و خطر دار پہ چڑھ جاتا ہے

جس سے اقوام کو ملتی ہے حیاتِ ابدی

زندگی زدِ حقِ عملِ حسنِ عملِ روحِ عمل

میرے پیغام میں پوشیدہ ہے تعلقِ عمل

میں ہوں اک جوہرِ نایابِ محبتِ بخدا

اب بھی پیچھا نہ مجھے اور دعا دیا رو



# افسارِ وفا

مناجیہ بیگم  
رہنمائی نظام آبادی

گرئی عشقِ وطن، پھول بھی ہے، خار بھی ہے، گری عشقِ وطن، نور بھی ہے، نار بھی ہے  
گرئی عشقِ وطن، نغمہ بھی، لہکار بھی ہے، پھول کی پکھڑی بھی ہے، ترخ کی جھکار بھی ہے  
گرئی عشقِ وطن، جس میں نہیں خاک ہے وہ  
ملک دشمن ہے وہ غدار ہے، ناپاک ہے وہ

گرئی عشقِ وطن، دل میں نہیں کچھ بھی نہیں، شمع روشن تری غفلت میں نہیں کچھ بھی نہیں  
یعنی شوقِ جو میں نہیں کچھ بھی نہیں، یعنی ایسے میں تیرے دل جو میں کچھ بھی نہیں  
دل مر رہا ہے وہ، بھوس میں کوئی احساس نہیں  
نہا غدی پھول ہے جس میں کوئی بو کا نہیں

کاغذی پھول، انفلوئیکسیس، دھوکا ہے، نام ہے پھول، اگر پھول نہیں، دھوکا ہے  
دقت ہے آج اگر ہلوشین، دھوکا ہے، دقت ہے صلح جو کا صلح نہیں، دھوکا ہے  
دقت کے دھوکے میں یہ لڑیں نہیں آئیگا  
اب ہالہ پر ترنگا سدا ہر آئیگا

لے وطن اب تیرے لئے برسرِ پیکار تھے ہم، سر پہیلی پہ لئے، ہر گھڑی تیار تھے ہم  
ترخ کی دھار تھے، تلوار کا جھنکار تھے ہم، دن کے میدان میں چلتی ہوئی تلوار تھے ہم  
آج بھی ہم ہیں وہی جہاں کی راہ کی قسم  
ٹیپو سلطان کی، بے باک کہانی کی قسم

دیس کے واسطے مرنا بھی ہے، جینا اپنا کام کس روز یہ آئیگا، دینے اپنا

ذرہ ذرہ پہ ہے خون، پسینہ اپنا آگے بڑھنا ہے، میں، تان کے سینہ اپنا

راہ میں جو جرم ہالہ، تو شاد دینگے ہم

آپڑے دقت تو، سراپا نکال دینگے ہم

لے وطن اب تیری قسم تجھ سے ہے اپنا اقرار، تیری مائوس لکشی کا، اٹھا کر تہوار  
کوئی آندھی ہو، غلام ہو، کھڑاں بندھنا، کسی حالت میں بھی کر دینگے ترا بیڑا پار

تیری عزت کے لیے جان نہا کر دینگے  
سرتے مہتے، بیڑا طوفان، بپا کر دینگے

بحرِ غفلت سے ہمیں اب تو ابھرنا ہوگا، کچھ نہ کچھ دیس کی خاطر، ہمیں کرنا ہوگا  
رنگ بھارت میں ہیں خون بھی، خراب ہوگا، ایک دن ہم کو، اسی دیس میں مرنے ہوگا  
دقت آئے گا تو میدان میں لڑ جائیگا  
لے جسے بھی ترے واسطے کٹ جائیگا

گرئی عشقِ وطن میں سدا سرشار ہیں ہم، جان دینے کے لئے ہر گھڑی تیار ہیں ہم  
جو بھی دشمن ہے تر اس سے خواہیں ہم، تیرے دشمن کی نگاہوں کے لئے غار ہیں ہم  
عشق کی آگ سے دل پنا تیاں رکھتے ہیں  
گرئی عشقِ وطن، دل میں نہاں رکھتے ہیں

گرئی عشقِ وطن، تلب تپاں کرتا ہے، شب تیرہ کو بھی یہ نور نساں کرتی ہے  
مغیر خون کو پگھلا کے رواں کرتا ہے، یعنی اہریر کو، گڑھا کے جوان کرتا ہے  
گرئی عشقِ وطن، آگ لگا سکتی ہے  
اپنی حد سے جو بڑھے اس کو ملا سکتی ہے

# پستہ پرستی کا کھوکھلا کھوکھلا کھوکھلا

اٹھائے رہتے ہو کیوں رنگ دہلے کی دیوار  
کھاٹا رہتا ہے دیکھ کی طرح یہ آزار  
گراٹے رہتا ہے دنیا میں آدمی کا دھار  
ذرا بھی عقل ہے جس میں وہ اس کے بیزار  
جما ہے جس کے بھی پیرے پہلوت کا غبار  
ہوا ہے ذہن اسی ان کا عصیت کا شکار  
دلوں میں خوف اٹکے گا تو زیت رٹے گی  
منافقت تو ردائے سحر جھگڑے گی  
بجھی جو شمعِ اخوت تو راہ کھوٹے گی  
بھرے سینے کو اک سوچ ہی ڈبوٹے گی  
چمن میں غرقہ پرستی کو راہ کیوں دی جاٹے  
یہ جیتی جاگتی دنیا تباہ کیوں کی جاٹے  
ہو کا رنگ نہ ہندو ہے اور نہ عیسائی  
نہ اس کو سکھ، نہ مسلم اسے کہو بھائی  
تغزق سزدوں کی کرنا نہ ہمت افزائی  
بشر ہے وہ ہر انا بیت کاشیدائی  
لوہے ایک تو پھر کیوں نہ ایک ہو کے رہیں  
چمن ہے ایک تو پھر کیوں نہ ایک ہو کے رہیں  
لوں پہ جاگے گی جب بانسری جھت کی  
نفا میں بھرے گا ہر سمت حسن یک جہتی  
بیٹے گی بغض دکہ درت کی تیرگی ساری  
نہ رگڑ رکھیں پائے گی کوئی کچھ بھی  
جب انتشار کسی ذہن میں نہیں ہوگا  
تو ایک جذبہ قیصر جاں گزریں ہوگا  
لے گی حسن کلائی کو زندہ گی جب بھی  
ذراہ پائے گی دنیا میں فتنہ پردازی  
یہ رشتہ ہی امانت ہے صبحِ نواکی  
اسی سے ہوتی ہے تخلیقِ جنتِ ارضی  
قدم قدم پر جلیں ملے دوستی کے دیئے  
بجھا سکے نہ کوئی علم و آگہی کے دیئے

ہے رنگ رنگ کے پھولوں سے باغ کی زینت  
ہیں نوعِ نوع کے افرادِ ہل کے اک وحدت  
کر ڈروں باہر کے بل پر ہے ملک کی قوت  
جوشانِ ہند برہمن تو شیخ سے شوکت  
اک ایک فتنہ چمن کا دھار ہے سن لو  
اک ایک برگِ متاع بہار ہے سن لو



ای پرتاب جلدی  
توسط اگر پشیرہ پشیر  
ارکیشین و دغری پرتاب جلدی

نالندہ ریاست ہارملی جہیز کی خدمت تکمیل  
 یہ ایک باپ نے اپنی بیٹی کا سہ کارٹ کر  
 دولہا کے قدموں میں ڈال دیا  
 جس سے مہائی ہو کر یہ نظم لکھی گئی

نندہ

وہ سرکٹ کے گز سکتا ہے  
 وہ سر تو کبھی جھکتا ہی نہیں



وہ لعل و گوہر بھی دے نہ سکا  
 وہ مال و زر بھی دے نہ سکا  
 اک باپ نے اپنی بیٹی کا  
 دولہا کے قدموں کے اوپر  
 سر نذرانے میں دے دیا

اے دھن دولت کے متوالو  
 اس سر کا قیمت کیسے جازو  
 تم ہارنے والے بھاری ہو  
 تم ابتری دھن کے بھاری ہو  
 تم عشق کا مطلب کیا سمجھو  
 تم حسن کی قیمت کیا جمانو  
 تم پھول کی خوشبو کیا سمجھو  
 تم پیار کا جادو کیا جمانو  
 تم مال و زر کے بھلے ہو  
 تم جگمگ جگمگ سونے کے  
 اور مجسم مجسم کرتی چاندی کے  
 ہاں سچ ہے بڑے دیوانہ ہو  
 وہ شمع جس میں آگ نہیں  
 تم اس کے ہی پروانے ہو

اس سر کی قیمت مت پوچھو  
 وہ سر تو مریم کا سر ہے  
 وہ سر تو سینا کا سر ہے  
 وہ سر تو زہرا کا سر ہے  
 اس سر کا قیمت مت پوچھو  
 اک باپ نے اپنے ہاتھوں سے  
 خود اپنے جگر کو کاٹا ہے  
 خود اپنے لب کو چھٹا ہے  
 اس سر کی قیمت مت پوچھو  
 یہ سر اس دھن کا سر ہے  
 سہرے کے پھولوں کی کلیاں  
 جس سر میں لہو بن کر نکلیں  
 جس سر کے تقدس کی یارو  
 کھلتے ہیں ازشتے بھی قسین

عہد مہنا

مستندہ نظام آباد

# خبریں تصویروں میں



چیف منسٹر مشراہن۔ ٹی۔ رامارائو نے یکم جول ۱۹۸۴ء کو موضع پالاکول میں زراعت میں استعمال کی جانے والی  
اثریہ کے قریب بندھواڑے کے افتتاحی تقریب کے موقع پر کسانوں میں بیج تقسیم کر رہے ہیں۔



ہندوستانی خلا باز اسکاڈن لیڈر ایس سرما اور ملک مہمانداری میں ملہو ترانے ۲ جون کو گورنر مسٹر رام لال سے راج بھون میں ملاقات کا۔



ہندوستانی خلا باز اسکاڈن لیڈر راکیش شرمہ اور ملک مہمانداری میں ملہو ترانے یکم جون کو چیف مسٹر ایس۔ جی۔ رام راؤ سے ملاقات کا۔



یکم جون ۱۹۸۳ء کو لال ہسپتال اندور اسٹیم میں چیف مشر مشین-ٹ۔ رامارائے نے ہندوستانی خطابوں دنگ کانڈر رویش ملہوترا اور اسکوڈرن لیڈر رکیشن شرمہ کو اعزاز عطا کر رہے ہیں۔

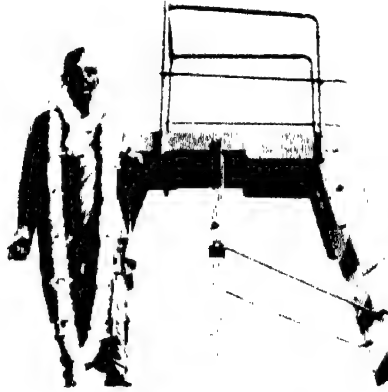


سابق فوجیوں کی کمیٹی کے ارکان مشر سنگھ دیو مرکزی وزیر ملکیت برائے دفاع نے، سر مشین کو جید آبادی چیف مشر مشین ٹ رامارائے سے ملاقات کی





گورنر شری رام لال نے ۲۲ جون کو راج بھون  
میں شری کوکا اچندرا راؤ کو بحیثیت  
چیف جسٹس آندھرا پردیش حلف دیا۔  
نصیری مسٹر این۔ ٹی۔ رامارائو چیف جسٹس  
بھی دیکھے جاسکتے ہیں۔



مسٹر این۔ ٹی۔ رامارائو چیف جسٹس نے  
ٹنگٹوری پرکاشم کے مجسمے پر پول  
چڑھائے۔ تصویریں مسٹر آندرا گپتی  
راجو وزیر تعلیم۔ مسٹر پی۔ وی اسکے پرشاد  
کشنر اطلاعات مسٹر ایم کے آر۔ دنا ایک  
اسپیشل آفیسر میونسپل کارپوریشن بھی  
دیکھے جاسکتے ہیں۔



ایک کئی پولیس کمیشن کے صدر تین مشرکے راجندر اریڈی نے ۱۰ ارمی ۶۸ کمیشن کارپورٹ چیف فکٹر مشران ٹراماراد کو پیش کی۔



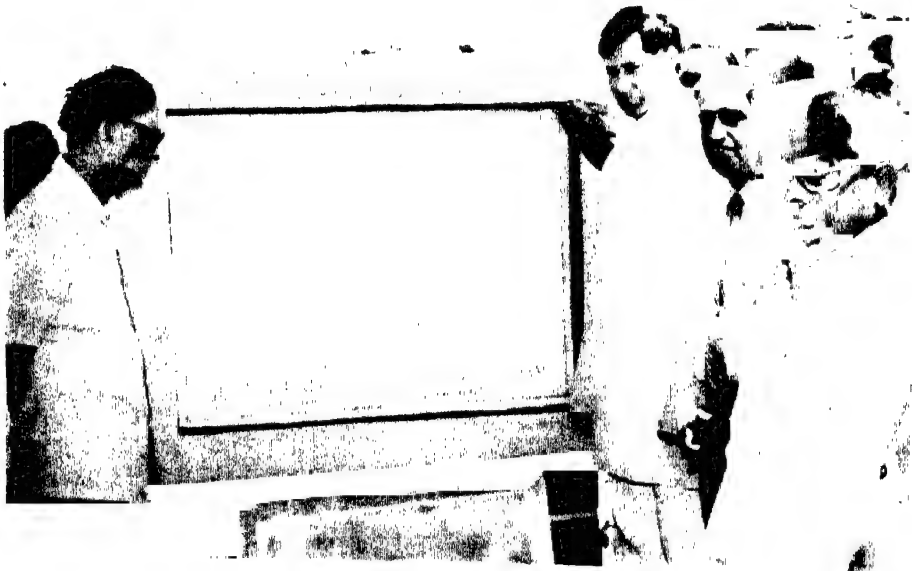
مشران ٹراماراد چیف فکٹر ہندو مذہبی خیمہ سرائی ادارہ کی کمیٹی کو مخاطب کر رہے ہیں۔ تصدیق میں سدا کی ترلوکر امانت لا آفت کو ٹھام بھی دیکھ جاسکتے ہیں۔



چیف منسٹر این۔ ٹی۔ راماراؤ نے میلار دیو پل ضلع رنگاریڈی میں تلنگانہ این۔ جی۔ اوزرک ہاؤسنگ کارپوریٹ کا افتتاح کیا۔  
تصویر میں منسٹروں کا ریجیف سکرٹری، منسروای ناظم صدر تلنگانہ این جی اوزر اور دوسرے دیکھے جاسکتے ہیں۔



چیف منسٹر این۔ ٹی۔ راماراؤ نے امرجن کو جوبلی ہل سیدہ آباد میں ایجوکیشن انسٹیوٹ کی کانفرنس کا افتتاح کیا۔



مدرس کے جانا ریڈی وزیر زراعت دامداد باہمی نے "ولنٹری" کی ایڈمنسٹریشن بلڈنگ کے لیے سنٹ کنکریٹ ڈال کر اس کی بنیاد کا آغاز کیا۔ یہ عمارت حمایت نگر میں تعمیر کی جا رہی ہے۔ چھ سکریٹری مشن شردن کا بھی تصویر میں دکھے جاسکتے ہیں۔



شراین - جاسکر راء وزیر نیناس  
نے پریس کلب یکم جون ۱۹۸۳ء کو  
اسے۔ پی ایڈمنسٹریشن بلڈنگ کی  
رسم اجرا انجام دی۔



سارہون کو خواہر لال ہنر و ٹیکنیکل بورڈ ہسٹم کے ساتوں جیلے تقسیم اسناد کے موقع پریسٹرام مل گورنر آئے ہوا پر دیش سونے کا تمغہ پیش کر رہے ہیں۔



حیدر آباد ایر پورٹ پر چیف مسٹر آئے ہوا پر دیش سٹرائیٹ راماراؤ کی امر کیے کیے پرواز سے قبل اپنی دوا کر کے کیے غلام کا ہجوم دیکھا جاسکتا ہے۔

آئے ہوا پر دیش







# آندھرا پردیش

قیمت ۵۰ پے

نمبر - دسمبر ۱۹۸۲ء









حیدرآباد

# آندھرا پردیش

ماہنامہ

نومبر - دسمبر ۱۹۸۴ء (مشرکہ شمارہ) • دسمبر ۱۹۸۴ء • NOV, DEC 1984

چیف ایڈیٹر

بی۔ وی۔ آر۔ کے پرشاد (آئی اے ایس)

ایڈیٹر انچارج

نوابہ حسین احمد بی اے (غنائیہ)

قیمت : ۵۰ پیسے

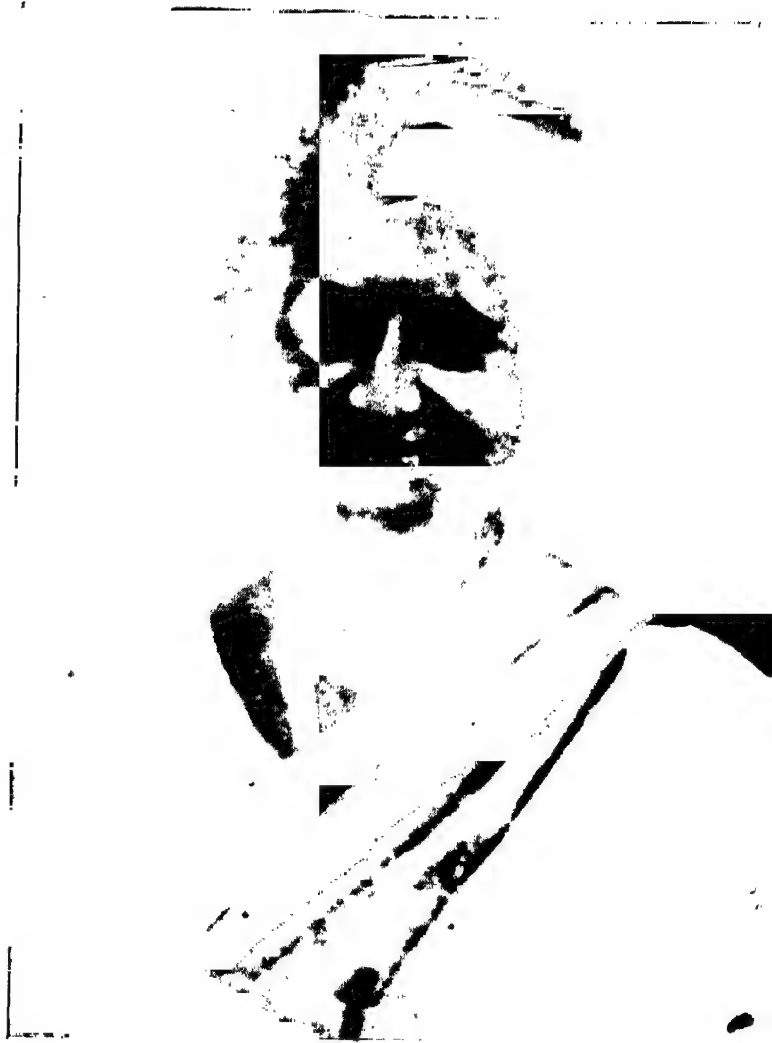
## فہرست

صفحہ نمبر

- ۱- ہندوستان کی عظیم قاید  
شہر تپتی اندرا گاندھی از: بی۔ دامن راؤ ۴
- ۲- آندھرا پردیش کی ترقی کے ۲۸ سال  
از: عابد سلطان شاہین ۸
- ۳- آندھرا پردیش وزارت میں توسیع ۱۲
- ۴- آندھرا پردیش میں کانٹریا ریڈیو پوسٹ، از: سیاتپتی راؤ آئی اے ایس ۱۳
- ۵- جواہر لال نہرو کی وصیت ۱۵
- ۶- قومی اتحاد اور فرقہ وارانہ ہم آہنگی از: محمد عمن جواد ۱۷
- ۷- سنگارو از: حمید آرموی ۲۰
- ۸- ہم پشیمان نہ ہوئے دوستوں سے بے وفائی گوگے لاندہ شیدائین ۲۲
- ۹- افانہ - نقش دولی مادیں از: عارف مجاہد ۲۷
- ۱۰- نظم - ایک ہم ہی ہمارا وطن ایک ہے از: رشید مدانی ۳۳
- ۱۱- کیسے آناری ملی ہے ہم بتا سکتے ہیں از: عبد الستار نیاز ۳۴
- ۱۲- تنقید و تبصرہ - نئی کتابیں از: وقار خلیل ۳۵
- ۱۳- حسرت اس غنچہ پر از: منیر الزماں منیر ۳۷
- ۱۴- خبریں تصویروں میں ۳۸

- اس شمارہ میں اہل تمام حضرات نے انفرادی طور پر جن خیالات کا اظہار کیسے اُن سے لازمی طور پر حکومت کا متفق ہونا ضروری نہیں ہے۔
- زریسا لائسنس : ۶ روپے • زریسا لائسنس ذریعہ منی آرڈر روانہ کیجئے
- منی آرڈر ناظم اطلاعات و تعلقات عامہ کے نام روانہ کیجئے۔
- مضامین، تصویروں کا پتہ : ایڈیٹر اردو ماہنامہ "آندھرا پردیش" محکمہ اطلاعات و تعلقات عامہ، گرہا کپا، چھٹی منزل، محکمہ جاتی رڈ حیدرآباد
- ناظم اطلاعات و تعلقات عامہ حکومت آندھرا پردیش نے شائع کیا۔
- کتابت : ایس۔ اے۔ حمید
- طباعت : گورنمنٹ سنٹرل پریس چھپن گورنمنٹ حیدرآباد

۱۵- خصوصی معزز : قول سے عمل کی سمت • ایڈیٹر رول ڈو پوسٹ پروگرام • محرمودیا کی کامیابیاں • اننت پور میں بھیلوں کی افزائش کے نام • طوفان بارہ بکراں کی تباہ کاریاں تصویروں میں • صفحہ ۵۶ تا ۵۷



# آندھرا پردیش کے عوام شرمتی اندرا گاندھی کو حراج عقیدت پیش کریں

خورشید خوش جمال کا چھلنی ہوا جگر  
 اندھیر کیسا ہند کی سرکار میں ہوا  
 اس سانے کا سال یہ صاحب ملا مجھ  
 اندر اس کا قتل دہلی کے دربار میں ہوا

۱۲۰۵ھ

صاحب حیدر آبادی ۲۵-۲۲ مئی ۱۹۸۴ء

وفات ۳۱ اکتوبر ۱۹۸۴ء



شری انند گاندھی کی استیصال کے کس جوبلی ہال حیدرآباد میں عوام کے درشن کے لیے رکھے جانے کا ایک منظر

پی۔ دامن راؤ



ہندستان کی

عظیم قاید

# شرمیتی اندرا گاندھی

مہاتما گاندھی کے بعد ملک کے طول و عرض میں اتنا بڑا عالم کبھی بھی نہیں پیدا ہوا جتنا کہ شرمیتی اندرا گاندھی کے قتل پر ہوا۔ امن و آزادی کی ہیر و شرمیتی گاندھی کو ان کے اپنے محافظ دستے کے آدمیوں نے گولی مار کر قتل کر دیا۔ پورے عالم کے انسانوں کی آنکھیں پر دم ہو گئیں۔ اور مختلف ممالک کے سربراہوں و وزراء نے غظوں نے غیر جانبدارانہ اور اتواہ کے اس طعنہ اور عالمی تائید کی آخری رسومات میں شرکت کرتے ہوئے انہیں اور انکی یاد کو زبردست خراج عقیدت پیش کیا۔

شرمیتی اندرا گاندھی کی زندگی کا بہترین دن وہ تھا جب کہ انہوں نے ۱۹۷۱ء میں ہندو پاک جنگ جیت کر بنگلہ دیش کا آزاد کرایا تھا۔ منوں ہندوستانی قوم نے انہیں بھارت رتن کا اعزاز عطا کیا۔ وہ اگر ماضی کے کسی دور میں پیدا ہوتیں تو جون آف امریک

شرمیتی اندرا گاندھی ایک پرشکوہ شخصیت کی حامل قاید تھیں۔ شرمیتی گاندھی کی موت سے دنیا ایک قاید سے محروم ہو گئی جو ہندستان کے عظیم قایدین میں شمار کی جاتی تھیں۔ شرمیتی گاندھی ہندستان کے سیاسی افق پر مسلسل دو دہوں تک چھائی ہوئی رہیں باوجود اس کے کہ انہیں ایک مختصر سی مدت کے لیے اقتدار سے ہٹا پڑا تھا۔ وہ ہمت اور دلیری کا پہلا قاید اور اسی دلیری سے انہوں نے موت کو گلے لگایا۔ جس وقت باقی نے انہیں اپنی گولیں کا نشانہ بنایا وہ اپنے اقتدار اور شہرت کے کمال عروج پر تھیں۔ قاتل نے انہیں اپنی گولیں کا نشانہ بنا کر نہ صرف انہیں قتل کر دیکھا اس نے ہندوستان کو اپنا گولیں کا نشانہ بنایا۔ وہ ہندستان کی ماں تھیں اور ملک میں چاروں طرف انکی قیادت کا ڈنکا بج رہا تھا۔

آزمہ پرنیش

یا ملکہ حبہ خاتون کشمیر کی نظریات کی حامل ہوتیں اور اپنی جان لڑا دیتیں۔ مشکلوں اور پریشانیوں سے کھیلنے میں انہیں زندگی کا مزہ آتا اور ان ہی حالات میں انکی بھرپور صلاحیتیں ابھر کر سامنے آ جاتیں۔

شرمیتی اندرا گاندھی نے جب ۱۹۸۰ء میں دوبارہ اقتدار سنبھالا ان میں بڑی تبدیلی واقع ہوئی تھی مزاج میں نرمی پیدا ہو گئی تھی۔ انتخابات میں شکست کے بعد ان میں تھوڑی سی انفر دگی آ گئی تھی جن میں مصیبتوں اور تکالیف سے انہیں گزرتا پڑا تھا اس کی وجہ سے انہیں روحانی طور پر اذیت پہنچی تھی۔ اقتدار سے ہٹنے کے بعد انہوں نے ملک کے اندر تفریق دور سے کئے ان دوروں میں انہوں نے بڑے پیمانے پر عوام کے دلی جذبات کا گہرا مطالعہ کیا۔ انہوں نے ملک خطرات سے انہیں مصروف رکھا لیکن انہوں نے سارے عالم میں ہندستان کی ساکھ اور شہرت بنامے رکھنے میں بھرپور توجہ دی۔ غیر جانبدار مالک کی پیر پرسن (CHAIR PERSON) کی حیثیت سے وہ دنیا میں ایک بلند مقام پر پہنچ گئیں۔ دولت مشترکہ کانفرنس اور عظیم ایٹم گیس کے کامیاب انعقاد کی بدولت وہ کامیابیوں کی انتہا پر تھیں۔ ایٹم گیس کے انعقاد کی وجہ سے دنیا میں ہندستان کے وقار میں اضافہ ہوا۔

اگر یہ کہا جائے تو کئی بالآخر نہ ہوگا کہ شرمیتی گاندھی کئی نیا دور سے اپنے نامور معلم باپ سے سبقت لے گئیں تھیں۔ نہرو کرڈمل عوام کے چہیتے اور محبوب قائد اور عالمی مدبرین میں سر بلند تھے۔ شرمیتی گاندھی کا اعجاز بھی اس سے کچھ کم نہیں تھا۔ ان کا یہ امتیاز ایک ایسا واقعہ تھا جسے ایسے مالک بھی تسلیم کر چکے تھے جو ہندستان کے کچھ گہرے دوست نہیں تھے شرمیتی اندرا گاندھی نے نادر دہشت گردی کی صورت

سیکولازم اور سوشلزم کو اپنایا اور ان تحریکوں کی علمبردار بن گئی تھیں جو فخر و امتیاز کے ساتھ ہمارے ملک کے مفیدے کا ایک جز بن چکے ہیں۔ ان کے حریف بھی اس سے انکار نہیں کر سکتے کہ وہ سارے ملک کا اثاثہ تھیں۔ اور اپنی ذات سے ہندستان کی روح اس کی قدیم روایات اور عصری ترقی کے لیے ملک کی امنگوں کا حل بن گئی تھیں۔ وہ سیکولازم میں بھرپور ایمان رکھتی تھیں لیکن ان کا سیکولازم ان کے دھارمک ہندو ہونے میں مانع نہیں تھا، شرمیتی گاندھی کی دلچسپیاں وسیع اور ہر گیر تھیں اپنے میں الاؤٹی رد میں جہاں وہ کامل شائستگی، دانائی اور تہذیب کا مظاہرہ کرتی تھیں وہیں اپنی مقناطیسی شخصیت سے ہندستان کی روح معلوم ہوتی تھیں۔

یہ جانتا بھی دلچسپی کا باعث ہوگا کہ شرمیتی گاندھی اپنی کئی ہی میں تیسرے درجے کے ادائی میں اپنے پتا اور ماما کے ساتھ حیدرآباد آئی تھیں جو سری لنکا کے دورے کے بعد بیل ہندو شرمیتی سردھنی نائیڈو سے ملاقات کے لیے حیدرآباد سے ہو کر گئے تھے۔ ہرز خانہ ان شرمیتی نائیڈو کا قریبی دوست تھا۔ جواہر لال نہرو ریاست حیدرآباد سے گہری وابستگی رکھتے تھے جو اپنی مشترکہ تہذیب اور صلہ کل نقطہ نظر کی وجہ سے ان کے لیے پرکشش تھی۔ انہوں نے ۱۹۵۳ء میں ریاست آندھرا کا اور پھر ۱۹۵۶ء میں متحدہ آندھرا پردیش کا بانفس نفیس افتتاح کیا تھا۔ یہ واقعہ کہ انہوں نے اس ریاست کے تمام بڑے پراجکٹوں یعنی ناگا جی سگر، سرکی سلیم اور پوچم پاڑ کا خود اپنے دست مبارک سے سنگ بنیاد رکھا تھا۔ یہ ثابت کرتا ہے کہ وہ اس ریاست کی ہر جہتی ترقی کے نہ کتنے خواہاں تھے۔ شرمیتی اندرا گاندھی بھی اس ریاست کے ساتھ اپنی دلچسپی میں نہ صرف اپنے والد کے ہم پل رہیں بلکہ اس سے بھی زیادہ گہری وابستگی قائم کر لی یہاں تک کہ انہوں نے لک سمبھا کے لیے آندھرا پردیش

سے ہی خود پر منتخب ہو گئی۔

اُن کے والد کبھی کبھی اس ریاست کے دورے پر آتے تھے تو شرمیتی گانہ بھی اُن کے ہمراہ رہا کرتی تھیں اور بعض اوقات ان کے بیٹے بھی ساتھ ہوتے تھے۔

دشادرتِ عظمیٰ پر فائز ہونے کے بعد جب دہا حیدر آباد آئی تھیں تو انہوں نے پیر دگرام کے بغیر ہی حضور نظام سابق سے راجیو گانڈھی اور سنجے گانڈھی کے ساتھ ملاقات کی تھی جب حضور نظام نے شکایت کی کہ انہوں نے اپنی آمد کی قبل انہیں اطلاع کیوں نہیں دی تاکہ دہا وزیر عظم ہند کا شایانِ شان طریقے سے استقبال کرتے تو۔ شرمیتی گانڈھی نے بے ساختہ جواب دیا کہ کیا ایک بیٹی کو اپنے باپ سے ملنے کے لیے بھی اجازت کی ضرورت ہے؟ حضور نظام بہت خروش ہو گئے۔

وزیر اعظم کی حیثیت سے شرمیتی اندرا گانڈھی نے عظیم الشان نگاروں ساگر پر ایکٹ کا افتتاح کیا جس کا سنگ بنیاد اُن کے والد نے ۱۹۵۵ء میں رکھا تھا۔ ریاست کے اُن اُن گنت ترقیاتی پراجیکٹوں کے ذکر کی چست دال ضرورت نہیں ہے جن سے شرمیتی گانڈھی وابستہ رہیں کیوں کہ یہ بات سب کو معلوم ہے۔ شرمیتی اندرا گانڈھی کو سات پہاڑیوں کے بھگوان سے خاص

عقیدت قائم ہو گئی تھی۔ جب کبھی مکس ہوتا وہ سری ویکلیٹور کے درشن کے لیے آجاتی تھیں۔ مسدا میں ان کے گھر سے دشواس اور عقید کا اندازہ اسی واقعہ سے سمجھا جا سکتا ہے کہ ہند۔ پاک جنگ میں ہندستان کی فتح کے بعد ہی ۱۹۴۷ء کے اوائل میں وہ تروملا میں اپنے ۱۴ گھنٹوں کے قیام کے دوران تین دفعہ اس مندر کی یا ترا لگی۔ وہاں اپنی آمد کے ساتھ ہی شام کے اوقات میں انہوں نے پوجا کی اور سری راما موٹارینو سے جو اس وقت آل انڈیا ریڈیو حیدر آباد کے ہندی پروگراموں کے پروڈیوسر تھے۔ ”سپرا بھاتم“ کے ہندی ترجمے کا پاٹھ سنا صبح کا اولین ساعتموں میں انہوں نے ”سپرا بھاتم“ میں حاضری بھی دی اور پھر تقریباً صبح ۶ بجے ”ابھیشیکم“ میں بھی حاضر رہیں انہوں نے پوجا کے تمام رسوم انجام دیئے جن میں اپنے سر پر کھن رکھتے ہوئے ”پراکشنا“ کی تکبیر بھی شامل تھی۔ انہوں نے کئی مجلسیں استفسارات بھی کئے اور یہ بھی پوچھا کہ پوجا پر کتنا خرچ آتا ہے جب کچھ بھاری رستم بتائی گئی تو انہوں نے یہ فوری خیال ظاہر کیا کہ بھگوان کے لیے یہ بڑی چیز نہیں۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ انہوں نے کس طرح اپنے جدید انداز فکر اور عصری نقطہ نظر کا پنے گہرے مذہبی ذہن کے ساتھ سمجھا تھا۔ کلاہستی مندر کی یا ترا کے بعد جب وہ ترقیاتی ریلوے اسٹیشن پہنچیں تو مدد اس کے ایک تاجر نے انہیں چاندی کا ایک تاج پیش کیا تھا جو انہوں نے خوشی کے ساتھ پہن لیا۔ صبح کے سہانے وقت تابناک چہرے اور مسکراہٹ کے ساتھ وہ سچ پچ ایک رانی جیسی لگ رہی تھیں۔ وہ ہمیشہ ضرورت کے مطابق اور موقع عمل کی مناسبت سے گفتگو کرتی تھیں۔ اُن کے اظہار خیال میں نرمی اور نزاکت ہوتی جس کی تہہ میں ایک خاص عزم اور یقین چمکتا تھا۔ انکی پریس کانفرنسیں بڑی جاندار ہوا کرتی تھیں۔ وہ اپنے سوال کرنے والے اخباری نمائندوں کو اپنی مسکراہٹ یا پھبتا ہوا فقرہ چست کرتے ہوئے

بے بس کر دیتی تھیں۔ طنز و مزاح میں وہ لطیف انداز اختیار کرتیں تو بعض دفعہ ان کا انداز جارحانہ ہوتا۔

۴ جون ۱۹۶۹ء کو وہ رات کے ۹ بجکر ۳۰ منٹ پر بنیر پر دگرام کے حیدر آباد تشریف لے آئیں تلنگانہ علاقے کے قایمین سے صبح تک بنیر کسی دفعہ کے بات چیت میں مصروف رہیں۔ وہ حیرت انگیز توانائی کی مالک تھیں اور انہوں نے سریر سے ۳ بجے کے قریب اخبار نویسوں سے راج بھول میں ملاقات کی اور ان کے بھرپور سوالات کا جاق و چرند حالات میں بنیر پلک جھپکے کے جوابات دیئے۔ ان کا مشاہدہ بہت گہرا تھا۔ جب کبھی ان کے دورے کے تھوڑے سا اہم انہیں پیش کیا جاتا تو وہ اپنی تازہ ترین تصویر دیکھ کر فرماتیں کہ یہ سب آپ نے کیسے کیا؟ اپنے کام کرنے والوں سے اپنا تعلق خاطر کا اظہار کرتیں۔ وہ تنگ حالات میں احتیاط سے الفاظ کو ناپ تول کر اپنی زبان سے نکالتی تھیں۔ کس مشتاق طریقہ سے انہوں نے علامہ تلنگانہ تحریک اور بعد میں علامہ آزاد تحریک کا سامنا کیا اور متحدہ ریاست آزاد پریش کی بقا کے لیے نامساعد حالات کے باوجود بھرپور کوشش کرتے ہوئے کامیاب ہوئیں یہ خود ان کے پختہ تدبیر اور باریک بینی کا اعلیٰ دارنح نمونہ تھیں۔ کئی مواقع ایسے ہیں جبکہ انہوں نے ریاست کا دورہ کیا ہر کوئی جو ان سے ملاقات کیا ہو اپنا الگ الگ تاثر اور تجربہ رکھتا ہے ان کی انکی ہمدردی اور عظیم شخصیت کا ایک محدود دائرے میں ناکہ اتارنا بے حد مشکل ہے۔ پھولوں سے انہیں محبت تھی لیکن پھول مالاؤں کی کثرت سے انہیں سردی لگ جاتی تھی۔

برف پوش پہاڑوں اور جنگلی جانوروں سے انہیں بہت پیار تھا تہذیبی ورثہ کے تحفظ سے انہیں گہری دلچسپی تھی۔ درختوں کو کاٹ دینا انہیں ہرگز پسند نہ تھا۔ انہیں علم معیشت جبرانات

ستاروں کا علم اور ماحولیات سے خاصی دلچسپی تھی۔ تین مورتی ہاؤس میں پلانٹوریم کے قیام سے انہیں بے حد مسرت ہوئی چونکہ ان کے والد آسانی اجسام اور ستاروں کے علم کے گرویدہ تھے کسی چیز سے انہیں زیادہ مسرت نہیں ہوتی جتنی کہ کسی شہر میں سائیا داروں کے قیام سے انہیں ہوتی۔ وہ ہندوستان کے اتحاد اور یکجہتی کی علامت بن گئی تھیں۔ ہندوستان کی اس قدیم سرزمین کے چھپے چھپے سے انہیں محبت تھی۔ وہ چھوٹے تھ لیکن نازک اندام تھیں اور اپنے سبھاؤ اور طور طریقوں میں باوقار انداز اختیار کرتی تھیں حسن و خوبصورتی کی دلدادہ تھیں۔ موقع دہلی کے اعتبار سے لباس میں رنگوں کا انتخاب کرتیں۔ جہاں بھی جاتیں وہاں کا لباس اور وہاں کا کھانا کھانے کو ترجیح دیتیں۔ قدرتی مناظر سے لطف اندوز ہونا ان کا محبوب مشغلہ تھا۔ موسیقی کو پسند کرتی تھیں چاہے وہ ایم ایس سبکشمی یا اوی شنکر کا ستارہ فریو ہو۔ لندن میں انڈیا انسٹیٹیوٹ کے موقع پر وزیراعظم برطانیہ سر خیمو کے ساتھ خاص طور پر ایم ایس سبکشمی اور اوی شنکر کے پروگرام میں شریعتی گانہ صحنے شرکت کی۔ بچپن میں بیٹھوون ان کا محبوب موسیقار تھا۔

شریتی اندر گانہ بھی زبردست محب وطن تھیں۔ ان کے خیمو کے ذریعے ذریعے میں ہندوستانیت بھری ہوئی تھی۔ انہوں نے ملک کے وقار کو بلند کرنے اور اسے مقصد کھنے کے لیے ان حکم کوشش کی۔ ان کے اقتدار پر نامز رہنے سے ایک عام آدمی ملک کی یکجہتی۔ دناغ۔ امن اور ترقی کو بالکل محفوظ بناتا تھا۔ مگر انہیں

ایک بے رحم قاتل کی گویاں سے وہ خود اپنا تحفظ نہ کر سکیں۔

●●



عابد سلطان شاہین ایم اے عثمانیہ  
ریسرچ اسکالر رجب اردو عثمانیہ یونیورسٹی حیدرآباد

تالیس آندھرا پردیش کے موقع پر خصوصی مضمون



مضمون نگار

سال



آندھرا پردیش  
کی ترقی کے

ہمارے ملک ہندوستان کے نقشے کو دیکھیں تو اندازہ ہو گا کہ ہمارا ملک، ملک ہی نہیں ایک محدود دنیا ہے جو شمال میں کشمیر سے لیکر وطن میں کنیا کاری تک، مشرق میں آسام سے لے کر مغرب میں بمبئی تک چودھ سو میل دو ہزار مربع میل کے رقبہ پر واقع ہے۔ یہ پورا رقبہ شمال میں ہمالیہ، مشرق میں مغرب تک پھیلی ہوئی فلک نما چوٹیوں سے اور باقی تین سمتوں میں تاحد نظر موجیں مارتے ہوئے سمندروں سے گھرا ہوا ہے۔ فطرت کا یہ انتظام بتلاتا ہے کہ دنیا کو بنانے والا ہمارے ملک کو ہمیشہ ایک ہی اکائی میں دیکھنا چاہتا ہے اگر ہم تاریخ کا مطالعہ کریں تو پتہ چلے گا کہ راجہ، بھرت، ہریش و سدرہ، گوتم بدھ، سمرات، اشوک، اکبر اعظم سے عہد حکومت سے ہمارا ملک اپنے قوی دھار میں بہت سے چھوٹے بڑے سماجی، مذہبی اور تہذیبی چشموں کو سمیٹے ہوئے رواں دواں ہے۔ آزادی کے حصول کے بعد سے اب تک بہت آگے بڑھ چکا ہے ہمیں سیاسی، اقتصادی اور سماجی شعبوں میں نمایاں کامیابیاں حاصل ہوئیں۔ عوام نے اپنی سیاسی نچتگی اور دوسرا اندیشی کا ثبوت دے کر جمہوریت میں اپنے بھرپور اعتماد کا اظہار کیا۔

جدید جد آزادی کے دوران یہ طے کیا گیا تھا کہ ملک آزاد ہو جانے کے بعد لسانی بنیادوں پر ریاستوں کی تشکیل جدید عمل میں آئے گی۔ آزادی کے بعد ۱۹۵۴ء تک اس مطالبہ پر بار بار توجہ دلائی گئی

لیکن حکومت کی جانب سے اس پر خاطر خواہ توجہ نہ دیئے جانے کے باعث آندھرائی قائد مشر پوٹی سری راملو نے تلگو ریاست کے قیام کا مطالبہ کرتے ہوئے ۵۲ دن کا مکرن برت رکھا اسی دوران اُن کا انتقال ہو گیا مشر پوٹی سری راملو کے انتقال کے بعد حکومت ہند نے سابق ریاست مدیس کے تلگو اضلاع پر مشتمل ملک کی پہلی بانی ریاست آندھرا کے قیام کا اعلان کیا اور تمام ملک کی بانی بنیادیں پر تیشیں جدید کے احکامات کا جائزہ لینے کے لیے فضل علی کمیشن نے سارے ملک کا دورہ کرنے اور تمام بانی نمائندوں سے گفت و شنید کے بعد ۱۹۵۶ء کو اپنی رپورٹ حکومت ہند کو پیش کر دی اور ان ہی سفارشات کی روشنی میں سابق ریاست حیدرآباد کے ۱۹ ضلع تلگانہ کو آندھرا کے تلگو نالے علاقے کے ساتھ مل کر یکم دسمبر ۱۹۵۶ء کو آندھرا پردیش کا قیام عمل میں لایا گیا۔ آندھرا پردیش کی ریاست میں اب ۲۳ اضلاع ہیں جن میں سریکا کولم، دجیا گرم، دث کھا پنٹم، مشرقی گوداوری، مغربی گوداوری، کرشنا، گھنٹور، پرکاشم، نیلور، چتور، کڑپ، انت پور، کول، محبوب نگر، تلنگنہ، کریم نگر، میدک، نظام آباد، عادل آباد، دنگل، کھم، رنگا ریڈی، جید آباد شامل ہیں۔

ہماری ریاست کی سرکاری زبان تلگو ہے اس کے بعد اردو سب سے بولی اور سمجھی جانے والی زبان ہے علاوہ انہیں انگریزی، ہندی، گجراتی زبان جانتے والوں کی خاطر خواہ تعداد یہاں موجود ہے۔ ریاست کے اسی نند لوگوں کا پیشہ زراعت ہے۔ یہاں ۲۵ فیصد زمین ایسی ہے جہاں پر عمدہ کاشت کی جاتی ہے۔ دھان، جوار، باجرہ اور مکئی زیادہ پیدا ہوتے ہیں۔ تیل کے بیجوں میں CASTORSEED GROUNDNUT اور نیل شامل ہیں۔ چاول کی پیداوار کے لیے آندھرا پردیش کو پورے ملک میں پہلا مقام حاصل ہے۔ آندھرا پردیش کو RICE BOWL کہا جاتا ہے۔ ہماری ریاست میں معدنیات کا کافی ذخیرہ موجود ہے۔ آندھرا پردیش مائننگ کارپوریشن کی رپورٹ کے مطابق سب ذیلی معدنیات

کا بیابان کافی ذخیرہ ہے

BARYTES کڑپ، انت پور، کول، کھم، سبھاس کڑپ، انت پور، Bauxite دث کھا پنٹم، مشرقی اور مغربی گوداوری، کول، عادل آباد، کھم، دنگل، کریم نگر DIAMMOND میرے انت پور، کڑپ، GOLD (سونا) چتور، انت پور، گراناٹ، دث کھا پنٹم، مشرقی گوداوری، دنگل، کھم۔

آندھرا پردیش کی دو اہم ندیاں گوداوری اور کرشنا ہیں علاوہ انہیں تنگبھدرا، نر، ناگادی، دمسادھارا ہیں۔ 64,154 Sq K.M. کا رقبہ جنگلوں سے بھرا ہوا ہے۔ ان میں عادل آباد، کھم، کڑپ، چتور، دنگل، مشرقی گوداوری، دث کھا پنٹم، کول، کریم نگر، اضلاع جات میں کافی جنگل پائے جاتے ہیں۔ ان جنگلات سے کمٹی ٹن لکڑی حاصل کی جاتی ہے۔ انسانی زندگی میں درختوں اور جنگلوں کی بہت اہمیت ہے۔ انکی پیداوار کا استعمال ہم اپنی زندگی کے کسی نہ کسی شکل میں قدم قدم پر کرتے ہیں صنعتی کو ۴ زمروں میں تقسیم کیا جاسکتا ہے۔ بھاری صنعتیں مرکزی حکومت اور ریاستی سرکار کے توسط سے قائم کی گئیں ہیں ان میں بھارت ہولی کھریکس لمیٹڈ، راجندر پورم حیدرآباد، ہندوستان ٹیلر لمیٹڈ حیدرآباد، جیل پاور جنریشن، بلب وغیرہ تیار کئے جاتے ہیں۔ انڈین ڈیگس اینڈ فیلڈر، سٹیل لمیٹڈ حیدرآباد مختلف قسم کے ادویات تیار کرتا ہے۔ الکڑانک کارپوریشن آف انڈیا لمیٹڈ حیدرآباد ڈی، کیمینکیشن آلات، طبی آلات، ہندستان کیبلس لمیٹڈ CABLES بناتا ہے پرگاٹلز شیش بناتا ہے حیدرآباد ان نیشل ڈسک لمیٹڈ ریفریجریٹر، سس، گھڑیاں، بس وغیرہ تیار کرتا ہے۔

آندھرا پردیش شکر سازی کے لیے اہم اور مشہور ہے یہاں ۲۷ شکر کی اور تقریباً ۱۶۰ کھانڈسری شکر کی ملیں موجود ہیں۔ زیادہ تر ملیں مشرقی گوداوری، نظام آباد، دث کھا پنٹم، چتور، کرشنا، میدک میں ہیں۔ کائٹیکسٹ، انڈسٹریل پت، ری قیدیم صنعت ہے آندھرا پردیش میں ۱۸ کائٹیکسٹ، انڈسٹری اور ۱۳ اسپنگ ملیں

کام کو سب سے پہلے ان میں انکم چابی ملزوم رکھ کر اور ڈی بی آر ملز واحد کارخانے میں جو کپڑا تیار کرتا ہے۔ سنٹ کی صنعت ۱۹۳۹ء سے یہاں شروع کی گئی ہے بڑی سنٹ کی نیا کڑیاں ہیں جن کا ۲۰ لاکھ ٹن سنٹ سالانہ تیار کی جاتی ہے ان میں ٹائڈز، ٹاڈی پٹری مشہور ہیں۔ جوڑ کی صنعتیں گنٹور، ایلور، چتور کے علاوہ دجیا گنم، دجے واڑہ، دشت کھا پنٹم میں موجود ہیں۔ ریاست میں کاغذ کے ۴ بڑے کارخانے قائم ہیں ان میں سرپر کاغذنگر، کرنل بھدر اہلم راجندریش ٹل ہیں۔ جہاں عمدہ کاغذ تیار ہوتا ہے۔ ہماری ریاست کو تمباکو کی کاشت میں بھی پہلا مقام حاصل ہے۔ عام آدمی اس صنعت کو بڑھا دینے میں پورا پورا حصہ ادا کر رہا ہے چارمینار یہاں کا مشہور سگریٹ ہے چھوٹی صنعتوں میں ہینڈی کرائٹس، کھلونا ساز، کارپٹ، چٹائیاں، ایمبر آڈری، سلک، اگر جتی، جوڑیاں شامل ہیں۔ آندھرا پردیش کے اہم پراجکٹس میں ناگربوناگر پراجکٹ، تنگھدرا پراجکٹ، پوجم پاڈ پراجکٹ شامل ہیں۔ آندھرا پردیش کے اہم پراجکٹوں میں ناگربوناگر پراجکٹ، تنگھدرا پراجکٹ، پوجم پاڈ پراجکٹ شامل ہیں

## ہینڈلوم کی صنعت

ہینڈلوم کی صنعت حالت کی برآمدات میں کافی اضافہ ہوا ہے۔ مرکز کی جانب سے یہاں کے ہینڈلوم سیکٹر کے زرخ میں دلچسپی لی جا رہی ہے اس شعبہ میں زیادہ سے زیادہ لوگوں کو روزگار ملنے کے امکانات، میں زراعت کے بعد سب سے زیادہ تعداد میں اس شعبہ میں لگ کھپ سکتے ہیں ملک کے مختلف حصوں میں ۲۴ سنٹر میں کام کرتے ہیں۔ دارناسی، سیلم، گوہالی، میں ہینڈلوم مکنالوجی کے متعلق تین ادارے قائم کئے گئے ہیں، ملیشاد، انڈونیشیا، سنگاپور، ہانگ کانگ، تھائی لینڈ، سادھ کوریا، جاپان، فلپائن، آسٹریلیا، یورپی لیڈ میں ہینڈلوم کا اشیاء کی زرخ کے امکانات کی کھوج نکالی گئی اس صنعت سے ۲۰ کروڑ افراد کو روزگار ملے ہے۔ ۲۰ ستمبر کو موضع بگام ضلع ننگلہ میں ہینڈلوم بھری کا افتتاح کرتے ہوئے صدر نشین ضلع بریڈنگلنڈ

مسٹری ملاریڈی نے کہا کہ ہماری ہینڈلوم صنعت کو عالمی شہرت حاصل ہوئی ہے مسٹر رینگن صدر امریکہ کی جانب سے ۲۵ ہزار سیکر پٹر کے آرڈر مل کے تحت ان کے ذاتی استعمال کے لیے برآمد کرنا ہمارے لیے فخر کا بات ہے۔ دشت کھا پنٹم بہت بڑی بندرگاہ ہے اس کے علاوہ کالی ناڈا، مچلی پنٹم، کالنگا پنٹم، جھونڈی پنٹم، نرپا پورم میں SEA FAST دشت اہم ہیں، حیدرآباد، میگ پٹھ سب سے بڑا پورٹ ہے دشت کھا پنٹم، گت اہم، تردیتی، راجندریش، کرپہ میں چھوٹے ایر پورٹ قائم ہیں۔ ہماری ریاست کو صنعتوں کے اعتبار سے پانچواں مقام حاصل ہے۔

۳۰-۳۱ بھاری اور معمولی صنعتیں یہاں قائم ہیں۔ دشت کھا پنٹم میں واقع اسٹیل پلانٹ مشہور ہے۔ آندھرا پردیش انڈسٹریل کارپوریشن کا ۱۹۶۰ء میں قیام عمل میں آیا۔ اور ۱۹۶۱ء میں آندھرا پردیش اسٹیل انڈسٹریل ڈیولپمنٹ کارپوریشن کا قیام عمل میں لایا گیا ہے۔ فلموں کی برقی برقی مقبولیت کے لیے فلم ڈیولپمنٹ کارپوریشن کا قیام عمل میں آیا۔ اس کے علاوہ ٹری ڈیولپمنٹ کارپوریشن، لیدر انڈسٹری ڈیولپمنٹ کارپوریشن، میٹ اینڈ پلٹری ڈیولپمنٹ کارپوریشن۔ آندھرا پردیش مانگ کارپوریشن آندھرا پردیش کنسٹرکشن کارپوریشن موجود ہیں۔ سٹیڈول کاسٹ غلام کے لیے دیہی کاشت کو دوبارہ ملایا جا رہا ہے۔ ۲۴-۲۵ سے زائد دو خانے قائم ہیں۔ ۱۰۰ میڈلن میں عمری طرز کا کنگ کوٹھی بڑیک ہسپتال قائم کیا گیا ہے۔ شہانہ ہنرل ہسپتال مریضوں کے لیے رات دن معروف رہتا ہے۔

آندھرا پردیش سے ۸۷۷ اخبارات اور پریڈیکس شامل ہوتے ہیں۔ جن میں ۳۰ روزنامے، ۳۱۰ ہفتہ وار، ۱۲۹ ہندو روزہ، ۲۷ ماہنامے شامل ہیں۔

۱۹۷۵ء سے ریاست میں ٹیلی ویژن پروگراموں کو دست دی گئی۔ دور درشن سے کئی عمدہ پروگرام پیش کئے جاتے ہیں۔ تلگو زبان میں علاقائی خبریں روزانہ ٹی وی سے ٹیلی کاسٹ کی جاتی ہیں۔ آندھرا پردیش میں ۴ ریڈیو اسٹیشن قائم ہیں ان میں حیدرآباد، دجے واڑہ، کرپہ، اور

دش کھا پٹنم شامل ہیں۔ آرٹ، ادب، ثقافت کے ذریعہ کو بھی نمایاں اہمیت دی گئی۔ تنگو زبان کو بڑھاوا دینے کے لیے مختلف اکیڈمیں قیام عمل میں لایا گیا جو ادب کے ذریعہ میں نمایاں رول انجام دیتی ہے۔ ہندی اکیڈمی بھی ریاست میں ہندی بولنے والوں کی ضروریات کی تکمیل میں اپنا اثاثہ حصہ ادا کیا ہے۔ سنسکرت اکیڈمی بھی ادب کی خدمت میں مصروف بہ کام ہے سیاست کے لیے بھی ہماری ریاست کو اہمیت حاصل ہے۔ ناگر جو ناساگر سرکی سلیم، سری رام سنگ کے علاوہ ناگر جو ناکشنہ اسرا دتی بدھ دھرم کے لیے مشہور ہے۔ میدک میں عیسائیوں کا سب سے بڑا چرچ قائم ہے۔ ریاست میں سبھی طرز کے مشہور مدارس ہیں۔ تدریجی میں لارڈ ویلینگٹون کا بہت بڑا مندر ہے سماجی اور اقتصادی ترقی کے معاملے میں امداد باہمی کا طریقہ کار سب سے زیادہ کارآمد اور موثر ثابت ہو رہا ہے خاص طور پر پرجہ ترقی پذیر سرسائی اور دیہی معیشت کو استوار بنانے پر کھڑا کرنے کا یہ ایک اہم ذریعہ ہے۔ امداد باہمی کی تحریک کے دعوے میں آجائے کے بعد جو بھی وجوہات مل سکیں یہ حقیقت ہے کہ سماج کی خوشحالی اور خود کفالت کے لیے ایک بنیادی ضرورت بن گئی ہے ریاست آندھرا پردیش نے امداد باہمی تحریک سے ذریعہ کے لیے ریاست میں مختلف پروگرام ترتیب دیئے ان منصوبوں کے ذریعہ نفل کو تیل، مدق اور طیل، مدق، قرض جات، مہیا کے جلتے ہیں۔ مزید ان کے ذریعہ باہمی اسٹورس یا سسٹم غلہ، دکانیں، دیہاتوں اور شہروں میں شکر سازی، سورت، کتائی دیگر صنعتی و پیشہ قائم کی گئی ہیں۔ امداد باہمی تیسرا مندرجہ ۱۳۲۱ء میں ملحق ہیں۔ ریاست میں پہلی مرتبہ ۱۹۶۶ء کے دوران دس دائرہ میں آئی ٹیڈ ملک پراجیکٹ کے تحت دو دھڑ کی پیداوار کو ترقی دی گئی یہ پراجیکٹ بعد میں آندھرا پردیش ڈیری ڈیولپمنٹ لینڈ کے نام سے موسوم کیا گیا۔

آندھرا پردیش میں حالیہ برسوں کے دوران اشیائے ضروریہ کی تقسیم میں باقاعدگی پیدا کی گئی تاکہ یہ اشیاء عام کو آسانی کے ساتھ دستیاب ہوں اور پیدا کنندہ اور معائنہ دہوں کو ناظمہ پہنچے۔ مٹی کاتیل، خد مٹیل، شکر، چاول، جیموں، جیسی ضروری اشیاء کی فراہمی کے لیے ریاست میں

۲۳ ہزار سے زیادہ ازرائی فرمیں کھانائیں کھانے کے وسیع جال بچھایا گیا۔ مختلف اضلاع میں خشک سالی کے امدادی کاموں پر کوڑا ہارو پے خرچ کئے جا رہے ہیں۔ آندھرا پردیش وسائل کا دولت سے مالا مال ہے پھر ٹی آبپاشی کو ذریعہ دینے کے لیے کئی اسکیمات شروع کی گئیں۔ شہرید آباد میں سٹ دن ادارہ کا قیام عمل میں لایا گیا۔ سٹ دن کی اہمیت بیرون میں بھی بڑھ چکی ہے یہ ادارہ بے روزگار نوجوانوں کو باقاعدہ زندگی کی راہ پر گامزن ہونے میں مدد دے رہا ہے۔ تنگو تنگا پراجیکٹ کے ذریعہ جو کرائیسیا کے علاقوں کو سیراب کرنے کے مقصد سے شروع کیا گیا۔ مدراس کو پینے کے پانی کی قلت سے نمٹنے کے لیے مددگار ثابت ہو گا یہ پراجیکٹ بین ریاستی تعاون کی ایک عمدہ مثال ہے۔ ہماری ریاست کے فعال چیف منسٹر این ٹی رامارائو کی زیر قیادت فلاحی اسکیمات اور خشک سالی کی صورت حال کو جہاں مرکز بنی ہوئی ہے۔ چیف منسٹر نے دہلی کا دورہ کیا اور مرکز سے مناسب مالی امداد دینے کی درخواست کی۔ اس سلسلہ میں حال ہی میں وزیراعظم شری م اندرا گاندھی نے بے نفس نفیس ریاست کے خشک سالی علاقوں کا دورہ کیا اور واقفیت حاصل کی اور مرکز سے مکمل امداد بھی فراہم کی۔

ریاستی چیف منسٹر این ٹی رامارائو نے ہمہ جہت ترقی اور ملک کی یکجہتی کے لیے اپنے آپ کو وقف کر دیا ہے۔ ریاستی نظم و نسق کے لیے زیادہ سے زیادہ فائدہ حاصل کرنے کی مرکزی حکومت سے خوشگوار تعلقات برقرار رکھنے کی فکر و دو شروع کر چکے ہیں۔ ہندوستانی کاسٹرنائٹس سرکیشن شرما کا تعلق ہمارے شہرید آباد سے ہے ریاستی حکومت نے ایک تقریب میں عوام کی جانب سے انہیں خراج تحسین پیش کیا ہے۔ چیف منسٹر نے بالائی اندر و ملت عوامی مفادات کو فوری دی ہے ان کے فعال اقدامات قابل تامل ہیں ریاست آندھرا پردیش طے جلی تمدن سکھ لروایات کی ایک تابندہ علامت ہے یہی اس کے عظیم ماضی کی روایات کو قائم و دائم رکھا ہو گا۔ بقول کسی نعرے کے ہے جسے جو کہ خوب ہے خوب تر کہاں

●● ●●

## آندھرا پردیش و نہارت میں توسیع

# ۶ وزراء کی حلف برداری

چیف منسٹر این ٹی رامارائو نے اپنے زیر قیادت آندھرا پردیش کی دس کئی وزارت میں توسیع کی جگہ مزید (۶) وزراء کو اس میں شامل کیا گیا ہے ان (۶) وزراء میں دو کابینہ درجہ کے وزیر اور چار منسٹرانٹ اسٹیٹ ہیں۔ گورنر منسٹر این ڈی شرمانے ان نئے وزراء کو راج بھون میں عہدہ اور رازداری کا حلف دلایا حلف برداری کی تقریب میں چیف منسٹر منسٹر رامارائو کے علاوہ اسپیکر منسٹر این دیکٹ رتنم کونسل میں ایڈوکیٹس کا گروپس (آئی) کے قایہ منسٹر کے کشیا اعلیٰ عہدہ دار اور لمبلیٹس موجود تھے جن وزراء کو حلف دلایا گیا ان میں منسٹر کے نارائنا سوامی اور منسٹر راج گوپال ریڈی (کابینہ درجہ کے وزیر) اور منسٹر کے اپارنا ریڈی، جی مدو کشنم ناٹھڈو ڈی ستیہ نارائنا اور ڈاکٹر این اے کرشنا (منسٹرانٹ اسٹیٹ) شامل ہیں ریاستی وزارت میں توسیع سے وزارت کے ارکان کی تعداد (۱۶) ہو گئی ہے۔ جن میں (۱۲) کابینہ درجہ کے وزیر اور (۴) منسٹرانٹ اسٹیٹ ہیں۔ چیف منسٹر نے بعد ازاں ایک سوال کا جواب دیتے ہوئے کہا کہ وہ قانون ساز کونسل کے کسی رکن کو وزارت میں شامل نہیں کریں گے۔ انہوں نے کہا کہ "یہ ہاری پالیسی کے خلاف ہے" نئے وزراء کے قلمدان کا بھی اعلان کر دیا گیا ہے۔

### کابینہ وزراء

منسٹر کے - نارائنا سوامی : اوسط اور چھوٹی آبپاشی  
منسٹر آدر جگوپال ریڈی : ٹرانسپورٹ

### منسٹرانٹ اسٹیٹ

منسٹر کے اپارنا ریڈی : ہندو اوقات  
منسٹر جی ایم کے ناٹھڈو : تعلیم

منسٹر ڈی ستیہ نارائنا : آبکاری

ڈاکٹر این کے کرشنا : چھوٹے پیمانہ کی صنعتیں

کابینہ وزراء منسٹر کے نارائنا سوامی ضلع پرکاشم سے اور منسٹر آدر جگوپال ریڈی کرپہ سے اور منسٹرانٹ اسٹیٹ منسٹر کے اپارنا ریڈی وڈ کھاشم سے، منسٹر ڈی ستیہ نارائنا نظام آباد سے اور ڈاکٹر این اے کرشنا کنٹھنٹ سکندر آباد سے، تعلق رکھتے ہیں۔ سوائے منسٹر جگوپال ریڈی کے جنہوں نے انگریزی میں حلف لیا۔ باقی وزراء نے تلگو میں اور خدا کے نام پر حلف لیا۔ حلف برداری تقریب راج بھون کے سبزہ دار پر منعقد ہوئی۔ اس تقریب میں اسپیکر جی بی جے پی لیڈر منسٹر ایم دینیکا ناٹھڈو، اور ہائیڈرو کے جسس ڈاکٹر کیشو جزل پولیس منسٹر ایم مہندر ریڈی اور دیگر اعلیٰ سیرل حکام چیف سکریٹری اور عمائدین شہر کا بھاری تعداد شریک تھی۔ راج بھون میں منعقدہ ایک سادہ سی تقریب میں نئے وزراء کو حلف دلایا۔ نئے وزراء میں دو کاندھرا، دو کاتنگانہ اور دو کارانگیا سے تعلق ہے چیف منسٹر نے کہا کہ عنقریب کابینہ میں پھر ایک بار توسیع کی جائے گی۔ تاہم انہوں نے کسی مخصوص تاریخ کا اعلان نہیں کیا۔ انہوں نے کہا کہ "توسیع کے دوسرے مرحلہ میں مزید اضلاع کے علاوہ خواتین اور اقلیتوں کو شامل کیا جائے گا۔ تقریب حلف برداری میں نائب صدر نشین کونسل منسٹر اسے چک اپانی 'آندھرا پردیش ہائی کورٹ کے سارگندار چیف جسٹس منسٹر پی چاکیشو ریڈی، تلگو دیشم پارٹی کے جزل سکریٹری منسٹر پی ادپندر کے علاوہ جی جے پی رکن اسپیکر منسٹر اندر سین ریڈی بھی شامل تھے۔ نئے وزراء میں دو تعلق پسماندہ طبقہ سے، ایک ریڈی طبقہ سے، دو کاتنگانہ سے اور ایک کا درجہ ہنرست طبقہ سے تعلق ہے۔

سیٹا پتی سرائے  
سکرٹری آئی۔ یو اینڈ سی۔ اے۔ ڈی ڈپارٹمنٹ

# آندھرا پردیش میں کمانڈ ایریا ڈیولپمنٹ

آندھرا پردیش میں ایک ایکڑ زمین سیراب کرنے کی صلاحیت کو پیدا کرنے کے لیے ۱۰ ہزار روپے خرچ ہوتے ہیں۔ اگر آبی رقم کے صرفے کے بعد پیدا کردہ آبپاشی صلاحیت سے جتنا جلد ہو سکے استفادہ رستے ہوئے پیداوار میں اضافہ نہیں کیا گیا تو پراکٹوں پر آبی بھاری رستم یا صرند پیداوار میں عدم اضافہ کی وجہ سے نقصان سمجھا جائے گا۔ اس بال کرپس منظر میں رکھتے ہوئے آندھرا پردیش میں کمانڈ ایریا ڈیولپمنٹ کے تصور کو ۱۹۷۲ میں ٹھوس شکل دی گئی ہے۔ آبپاشی وسائل کے جوہر میں آتے ہی جتنا جلد ہو سکے ان وسائل کا استفادہ کرتے ہوئے بیلاوار اضافہ کے مقصد کا حصول اور زرعی شعبے کی کارکردگی کو بہتر بنانے کی ہر جتنی عملی کی اس پر کمانڈ ایریا ڈیولپمنٹ کا تصور قائم کیا گیا ہے۔ پانی کے مسائل کی حلت ہوتے ہوئے بھی زرعی پیداوار کے شعبے میں یہ پہلے پناہ آہستہ حاصل ہے۔ پانی کی باری کے ساتھ تقسیم پر زور دینا آبپاشی اور زرعی شعبوں کے بہتر کارکردگی کے ذریعے اس سے زیادہ سے زیادہ فائدہ اٹھانا۔ "انٹیکسٹڈ ٹریبونٹ" کا حکمت عملی کا جزو ہے۔ یہ تاریخی دلچسپی کی بات ہے کہ دھرا پردیش میں "یلو وڈلر سسٹم" کے تحت ایک تنگو انجینئر مشرک کاچی مانا تو نے ۱۸۵۳ء میں ۱۳۲ سال قبل پانی کو باری کے ساتھ تقسیم کرنے

کی ضرورت کو تسلیم کیا اور اس طریقہ کو پہلی دفعہ رائج کیا۔ آندھرا پردیش کمانڈ ایریا ڈیولپمنٹ ڈپارٹمنٹ کے تحت ۲۴ سی لے ڈی لے پراجیکٹس ہیں۔ جو یہ ہیں۔ ناگر جونا سگر پراجیکٹ دائیں جانب والی کنال۔ ناگر جونا سگر بائیں جانب والی کنال۔ سری رام سگر پراجیکٹ اور تنگیدرا کا پیکس جس میں ٹی بی۔ ایل ایل سی۔ ٹی بی ایچ ایل سی ایچ ایل سی کے سی سی ٹبل ہیں۔ یہ پانے پراجیکٹ ہیں۔ ٹی بی پانی ایچ ایل سی ایچ ایل سی ڈیم انجینئرنگ کے مرحلے میں ہے۔ اس وقت ان ۲ پراجیکٹوں سے ۱۱۶ لاکھ ہیکٹر اراضی کو سیراب کرنے کے وسائل دستیاب ہوئے ہیں۔ جس میں سے ۹۷ لاکھ ہیکٹر اراضی کو سیراب کیا جا رہا ہے جو استفادہ کی شرح کے اعتبار سے ۸۶۶۲ فیصد ہے۔ صرف ۱۷ لاکھ ہیکٹر اراضی جس کا بیشتر حصہ تنگیدرا کا پیکس کے تحت ہے عصری ضروریات کی عدم تکمیل کی وجہ سے سیراب نہیں ہو پا رہا۔ اس ضمن میں پراجیکٹوں کی نہ صرف عصری ضروریات کی تکمیل پر غور کیا جا رہا ہے بلکہ آبپاشی کی صلاحیت کو تیزی سے کام میں لانے کی کوشش کی جا رہی ہے۔

نومبر ۱۹۸۲ء

کیا گیا۔ اس سلسلے کے پہلے پروگرام کی بدولت کمانڈ ایریا میں نہ صرف زرعی پیداوار کے اضافہ کرنے میں کامیابی ہوئی بلکہ کسی کی بدولت ریاست میں چاول کی پیداوار بڑھ گئی۔

کمانڈ ایریا ڈیولپمنٹ کی جانب سے انسٹیگریٹڈ ڈسٹرکٹ مینجمنٹ کی حکمت عملی کو بھی اختیار کرنے پر زور دیا گیا ہے اور حال میں ملک بھر میں پہلی دفعہ ایک چیف انجینئر کے تحت ڈسٹرکٹ مینجمنٹ سسٹم قائم کیا گیا ہے۔ توقع ہے کہ ۸ ویں پانچ سالہ منصوبے کے دوران کمانڈ ایریا ڈیولپمنٹ پروگرام کے ذریعے ۲۰۰ کروڑ روپے کے خرچ سے ۲۱ لاکھ ہیکٹر زمین کو کام میں لایا جائے گا۔ باندہ کیا جاتا ہے کہ چھٹیوں پانچ سالہ منصوبے کے ختم تک باقاعدہ نظم کے ساتھ کنوئیں کے ذریعے ریاست کا مقررہ نشانہ ۵ لاکھ ہیکٹر اراضی کی سیرانی اور ۲ لاکھ ہیکٹر اراضی کی دراندازی کا کام تکمیل پا جائے گا۔ ۲۶۵ لاکھ ہیکٹر اراضی

کے مقررہ رقبے میں زمین کی باقاعدہ ترقی کا کام بھی تکمیل پا جائے گا۔ آٹھویں پانچ سالہ منصوبے کے دوران مزید کچھ بڑے اور چھوٹے آبپاشی پراجیکٹ کمانڈ ایریا ڈیولپمنٹ پروگرام کے تحت۔ لئے جائیں گے۔ جن کے تحت تقریباً ۲۱ لاکھ ہیکٹر اراضی سیراب کی جائے گی جو حسب ذیل ہیں۔

سوا سیلا پراجیکٹ۔ جو رلا پراجیکٹ۔ گڑم پراجیکٹ۔ سسکھ سلیم رائٹ بینک کنال پراجیکٹ۔۔۔ یرو پراجیکٹ۔ واسا پراجیکٹ۔ جلد دوم اوسط درجے سے پراجیکٹ جیسے گھٹی پالم پراجیکٹ۔ بھیرانی تپا پراجیکٹ۔ کرشنا پورم پراجیکٹ۔ بیدیر پراجیکٹ اور کچھ چھوٹے آبپاشی پراجیکٹ جیسے کوتر جرد دھرم پورم بینک انست پور۔ سی اے ڈی ڈی پراجیکٹ کی کارکردگی کو بہتر بنانے کیلئے حکومت آندھرا پرادیش نے ہر چھ مہینے میں حکومت ملی کے طریقہ کو اپنایا ہے۔ جس کی بدولت ریاست کی زرعی پیداوار کو زرخ دینے دینے پیداوار کو بڑھانے میں بے پناہ مدد حاصل ہوئی ہے۔ ••



دیہی ہنرمندوں کی حوصلہ افزائی  
دشوار حالات میں زندگی گزارنے والے دیہی ہنرمندوں کو ایک نئی زندگی دینے پر سبھی میں دیہی ہنرمند کا تکیہ قائم کیا جا رہا ہے۔ ان ہنرمندوں کی باز آگاہی کے لئے ہم آٹھ لکھ کتب ام جمع کیا جا رہا ہے

دیہات کے لئے پینے کا پانی  
پینے کے پانی کے لئے دور دور کی مسافت طے کرنے کی مشقت بہت جلد ختم ہو جائے گی۔ (۱۰۰) ازاد کی آبپاشی پر مشتمل مسافت کے لئے پانی کی سربراہی کا کم سے کم ایک درہم فراہم کرنے کے اقدامات کئے گئے ہیں اور اب ۶۳۸۶ مسافت کو پینے کے پانی کی سربراہی کا انتظام کیا گیا ہے۔



# جواہر لال نہرو کی وصیت

سے ہی مجھے الہ آباد میں گنگا اور جمن سے گہرا نگاہ رہا ہے اور جیسے جیسے میں بڑھتا گیا یہ نگاہ ڈبھی بڑھتا گیا۔ جیسے جیسے موسم بدلتا ہے میں نے ان ندیوں کے بدلتے ہوئے مزاج کو دیکھا ہے اور میں نے اکثر اس تاریخ، دیواللدایت، محبت اور کہانی کے بارے میں سوچا ہے جو اس سے زمانہ قدیم سے وابستہ چلی آرہی ہے اور اس کے بہتے ہوئے پانی کا حصہ بن گئی ہے۔

خاص طور سے گنگا ہندوستان کی ندی ہے۔ اس کے گرد اس ملک کی تہذیبی یادیں، اس کی امیدیں اور اندیشے، فتح مند یوں کے رگت اور اس کی ہمارا وجود کا تانا بانا بنا ہوا ہے۔ وہ ہندوستان کی صدیوں پرانی تہذیب اور تمدن کی علامت ہے۔ صد بدلتی اور ہمیشہ بہتی پھر دبی گنگا کی گنگا رہتی ہے۔ اسے دیکھ کر مجھے ہمالہ کی برف برف پوش پہاڑوں اور گہری گھاٹیوں کا خیال آتا ہے جن سے مجھے بے حد محبت ہے۔ مجھے اس کے بچے کے وہ وسیع اور زرخیز میدان یاد آتے ہیں جہاں میری زندگی اور عمل کی راہیں متعین ہوئی ہیں۔

صبح کا روشنی میں سکرانی دنا چتی اور شام کے پھیلے ہوئے سائے میں تاریک، اوس اوس اور پراسرار رہی ہوئی اور جازوں میں دان سیٹھ آہستہ خرامی اور دل کے ساتھ ہنسی ہوئی اور برسات میں سینہ چڑا کے ہوئے گرجتی، دھاتولی ہوئے سمندر بھی ہوئی اور اسی کی طرح تباہ کرنے والی طاقت کا مظاہرہ کرتی ہوئی ہوئے گنگا میرے لئے ہندوستان کا ماضی کی علامت اور اس کی یاد ہے۔ یہ ماضی سے جتنی ہوتی زمانہ حال میں آئی ہے اور مستقبل کے عظیم سمندر کی طرف جتنی چسلی جاری ہے اگرچہ میں نے بہت سی قدیم رسمیں اور روایتیں کو ترک کر دیے ہیں

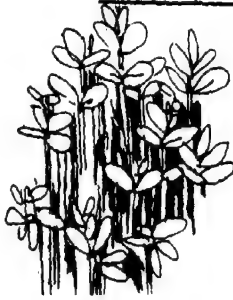
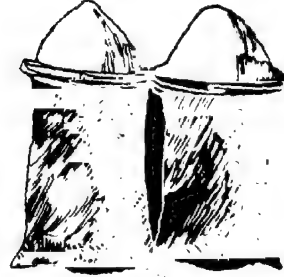
مجھے ہندوستان کی جنما سے اتنا پیار ملا ہے کہ مجھے جو کچھ بھی کر دوں وہ اس پیار محبت کے چھوٹے سے حصہ کا بدلہ لائیں ہو سکتا۔ اور بلاشبہ پیار جیسی بیش قیمت چیز کی کوئی قیمت بھی ادا نہیں کی جاسکتی بہت سے ایسے لوگ گزرے ہیں جن کی قدر منزلت کی گئی کچھ ایسے ہیں جن کے ساتھ نہایت عزت و احترام کا سلوک کیا گیا۔ لیکن میرے حصے میں ہندوستان کے ہر طبقے کے لوگوں کا اس قدر در بے پایاں محبت آئی کہ میں اس کے بوجھ سے دب گیا ہوں۔ میں صرف اس امید کا اظہار کر سکتا ہوں کہ اپنی زندگی کے بقیہ دنوں میں بھی میں اپنے لوگوں کی توقعات اور ان کے پیار و محبت کے ناقابل آفت نہیں ہونگے میں پوری سنجیدگی کے ساتھ یہ اعلان کرنا چاہتا ہوں کہ میری موت کے بعد میرے لئے کوئی مذہبی رسم ادا نہ کی جائے۔ اس قسم کے رسوم پر میرا عقیدہ نہیں ہے اور محض ایسی طور پر ان کے ادا کئے جانے پر راضی ہونا میرا کامی ادا اپنے آپ اور دوسروں کو دھوکہ دینے کے مترادف ہوگا۔

میری خواہش ہے کہ میرے مرنے کے بعد میری لاش جلادی جائے اگر میں کسی غیر ملک میں مر دوں تو میری لاش وہیں جلادی جائے اور میری خاک الہ آباد بھیج دی جائے۔ اس میں مٹھی بھر خاک گنگا میں ڈال دی جائے اور اس کا بیشتر حصہ اس طرح ٹھکانے لگایا جائے جیسا کہ میں نے نیچے لکھا ہے میری استخوانوں کا کوئی حصہ ہرگز بھایا یا محفوظ نہ رکھا جائے۔

جہاں تک میرا تعلق ہے میری اس خواہش کے پیچھے کوئی مذہبی جذبہ یا کافرمانہ نہیں ہے کہ میری مٹی بھر خاک الہ آباد میں گنگا میں بہا دی جائے، پھر



چاندل دور روپے کیسے  
چاندل جو ہمالیہ کے قلعہ کی اہم مدد ہے درد روپے کیسے  
ان تمام لوگوں کو سہرا ہوا  
کے چارے ہیں جن کی سالانہ آمدنی  
چھ ہزار روپے سے کم ہے۔



سوشیل فارسٹری اسکیم  
سوشیل فارسٹری کوارڈینر نوجہ دی گئی ہے۔ اور ۶۹  
لاکھ روپے دو لاکھ سالہ  
کے درختوں کی ۷۵۰ کے درختوں  
لغیم کے لئے۔

اپنی اس خواہش اور ہندوستان کے تہذیبی ورثہ کو اپنا آخری خراج  
تقدیرت پیش کرنے کی غرض سے یہ درخواست کرتا ہوں کہ مٹھی بھر میری  
خاک الہ آباد کے پاس گنگا میں ڈال دی جائے تاکہ وہ بہرہ کر اس جہاں  
سگر میں جا کرے جو ہندوستان سے ٹکرا رہا ہے۔

میری خاک کے بیشتر حصہ کو دوسرے ڈھنگ سے ٹھکانے  
لگایا جائے اور وہاں سے ان کھیتوں میں بکھیر دیا جائے جہاں ہندوستان  
کا کسان اپنا پسینہ بہاتا ہے تاکہ میری خاک ہندوستان کی مٹی اور خاک  
میں اس طرح بھائیے کہ پہچانی نہ جاسکے۔



اور مجھے اس کا بڑی فکر ہے کہ ہندوستان ان تمام بندھنوں سے نجات  
پا جائے جو اسے جکڑے اور دبائے ہوئے اور اسکے غلام میں پھوٹ  
پیدا کئے ہوئے ہیں اور ان کی بڑی تعداد کو کچلے ہوئے ہیں اور ان کے تمام  
جسم اور ترقی میں مائل ہیں۔ گوکہ میں یہ سب کچھ جانتا ہوں لیکن اس کے  
بادجور میں اپنے آپ کو اس مافی سے بالکل قطع کرنا نہیں چاہتا۔ ہندوستان کا جو  
قدیم ورثہ رہا اور جو اب بھی ہمارا ہے۔ میں اس پر فخر کرتا ہوں اور مجھے اس  
کا احساس ہے کہ میں بھی اپنے تمام دوسرے ہم وطنوں کی طرح اس سلسلہ میں  
کا ایک کڑی ہوں جس کا سراسر ہندوستان کا قدیم ترین تاریخ تک پہنچا ہے۔  
میں اس کی قدر کرتا ہوں۔ اور اس سے جوش اور حوصلہ حاصل کرتا ہوں۔

ماہنامہ آندھرا پردیش تحریک آباد

# قومی اتحاد اور فتروارانہ ہم آہنگی

کیا اس زمین کے گھاٹ پر چلائے نہیں جلتے اسی پر مرتے ہو اسی پر جیتے  
ہو یا دیکھو ہندو مسلمان ایک مذہبی لفظ ہے ”رنہ ہندو مسلمان اور عیسائی جو اس  
ملک میں رہتے ہیں اس اعتبار سے ایک قوم ہیں۔“

یوں تو ہمارے ملک میں قومی یکجہتی کا تصور صدیوں سے چلا آ رہا ہے  
اور ہر دور میں اس جذبہ کو عملی جامہ پہننے کی کوشش کی گئی ہے اور اگر ہم ساری اعتباراً  
سے ہندوستان کا جائزہ لیتے ہیں تو ہمارے ایک سرے سے دوسرے تک بڑے بڑے  
زبانوں کے بولنے والوں کو دیکھ کر نقشِ جبرت بن جاتے ہیں۔ چھوٹی بولیوں کا تذکرہ  
ہی کیا ان میں سے ہندو زبانیں تو ہمارے ملک کا تقسیم شدہ ہیں لیکن تمام ملک  
میں ایک رابطہ پایا جاتا ہے ہر علاقے کے لوگ دوسرے علاقے کے لوگوں کی بات  
کھتے ہیں یہی سبب ہے کہ ہندوستان میں ہمیشہ تمام اختلافات سے بالاتر  
ہو کر ملنے آیا ہے۔

کوئی قوم اس وقت تک اپنی آزادی برقرار نہیں رکھ سکتی جب تک  
اسکی صغوں میں اتحاد نہ ہو۔ اور قربانی اور حب الوطنی کا جذبہ نہ ہو۔ کئی  
برس پہلے انگریزوں کے صدر احمد علی بیلا تھے جبکہ بارے میں مشہور ہے  
کہ وہ باہر سے انگریز آئے والی شخصیتوں کو ایوانِ صدر کی ایک کھڑکی کھول

ہمارا وطن عزیز ہندوستان جو ہم سب کی اپنی جان سے بھی  
زیادہ عزیز ہے اپنے اندر بے شمار خصوصیات رکھتا ہے جس میں رہنے والے ہم  
لوگ مختلف مذہبوں کو ملتے ہیں مختلف زبانیں بولتے ہیں ہمارا لباس بھی ایک  
دوسرے سے مختلف ہے اور رہنما بھی ہیں۔ ہماری عبادت کا ڈھنگ بھی  
ایک دوسرے سے الگ ہے اور مرنے جینے کی رسمیں بھی۔ اس کے باوجود  
ہمیں غور ہے کہ ہم پہلے ہندوستانی ہیں اور بعد میں سب کچھ۔  
گاندھی جی نے کہا تھا کہ ”مذہب تو میت کی کسوٹی نہیں ہے یہ خدا اور آدمی  
کے درمیان ایک ذاتی معاملہ ہے تو میت کے اعتبار سے ہم اہل اور آخر ہندوستانی  
ہیں چاہے ہمارا مذہب کچھ بھی ہو۔“

ایک اور موقع پر انہوں نے کہا تھا

”میں ہندو ہوں تم مسلمان ہو“ میں بگڑتی ہوں تم مذہبی ہو“  
ہمیں اس طرح کی تنگ نظری کو یکسر زاموش کر دینا چاہیے ہمیں مشترک بھارتی  
تو میت میں ”میں“ اور ”میرا“ کے احساس کو بالکل مٹا دینا چاہیے۔“

سر سید احمد خان نے کہا تھا

”ہندو مسلمان کیا تم ہندوستان کے علاوہ اور ملک نہیں  
دالے ہو۔ کیا اس زمین پر تم دونوں نہیں بیٹے کیا اس زمین میں تم دفن نہیں ہوتے

اشارہ کر کے کہتے تھے کہ یہ جگہ اس ملک کا سب سے خوبصورت اور مقدس ترین جگہ ہے  
حقیقت معلوم ہونے پر سب کا سرا احترا سے جھک جانا کیونکہ یہ الجیریا کی جگہ  
آزادیا میں شہید ہونے والے شہیدوں کا قبرستان تھا یعنی ایوان صدر کے  
بالکل ساتھ تاکہ آئندہ سربراہان مملکت اور نسلیں آزادی کا قدر و قیمت کو یاد رکھیں  
اور متحد رہیں اس سلسلے میں سیاست کا ایک بند ملاحظہ ہو سہ  
ضرورت ہے کہ ہر کام میں ایک متحد کوشش  
ضرورت ہے کہ ہر قوموں کو اس کس گوارائی  
ردا داری ہی اس منزل میں شرط کا مانی ہے  
چلو ملکو کو ربط باہمی ہے فرض یکجائی  
باہمی اتحاد کے تصور کو حقائق یوں فرماتے ہیں سہ

یہ پہلا سبق ہے کتاب ہدی کا  
کہ ہے ساری مخلوق کنبہ خدا کا  
وہی دوست ہے خالق دوسرا کا  
خالق سے ہے جس کا رشتہ ولا کا  
یہی ہے عبادت ہی دین و ایمان  
کہ کام آئے دنیا میں انسان کے دل

وطن پرستی اور حب الوطنی وہ اہم انسانی جذبات ہیں جو ایثار و اتحاد عمل اور  
یکجا گفت کا سرچشمہ ہوتے ہیں جب انسان حب الوطنی کے جذبہ سے سرشار ہوتا  
ہے تو وہ ہندو مسلم سکھ عیسائی نہیں دیکھتا وہ انسان کو انسان کی حیثیت سے  
دیکھتا ہے وہ خود بھی آزاد رہنا چاہتا ہے اور اپنے ہم وطنوں کو بھی آزاد دیکھنا چاہتا  
ہے حب الوطنی کا جذبہ وقایت اور وحد جیسے مذموم اوصاف کو ختم کر دیتا ہے  
لیکن یہ ایک مسلمہ امر ہے کہ ہر چیز ازراہ و تفریط کے درجات میں مستحق نہیں  
رہتی۔ درجہ اعتدال ہی وہ درجہ ہے جو تالی تمیز ہے حب الوطنی جب ازراہ و تفریط  
کا شکار ہوتی ہے تو دھرتی پر پھینک دیتی ہے یا تو ملک و قوم سے غداری کا طوط  
گلے میں بڑھ جاتا ہے یا پھر دوسری قوموں کی توہین و تذلیل کی صورت میں  
یہ جذبہ جلوہ گر ہوتا ہے یہ دونوں صورتیں مذموم ہیں علامہ آقبال فرماتے ہیں

سارے جہاں سے اچھا ہندوستان ہمارا

ہم ملبس ہیں اسکی یہ نگشتاں ہمارا

آقبال سے پہلے مولانا محمد حسین آزاد نے بھی بہت موثر انداز میں وطن کی عظمت  
اور انسانی برتری کے نعمات لکھے ہیں نسلی امتیاز اور مذہبی تفریق کا بیخ کنی اس  
جھنگ سے کیا کہ ہندو مسلم شہر دشمن ہو کر وطن عزیز کی حفاظت کے جذبہ سے  
سرشار ہو گئے۔

مولانا محمد حسین آزاد حب وطن کی وضاحت کتنے صمیم پیرائے میں  
کرتے ملاحظہ ہو

اب میں تمہیں بتاؤں کہ حب وطن ہے کیا  
وہ کیا چمن ہے اور وہ ہوائے چمن ہے کیا  
وہ رحمت خدا ہے کہ بندوں پہ عام ہے  
وہ لطف عام ہے جس سے جہاں شاد کام ہے  
حب وطن ہے جذبہ اسی نور پاک کا  
اور روشن ہے اسکے نور سے عالم خاک کا  
وہ نور ہر جس سے زمانے میں نور ہے  
وہ نور ذرے ذرے پہ جس کا ظہور ہے  
ہو ہر میں یہ نور تو اسکو کرن کہیں  
گر دل سے جلوہ گر ہو تو حب وطن کہیں  
رکھتا جو سب پہ لطف و کرم کی نگاہ ہو  
اور دل سے ہر بشر کے لیے خیر خواہ ہو

اک اور نظم کے دو ایک بند ملاحظہ ہو کہ آئندہ آد کس طرح سے پرمردہ دلوں  
کو تازگی بخشنے، اور یاس و حرمال کے اندھیرے میں امید کا چراغ کس انداز سے  
روشن کرتے ہیں۔

ہے سانس کھلا ہوا میدان چلے چلو بارغ مراد ہے ثمرات اں چلے چلو  
دریا ہو بیج میں کہ بیا باں چلے چلو ہمت یہ کہہ رہی ہے کھڑی اچھے چلو  
چلنا ہی معلمت ہے مری جاں چلے چلو

ہمت کے شہسوار جو گھوڑے اٹھائیں گے دشمن نلک بھی ہونگے تھر کو جھکائیں گے  
طوفان ببلوں کی طرح بیٹھ جائیں گے نیکی کے زور اٹھکے بدی کو مٹائیں گے  
بیٹھو نہ تم مگر کسی عنوان چلے چلو

آج اگر ہم تنگ نظری سے ادب اٹھکے یہ سوچیں کہ یہ ہندوستانی  
جس میں ہم آزادی سے رہ رہے ہیں وہ گاندھی جی جیگت سنگھ، پنڈت  
جواہر لال نہرو، علی برادران رام پرساد بسن اور راج گرو اور ان کے سینکڑوں  
ساتھیوں کا ملک ہے اور جسکی خاطر انہوں نے جان کی بازی تک لگا دی تھی  
تاکہ ایک آزاد اور متحد ہندوستان زندہ رہے تو زبان مذہب اور علاقہ پرستی  
کی دیواریں یقیناً گر جائیں گی کیونکہ ان جانا زدن نے جو ترانے لگائے وہ  
ہمارا قومی درشہ ہے بسن کا یہ ترانہ جو جیگت سنگھ کے لبوں سے نکلک  
ہمارے دلوں میں اترا، کیا ہم بھول جائیں گے۔

سرزوشی کی تمت اب ہمارے دل میں ہے  
دیکھنا ہے زور کتنا بازوئے قاتل میں ہے

آج ضرورت ہے شہیدوں کے اس کردار کو سامنے لانے کی، جسکے ساتھ  
انہوں نے ملک میں اتحاد اور حب الوطنی کی روح بھونکی اور ہمیں آزادی نصیب  
ہوئی زبان، علاقہ اور مذہب کا جھگڑا اکھڑا کرنے والوں کو خاک وطن  
کی عظمت کے بلے میں سمجھا ناجتا آج ضروری ہے پہلے کبھی نہ تھا  
بقول اقبالؔ

پتھر کی صورتوں میں سمجھا ہے تو خدا ہے  
خاک وطن کا جھکو ہر ذرہ دیوتا ہے

اگر ہم اسی طرح سنی، مذہبی، علاقائی، نسلی اور فرقہ داری تعصبات  
میں مبتلا رہے تو ہمارے حشر کا نشانہ ہی اقبالؔ نے بہت پہلے اس  
شعر میں کر دیا ہے کہ

نہ سمجھو گے تو مٹ جاؤ گے اسے ہندوستان الو  
تمہاری داستان تک بھی نہ ہو داستان میں  
ہندوستان کے الگ الگ تہذیبی ثقافتیں اور تمدنی درشہ اس عظیم ملک

کے حسن کو دو بالا کیسے کیونکہ

گلہاڑے رنگا رنگ سے ہے زینتِ چین

مذہب کے نام پر آپس میں بیر رکھنا کسی بھی طرح واجب نہیں ٹھہرایا جاسکتا  
مذہب نہیں سکھاتا آپس میں بے سر رکھنا

ہندی ہیں ہم وطن ہے ہندوستان ہلا

لہذا آج ضرورت ہے قومی یکجہتی کی، جس کے لیے ملک کے ہر ذرہ میں آپسی  
پیاد محبت کو زور دیا جائے ہم اس عظیم ملک کے باشندے ہیں جو کثیر  
سے کمینہ کاری تک ایک ہے ہمارے کا مستقبل ایک دوسرے سے جڑا ہوا  
ہے کیونکہ اسکا خاک سے ہمارا جو رشتہ ہے وہ یکجہت نے نہایت موزوں انداز  
میں بیان کیا ہے

غنیے ہمارے دل کے اس باغ میں کھلیں گے  
اس خاک اسٹھے ہیں اس خاک میں ملیں گے

رواداری، رفاقت، ہم آہنگی اور یکسانیت اس ملک کا خاصہ ہیں یہی  
وجہ ہے کہ اس ملک کے رہنے والے مختلف مذاہب کے لوگ ہمیشہ ایک  
دوسرے کے دکھ سکھ کے ساتھ بنے رہے ہیں۔ قومی رہنا، قلمکار، شاعر،  
ادیب بلکہ ہر ہندوستانی کو اپنا فرض سمجھنا ہے اور قوم کے بھٹکے ہوئے  
افراد کو راہ راست پر لانا ہے اور آدم کو آدم کا احترام سمجھنا ہے اور ہر  
زبان کو یہ شعر گنگنا ہے۔

نہ تو ہندو کبھی دیکھا نہ مسلمان دیکھا  
میں نے انسان کی نظر سے سوئے انسان دیکھا

مہاتما آندھرا پر دیش (اردو)

بدل اشتراک سالانہ ۶ روپے  
فی شمارہ ۵۰ پیسے

# کنگاردو

خاندان کا سائنسی نام میکرو پڈیا MACROPODIYAE ہے۔  
یہ لفظ میکروپس (MACROPUS) سے ماخوذ ہے۔ جس کے  
معنی ہیں لمبے پیروں والا — یہ نام اس کینے کے تمام جانوروں پر چسپاں  
ہوتا ہے۔

مختلف نسلوں کے کنگاردو مختلف شکلوں اور مختلف رنگوں کے ہوتے ہیں  
ان کی جسامت میں بھی فرق ہوتا ہے۔ مثال کے طور پر کنگاردو کا ایک نسل ریچھ  
سے مشابہ ہوتا ہے۔ اسے ریچھ کنگاردو بھی کہا جاتا ہے۔ اس طرح ایک دوسری  
نسل کے کنگاردو کی شکل جو ہے سے بہت ملتی جلتی ہے۔ اس لیے اس کا نام "چرا  
کنگاردو" پڑ گیا ہے۔ یہ کنگاردو قد میں ایک فٹ سے زیادہ نہیں ہوتا اور کمزور لڑ  
میں افرات سے پایا جاتا ہے۔ بارہ سینگے اور خرگوش کی شکل کے کنگاردو بھی ہوتے  
ہیں۔

والیرڈز اور ایمرنسل کے کنگاردو : پہاڑی اور میدانی علاقوں میں  
پائے جاتے ہیں۔ والیبی کنگاردو کا ایک اور نسل بھی ہے جو درخت کنگاردو کہلاتا  
ہے۔ اس کا قد کتے کے پٹے کے برابر ہوتا ہے۔ اس لیے وہ اس کی طرح درختوں پر  
چڑھ جاتے ہیں۔ یہ کنگاردو آنا بڑا ہوتا ہے کہ خود اپنی آواز سے بھی گھبرا جاتا  
ہے۔ ان کنگاردوؤں کو چھوڑ کر باقی سب نسلوں کے کنگاردو زمین پر رہتے  
ہیں۔ یوں تو کنگاردو کا کوئی بچا سب سے زیادہ تھیں ہیں مگر ان سب کا تعلق ایک ہی

اٹھارویں صدی میں کپتان جیمز کک نے جب آسٹریلیا کی سرزمین پر  
قدم رکھا تو اس کی نظر ایک عجیب الخلقت جانور پر پڑی۔ یہ جانور صوبت شکل  
سے بہت عجول لالاک رہا تھا۔ اس کی اگلی ٹانگیں جھوٹی اور پچھلی ٹانگیں زیادہ  
لمبی اور قوی تھیں۔ اس کے ایک بھاری دم بھی تھی۔ جس کے سہارے وہ جہاں  
چاہتا آرام سے بیٹھ جاتا تھا۔ اٹھنے اگلے پیروں کے جھل سے وہ پورے جڑی  
برشیاں اور گھاس پیوس توڑ توڑ کر کھاتا تھا۔ اس کے جسم میں ایک قیلی بھی تھی جس  
میں سے ایک ننھا مٹا بچہ جھانک رہا تھا۔ کپتان کک نے ایک مقامی باشندے  
سے اس عجیب و غریب جانور کا نام دریافت کیا تو اس نے جواب دیا "کنگاردو"  
مقامی زبان میں اس لفظ کا مطلب تھا۔ "میں نہیں جانتا"۔ بس اسی وقت  
سے اس حیوان کا نام "کنگاردو" پڑ گیا۔

کنگاردو آسٹریلیا کا سب سے زیادہ مشہور و معروف جانور ہے۔ اسے  
ہر اعتبار سے آسٹریلیا کا "قومی نشان" کہلائے جانے کا حق حاصل ہے۔  
کیونکہ اس پر شکوہ اور شاندار جانور آسٹریلیا کے سوا دنیا کے کسی اور خطے میں نہیں  
پایا جاتا۔

کنگاردو کا کینہ بہت دہشتہ ہے۔ نوع حیوان کے اعتبار سے دودھ دینے  
والے قیلی دار جانوروں میں دوسرے نمبر پر آتا ہے۔ چونکہ کنگاردو کے پچھلے پیر  
غیر معمول لمبے ہوتے ہیں اور اگلے پیر بہت جھٹے۔ اس لیے اس جانور کے

خانہ سے ہے۔

ہے۔ دم کی افادیت اور اہمیت کا احساس خود کنگارو کو بھی ہے۔ شاید ہی وجہ ہے کہ دم کے کٹ جانے پر وہ اس کے غم میں گھل گھل کر مر جاتا ہے۔

کنگارو کو ساری دنیا آسٹریلیا کا جادو کچھ ہے۔ مگر خود اس کے دل میں کپ کو ایسے کٹا باشندے مل جاتے ہیں جنہیں اس بات کی شکایت ہو گی کہ تو انہوں نے کبھی اس جانور کو دیکھا ہے اور نہ کبھی اس کی آواز سنی ہے۔ (دیے کنگارو بہت کم آواز نکالتا ہے جو مدھم سی سی سے مراد ہوتا ہے)۔

کسی زمین میں ساٹھ لاکھ اور ڈیڑھ کروڑ کے درمیان کی تعداد میں کنگارو آسٹریلیا کے سبز زاروں، میدانوں اور بیابانوں میں چوکڑیاں بھرتے، کوہستے، پھانستے، قلابیں بھرتے، چشموں کا ٹھنڈا پانی پیتے، خاص قسم کا غدو گھاس چبھتے، قدم قدم پر نظر آتے تھے۔ ان کا یہ انداز زندگی وہاں کے گزریوں اور چرواہوں کو ایک آنکھ نہ بھایا۔ اور انہوں نے ان معصوم جانوروں کو موت کے گھاٹ اتارنا شروع کر دیا۔ نتیجہ یہ نکلا کہ ہر پختے کوئی پندرہ بیس ہزار کنگاروں کے ڈھلچے جنگل میں دستیاب ہونے لگے۔ اس تباہی کو دیکھ کر نورا تھو دیلز کی لیبر پارٹی کے ایک لیڈنے پیشینہ سیاسی کی کہ اگر یہی سلسلہ جاری رہا تو ایک دن ایسا آئے گا کہ اس عجیب شان و شوکت کے جانور کا نسل اس طرح معدوم ہو جائے گا جیسے امریکہ کی سرزمین سے ہیزن (جنگلی جھینے) کی نسل مٹ گئی۔ اس میں شک نہیں کہ کنگاروؤں کے شکار کا دواغ زمانہ قدیم ہی سے چلا آ رہا ہے۔ مگر آج اس کی نوعیت بدل گئی ہے۔ شکار کا شغل اب کنگاروؤں کے خلاف جنگ کی صورت اختیار کر گیا ہے۔ چونکہ کنگارو نفعی اور پودوں کو بھی کافی نقصان پہنچاتے ہیں۔ اسلئے آسٹریلیا کے کان بھی اس کی نسل کو بڑھنے نہیں دیتے۔

آجکل آسٹریلیا میں کنگارو کا شکار قانوناً ممنوع ہے۔ لیکن چند صوبائی حکومتوں نے شکار کے لیے اب لائسنس جاری کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔ اس فیصلے سے بعض آسٹریلیائی باشندے ناخوش ہیں۔ ایک اندازے کے مطابق کنگاروؤں کا ایک اچھا شکاری آسانی سے دیہی سٹر پیڈ بیک کا شکار کرے گا۔ کنگارو کی کھال سے خاص قسم کے ملبوسات تیار کئے جاتے ہیں۔

تمام کنگاروؤں میں سُرُخ اور جوڑے رنگ کے کنگارو زیادہ قوی اور طویل قامت ہوتے ہیں۔ ان کا اوسط قد سات سے دس فٹ تک ہوتا ہے۔ یہ بات قابل ذکر ہے کہ کنگارو کے خانہ ان میں خرگوش کے قد سے لیکر دس فٹ اونچے دیو قامت قوی جیکل کنگارو تک شامل ہیں۔ دیو قامت کنگارو عموماً میدانوں میں رہتے ہیں۔ بعض کنگارو ساحلی خطوں میں رہنا پسند کرتے ہیں۔ تو بعض دلدلی خطوں اور گھنے جنگلوں میں بود بیاں اختیار کرنے کو ترجیح دیتے ہیں۔

آسٹریلیا کا سُرُخ کنگارو اپنے رنگ، دوپ، قد و قامت اور شرمخی و شرارت کی وجہ سے تمام کنگاروؤں میں مت زمانا جاتا ہے۔ یہ آسٹریلیا کے ساحلی خطوں میں کثرت سے ملتا ہے۔ عام طور پر اس کا قد سات فٹ ہوتا ہے۔ اور وزن کوئی دس پونڈ۔

کنگارو تنہا نہیں رہتا۔ اسے جنگلی میں برادری بنا کر رہنا زیادہ پسند ہے۔ اس کی برادری یا غول کو جم غیر کہنا زیادہ مناسب ہو گا کیونکہ کافی مدت پہلے آسٹریلیا میں ایک غول کئی کئی ہزار کنگاروؤں پر مشتمل ہوتا تھا۔ مگر اب سب سے زیادہ غیر معمولی جھنڈا غول اسے سمجھا جاتا ہے جس میں کوئی ایک سو کے قریب کنگارو ہوں۔

کنگاروؤں کے غول کا ایک سردار ہوتا ہے۔ جو قد و قامت، طاقت، حرقت، اور عمر میں دوسروں سے بڑا ہوتا ہے۔ سردار کا حکم دل و جان سے مانا جاتا ہے۔ بہتے سردار سب سے آگے ہوتا ہے۔ دوسرے اس کے پیچھے پیچھے جلتے ہیں۔

کنگارو کے جسمانی اعضاء میں اس کی دم کو خاص اہمیت حاصل ہے۔ یہ گولی، موٹی اور کافی لمبی ہوتی ہے، بلکہ قوی اور مضبوط بھی ہوتی ہے جب کنگارو پچھلی دونوں ٹانگوں پر بیٹھا ہے تو وہ دم کو زمین پر ٹکاتا ہے۔ اس طرح یہ دم اس کے جسم کے سارے بوجھ کو سہارا دیتی ہے۔ ایک ماہر حیوانات کے مطابق یہ دم اس کا پانچواں پیر ہے۔ اس کے علاوہ دوڑتے وقت کنگارو کا دم اس کے توازن کو بھی برقرار رکھتا

حال ہی میں پارچہ بانی کے ایک کارخانے کے مالک نے ایک لاکھ چالیس ہزار کالمیت کی کھال کا آرڈر دیا ہے۔

کنگنارو کے گوشت کا بھی کافی مانگ ہے۔ جاپان کے لوگ اس کا گوشت بڑے شوق سے کھاتے ہیں۔ سڈنی کے باشندوں کی یہ مرغوب غذا ہے۔ چنانچہ وہاں کنگنارو کے گوشت کا ایک ڈبہ ۲۳ سینٹ میں ذرا ختم ہوتا ہے۔ البتہ بعض لوگ ایسے بھی ہیں جو اس قدر گراں گوشت کی خریداری کو معمول خرچہ سمجھتے ہیں۔

سڈنی میں واقع جانوروں کے میوزیم کے کیورٹر مسٹر باسل جے مارلو کا کہنا ہے کہ کنگنارو کے گوشت میں پروٹین کے اعلیٰ اجزاء پائے جاتے ہیں۔ جوانان کے لیے زیادہ مفید ہیں۔ پھر اگر اس جانور کو صحیح طریقے سے ذبح کیا جائے (مثلاً اس کا اٹھارہ حلال طریقے کا طرف ہے) تو اس کا گوشت بہت ہی لذیذ اور ذائقہ دار ہوتا ہے۔ یوگنی کے چشمی تباہ اس کے گوشت کو خشک کر رکھتے ہیں۔

کنگنارو کے دشمنوں میں انسان کے علاوہ باہر سگھے، جنگلی کتے اور بھڑیٹے بھی شامل ہیں۔ اگر کبھی ان درندوں کی نظر اس مصمم پر پڑ جائے تو اس کو ہلاک کر کے خیر نہیں چھوڑتے۔

کنگنارو ایک بھلا بھلا ہے، خرد اور ڈرپوک جانور ہے۔ لڑنا بھڑنا اس کی فطرت میں داخل نہیں۔ وہ طبعاً سست اور آرام طلب جانور ہے۔ عموماً دشمن کا مقابلہ کرنے کے بجائے راہ زار اختیار کرنے کو ترجیح دیتا ہے۔ لیکن اگر گزار کا کوئی صورت نظر نہ آئے تو تنگ آمد جنگ آمد کے مصداق دشمن کے مقابلے کیلئے ڈٹ جاتا ہے۔ خصوصاً اس وقت جب وہ جانور ملطرت سے دشمن کے زہن میں گھر جاتا ہے۔ تو اپنی دلیری اور شجاعت کے ایسے جوہر دکھاتا ہے کہ قتل میرانہ جاتی ہے وہ اچھل اچھل کر اپنی مضبوط طاقت و مٹانگوں سے دشمن پر تار تار توڑ چلے کرتا ہے اس کے پیر کا دریا نا اٹھتا ہے ایک زکینا ناخن ہوتا ہے جو لڑائی کے موقع پر جھوٹے چاقو کا کام کرتا ہے۔ اس چاقو کے دار سے دشمن خون میں نہا جاتا ہے۔ کنگنارو نہ صرف زوردار لات مارتا ہے بلکہ اٹھتا ناٹھتا سے ہاتھوں کا کام لے کر

مکے بھی رسید کرتا ہے۔ مکہ بانی میں جھگی کا کوئی دوسرا جانور اس کی ہمسری شکل ہی سے کر سکتا ہے۔ اس کے علاوہ کنگنارو اپنی مضبوط دم سے دشمن پر کڑے بھی برساتا ہے۔ اس طرح وہ دشمن (عموماً جنگلی کتوں اور بیٹریوں) کا ترغہ توڑ کر ذہن میں لمبی لمبی پھلانگیں لگاتا نظروں سے اوجھل ہو جاتا ہے۔ بعض شکاریوں کا کہنا ہے کہ کنگنارو کتوں کو اپنی اٹھتا ناٹھتا سے پکڑ کر پانی میں اتار غوطے دیتا ہے کہ کتے دم توڑ دیتے ہیں۔

حالیہ تحقیقات کی روشنی میں یہ حقیقت سامنے آئی ہے کہ تیزی سے لمبی جست لگاتے وقت کنگنارو کو معمول سے زیادہ مقدار میں آکسیجن درکار نہیں ہوتی۔ اس کے برعکس دوسرے جانوروں کی رفتار میں اضافے کی مناسبت سے زیادہ آکسیجن کی ضرورت ہوتی ہے۔ کنگنارو ہی ایک ایسا جانور ہے جس کے راس میں آکسیجن کے مرکز کی مقدار مستقل ہوتی ہے۔ رفتار کا اس پر کوئی اثر نہیں ہوتا۔ ہی وجہ ہے کہ اس کی لمبی جست کی طویل زندگی کی خاصیت ہے۔ اگر قدرت ایسا انتظام نہ کرتی تو اس مصمم جانور کی نسل اس کے دورے ساتھی جانوروں کی طرح کبھی خون خوار درندوں کی نذر ہو جاتی اور آج اس کا کہیں نام و نشان بھی نہیں ہوتا۔

کنگنارو کی خوراک کا زیادہ تر حصہ ایک مخصوص قسم کی عمدہ گھاس پر مشتمل ہوتا ہے۔ جرمن آسٹریا میں اگتی ہے اس کے علاوہ وہ لگے پیروں سے جلدی جلدی زمین کو دگر چڑی بوٹیاں نکال کر بھی کھالتا ہے۔ درختوں کے پتے، گھاس پھوس، بھی توڑ توڑ کر کھاتا ہے۔ کنگنارو کی صرف ایک قسم جو خشکی جدا کنگنارو کھلاتا ہے (یہ چوڑا کنگنارو سے مختلف ہوتا ہے) گوشت خور اور سبزی خوردہ دونوں ہوتا ہے۔ کنگنارو عموماً علی البصر گھاس پھوس پر نہ کا عادی ہوتا ہے۔ سورج کی کرن کے ساتھ ہی وہ اپنے ٹھکانے میں چلا جاتا ہے اور پھر غروب آفتاب کے بعد ہی باہر نکلتا ہے۔

ماہ کنگنارو کے حمل کی مدت چالیس دن تک ہوتی ہے۔ ماہ جب بچہ دیتا ہے تو ذمولہ کا تہ ایک اپنچ ہوتا ہے۔ دیکھنے میں وہ ایک گوشت کے ٹھکڑے سے زیادہ نظر نہیں آتا جس کے پچھلے پیر تو مکمل ہوتے ہیں مگر

# آج بھار میں

ڈھائی کر ڈر سے زائد

جوڑے

خاندانی منصوبہ بندی

کرتے ہوئے

بہتر زندگی گزار رہے ہیں

اگر آپ کنبے کی منصوبہ بندی

کرتے ہیں تو

پڑوسیوں کو بھی ترغیب دیجئے

اگر نہیں تو

ابھی سے اپنے کنبے کی منصوبہ بندی شروع کر دیجئے

اور جب جانوروں کی دنیا کا یہ باکسر سرکس کے رنگ میں اتر کوٹے  
بازی کا مظاہرہ کرتا ہے تو تماشا ئی عیش عیش کراٹھے  
ہیں۔

لکھے پیر بالکل بھل۔ ماں فوملود کو قہلی تک پہنچنے میں مدد دیتی ہے۔ وہ بچے  
کو زبان سے دھکیلتی جاتی ہے یہاں تک کہ وہ قہلی تک پہنچ جاتا ہے۔ جب  
ایک بار بچہ قہلی میں داخل ہو جاتا ہے تو بڑا ہر نے تک باہر نہیں نکلتا۔ ابتدائی  
چھ ماہ تک تو وہ صرف دودھ پر گزارا کرتا ہے۔ کیونکہ وہ اتنا چھوٹا ہوتا  
ہے کہ دودھ پینے کے سوا کچھ نہیں کر سکتا۔ مادہ کی قہلی میں چار پستان ہوتے  
ہیں۔ مگر بچہ زیادہ تر دو پستانوں سے ہی دودھ پیتا ہے۔ بچے کے بڑا ہونے تک  
ماں اسے اپنی قہلی میں لٹے لٹے پھرتی ہے۔

جب کنگارو کا بچہ سمجھ دار ہو جاتا ہے تو وہ قہلی میں سے بھاگ نکلتا ہے  
اپنے گرد و پیش کا جائزہ لیتا ہے۔ کبھی کبھی وہ قہلی سے باہر آکر ادھر ادھر گھومتا  
بھی ہے۔ لیکن جب ماں کوئی خطرہ محسوس کرتی ہے تو فوراً ایک فحش قسم کی آواز  
نکالتی ہے۔ آواز سننے ہی پر دوڑ کر قہلی میں چھپ جاتا ہے۔ اسٹیل ایک جاہلانہ  
سیاحت نے اپنے سفر نامے میں عجائبات پر لکھا کہ قدرت اگر کنگارو کو قہلی عطاف  
کرتی تو اس کی نسل کبھی کے اس دنیا سے مٹ گئی ہوتی۔

مادہ کنگارو اپنے بچے کی دیکھ بھال میں بڑا دلچسپ لیتی ہے۔ اس  
کے باپ میں مشہور ہے کہ وہ دیوانگی کی حد تک اپنے بچے سے پیار کرتی ہے  
اسے جانتی ہے۔ دشمنوں سے محفوظ رکھنے کے لیے اسے بعض اوقات اپنے جان  
پر بھی قہلی جانا پڑتا ہے۔

مادہ کنگارو جس طرح اپنے بچے کی پرورش اور نگہداشت کرتی ہے اسکی  
مثال نہیں ملتی۔

کنگارو کا بچہ جب چھ ماہ کا ہو جاتا ہے تو وہ دوبارہ قہلی میں داخل  
نہیں ہو سکتا۔ اس طرح اس کا تعلق اپنی ماں سے ٹوٹ جاتا ہے۔ اور وہ  
اپنی ایک عظیم آزاد زندگی کا آغاز کرتا ہے۔ کنگارو کی اوسط عمر پندرہ  
سال تک بتائی گئی ہے۔

کنگارو انسان کا دوست ہے۔ وہ بہت جلد اپنے مالک  
سے مانوس ہو جاتا ہے۔ سرکس میں ہاتھی کی طرح اسے بھی سدھایا جاتا  
ہے۔ اس کے اگلے پیروں کی انگلیوں پرستانے جڑھائیے جلتے ہیں۔



## ہم پشمال نہ ہوئے

دوستوں سے بے وفائی کر کے

بے غرض دے پرواہ معصوم اور بے گناہ لیکن جب بڑے بڑے اور دوستوں کے  
چوکوں سے سابقہ پڑا تو معلوم ہوا کہ دوستوں کی جو خصوصیات ہیں معلوم نہیں  
وہ تو بس لڑکپن کے دوست تھے۔ ان میں اور بڑے پن کے دوستوں میں زمین  
آسمان کا فرق ہے۔ تب بزرگوں کی باتوں کا تامل کرنا پڑا لیکن اس وقت  
تک بہت دیر ہو چکی تھی۔ ہم دوستوں کے چکل میں پوری طرح پھنس چکے تھے۔  
آج کا ان دوستوں سے اس طرح گھرا ہوا ہے جیسے شہید کا  
چمٹے مکینوں سے گھرا ہوتا ہے جس طرح شہید کی مکھی کا کام ڈنگ مارنا ہے  
اسی طرح یہ دوست بھی ڈنگ مارتے ہیں۔ ذرا صرف اتنا ہے کہ شہید کی مکھی  
کا کام سوجھ جاتا ہے اور ابھر کر نمایاں ہو جاتا ہے لیکن دوستوں کا کام صرف  
دی محسوس کر سکتا ہے جس پر یہ بیٹا بڑی ہے۔ اسی لیے حضرت غالب  
کچھ گئے ہیں۔

خدا دشمنوں کو نہ وہ کچھ دکھائے

جو دوستوں سے اپنے ہم دیکھتے ہیں

بزرگوں سے سنتے آئے تھے کہ جو تکلیف اپنوں سے پہنچے ہے وہ غیروں  
سے نہیں۔ پہلے یہ بات کچھ حلقوں سے نہیں اترتی تھی لیکن اب جب کہ مسلسل  
۲۵ سال سے علمی زندگی کی چکی میں پس رہے ہیں تو بزرگوں کی دانائی کا تامل

پہلوان سمن شیخ امام بخش ناسخ کے بارے میں شہر ہے کہ ایک بار  
ان کے ایک دوست صبح ہی صبح ان کے گھر وارد ہوئے۔ ناشتہ کا وقت تھا اس  
میں شریک ہو گئے۔ پھر باتوں کا دور چلا۔ صبح سے دوپہر ہو گئی۔ دوپہر کا کھانا لگایا  
پھر قیلولہ کیا۔ کچھ چڑھا پڑھایا۔ شام ہو گئی چائے کا وقت تھا چائے پلا۔  
شام کے ساتھ گھر سے ہونے لگے۔ اتنے میں آستینہ کر کے آواز دی۔ دیکھو  
ذرا میرا سا خدات کا بکس لاتا؟ کر کے آیا اس میں سے مکان کے قبائے نکالے  
اور اپنے ان دوست کے حوالے کرتے ہوئے کہ کر لیجئے جناب! یہ میرے اس  
مکان کے قبائے۔ آپ رکھیے میں چلا، پتہ نہیں ان دوست صاحب کھانا  
کے اس جملے پر کیا رد عمل ہوا لیکن ہمیں اپنے زمانہ طالب علمی میں یہ دستور پڑھا  
بڑا قلع ہوا تھا کہ ایسی بھی کیا ہے مرنے۔

اس سے بھی زیادہ تلقی ہمیں میر صاحب کا سوانح حیات پڑھنے

پر ہوا تھا جبکہ انہوں نے اپنے ایک دوست سے چھٹکارا پانے کے لیے اپنے ہی  
ہاتھوں اپنے گھر کو آگ لگا دی تھی۔ جب کسی دوسری کتاب میں قرۃ العین حیدر  
کے والد معصوم جہاں سجاد حیدر یلام لا معنوں ”مجھے میرے دوستوں سے پکڑا“  
پڑھا تھا تو بڑا عجیب لگا تھا۔ بھلا دوست بھلا کوئی ایسی چیز ہوتے ہیں جن سے  
چھٹکارے کا دماغ لگی جائے۔ منشی دل لگی کے دلدادہ، تنہائی کے رفیق

ہونا پڑا۔ اور کیونکہ ہر انہوں نے سپرد دانی یوں ہی غور سے کی تھی۔ اس کیلئے ان بے چاروں کو کتنے کچکے نہ کھلنے پڑے ہوں گے اور کتنی زیادتیاں برداشت نہ کرنی پڑتی ہوں گی۔

پہلے زمانے میں فنگساری، چارہ سازی، اور دکتی ایک ہی شلٹ کے تین زاویے تھے۔ لیکن اب زمانے کی ترقی کے ساتھ ساتھ یہ شلٹ ایک جگہ میں تبدیل ہو گئی ہے اور اس طرح ان تینوں کا باہم مل جانا بظاہر محال ہی نظر آتا ہے۔ اس لیے آج کے دوستوں سے فنگساری، چارہ سازی اور دکتی کی توقع ہی فاضل ہے۔ البتہ ذہنی طور پر آپ کو اپنے دوستوں کی جانب سے ہر طرح کی دل آزاری سمجھنے اور بند نصیحت سننے کے لیے تیار رہنا چاہیے۔ غالب طبعی (رحمہم اللہ) اپنی زندگی میں ایسے دوستوں سے رابطہ بڑا تھا اسی لیے تو اب تڑپتا ہوا شکر کہا ہے

یہ کہاں کی دوستی ہے کہ بنے ہیں دوست نام  
کوئی چارہ ساز ہوتا کوئی غم گسار ہوتا

نامح دوست ہر حال ان دوستوں سے بہتر ہوتے ہیں جو ہر وقت آپ کی بدخواہی میں لگے رہتے ہیں۔ ایسے لوگ بظاہر آپ کی دوستی کا دم بھرتے ہیں لیکن در پردہ آپ کی کٹ میں لگے رہتے ہیں آپ کی ترقی اور خوشحالی انہیں ایک آنکھ نہیں بھاتی۔ لیکن آپ کی پریشانی اور در ماندگی پر ان کی باتیں کھل جاتی ہیں۔ آپ خواہ کتنا ہی بڑا تیر ماریں ان کے کان پر جوں نہیں رینگتی لیکن جہاں آپ سے غور سے غرضی سوا غرضی ہو جائے ان کے ہاتھ ایک موقع آجاتا ہے ایسے ہی لوگوں کے بارے میں ادیب مرحوم کہے گئے ہیں

دوستی کے پردے میں دشمنی بھی دیکھی ہے  
کون کتن غافل ہے یہ بھی ہم سمجھتے ہیں

جہاں بعض دوست ایسے ہوتے ہیں کہ آپ کسی چیز سے متاثر ہونا نہیں جانتے وہی بعض ایسے بھی ہوتے ہیں کہ جس متاثر ہونے کے لیے کسی بھی موقع کے تلاشی ہوتے ہیں۔ ادھر آپ نے کوئی اچھا کام کیا اور لگے یہ لوگ آپ کو چنے کے جھاڑ پر بٹھانے۔ ایسے لوگوں کو عرف عام میں خوشامد کہا جاتا ہے۔ یہ آپ کی ذات میں ایسی ایسی خوبیاں تلاش کر لیتے ہیں کہ جس سے آپ خود بھی

لاعلم رہتے ہیں۔ ایسے دوستوں پر نادان کا اصطلاح صادق آسکتی ہے۔ اور وہ مثل تو آپ نے سنی ہوگی کہ نادان کی دوستی بھی کال۔ بعض لوگ یہ بھی کہتے ہیں کہ نادان دوست سے مانا دشمن بہتر ہوتا ہے۔ لیکن ایسے لوگ لاکھ نادان کہلا جائیں وہ نادان ہرگز نہیں رہتے بلکہ اپنے کو نادان بتا کر اصل میں آپ کے بے وقوف بناتے ہیں۔ ایسے لوگ نظیر اکبر الہ آبادی کے اس نسخہ پر عمل پیرا رہتے ہیں۔

سوا کام خوش مد سے نکلتے ہیں جہاں میں

ہمارے ایک ایسے ہی کرم زما ہیں جب بھی ملے ہیں کہتے ہیں "ابھی آپ تو دینا ہے ادب کے سلسلہ ادیب ہیں" اور جوں ہی ہم نے بیٹھ پلٹی یہ کہتے ہوئے پائے جلتے ہیں "ابھی کہاں کے ادیب دویب ادھر سے نکل آدھر سے اصل کر کے معزین تیار کر لیتے ہیں اور کیا" ایسے ہی لوگوں کے بارے میں غالب خوشی کلام کہے گئے ہیں

ہوئے تم دوست جس کے دشمن اس کا آسمان کیوں ہو

بعض دوست ایسے ہوتے ہیں کہ انہیں آپ کی ذات سے کوئی دلچسپی نہیں ہوتی بلکہ ان کی دلچسپی کا محور خداؤں کی اپنی ذات ہوتی ہے۔ جب بھی ملیں گے اپنی ہی کہیں گے اور انداز کچھ اس قسم کا ہوگا کہ

جو کام کیا ہم نے وہ رستم سے نہ ہوتا

ایسے لوگ ماضی کے سہارے جیتے ہیں اور حال پر روبرو بنے رہتے ہیں جن کا مستقبل عام طور پر تاریک ہوتا ہے۔ یہ پدم سلطان پور کی مثال ہوتے ہیں ہمیشہ اپنے خاندان اور حسب نسب کا ذکر لے بیٹھتے ہیں۔ ایسے لوگ اپنے بچوں کی ذہانت اپنی بڑی کوشش اور اپنے نوکروں کے غمی ہونے کا آپ سے ذکر کرتے ہیں نہیں دیکھتے حالانکہ ان کے بچے انتہائی کم ذہنی، ان کی بڑی انتہائی جاہل اور ذکر سے غائب ہوتے ہیں۔ ہم اپنے ایسے دوستوں کی باتوں کو ہمیشہ طرح دے جاتے ہیں کہ بے چاروں کی حالت قابل رحم ہوتی ہے۔

قرض کو ہمیشہ دوستی کا تینچہ کہا گیا ہے مگر ہمارے بہت سے دوست ہم سے مسلسل قرض لیے جا رہے ہیں اور دوستی بھی برقرار ہے اب آپ اے ہلکا شرافت نفس کہہ لیجئے یا ان کا غرض کہ باوجود قرض لینے کے اپنی روکش میں

فرق نہیں آنے دیتے۔ ہمارے ایک دوست ہیں۔ ہنڈ اس طرح قرض مانگتے ہیں جیسے قرض نہیں مانگ رہے ہوں بلکہ اپنا پڑنا قرض وصول کر رہے ہوں۔ پھر ان کے پاس قرض لینے کے لئے کبھی بٹری رقم کی شرط بھی نہیں ہوتی بلکہ یہ ایک روپیہ کا قرض بھی لینے سے نہیں چمکتے پھر قرض کا فائدہ یہ ہوتا ہے کہ اسے واپس کرنے کی چنداں ضرورت نہیں ہوتی۔ پھر وہ قرض ہنڈ پیسوں کے حساب سے مانگتے ہیں۔ مثلاً انہیں ایک روپیہ مانگنا ہو تو وہ کہیں گے ایک سو پیسے تو دینا۔ پانچ روپیہ مانگنا ہو تو وہ پانچ سو پیسے کا مطالبہ کریں گے اور دس روپیہ مانگنا ہو تو ایک ہزار پیسے کہیں گے۔ اس سے زیادہ کا معاملہ ہیں نہیں معلوم کہ اس سے بڑی رقم کا قرض انہوں نے کبھی مانگا نہیں اور نہ مانگنا ہوا قرض کبھی واپس کیا۔

دوستوں کا ذکر چھڑے اور اس میں بے تکلف دوستوں کا تذکرہ نہ آئے یہ ناگن ہے۔ ہمارے بھی ایسے بے شمار دوست ہیں بلکہ تھے کہتے زیادہ صحیح ہو گا اور سچ بد چھٹے تو ان ہمارے دم دم سے اس دنیا کی دلچسپیاں قائم ہیں۔

آپ چاہے سنجیدہ موڈ میں ہوں یا کچھ سوچنے کے، خاموش رہنے کے موڈ میں ہوں یا کچھ بڑھنے کے یہ بلا تکلف آپ کے کمرے میں آدھکتے ہیں اور جتنے بکھرنا شروع کر دیتے ہیں۔ ان کا زبان ایسے چلتی ہے کہ کوئی قہقہہ بھی کیا چلے گا۔ اگر یہ لوگ صرف زبان ہی چلائیں تو کوئی مضائقہ نہیں لیکن بعض اوقات تو معاملہ ہاتھ چلانے کا بھی آجاتا ہے۔ دھول دھپہ ان کے پاس کوئی میوب بات نہیں۔ دوستی کی یہ قسم کافی عام ہے۔ کیونکہ زندگی کہاں نہیں ہوتے بعض اوقات زندہ دلی بڑی سولہاں مریح ہو جاتی ہے۔ غالب بھی ایسے دوستوں سے تنگ معلوم ہوتے تھے تب ہی تو کہا تھا صبح رہتے اب ایسی جگہ چل کر جہاں کوئی نہ ہو

تو صاحب ! اتنے سارے بزرگوں کے اقوال اور تجربات کو پیش نظر رکھ کر اور ہماری ذات ناقول پر دوستوں کی فلول کی جانب سے اب تک جو کچھ معذری اس کے پیش نظر ہم نے یہ فیصلہ کر لیا ہے کہ نہ آئندہ نہ کوئی نئے دوست

بنائیں گے اور نہ پرانے دوستوں کو گھاس ڈالیں گے۔ کیونکہ انسان کو اپنے شاہد اور تجربات سے کچھ تو سبق سیکھنا چاہیے۔ میں اپنے اس فیصلہ پر کوئی مذمت یا بیشیامی بھی نہیں۔ آخر میں احمد فراز کا یہ شعر پڑھتے ہوئے ہم آپ سب اور اپنے دوستوں سے رخصت حاصل کرتے ہیں۔

گو ذرا سہی بات پر برسوں کے یارانے گئے  
ہاں مگر استہوا کچھ لوگ پہچانے گئے

- آندھرا پردیش کی معاشی، زرعی، صنعتی، تعلیمی اور سماجی ترقی پر اپنے موضوعاتی مضامین ماہنامہ آندھرا پر دیش (اردو) میں اشاعت کیلئے روانہ فرمائیے۔ ہمیشہ "غیر مطبوعہ تخلیقات ہی رواد کیجئے۔ ناقابل اشاعت مضامین واپس نہیں کئے جاتے۔ پاسپورٹ سائز کی تصویر بھی روانہ کر سکتے ہیں۔
- تلمی معادن سے گزارش ہے کہ خاتمے پر یا پشت پر اپنا مکمل پتہ پن کوڈ نمبر کے ساتھ ضرور تحریر فرمائیں۔ معنون خوش خط لکھیں اور تلمی نام کے ساتھ اصل نام بھی تحریر فرمادیں۔

زر سالانہ صرف ۶ روپے  
قیمت فی شمارہ: ۵۰ پیسے

- اپنا زر سالانہ ذریعہ منی آرڈر روانہ کیجئے۔
- منی آرڈر نامیہ اطلاعات و تعلقات عام کے نام روانہ کیجئے۔
- پتہ: ڈائریکٹر انفارمیشن اینڈ پبلک ریلیشن حکومت آندھرا پردیش، مگھاپلیا، معمر جاہی روڈ، جید آباد ۵۰۰۰۰۱

# نقص سے دو ٹوٹے ملا دیے

”ہاں، ہاں! میری آواز تو بھرنو جیسی ہے اور تیری آواز دشواستر کی بیکیا جیسی ہے پس بھری ”کاشمی رام نے نقل اتاری۔

”بتا جی! تم اور بابا بک تک لڑتے رہیں گے۔“ کاشمی رام کی جوان بیٹی پدمی سخن میں نکل آئی۔ اس کی خوبصورت بے مثال تھی۔ کوئی نام جاستو نہ جی ایک نظر دیکھ کر پدمی بکت۔

”یہ رینو ہے تا بیٹی۔ چار دن سے جھگڑا کر رہا ہے، کہتا ہے تیرا بیاہ دہ کسے گا، میں کہتا ہوں.....“

”میں کہتا ہوں، بیاہ کا خرچ میں اٹھاؤں گا..... یہی نا“ دین محمد نے فوراً نغمہ دیا۔

”رینو، پدمی تیری بیٹی ہے میں مانتا ہوں۔ لیکن دھرم پتا اور جنم بتا تو میں ہوں۔“

برادری والے کہیں گے، ”کاشمی رام ایک بیٹی کی شادی نہ کر سکا۔“

”آج تو جنم پتا، دھرم پتا ہونے کی بات کرتا ہے۔“ دین محمد

بھڑک اٹھا۔

”ارے کاشمی! میں ایک ہی بندھن کو مانتا ہوں، ایک ہی رشتہ

جانتا ہوں، ”دہ بندھن دہ رشتہ ہے، بیاہ کا رشتہ۔“

رام گڑھ والوں کے لیے یہ کوئی نئی بات نہیں تھی۔ بھی اس بات سے واقف تھے۔ ہاں یہ ضرور تھا کہ باہر سے آنے والے اجنبی اس دت تک حیران رہے جب تک کہ انہیں صورت حال کا کبھی علم نہیں ہو جاتا۔

آج بھی ایسا ہی ہوا۔ ادھر سورج رام گڑھ کے تالاب کے پیچھے بیدار ہوا اور ادھر کاشمی رام اور دین محمد کے بیچ لڑائی شروع ہو گئی۔ لوگ تو معمولی باتیں سننے اور زیر لب مسکراتے، تب ہی ایک نو دار دت نے اپنے بیہاتل ساتھی سے پوچھا، ”میا!“ یہ صبح صبح کیسے بکھڑا ہے؟

اس سے پہلے کہ اس کے بھیا جواب دیتے، کاشمی رام گھر سے نکل پڑا۔ ”کون ہو میا تم۔“ ہاں؟ تمہیں کیا پڑی ہے؟ جاؤ اپنا کام کرو“ نو دار دست بٹا گیا

”کون ہے رے کاشمی“ دین محمد اپنے گھر سے نکل آیا۔ ”پتا نہیں کون ہے؟ پوچھ رہے ہیں صبح، صبح کی بکھڑا ہے۔ ہر کوئی اپنے کو مکھیا سمجھتا ہے“

وہ بے چارہ ایک جانب نکل گیا۔ دوزن پھر اٹھ گئے۔ ”ارے پوچھے نہیں آگیا کرے۔ تیری آواز بھی تو بھرنو جیسی ہے“ دین محمد

نے کہا۔

”رینو تو غلط سمجھ رہا ہے“

”کیا غلط اور کیا سہی کاشی“ دھرم اور منہ کے شستے تو اس تن کے ساتھ ختم ہو جائیں گے۔ لیکن پیار کا رشتہ ..... وہ تو ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہے گا.....

”میرا رشتہ، تیرے رشتے سے بڑا ہے۔ اونچا ہے“

”بابا تم بھی پتا جی کا باتوں کو مان رہے ہو“ پدمینا نے بیچ میں پڑتے ہوئے کہا۔

”میں کہتی ہوں آپ ہی میرے جنم، جنم کے بابا ہیں اور ہر جنم میں رہیں گے۔ بس!“

پدمینا آنا کہہ کر دین محمد کے گلے میں جھول گئی۔

دین محمد اور کاشی رام اچھے دوست تھے۔ پڑوس میں رہتے تھے۔ گناہیلام مٹی کی مورتیاں بناتا تھا اور دین محمد کٹری کے کھلونے تیل کرتا تھا۔ دونوں کی ملاقات اور دوستی کی وجہ بھی پدمینا ہی تھی۔ پدمینا کاشی رام اور املا کی اکلوتی بیٹی تھی۔ جب وہ چار سال کی تھی کاشی رام اور املا نے رام گڑھ کی جاتا میں جلسے کا ارادہ کیا۔

رام گڑھ شہر سے متصل گاؤں ہے۔ یہاں ہرسال شیو مندر میں بڑی پوجا ہوتی تھی اور سیلا لگت تھا..... پوجا کے بعد کاشی رام اور املا میلے میں گھوم رہے تھے۔ پدمینا چلتے چلتے دین محمد کا دکان پر ٹہر گئی۔ ایک کٹری کا ہاتھی اٹھایا اور حیرت سے الٹ بٹٹ کر دیکھنے لگی۔ دین محمد نے پدمینا کو دیکھا۔ پدمینا کا معصوم چہرہ دیکھ کر وہ متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکا۔

کاشی رام اور املا چند قدم آگے بڑھیں ہوں گے کہ پدمینا کا خیال آیا۔ فوراً پلٹے۔ تب ہی میلے میں بھگدڑ مچ گئی۔ شور مچا کہ لٹیرے گھس آئے ہیں۔ ہر سمت لوگ بھاگ رہے تھے۔ گرنے والے اٹھنے سے پہلے دندے جاسے تھے۔ چادوں طرف افراتفری کا عالم تھا۔ دین محمد نے جھپٹ کر بچی کو اٹھایا اور اپنی دکان کا پردہ گرادیا۔ پدمینا ڈر کر زور زور سے

رونے لگی۔

اسی حالت میں رات آئی۔ پولیس اپنا ڈیوٹی ڈال چکی تھی۔ زخمی اٹھائے جا چکے تھے۔ لٹے پٹے لوگ پولیس کو بیان دے رہے تھے۔ یہ جانتے ہوئے بھی کہ لٹیرے ہاتھ نہیں آ سکتے، پولیس معصوم دیہاتیوں پر سختی کر رہی تھی..... کاشی رام اور املا دونوں زخمی ہو گئے تھے۔ لیکن انہیں اپنی پدمینا کی نگرانی تھی۔ املا پر بار، بار غشی آرہی تھی۔

صبح ہوتے ہی دونوں میلے کی جانب نکل آئے اور جہاں پدمینا پھوٹ گئی تھی وہاں دیوالوں کی طرح گھوم رہے تھے۔ دین محمد نے پہلی نظر میں ان دونوں کو پہچان لیا اور آواز دی۔ دونوں ددڑتے ہوئے قریب آئے

”تم اپنی بچی ڈھونڈ رہے ہو“

”ہاں! ہاں..... تم جانتے ہو..... وہ کہاں ہے؟“ کاشی رام کی آواز کانپ رہی تھی۔

”ہاں بتاؤں گا۔ ایک شرط پر“

”تمہاری ہر شرط منظور ہے جیسا“

”اب وہ صحت تہمداری ہی نہیں ہے۔ کس پر سیرا بھی قہ ہے“ دونوں میاں بیوی نے حیرت سے ایک دوسرے کو دیکھا

”سوچو اچھی طرح۔“ دین محمد نے شرارت سے کہا اور ہنس دیا۔ ”غیب ہو تم لوگ اتنی اچھی بیٹی کو تم تنہا حقدار ہی جاؤ گے۔ نہیں!“ ایسا نہیں ہو سکتا۔ اب وہ میری بیٹی بھگے ہے“

کس دن سے پدمینا دین محمد کو بیٹی بن گئی۔ دین محمد آیا تو تھا میلے میں دکان لگانے کے لیے، کھلونے بیچنے کے لیے۔ لیکن پدمینا کی موت ہی بے دام یک گیا۔ کاشی رام نے اپنے گھر کے سامنے والی دین محمد کو دیکھا کہ وہ اپنا گھر بنا کر رہے۔ دین محمد کی بیوی مر چکی تھی۔ کوئی اطلاع نہیں تھی۔ بڑا سے تنہائی کی زندگی گزارتے رہنے کے بعد اچانک پدمینا بہا رہی آئی تھی۔

شب دواؤں کی گردش سے ماہ دس سال گزرتے رہے۔ پدمینا کا نہایت کھینچا بچپن، شہاب میں داخل ہو گیا۔ کاشی رام اور دین محمد کو اس

کی شادی کی فکر لاحق ہو گئی۔ بس دن سے شادی کی سوچ بچار شروع ہوئی  
اسی دن سے یہ جھگڑا بھی شروع ہو کہ شادی کا بار کون اٹھاوے گا۔

دین محمد کی خواہش تھی کہ یہ ذمہ داری دھاٹھا ملے گا۔ چونکہ اس کا اپنا  
کوئی نہ تھا، اس لیے اپنے سارے ارمان پدہنی کی شادی پر پڑے کرنا چاہتا  
تھا۔ کاشی رام برادری والوں کے ڈر سے شادی خود ہی کرنا چاہتا تھا۔ املاک دین  
محمد کے حقیقی تھے۔ وہ کہتی "رینو جیانی پدہنی کے لیے اس لڑکا ٹھونڈا ہے  
جو شادی کے بعد اُن کے گھر ہی رہے گا۔ جبکہ کاشی رام نے برسوں تلاش کے  
بعد اس رشتہ طے نہیں کیا اسلئے شادی کا خرچ رینو جیانی کی طرف سے ہو گا۔

کاشی رام اور دین محمد بیاہ کے بندھن میں بندھے ہر روز صبح و شام  
جھگڑتے تھے۔ ان کی یہ محبت کسی کے دل میں رشک و حسرت کے دیا ہو جن  
کردیتی۔ تو کسی آنکھ میں نفرت اور دل میں حسد، جلن پیدا کرتی تھی۔

ایک سویرے دین محمد کے دروازے پر ایک شخص دستک سے رہا  
تھا۔ لمبی سی داڑھی۔ ترکی ٹوپی، شیردانی۔ ایک ہاتھ میں بیک اٹھاٹے ٹھٹ  
تھے۔ کچھ لمحے بعد دین محمد نے دروازہ کھولا۔ چند ثانیے غور سے دیکھنے  
کے بعد اس کی آنکھ میں شناسائی سی جھلک نمودار ہوئی۔

رمضان بھائی

السلام علیکم

دین محمد گرجموشی سے آگے بڑھا اور بنگلیگر ہو گیا

دین محمد اور رمضان پندرہ برس بعد ملے تھے۔ رمضان

دور کا سسرالی رشتہ دار تھا۔ ..... دونوں اندر داخل ہوئے۔ ایک  
چارپائی پر بیٹھ گئے۔ رمضان بڑے گھر کا جائزہ لے رہا تھا۔ ساتھ  
ہی دین محمد کی خیریت دریافت کر رہا تھا۔

ردز کی طرح سویرے پدہنی دودھ کا لٹا لیٹے آئی اور رمضان  
کو دیکھ کر ٹھٹھک گئی۔

"آبیٹی! یہ میرا دور کا رشتہ دار ہے۔ کم بنت شہر  
میں رہتا ہے۔ آج پہلی بار گاؤں آیا ہے۔ کچھ دن یہاں رہے گا۔

پدہنی دھیرے سے آگے بڑھی۔ نشتے کی اور لٹا رکھ کر جھگڑا۔  
"رمضان! یہ ہے میری آنکھ کا تارا، میری زندگی کا سہارا۔ میرا بچہ"  
رضیہ (دین محمد کی بیوی) کو کوئی اولاد نہیں ہوئی۔ لیکن اوپر دالنے نے بیٹی  
دے دی۔ بیٹی بھی ایسی جو اپنے ماں باپ سے بڑھ کر چاہتی ہے۔  
دین محمد بہت دیر تک پدہنی کی تعریف کرتا رہا۔ رمضان کے  
بہرے سے لگتا تھا کہ وہ اس کی تعریف سے غرض نہیں۔ خاموشی سے  
سناتا رہا۔

دو چار دن بیت گئے۔ ان دو چار دنوں میں رمضان نے حالات  
کا پوری طرح اندازہ کر لیا۔ دین محمد کاشی رام کی دوست تھا، پدہنی سے بے بہت  
محبت، دین محمد کا اکیلے پن، اس کی ساری پرہیزی کی حد دار۔ پدہنی!  
..... رمضان مسلسل سوچ رہا تھا کہ ان لوگوں کو الگ کرے بھی تو کیسے؟  
رمضان کی نظر دین محمد کی دولت اور اس کے شہر پر تھی۔ اس کا خیال تھا کہ اگر دین  
محمد کو ان لوگوں سے علیحدہ کر کے شہر بھیجا جائے تو اس کی دولت اور گزیر  
سے ہزاروں سیمٹا جاسکتا ہے۔

رمضان نے پدہنی اور کاشی رام کو گھر آنے سے روکنے کیلئے  
اُن دونوں کی آمد و موجودگی میں عبادت اور مذہب کا پیچیدہ باتوں کے ذکر  
کا سلسلہ شروع کر دیا۔ دھیرے، دھیرے کاشی رام ماحول سے اکتانے لگا  
اور اس کا دین محمد کے گھر آنا بند ہو گیا۔ پدہنی کو در کرنے کیلئے رمضان  
نے کئی کوششیں کیں۔ لیکن سب نقش بر آب ثابت ہوئے۔ غیر موس طریقی  
پر دولت کی لالچ دی۔ گاؤں اور شہر کی زندگی کا فرق دکھایا۔ پیسہ کمانے  
کے نئے انداز بتائے۔ مذہب کے نام پر مں گھڑت واقعات کے  
ذریعہ بچن کرنے کی کوشش کی۔ جب یہ تھیاد بھی کار کرد ثابت نہ ہوا  
تب آخری تھیاد کے طور پر اس نے پدہنی کا سہارا لیا

"رینو میں جانتا ہوں تو اس بچہ کو بہت چاہتا ہے۔ لیکن صرف  
چاہنے سے کیا ہوتا ہے؟ میری بات مان اور شہر چلا جا۔ دہا  
میرے گھر رہ کر اپنا کاروبار بڑھانا۔ جیسے تو جم جائے گا۔ تیرے دوست

تلاش ہے۔ اسی لئے زین محمد نے ادب کے ساتھ سلام کیا۔ سادہ منہ حقارت

سے نظر ڈالی۔ اوپر سے نیچے تک دیکھا، پھر اڑھائی گانٹ دیکھ کر کہنے لگا۔  
”بھگوان کا درشتی (نظر) میں وہی مانتو (آدمی) پوتر ہے، وہی  
جہاں ہے جہاں کے پانی کا یا الٹی کرتا ہے، دھرم کا پانی کیوں (مرث) پر جاپاٹ  
سے نہیں ہوتا، دھرم کے پانی کے لیے سنار کو تیاگ پڑتا ہے، اپنی جائز  
ذات (اپنی برادری) میں جینا پڑتا ہے۔ پرکھوں نے دیدوں کے سنے والے  
مشوروں کے کان میں شیش گرم کر کے کیوں (مرث) اسلئے ڈالتا تھا کہ دھرم کی  
بہانتا (عفلت) بگڑے نہ پائے۔-----

دین محمدؐ سادھو کی باتوں کو ابھی طرح سمجھ گیا تھا۔ کچھ کہے بناء نکل گیا۔۔۔۔۔ رات بھر کر دیش بدلتا رہا۔ تیسرے پہر اس نے رمضان کو جگایا اور بتایا کہ وہ ابھی شہر جانا چاہتا ہے۔ دین محمدؐ کے اس طرح ابا تک فیصلہ کرنے پر وہ حیرت و مسرت سے دیکھنے لگا۔ چونکہ رمضان کے لڑکے دین محمدؐ کو نہیں جانتے تھے۔ اس لئے رمضان نے ایک تحریر حوالے کی۔

”بیٹے! یہ ہمارا دورِ کارِ شتہِ داد ہے۔“ اچھا کاریگر ہے، اے اہلِ اہلاد

ہے، آگے پیچھے، دائیں بائیں ہر طرف ہم لوگ ہیں۔ اچھی طرح خیال رکھنا

غیروں میں بھنسنے پہنچی کہ بھج رہا ہوں۔ پر کاٹ کر اپنا بدل لینا تمہارا کام ہے۔

رضائی کے بیٹوں نے باپ کی تحریر دیکھتے ہی دین محمد کو ہاتھوں ہاتھ دیا۔ ایسی آویہ گت کرنے لگے جیسے وہ اُن کا بزرگ ہے۔ شہر میں ہر طرح کا آرام تھا۔ تفریح و لذت کے سبھی سامان موجود تھے۔ لیکن دین محمد کو لگتا سب بے جان ہے۔ زندگی تصنع، بناوٹ سے بھری ہوئی انسانیت، مکہ و مدینہ میں ڈولے ہوئے۔ غلام، غرض میں ورشیدہ، انسانیت

لالچ میں گرفتار۔ جدانت، پاکستنگ، کو لاد، مدرطس، رگ، زبر کے

بیسرد کم اور ڈھنڈے درجی زیادہ نظر آتے ہیں، الغرض اس نے ٹوکس کیا کہ جو نظر آتا ہے وہ تو شمس اور اور مجموعہ سے وہ نظر آ رہا ہے۔

ایک ہفتے میں دیلی محمد شہر اور شہر والوں سے واقف ہو گیا۔ ہر کا دل ادب لگا۔ وہ سب کچھ روایت کر سکتا تھا لیکر اخلاک کا ادب اور غرض بنو عتق

سے نفرت تھی۔

دین محمد ذہنی شکس میں گرفتار تھا۔ کبھی گاؤں لوٹ جانے کو من کرتا تو کاشمی رام کی سردہری اور سادھو کی صورت یاد آجاتی۔ شہر میں رہنا نہیں چاہتا تھا۔ کیوں کہ وہ کسی کے آگے جھکتا نہیں تھا چاہے بھوکوں ہی کیوں نہ مرنا پڑے۔ جبکہ شہری زندگی میں ہر ایک کسی نہ کسی کا دبیز برجیں سالی کرتا نظر آتا۔ اس کا دل کہہ رہا تھا کہ دیکھنے میں عین نظر آنے والی یہ شہری دنیا کے چاروں سمت کئی کھائیاں موجود ہیں۔ کہیں ادیچ بیج کی کھائی، کہیں امیر غریب کی کھائی، کہیں مذہبی تعصب کی کھائی۔ اگر کسی دن کوئی جنونی اسے دھکیلے تو..... = ہنسی کھیلتی دنیا موت کی گود میں سو جائے گی۔

اور..... ایسا ہی ہوا!

ایک شام دین محمد ایک گھنٹی سے آرڈر لیکر لوٹ رہا تھا۔ اس نے دیکھا شہر میں گزرتے ہوئے گھنٹی ہے۔ لگتی تیزی سے گھروں کی جانب دوڑ رہے ہیں۔ دین محمد تیزی سے گھر کی جانب چل پڑا۔ رات کی سیاہی پھیلتی جا رہی تھی۔ سڑکیں دیوان بوگٹیں تھیں۔ پولیس کی گاڑیاں دوڑ رہی تھیں۔ وہ تیزی سے راستے سے جلتے کیلے ایک گلی میں گھس پڑا۔ اندھیرے میں آواز سنائی دی۔

”کون ہے؟ کیا نام ہے تیرا؟“

”میں..... دین محمد“

ایک دلخراش چیخ کی آواز سے سندنے کا دل لرز گیا۔ چیخ کی آواز نے گزرتا ہوئی موٹر کار کو روکنے پر مجبور کر دیا۔ کار سے چند پولیس مین باہر آئے اور گلی میں گھس پڑے۔ اٹالک مارچ کی روشنی زمین پر زخمی پڑے ہوئے دین محمد پر ٹہر گئی۔

تھوڑے سے وقفے کے بعد پولیس کی دیان دین محمد کو ہسپتال میں چھڑ کر واپس ہو رہی تھی۔

دین محمد دھیرے دھیرے ہوش میں آ رہا تھا۔ ایک کراہ کے ساتھ اس نے آنکھ کھول دی۔ نظریں گھما کر لیجے ہال کو دیکھا جس میں کئی اور زخمی موجود تھے۔ زمین میں بیٹے لمبوں کے واقعات گردش کرنے لگے۔ گلی کا منظر۔

..... اندھیرا..... ایک بڑا سا خنجر! بے اختیار اس کا ہاتھ بائیں

پسل کی جانب چلا گیا، جہاں خنجر سے دار کرنے والے نے گہرا زخم کر دیا تھا۔ دین محمد پر ایک بار پھر غشی طاری ہو گئی۔ دوبارہ جب ہوش میں آیا، شام ہو چکی تھی وہ دھیرے سے اٹھ بیٹھا۔ پورے ہال پر نظر ڈالی اور آخری سرے پر.....

”ہاشمی“ بے اختیار اس کے منہ سے صیغہ نکل گئی۔

آخری میڈ پر بیٹھا کاشمی رام، دین محمد کو دیکھ کر چونک پڑا۔ دونوں تیزی سے دوڑنے لگے اور ایک دوسرے سے پھٹ گئے۔

”ہاشمی تو یہاں کیسے۔ کیا تو بھی شہر میں تھا؟ جابھی اور بیٹی

کہاں ہیں؟“

دین محمد کی بے چینی نے کاشمی رام کو آبدیدہ کر دیا۔

دینو تو..... تو بنا و بتائے شہر چلا آیا اور تیرا وہ دفعتاً نے پدنی بیٹا کا دل تو زودیا بھوٹ کہہ کے اس کی حالت مجھ سے دیکھی نہیں جاتی تھی۔ تب یہ گھر ٹہرے ہوئے مہاتما جی نے مجھ سے کہا..... تو کیل ہلکا ہوتا ہے۔ جا شہر جا..... تو بھی پبہ کمالا۔ پھر بیٹا کو شہر لے جانا۔ دھوم سے شادی کرنا..... سچ کہتا ہوں دینو تیرے دفعتاً نے سب کا دل دکھایا ہے.....

تو بتا۔ تو کیل چلا آیا؟“

”کاشمی اسی دفعتاً نے پہلے مجھے بظن کرنا چاہا۔ ابھی میرا دل پوری طرح میلا نہیں ہوا تھا کہ تیرے مہاتما جی کے بھاشن نے مجھے پاگل کر دیا۔ میں اب سمجھ بیٹھا۔ مذہب ان ریت سے بڑھ کر ہے۔ پھر تیری بے رحمی نے میری اس امید کو توڑ دیا“ مجھے کیا پتا تو دفعتاً سے ناراض ہے مجھ سے نہیں..... ارے کاشمی! مجھے کیا ہوا۔ یہاں وہ اخلتے ہیں کیسے ہیما۔

کاشمی دھیرے سے ہنس پڑا۔

دو دن ہوشے مجھے شہر آئے ہوئے اپنی برادری والے کے گھر پڑا تھا۔ وہ مجھے کئی لوگوں سے ملاتا رہا۔ دھندے کی بات جمتی نظر آتی۔ ایک بیروٹھا سے ملنے کے لیے شام گھر سے نکلا۔ ایک گلی کے شرتے ہی آواز آئی کون ہے؟..... کیا نام ہے تیرا؟.....



ادھر زام بتایا۔ ادھر پہچھے سے سر پر کسی نے دار کیا اور میں گر پڑا۔ یہ تو تھا ہوا کہ اس وقت پولیس آگئی۔ در نہ جلنے کیا ہو جاتا؟..... دینو یہ شہر والے بل کو نہیں بھلے، کسی کی نظر میں پیار نہیں۔ یہاں کے گھروں کی طرح دل بھی پھٹے ہوئے ہیں۔

قریب دو گھنٹے تک ہاشمی رام اور دینو جہاں تک کر رہے۔ دونوں نے سوچا کہ ہماری زندگی میں زہر گھولنے والے رمضان اور جہاں تک ہیں۔ انہیں ہم اگر اپنی زندگی سے دور کریں تو پھر سے ستریں لوٹ آئیں گی۔

اسپیشل کا عمل تبدیل ہو رہا تھا۔ اس موقع سے فائدہ اٹھاتے ہوئے دونوں دست بھاگ کھڑے ہوئے۔ ایک سواری پکڑی اور رام گڑھ کی راہ لی۔ ایک گھنٹے کا راستہ انہیں ایک برس کا دکھائی دے رہا تھا۔

پہنٹی ستر پر پڑی ہوئی تھی۔ ارسلان اس کے قریب بیٹھی تھی۔ تب ہی باہر سے دین محمد اور کاشی رام کی آواز آئی۔ دونوں تیزی سے باہر نکلے۔ پہنٹی دونوں ہوئی آئی اور دین محمد سے پٹ گئی۔ وہ دونوں ہاتھوں سے دین محمد کی پیٹھ پر مار رہی تھی اور بیاہرتہ جاری تھی۔ کاشی رام اور ارسلان کی آنکھیں بھر آئیں۔ پہنٹی کے رونے کی آواز نے رمضان اور جہاں تک کی خند چھین لی تھی اور وہ دونوں اپنے اپنے مقام سے یہ نظارہ دیکھ رہے تھے۔

صبح دن چڑھے تک ہاشمی رام ہوتا رہا۔ ارسلان نے صبر بھڑا "تم سو رہے ہو۔" وہاں دینو بھیانے بیچ کی دیوار گرا دی۔

"دیوار گرا دی۔ کیوں؟"

"کاشمی رام حیرت زدہ ہو گیا"

"مجھ سے کیا بچتے ہو، جاؤ دینو جیتا سے پوچھو"

کاشمی رام صحن میں نکل آیا۔ دین محمد دیوار توڑ کر مٹی زمین پر پھیلا رہا تھا۔

"ارے دینو۔ یہ دیوار کیوں توڑ دی؟"

دین محمد نے کوئی جواب نہیں دیا۔

"ارے سب کہاں نہ گئے تھے جب یہ دیوار توڑی گئی؟..... ارسلان"

جہاں تک کہاں ہیں۔

"پتہ نہیں اب کہاں ہیں؟ اندھیرے منہ دہ غائب ہو گئے"

"بھگوان کی کرپا ہے..... کیوں یہ دیوار کیوں توڑی گئی؟"

"اسے چپ..... اتنی عمر بونگٹی پر عقل نہیں۔ اتنا بھی نہیں بکھا"

اس دیوار کا دھچ سے تیرے اور میرے گھر کے لوگ گھس آئے تھے ہیں الگ کونے۔ اب نہ یہ دیوار رہے گی اور نہ ہی باہر کے لوگ آئیں گے ہیں الگ کونے کے لیے۔

"دینو! تیرا رمضان جیتا کہاں ہے؟ دکھائی نہیں دیتا"

"وہ بھی تیرے ساتھ جی کے ساتھ بھاگ گیا"

"ایک بات بتاؤں یا ابھی"

بدتمی نے کہا۔ دونوں نے ہنستے ہوئے اس کی جانب دیکھا

"تم دونوں سے زیادہ گہرا زخم انہیں لگا ہو گا۔ یہ دیکھ کر کہ تم دونوں بھر سے لگے ہیں۔

پہنٹی کی بات پر کاشی رام اور دین محمد نے ایک زوردار قہقہہ لگایا اور ایک دوسرے سے پٹ گئے

## "قارئین کے لئے ضروری اعلان"

ہماری یہ کوشش ہے کہ اپنے قارئین کو مختلف سرکاری پالیسیوں اور سرگرمیوں سے پوری طرح باخبر رکھیں۔ تاہم قارئین کو اس میں کچھ نہ کچھ کمی کا احساس ہو سکتا ہے۔ اس سلسلہ میں سرکاری پالیسیوں پر درکار امور اور سرگرمیوں سے متعلق آپ کے مندرجہ نوشی قبول کئے جائیں گے "ایڈیٹر"

آندھرا پردیش (ارد)

کے خریدار بن جائیے

# ایک ہم ہمارا وہ ایک

مختلف ہیں علاقے ہمارے مگر ایک ہم ہیں ہمارا وطن ایک ہے  
بولیاں اپنی اپنی الگ بجاسی اپنا حق ایک ہے اپنا کون ایک ہے

موسم بے غم سے نہ گھبرا میں ہم آؤ ہر دور میں مل کے مسکائیں ہم  
رنگ و منہیت میں مانا بہت فرق ہے پھر لیوں تو کئی ہیں کچن ایک ہے

اپنے اپنے گھروں میں جدا ہم سبھی گھر کے ہاں مگر ایک ہیں بھارتی  
مختلف اپنے اپنے مذاہب سبھی پھر بھی تہذیب گنگا جن ایک ہے

آج ہم ہی بتاؤ یہ حالت ہے کیوں بھلا بھلاؤ میں نہیں دھوا دت ہے کیوں  
آؤی اتنے خازن میں کیوں بڑھی جب زمیں ایک ہے اور گلن ایک ہے

مادر ہند پر جب بھی گولی چلی بڑھ کے سینے پر اپنے اسے رک لی  
زندہ رہنے کے ہیں آرزو میں کئی جلا ناری کا ایک جس کی ایک ہے

لاکھ فرتے سہی ایک سے قومیت ہم میں زندہ ہے اس کا سن انسانیت  
جو کے تقسیم صوبوں میں پھر بھی وطن ازا ہالہ تا ارض کن ایک ہے

میں اسے چھوڑ کر جاؤں شید اکھاں ہیں یہ قربان ہے میرا دل میری جان  
ساری دنیا کے ملکوں میں میرے لیے سب اچھایا ہے میرا وطن ایک ہے

شہید ارحمانی  
ترجمہ ادویا پرنٹرس، راجپور  
۵۸۴۱۰۱ (کرناٹک)

# کیسے آزادی ملی ہے ہم بتا سکتے ہیں

ہے قربانی شہیدوں کی بھلا سکتے نہیں  
کیسے آزادی ملی ہے ہم بتا سکتے نہیں

جھیلے دکھ آزاد نہ رہنے بھی اپنی جان پر  
ہیں اسر، دیکھ تلک، سرٹکر ملن کا آن پر  
بوس، جیسے جان نثاروں کو جو دھرتی بنے  
کیسے پھر آئینکا کوئی عورت اسکی شان پر

اب چین صدیوں میں ایسے گل کھلا سکتے ہیں  
کیسے آزادی ملی ہے ہم بتا سکتے ہیں  
ہم نے زنداؤں میں جھیلیں سُکر اکے سختیاں  
ہر قدم دیتے رہے اپنی دفا کا اعتقاں  
یہ کرشمہ ہے ہمارے ہی جوں کا دوستو  
مٹ گیا ارضی وطن سے ظلم کا نام و نشان

نذرِ ظلم دستم اب سر اٹھا سکتے ہیں  
کیسے آزادی ملی ہے ہم بتا سکتے ہیں

یاد ہے جلیان والا باغ، کا منظر ہمیں !  
یاد ہے جڑھا بھگت سنگھ، دیر بچا ہی نہیں  
یاد ہے کیسے بنے ہیں زخم یہ کھل کر گلاب  
گلشن بھارت ملاکتے رتن کھو کر، میں

یہ درق تاریخ کے ہرگز بھلا سکتے نہیں  
کیسے آزادی ملی ہے ہم بتا سکتے نہیں

کھائی تھی باپ نے وہ گولی انسا کے لئے !  
سُردیا ٹپو، نے دھرتی ماں کا رکش کیلئے  
چاند بی بی، رانی جھانسی مٹ گئیں ہنستے ہوئے  
گنگا، جنا کے لیے تاج واجت کے لئے

اس قدر میں خوفناک تھے سنا سکتے نہیں  
کیسے آزادی ملی ہے ہم بتا سکتے نہیں

ظلمتوں کے جسم کاٹے دشمنی کا دھار سے  
پاک کردی سرزمین ہند، سب افیاد سے  
حوصلے بڑھتے گئے، بڑھتی گئیں جوش خلیں  
مگر گئی! منکراٹے یوں ہمارے کی دیوار سے

یہ اندھیرے دشمنی برف پا سکتے نہیں  
کیسے آزادی ملی ہے ہم بتا سکتے نہیں



# نئی کتابیں

سے صاحب نے برآمد کئے ہیں چند نالیں دلچسپی کا خاطر نقل کی جاتی ہیں۔ جناب  
عابد علی خاں ایڈیٹر سیاست کو حکومت ہند نے ہم شری کا خطاب عطا کیا تو آپ نے  
اس واقعہ کو ذیل کے قطعہ اور تاریخ ۱۳۹۰ء فصلی میں محفوظ کر دیا ہے

ہر طرف شور مبارکباد ہے اوج پر ہے طالع عابد علی  
کی رقم صاحب نے تاریخ خطا۔ ”خاتمہ عابد علی پیداشری“  
راقم السطور کی لڑکی عالیہ نسرتی کی شادی پر صاحب نے سلسلہ ف م

۱۹۸۱ء اس طرح قطعہ لکھا تھا

مکلف کہ چہ بن ہیں اور بے پایاں شری ہے یہ تکیں سنت یعنی یہ ہے دین کی شادی  
تلی تاریخ فعلی ساتھ پور دل پر صاحب ”یہ میزان محبت“ عالیہ نسرتی کی شادی

جسٹس ادیندر لال داگھرے کے بارے میں قطعہ کیا خوب ہے۔ بس  
کے آخری مہرے سے ۱۹۸۳ء نکلتا ہے جبکہ انہیں حکومت نے عدالت عالیہ  
کا مستقل جسٹس مقرر کیا تھا

انہیں ہم نے پڑھی ان کے تعلق سے خبر ہوگیا نوشیرواں کا عدل بھی چن خلی  
صاحب کے لب پر لگے بے ساختہ تاریخ اپنے ادیندر داگھرے رکن عدالت تلی

المختصر، درق درق کے قطعہ تاریخ جناب سید مظفر الدین صاحب  
حیدرآبادی کی تاریخی ردون مبنی اور ان دوستی کا مظہر گلہ ستہ ہی  
اور بقول جناب دین راج سکینہ ”بکتاب فن تاریخ گوئی کے نمونوں

نام کتاب : درق درق (قطعہ تاریخ) جلد صفحہ ۱۹۲  
شاعر : سید مظفر الدین خاں صاحب حیدرآبادی  
ناشر : ادارہ ادبیات اردو، حیدرآباد

اردو شاعری میں قطعہ تاریخ کو اعداد و شمار کی مدد سے موقع  
نقل کو پیش نظر رکھتے ہوئے سیر و قلم کرنا اور مادہ نکالنا اساتذہ سلف  
کا کارنامہ رہا ہے اور عصری دور میں یہ روایت ذرا کم روشن نظر آتی ہے  
سی اہم واقعہ کسی کی ولادت، وفات یا کسی کتاب کی اشاعت کو پیش نظر  
لکھ کر اس کا مادہ تاریخ برآمد کرنا اور قطعہ کی صورت میں نظم کر کے  
قرع پذیر سال کو ریکارڈ کرنے کا فن نیکند کاری کی طرح نزاکت و فکر کا ماحول  
دلت ہے۔ وہ جو اس قسم کی مشق و مزاحمت سے گزرے ہیں، وہی اس کی  
ہیت اور افادیت اور اس دشت کی سیاسی اور ریاضی دانی کے رموز و اسرار کو  
انکسکتے ہیں۔

زیر نظر مفید اور اپنے موضوع کی اہم کتاب ”درق درق“ میں  
ہدایہ کے نزدیک سمنہ حضرت صاحب حیدرآبادی نے اپنی نکری و فنی بصیرت  
و بردے کا لاکھ طعات کے کوزہ میں اس فن تاریخ کے سمندر کو حسن سلفہ  
سے سمویا ہے۔ سینکڑوں قطعہ تاریخ بڑی روانی اور موقع و محل کی موافقت

من گزشتہ اضافہ ہے۔ ابتداً اس کتاب میں معضنے تاریخ گوگل کے فن  
بر تعلیمی محاذ پر لکھی ہے جس سے اس کی اہمیت بڑھ جاتی ہے۔ یہ کتاب  
سب سے پہلی گھر، ایران ابد و پندرہ روڈ - حیدرآباد ۴۸۲-۵۰۰  
سے حاصل کی جاسکتی ہے۔ قیمت صرف ۱۵ روپے ہے۔

● نام کتاب : زبان شمع (غزلیں) صاحب حیدرآباد  
مجلہ مدرک و پیش صفات (۱۸۰) قیمت : ۱۵ روپے  
ناشر : ادارہ ادبیات اردو "سب سے پہلی گھر"  
ایران اردو - پنج گڑھ روڈ - حیدرآباد-۴۸۲-۵۰۰

●

صاحب حیدرآبادی جامعہ عثمانیہ کے تربیت یافتہ شرفائے دکن  
کا نامور سپوت، بزرگ غزل گو، قطعات اور دوبیتی کے معروف شاعر  
کی حیثیت میں جانے پہچانے اور تسلیم کئے جاتے ہیں۔ "جو ہر اندیشہ"  
کی غزلیں کا مجموعہ اول تھا "زبان شمع" دوسرا مجموعہ ہے اس میں تین  
سال کی غزلیں شامل ہیں جنکی تعداد ۳۴ ہے۔ اس سے پہلے دایم  
اور قطعوں کے خوبصورت مجموعے "سخن در سخن" اور "انجمن در انجمن" چھپ  
چکے ہیں۔ حمد، نعت اور منقبت پر مشتمل ایک سطر مجموعہ گلستان  
بھی طبع ہو کر بقولیت حاصل کر چکا ہے۔

ڈاکٹر حسن الدین احمد نے لکھا ہے کہ صاحب کی شاعری  
کا آغاز ۱۹۳۶ء سے ہوا۔ جامعہ عثمانیہ کی تعلیم نے شاعری ذوق سلیم  
و دیعت کیا تھا۔ شعلہ سخن سرکاری ملازمت کے ۳۰ سال کے عرصے  
میں بھی کم کم ہمسایہ سخن ہر دم اور دلچسپ کے بعد ۱۹۷۳ء میں رباعیات  
کا مجموعہ چھپا اور دیکھنے کے دیکھنے کتابوں کی تعداد نصف دہائی ہو گئی۔ شاید  
یہ بات درست ہو کہ صاحب نے ملازمت کے بوجھ کے تلے شاعری کی  
خداداد صلاحیت سے خاطر خواہ اظہار نہ کیا۔

غالب مظفر الدین غالب صاحب غالب شناس محوریوں قرار  
پاتے ہیں کہ انکے لیے میں غالب کے لیے اور غزلوں کے دروبست کا دہی

اہتمام ملتا ہے۔ وہ ان دنوں مادہ ہائے تاریخ برآمد کرنے اور غزل کے  
اشعار کی فکر میں ہمہ تن منہمک دکھائی دیتے ہیں۔ خدا ان کے اس رہائش گاہ  
کو قبول فرمائے۔ صاحب کی تصانیف و تصانیفات (درجن بھر) کو دیکھ کر شک  
ہوتا ہے۔ رباعی گو شعراء کا تذکرہ مرتب کر چکے ہیں، غزلوں کے جو تھے مجموعہ  
"آتش بے نام" کو اختتامی مراحل سے گزر رہے ہیں اور چاہتے ہیں  
کہ اسی سال یہ دو فن چھپ جائیں۔

ارباب دکن کو صاحب کی بے غرض شاعری خدمات کے اعتراف کی طرف  
توجہ دینا چاہیے۔

عبارت مختصر، زبان شمع کے یہ چند اشعار نمونہ کے لیے کافی ہیں

کچھ نہ پھوٹو گے تم دہن سے کیا دہن بھول چن لین نہ ہم چمن سے کیا  
بے نیاز نہ اٹھ گئے ہم بھی پڑ شمع کشتہ کو انجمن سے کیا

تدبیر بالا کا فیض ہے صاحب  
یہ ہلندی جو نہ دکن کی ہے

بس ایک بات میں جلتے ہیں گلے شکوے  
نوشی سے آپ گھٹل ملے ملال گیا

کبھی تو سیر ہوئی سات آسماں کی  
کہاں کہاں ترے پیچھے مرا خیال گیا  
ایک ایک نظر سے ہیں عیاں کتنے تھکے  
انکار کہوں اسکو کہ اترار کہو تو

ہر شخص ہوا ساتھ زمین کی ہوا کے  
ہے کون یہاں صاحب کو دار کہو تو

لگی ہے آگ جہاں تک گئی مری آواز  
زبان شمع کی میرے دہن میں آئی ہے

حسرت

اب

میں

فیروز مال منیر جی

سکوتِ شرب تھا چراغوں میں روشنی تھی ابھی  
فلک پہ چاند ستاروں کی زندگی تھی ابھی  
بھڑک کے گلے ہوئے سارے چراغِ امکاں کے  
جو جل رہے تھے مسلسل ہزار راتوں سے  
زمین کی گرد سے ہک شعہء فغاں اٹھا  
پھر ایک شور سے ٹوٹی حصہ از خاموشی

دعائیں سب کی خلاؤں میں ہو گئیں تھیں  
سمجھ کے جام میں پھر ڈھل گئی شبِ بھراں

یہ کس نے چھینا ہے کھلے گلابِ نوشہر  
یہ کس نے زیست اٹھا کر صلیب پر رکھ دی  
یہ کون ہے جو چراغوں سے روشنی لے کر  
اندھیری رات کے پہلو میں بے گیا ہے تجھے  
یہ کس نے نیند چرا کر ادھویے خوابوں کی  
سکون کی نیند سلایا ہے عمر بھر کے لیے

خلوص، پیار، محبت کا آسرا لے کر  
تجھے اجل سے کیا کس نے ہکا بکا آخر

خدا کرے کہ بھڑک جائیں اُن کے گھر کے چراغ  
جو تیری موت کا مقصد لئے جلائے تھے  
خدا کرے کہ اجڑ جائیں باغِ دل اُن کے  
بہار میں بھی وہ فصلِ بہار کو ترسیں

تجھے نہ مل سکا امکاں کی روشنی کا سراغ  
اجڑ گیا تری امید و آرزو کا باغ

# حبیب تصویف میں



۱۴ اکتوبر ۱۹۸۴ء کو آندھرا پردیش میں خشک سالی سے متاثرہ علاقوں کا دورہ کرنے کے بعد  
ذیراعظم شرمشی اندرا گاندھی حیدرآباد تشریف لائیں۔ گورنر مسٹر شنکر دیال شرما اور چیف منسٹر  
مسٹر این ٹی رامارائو نے طیسرا منگھا پر ان کا استقبال کیا۔



وزیر اعظم  
 شرمیلی اندرا گاندھی  
 بیسویں صلیب انتہا پر  
 میں خشک سالی  
 سے متاثرہ نعلوں  
 کا حاشیہ کر رہی ہیں  
 تصویر میں ریاستی  
 چیف منسٹر سٹریٹس  
 راماراؤ بھی دیکھے  
 جاسکتے ہیں۔

۱۲ اکتوبر ۱۹۸۲ء  
 آندھرا پردیش  
 میں خشک سالی  
 سے متاثرہ علاقوں  
 کے دورہ کے موقع  
 پر وزیر اعظم شرمیلی  
 اندرا گاندھی سڑکی پر  
 میں کانٹے سے  
 بات کر رہی ہیں۔







تحفہ سالی کا جائزہ لینے کے لیے آئی ہوئی مرکزی ٹیم ریاست کے بیشتر عہدہ داروں سے تبادلہ خیال میں مصروف



ہنر ایکلیسنی مسٹر جگدیش شمشیر  
جے۔ ڈی۔ رانا ہندوستان  
میں نیپال کے سفیر نے ۹  
اکتوبر ۱۹۸۴ء کو چیف منسٹر  
مسٹر این۔ ٹی۔ رامارائو سے  
جید آباد میں ملاقات کی۔



ڈاکٹر شکر دیال شرما گورنر آندھرا پردیش اور مشراہن ٹی راما راؤ (چیف منسٹر) نے ۱۵ اکتوبر کو حیدر آباد ایر پورٹ پر نائب صدر جمہوریہ منسٹر آر۔ وینکٹ رامن کا استقبال کیا۔



چیف منسٹر مشراہن ٹی راما راؤ ۱۸ اکتوبر ۱۹۸۲ء کو ان کے مکان پر ملاقات کے لیے آئے ہوئے ضلع پرکاشم کے لوگوں کو مخاطب ہے، میں منسٹر کے تارائن سوامی ذریعہ چھوٹی و متوسط آبپاشی بھی تصویر میں دیکھ جاسکتے ہیں۔



آندھرا پردیش کابینہ کے (۶) نئے وزراء کو گورنر ڈاکٹر شنکر دیال شرما نے راج بھن میں حلف دلایا۔ حلف لینے والے وزراء مسٹر کے لدا ان سوا  
 مسٹر آر راج گپال ناٹھ، مسٹر کے ایل ناٹھ، مسٹر جی ایم کرشنا ناٹھ، مسٹر ڈی ستیہ نارائنا اور ڈاکٹر این اے کرشنا۔



# قول عمل کی سمت

اگر مسٹر این ٹی راماساؤ کا اقتدار حاصل کرنا سال ۱۹۸۳ء کی اہم ترین خبر تھی تو سال ۱۹۸۳ء کے اگست - ستمبر میں ۳۲ دن کے وقفے کی بعد پھر سے اقتدار حاصل کرنا بھی اس سال کی اتنی ہی اہم خبر ہے۔ دو بارہ جنم حاصل کرنے کے نظریے میں ایقان رکھیں یا نہ رکھیں لیکن مسٹر راماساؤ نے اس نظریے کو سیاسی میدان میں ممکن ثابت کر دکھایا۔

## قول اور عمل

اقتدار نے قول اور عمل کے درمیان فاصلے کو تدریجاً پاٹنے کی بھرپور کوشش کی

### روٹی کپڑا اور مکان

لاکھوں عوام جمہوریت کو روٹی کپڑا اور مکان کے مطلب سے تعبیر کرتے ہیں۔ ریاستی حکومت نے جمہوریت کے اس عوامی مفہوم کے مطابق اس بنیادی ہم کو سر کرنے میں اپنے آپ کو لگا دیا۔ غربت کے خاتمے کے لیے کئے گئے اقدامات خود اس بات کا کھلا ثبوت ہیں جیسے دو روپے فی کلو چاول بسز کارڈ رکھنے والے ۶۰ لاکھ سماج کے غریب عوام کو فراہم کرنا۔ غریب رکشہ چلانے والوں کو ذاتی رکشہ خریدنے کے

تاہم سال ۱۹۸۳ء اور سال ۱۹۸۴ء کے درمیان میں فرق ہے۔ اس وقت انہوں نے اپنے وعدوں کی بنیاد پر اقتدار حاصل کیا تھا اور اب کارگزاری کی بنیاد پر اپنے موقف کو بحال کر دیا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ مسٹر این ٹی راماساؤ نے جو وعدے کئے اس پر وہ سختی سے جھ رہے انکی دیانتداری۔ راست بازی اور خدمت کرنے کا جذبہ یہ ایسے حقائق ہیں جن کی بدولت عوام جبراً واحد اور ایک مضبوط چٹان کی مانند انکی حمایت میں اٹھ کھڑے ہوئے۔ این ٹی آر حکومت کا ۲۱ ماہ طویل اقتدار عوام سے کئے گئے وعدوں کی تکمیل سے عبارت ہے۔ انکے

قابل بنانے کے لیے ایک کروڑ روپے کی منظوری۔ سماج کے غریب طبقے سے تعلق رکھنے والے اسکول میں تعلیم پانے والے ۳۱۶۸۲ لاکھ بچوں کے لیے دوپہر کے کھانے کی سربراہی جن میں ۶۴۹ لاکھ درج فہرست اقوام اور ۲۶۴۳ لاکھ درج فہرست قبائل کے بچے بھی شامل ہیں۔ سبزرکشن کارڈ رکھنے والوں کو ۵۰ فیصد رعایتی قیمتوں پر دھووا اور ساڑی کی فراہمی (جس سے ریاست کے دستی پارچہ بنانے والوں کو بھی راست فائدہ پہنچا ہے) ۴ ہزار تا ۹ ہزار روپے کی لاگت سے دیہات کے غریب عوام کے لیے ۱۶۵۶ لاکھ بچہ مکانات کی تعمیر۔ یہ وہ اقدامات ہیں جو ریاستی حکومت کی دھرتی اعلیٰ نیت اور بے غرض خدمت کی غازی کرتے ہیں بلکہ ان کا مقصد آندھرا پردیش کے دیہات میں رہنے والے عوام کی مدد کرنا اور دیہی علاقوں میں مسکنی تبدیلی پیدا کرنا ہے۔

## ہر گتی پدھم

ریاستی حکومت کا جانب سے مرتب کردہ ۱۵۔ نکاتی پروگرام ”پد گتی پدھم“ کو قابل فخر بلکہ اس سے بھی بڑا مقام دیا گیا ہے۔ یہ غریب عوام کے لیے ایک منشور کی حیثیت رکھتا ہے۔ یہ حکومت کا جانب سے ریاستی عوام کو دیا گیا وعدہ ہے۔ یہ جو پروگرام حکومت کی کامیابیوں اور کارناموں کو جانپننے کی کسوٹی ہے۔

## پینے کا پانی

متذکرہ کامیابیوں اور کارناموں کے علاوہ ریاستی حکومت نے دیہات میں ۲۶۹۲۲ پینے کے پانی کے ذرائع مہیا کئے ہیں خصوصاً وہ دیہات جو پینے کے پانی کے مسئلے سے دوچار تھے۔ اس پروگرام سے مستفیض ہوئے۔ ۶۰ سال یا اس سے زیادہ عمر کے ۵ لاکھ زرعی مزدوروں کو ۳۰ روپے ماہانہ وظیفہ پیرانہ سالی منظور کیا گیا جس پر

۸ کروڑ روپے خرچ ہونگے ۶۵ سال سے کم عمر ۳۸ ہزار بیواؤں کو ماہانہ ۵۰ روپے وظیفہ پیرانہ سالی منظور کیا گیا۔ اس کے علاوہ ”ویموکشی“ کے ذریعہ مہتریل کو ان کے گندے پیشے سے آزاد کرانے کی ایک انقلابی اسکیم شروع کی گئی۔ اوپر بتائے گئے اعداد و شمار کے حوالے سے اس بات کا اندازہ کیا جاسکتا ہے کہ ریاستی حکومت نے سماج کے سب سے زیادہ نظر انداز کردہ اور سب سے زیادہ کمتر درجہ کے حامل افراد کی خدمت کو اپنا نصب العین بنایا ہے اور پینے کے پانی جیسی بے حد بنیادی انسانی ضرورت کی تکمیل کے لیے اس طبقے کا انتخاب کیا ہے۔

## ۲۰۔ نکاتی پروگرام

ریاستی حکومت نے اپنی پیشہر حکومت کے مقابلے میں ۲۰ نکاتی پروگرام کی بہتر انداز میں عمل آوری کی ہے۔ اس پروگرام کے تحت ریاستی حکومت نے گزشتہ ۲۱ ماہ کے دوران ”انٹگرٹڈ رورل ڈیولپمنٹ پروگرام“ کے ذریعہ ۲۱ لاکھ افراد کو فائدہ پہنچایا اور ۶۹۱ ۳۹۱ لاکھ لاکھ کے برابر دیہی روزگار مہیا کیا۔ سینٹریل رورل انٹیلیجمنٹ پروگرام کے تحت ۲۱ ۶۸۶ ایام کار کے برابر بے زمین منت کشوں کو روزگار کی ضمانت کی نئی اسکیم کے تحت روزگار مہیا کیا۔ ۲۶ ۲ لاکھ درج فہرست اقام ۸۰ ہزار درج فہرست قبائل۔ ۵۵ ہزار پسماندہ طبقات کے افراد اور ۳۰ ہزار خواتین کو مسکن امداد فراہم کی گئی ہے گھر غریبوں کو ۶۲۳ ۶ لاکھ مکانات کے لیے اراضی دی گئی۔

## منصوبہ بندی میں نیا انداز

ریاست کی منصوبہ بندی کے طریقہ کار میں بہت بڑی تبدیلی لائی گئی ہے۔ جس کی رو سے نہ صرف معیشت کی از سر نو ترقی بلکہ ریاست کے مختلف علاقوں میں دیز سماج کے مختلف طبقوں میں عدم توازن کے خاتمے پر زور دیا گیا۔ سالانہ منصوبے کے موازنے

رقم سال ۸۳-۱۹۸۲ میں ۶۰۵ کروڑ روپے سے نمایاں طور پر بڑھا کر ۳۶۸ کروڑ روپے کر دی گئی۔ اور سال ۸۴-۱۹۸۳ اور سال ۸۵-۱۹۸۴ میں یہ موازنہ بڑھ کر ۳۱۸۶ کروڑ روپے تک پہنچ گیا۔ گزشتہ ۳ سال ۸۲-۱۹۸۳ اور ۸۱-۱۹۸۲ کے دوران موازنہ کی رقم میں نمایاں اضافہ کی وجہ سے ۳۱۰۰ کروڑ روپے پر مشتمل جھٹکی پنچ لہ منصفیہ کا موازنہ ۳۰ کروڑ روپے کا حد تک تجاویز کر گیا۔ گزشتہ دو مالی سالوں میں دوران سماجی بہبود اور کمیونٹی خدمات کے لیے منظور کردہ رقم ۱۱۰ پنچ لہ منصفیہ کے پہلے تین برسوں کا اوسط رقم سے تین گناہ اضافہ تھی۔ منصفیہ بندی کے لیے اختیار کردہ نئے انماز کے تحت راء کا زیر نگینی اخلاص کے منصوبے تیار کرنے اور انہیں غیر مرکز نے کے لیے ڈسٹرکٹ ڈیولپمنٹ بورڈز کا قیام۔ منصفیہ بندی کے لیے چیف منسٹر کے زیر نگینی اسٹیٹ ڈیولپمنٹ بورڈ کی موثر و بزم کارکردگی معیشت کے مختلف شعبہ جات میں سماجی بہبود اور کمیونٹی رما ت کو مناسب مقام دینے کے لیے رقمی منظوریوں پر نظر ثانی اور طے کے لیے ایک کروڑ روپے کی منظوری جیسے اقدامات کئے گئے۔

## نظم و نسق میں تبدیلیاں

منصفیہ بندی اور ترقیاتی کاموں کی بدولت ہونے والے ڈکو دیہات کی سطح تک پہنچانے کے اقدامات کئے گئے۔ اس سلسلے ایک قدم ڈسٹرکٹ پلان کی تیاری ہے اور دوسرا اقدام منڈلوں کا قیام ہے۔ ہر منڈل کا دائرہ عمل ۳۵ ہزار تا ۵۰ ہزار کی آبادی پر محیط ہوگا۔ ترقیاتی محکموں کے تمام پوزٹ منڈلوں کی سطح پر کام کریں گے۔ نہ صرف براہداری مرکزی سطح تک انتظام کو غیر مرکز کرنے کے تیقن کا حصول بلکہ ہو بے کے تحت پردہگاموں کی مرکز علی آوری کے لیے بھی منڈلوں کا قیام درج کھایا گیا ہے۔ مرکزی سطح پر کئی تبدیلی کے مطابق ایک ایک خانہ ان

کو ترقیاتی پردہگاموں کے دائرے کے تحت لایا جانا چاہیے۔ اس کام کے لیے منڈلوں کا قیام ہی ایک مناسب قدم ہے۔

قطعاً اہمیت کا حامل دوسرا انتظامی اقدام دیہی افسروں کی رخصتگی ہے۔ یہ چندے برطانوی اور سابق نظام کے دور حکومت کی نشانیوں کے طور پر باقی رہ گئے تھے اور دیہی علاقوں کے چند افراد کے ہاتھوں میں عوامی استعمال کا ذریعہ بن گئے تھے۔ اس اقدام کی بدولت رکاڈٹ دور ہو گئی اور منصفیہ بندی کے فائدہ کو لاکھوں دیہی عوام تک پہنچانے میں آسانی پیدا ہو گئی۔

## حیرت انگیز نتائج

یہ نئے اور ماضی کی روایتوں سے منقطع ہو کر انتظامی اور منصفیہ بندی کے طریقہ کار میں تبدیلی کے طور پر کئے گئے اقدامات کی وجہ سے دیہی شعبہ میں حیرت انگیز نتائج برآمد ہوئے ہیں۔ موجودہ حکومت کا سخت کالی کے زمانے میں جنم ہوا اگست اور ستمبر ۸۳ میں اسے سیلابوں سے گزرتا پڑا نامساعد موسمی حالات کے باوجود ریاست ۱۳۵۶ لاکھ غذائی اجناس کی بے مثال مقدار پیدا کرنے میں کامیاب رہی۔ اس ریکارڈ پیداوار کی وجہ سے ریاست آندھرا پردیش کو چاول کی پیداوار میں پورے ملک کی ریاستوں میں پہلا مقام حاصل ہے۔ محکمہ سیریل سپلائی کی تاریخ میں پہلی دفعہ یہ محسوس کیا گیا ہے کہ سرکاری طور پر سربراہ کئے جانے والے غذائی اجناس دیہی علاقوں تک پہنچ رہے ہیں۔ اس کے برخلاف گزشتہ دور میں سستی دوکانوں کے مالکین اسٹاک حاصل کرتے ہی مقامی مارکٹ میں زرخیز کر دیتے تھے پہلی دفعہ تعلیمی نظام میں بھی باقاعدگی پیدا کی گئی۔ تمام ڈگری اور پوسٹ ڈگری امتحانات اپنے مقررہ لامعہ عمل کے تحت منعقد ہوئے اور نتائج بے تیر کسی تاخیر کے شائع ہو کر میس گئے۔ دیہی علاقوں کی فاضل دولت بجائے سنیاتوں برکوں اور تھیرڈوں کی تیسریں استعمال ہونے کے اب جھولی معتمد میں استعمال ہونے لگے ہیں۔ سب زیادہ قابل ذکر کارنامہ تنگو گکارا جکت کے کام کا آغاز کر دینا ہے۔

# انٹیکریٹڈ رول ڈیولپمنٹ پروگرام

دیہی ترقیاتی اعداد و شمار کے مطابق انٹیکریٹڈ رول ڈیولپمنٹ پروگرام کے تحت ریاست میں سال ۸۴ - ۱۹۸۳ء کے دوران ۱۳۲۲۵ افراد کو دودھ دینے والے مویشی فراہم کئے گئے جبکہ بھیڑیاں اور بکریاں ۱۳۹۳۶ افراد میں تقسیم کئے گئے۔ دودھ دینے والے مویشیوں اور بھیڑیوں اور بکریوں کی ضلع واری تقسیم حسب ذیل ہے۔

منبع	دودھ دینے والے مویشی	بھیڑا اور بکریاں
سرکھاکھم	۷۳۵	۴۹۲
دزیا ٹنگم	۳۴۳	۴۰۸
دسا کھاٹنم	۲۰۸۴	۱۰۹۷
مشرقی گودادری	۲۷	۴۱۴
مغربی گودادری	۸۶۹	۳۷۷
کوسٹا	۱۷۵۷	۸۱۰
گنٹور	۱۶۳۱	۶۵۱
پدکاشم	۹۲۱	۵۵۹
نیلار	۲۱۵	۶۹۹
کوٹڈل	۱۳۵۹	۲۹۶۸
اننت پور	۶۱۸	۲۱
کڑپ	۲۲۲	۷۰۸
چیتور	۹۷۰	۶۰
رنگاریدی	۵۴۵	۴۵۳
نظم آباد	۱۸	۶۶
سک	۳۷۱	—
تربہ	۲۹۱	۷۴۹
فلگنڈہ	۴۸۵۵	۱۳۰۴
درجیل	۲۶۷	۶۲۸
کھم	۲۶۶	۵۰۰
کریم پور	۲۲۸	۹۲۸

# گرا مودیا کی کامیابیاں

جسے ۱۹۸۵ تک مکمل کرنا ہے۔ اس اسکیم کے تحت متعلقہ ڈسٹرکٹ انڈسٹریل سٹرکس کے جنرل منیجرز کی جانب سے درخواستیں حاصل کی جائیں گی۔ انڈسٹریل کے بعد امیدواروں کو قرض کے لیے بینکوں سے سفارش کی جائے گی۔ صنعتیں قائم کرنے کے لیے فنی تعلیم اور ٹریننگ حاصل کئے ہوئے امیدواروں کو قرض امیدواروں اور درج فہرست اقوام کے امیدواروں کو ترجیح دی جائے گی۔ بینکوں کی جانب سے دیئے جانے والے قرض میں ۲۵ فیصد رقم امداد کے طور پر دی جائے گی۔ صنعتی کاروبار قائم کرنے والے امیدواروں کو حکومت آندھرا پردیش کی جانب سے کاروبار چلانے کی ٹریننگ دی جائے گی۔ سال ۸۵-۸۶ کے دوران اس اسکیم کے تحت ۳۰ کروڑ روپے بطور قرض منظور کئے جائیں گے اور گرامودیا اسکیم کی ۵۰ فیصد یونٹس صنعتوں پر مشتمل ہوں گی۔

## خاندانی منصوبہ بندی

### ترغیبات

خاندانی منصوبہ بندی کے تحت مرکزی حکومت کے ملازمین کو دستیاب تمام ترغیبات ریاستی حکومت کے ملازمین کو بھی دی جائیں گی۔

مسٹر ایس گوینداراجن کمشنر اسپیشل ایپلائمنٹ اسکیمات یو تو سرولیس ڈسٹرکٹری بہ اعتبار عمدہ حکمہ صنعت و تجارت حکومت آندھرا پردیش نے بتایا کہ مرکز کے زیر اہتمام تعلیم یافتہ بے روزگاریوں کے لیے چلائی جانے والی گرامودیا اسکیم نے آندھرا پردیش میں مقررہ نشانے ۲۰ ہزار کے مقابلے میں ماہ اگست ۸۴ کے ختم تک ۱۹۷۶ یونٹس قائم کرنے میں کامیابی حاصل کی۔ تذکرہ نشانہ اکتوبر ۸۳ تا ستمبر ۸۴ کی مدت کے لیے مقرر کیا گیا تھا۔ مسٹر گوینداراجن نے بتایا کہ تعلیم یافتہ بے روزگار امیدواروں کو ۲۵ ہزار روپے فی امیدوار کے حساب سے بینکوں اور دوسرے اداروں کی جانب سے مشترکہ قرض دیا گیا جس کی مجموعی رقم ۳۹۶۹۵ کروڑ روپے ہے ان میں سے ۱۶۳۸۱ یونٹ حال ہی میں قائم کر دیئے جا چکے ہیں۔ اور ان میں نئے طرز کے یونٹ بھی شامل ہیں۔ جیسے جنرل انجینئرنگ ورکس۔ بال بین کے ریفلن تیار کرنے کے یونٹ۔ جوہی فرنیچر کی تیاری آؤ ریکٹوں کی درستگی۔ آئیل روٹریز۔ مزد ایک چپس کی تیاری مختلف بینکوں کی جانب سے دیئے گئے قرضوں میں اسٹیٹ بینک آف انڈیا کی جانب سے ۸۶۰۸ یونٹوں کے لیے بہت بڑی رستم فراہم کا عمل۔ اس کے بعد آندھرا بینک کی جانب سے ۲۷۹۹ یونٹوں کے لیے قرض مہیا کیا گیا۔ دونوں بینکوں نے مشترکہ طور پر ان کے مقررہ نشانے سے زیادہ قرض مہیا کیا۔

مسٹر گوینداراجن نے بتایا کہ سال ۸۵-۸۶ کے لیے ۱۵۱۰۰ یونٹوں کے قیام کا نشانہ مقرر کیا گیا ہے۔



## انت پور میں

# پھلیوں کی افزائش کے فارم

میں منتقل کیا جاتا ہے۔ بیاجری ٹیوں کے دونوں جانب نوزائیدہ پھلی کے بچوں کی ۲۴ پرورش صحا ہیں۔ ہر ایک پرورش گاہ کو دو بیاجری ٹیوں سے جوڑ کر رکھا گیا تاکہ نوزائیدہ بچوں کو ٹیوں سے منتقل کر دیا جاسکے۔ ان نوزائیدہ بچوں کو پرورش گاہوں میں ۲۸ گھنٹے رکھا جاتا ہے تاکہ بعد انہیں سنٹ سے تیار کردہ نرسریوں میں منتقل کیا جاتا ہے۔

## نرسریاں

انت پور کے فیشن فارم میں ۳۰ نرسریاں ہیں۔ ان نرسریوں میں ۲۰ لاکھ پھلی کے نوزائیدہ بچوں کی پرورش کی جاسکتی ہے۔ ان سنٹ کی نرسریوں میں ۱۲ ہزار کو فی ایکڑ کے حساب سے مویشیوں کا گوبر ملا یا جاتا ہے۔ گوبر کا ملاوٹ کی وجہ سے چھوٹے چھوٹے باریک کیشے پیدا ہوتے ہیں جو ان نوزائیدہ پھلی کے بچوں کی غذا کے طور پر استعمال ہوتے ہیں۔ بیاجری ٹیوں میں ۲۸ گھنٹے رہنے کے بعد یہ پھلی کے بچے سنٹ کی نرسریوں میں منتقل کئے جاتے ہیں جہاں فی ایکڑ پالیس لاکھ بچے رکھنے کی گنجائش ہے۔ اس طرح ایک ماہ کی مدت میں یہاں ۲۰ لاکھ پھلی کے بچوں کی پرورش کی جاتی ہے۔ جب یہ بچے ۳۰ تا ۴۰ ملی میٹر لمبے ہو جاتے ہیں انہیں پھلی پالنے والی مختلف کوآپریٹو سوسائٹیوں کو اداران اشخاص کو جو پھلی پالنے کے خواہشمند ہوتے ہیں۔ سربراہ کیا جاتا ہے تاکہ اپنے اپنے مقامات پر ان کی پرورش کریں۔

قلع انت پور میں پھلیوں کی پرورش کرنے والی کوآپریٹو کی پھلیوں کے تمام کام سربراہ کیے گئے۔ ۶۱-۶۹ میں پھلیوں کی افزائش کے فارم قائم کئے گئے۔

## افزائش کے چھوٹے چھوٹے تالاب

پھلیوں کے بچوں کی پرورش کے لیے تین تالاب بنائے گئے ہیں۔ ایک تالاب میں پھلیوں کے بچے رکھے جاتے ہیں۔ دوسرے دو تالابوں میں نر اور مادہ پھلیوں کو جمع کیا جاتا ہے۔

عام طور پر ہر سال ماہ جون سے اگست تک مائٹوں کے زہلے میں پھلیوں کی پیدائش کے لیے حالات سازگار ہوتے ہیں۔ اس موسم میں پھلی کو خاص متیم کا انجکشن دیا جاتا ہے اور اسے پھر سے ہوسے اور چاروں طرف سے بند کئے ہوئے پانی میں افزائش کے لیے تیار کیا جاتا ہے۔

## (CARB) کارب پھلی کے انڈوں سے

## بچوں کی افزائش

پھلی کے انڈوں سے زیادہ مدنیعہ مقدار میں بچے حاصل کرنے کے لیے ایک بیاجری قائم کی گئی ہے۔ انت پور میں پھلیوں کے افزائش فارم میں بیاجری کے ۱۲ ٹب ہیں ہر ٹب میں ۶۰ ہزار انڈوں کی گنجائش ہے اور روزانہ ۶۰ لاکھ انڈوں کی بیاجری میں رکھا جاسکتا ہے۔ بیاجری میں نکلے ہوئے پھلی کے نوزائیدہ بچوں کو ان ٹیوں سے پرورش کایا

# بی ایچ ای ایل

## ریسرچ ڈیولپمنٹ کے مسائل

اور ٹرانسپورٹ جیسے شعبوں کے لیے بھی بی ایچ ای ایل کا یہ شعبہ انتہائی مفید خدمات انجام دے رہا ہے اور درکار سفری اور فنی ماہرین کی خدمات مہیا کر رہا ہے۔ یہ شعبہ وقت کی بدلتی ہوئی تقاریر کا بھی ہم رکاب ہے اور عصری مکنی لوجی کے فروغ میں نمایاں حصہ لے رہا ہے۔

کفایتی شرح پر توانائی کی فراہمی جیسی اہم ترین ضرورت کی تکمیل میں بھی ہر شعبہ انتہائی اہم خدمات انجام دے رہا ہے اور متبادل ذرائع توانائی کو فروغ دینے کے سلسلہ میں بھی درکار ضروریات کی تکمیل کر رہا ہے۔

مکنی لوجی ترقی میں بی ایچ ای ایل کے مشترک کا بہترین مثال پاور پلانٹ آپریٹر ٹریننگ سمریٹریٹ کا جدید ڈاکامپلکس میں قیام مثال ہے جو ملک میں پہلی مرتبہ قیام کیا گیا ہے۔ اس کا ماب تجربہ کے باعث بی ایچ ای ایل اب مائیکرو جین سمریٹریٹ کمپیوٹر سسٹم سمریٹریٹ کی تیاری کے حامل بن گیا ہے۔

بی ایچ ای ایل کا یہ خصوصی ڈائریژن تعلیم و تربیت کے سلسلہ میں بھی نمایاں خدمات انجام دے رہا ہے۔ ترقی یافتہ مکنی لوجی تعلیم و تربیت کے مراکز میں بی ایچ ای ایل کے انجینئروں کو مختصر مدت ٹریننگ دی جا رہی ہے۔ ہر سال (۳۰) انجینئر مخصوص شعبوں میں اعلیٰ فنی صلاحیت کی تعلیم و تربیت حاصل کر رہے ہیں۔ یہ تربیت یافتہ انجینئرس اور سائنس دان قومی سطح کی مشاوری کمیٹیوں کے اراکان ہیں اور مکنی لوجی فلاح و شعور کے سلسلہ میں سرکاری اداروں کے سلسلہ میں سرکاری اداروں کیلئے مفید خدمات انجام دے رہے ہیں۔

بھارت، ہیری الکٹرکس لیڈ کی گذشتہ ۱۰ سال کی خدمات کا ایک ری جائزہ ریسرچ اور ترقی کے معاملہ میں انتہائی حوصلہ افزا اور حیران کن اہمیت کا ثبوت فراہم کرتا ہے۔ جولائی ۱۹۷۴ء میں بی ایچ ای ایل میں ایک کارپوریٹ ریسرچ اینڈ ڈیولپمنٹ ڈیویژن کے تمام کے ابتدائی نمائندے جابہ دے ہیں۔ بالانگر حیدر آباد میں ریسرچ و ڈیولپمنٹ کے حصول بعد قلعی پراجیکٹ رپورٹ کی بنیادوں پر تعمیر کام ۱۹۷۷ء کے اوائل آغاز کیا گیا۔ اور ۱۹۸۱ء میں کریں۔ ریسرچ و ڈیولپمنٹ کے لیے تقریباً کی گئی ان دس برسوں کے دوران بہترین فنی ماہرین کی تلاش اور انہیں خدمات مہیا کرنے کا سلسلہ جاری رہا جس کے نتیجے میں ایک ہزار فنی ماہرین کی ٹیم وجود میں آئی جس میں انجینئرنگ میں ڈاکٹریٹ کی ڈگری کے حامل (۱۰۰) ماہرین (۱۳۰) مائیکرو (۱۰۰) گریجویٹس کی ڈگری رکھنے والے انجینئرس شامل ہیں۔ (۱۵۰) ایکریٹو طا اس کمپلکس پر ۲۵ کروڑ روپے کی سرمایہ کاری ہوئی ہے جس میں زیادہ انتہائی عصری مشینری کی تنصیب پر خرچ ہوئی ہے۔

گذشتہ ۶ سال کے دوران بی ایچ ای ایل کے ریسرچ اینڈ ڈیولپمنٹ نے زیادہ نمایاں خدمات انجام دیں اور وسیع ترقی کی راہیں ہموار ہوئیں اور آج شعبہ ریسرچ ملک کی تیز رفتار مکنی لوجی کی ترقی کے لیے درکار ضروریات کی تکمیل سلسلہ میں اہم خدمات انجام دے رہا ہے۔ ترقی کی تیاری کے لئے درکار تہ کے علاوہ بجاری مصنوعات کے علاوہ ایٹمی توانائی خلائی کھوج اور دفاعی ضروریات

# پنڈت نہرو

تھا۔ ایڈمنڈ برک، مورلی، انگلش برل کے نقاد پر کا بھر پور مطالعہ کیا تھا۔ ڈاکٹر راجا حاکرشن نے کہا تھا "پنڈت نہرو بہت کچھ جانتے ہیں اور کئی اچھے چیز کا مطالعہ ہے۔ پنڈت نہرو کے تصانیف میں "آؤ بیوگرافی" ڈسکوری آف انڈیا اور ٹیمپس آف ورلڈ ہسٹری قابل ذکر ہیں اور دنیا بھر میں شہرت حاصل کر گئے ہیں۔ بعد، فن بیان، فن تحریر سے وہ بخوبی واقف تھے۔ کئی نامور شخصیتوں سے ملاقات کا موقع ملا تھا۔ کئی ممالک میں ترقیاتی پروگراموں کا اہتمام دیکھا تھا۔ تاریخ و جغرافیہ کا مطالعہ انکا کافی تھا۔ ان جرماتی مشاہدات کو انہوں نے خطوط کی شکل میں پیش کیا تھا۔ کئی قوموں کی تہذیب و تمدن سے وہ نا آشنا نہ تھے۔ ان کا جدوجہد تاریخ کے نوکے دوران، کشمکش حیات، سماجی تبدیلیاں کے متعلق بھی انکی جانکاری تھی۔ سادہ تحریر میں گہیر کیفیت پیش کرنے کا ایک خاص صلاحیت تھی پنڈت نہرو کو قریب سے دیکھنے والے متاثر ہو جاتے تھے۔ انکی کتابوں کو پڑھنے والے ایک کشش میں داخل ہو جاتے ہیں یہ خاص مقناطیسی کیفیت ہے انکی تصانیف میں۔

آجہانی پنڈت جواہر لال نہرو ہندوستان کے عظیم سپوت ہی نہیں بلکہ قوم کے سمار کی حیثیت سے ہندوستانیوں کے دلوں میں ہمیشہ کے لیے رہ گئے ہیں۔ ۲۷ مئی ۱۹۶۴ء کو دنیا بھول نہیں سکتی۔ دنیا بھر میں سوگ کے بادل منڈلا گئے۔ خراج عقیدت پیش کیا گیا ہر ایک ملک کی طرف سے آزاد ہندوستان کے وزیر اعظم کو خراج عقیدت پیش کیا گیا۔ قومی منہرہ دل کے تحت انتخابات ہر راجا حاکم میں ہوا۔ سائنسی مزاج پیدا کرنے کے لیے کئی اقدامات قوم کے سامنے پیش کئے۔ ڈسپل کالینج بھی جاری کرنے میں پیش پیش رہے۔ سائنسی تحقیقاتی اداروں کو شروع کیا۔ ہندوستان کی ترقی کے لیے کئی پراجیکٹس شروع کئے۔ ان تمام کاموں کے علاوہ پنڈت نہرو ایک ادیب تھے۔ نقاد تھے۔ ایک نیچرلسٹ تھے۔ ایک فلم کار تھے۔ ان کی تحریک کے رہنما تھے۔ ایک انسان نواز لیڈر تھے۔ کتابوں کا بھر پور مطالعہ کرتے تھے۔ کتابوں کا بھر پور مطالعہ کرتے تھے۔ تنقید بھی کرتے تھے، ٹرس درپورٹ ذفرہ بعض اوقات دوران سفر ٹھہر لیتے تھے۔ کہا جاتا ہے کہ اس آر سی رپورٹ دہلی سے جیڈ آباد سفر کرتے ہوئے انہوں نے مطالعہ کیا تھا۔ انگریزی ادب کا انہوں نے گہرا مطالعہ کیا

TRIBOLOGY کے موضوع پر قومی کانفرنس منعقد کی جا چکی ہے اپنی ان سرگرمیوں کے ذریعہ بی ایچ ای ایل اپنے قومی فرامین اور سماج کے تیش اپنی ذمہ داریوں کی تکمیل کے سلسلہ میں مسلسل کوشش ہے اس سماجی کا بنیادی مقصد غریب عوام کو زیادہ سے زیادہ بہترین اور آسائش مہیا کی جائیں۔

بی ایچ ای ایل اپنے تجربات اور مشاہدات سے عام طور پر قومی سطح پر عوام کو روشناس کرانے کا بھی اہتمام کرتا ہے۔ چنانچہ ہر سال ایک قومی سیمینار یا کانفرنس کا اہتمام کیا جاتا ہے تاکہ بعض مخصوص آلات و ذفرہ کی تیار کے سلسلہ میں تجربات سے ماہرین سائنس دانوں اور عوام کو واقف کرایا جلتے۔ چنانچہ اس سال ۱۹ مارچ ۲۰ جولائی کو انڈسٹریل ٹریبالوجی

۱۲ اراگست ۱۹۴۷ء کی رات۔ کہ ماہ بچے ہندوستان آزاد ہوا۔  
 رت نہرو نے مبران کا نسیونٹ اسٹی کو مخاطب کرتے ہوئے کہا تھا۔  
 ”دنیا سو رہی تھی ہندوستان آج اگر ہوا ایک آزاد قوم کے طور پر“  
 ۱۳ جنوری ۱۹۴۸ء کی شام کو جب ہاتھ بھانڈا بھی کا قتل ہوا تھا  
 رت نہرو رنج دلم میں ڈوبے ہوئے کہا ”ہماری زندگیوں میں سے روشنی  
 اٹھائی ہے۔ ایک طرح سے روشنی ہمیشہ کے لئے رہ گئی ہے ملک کو راہ دکھانے ہزاروں  
 ایک سپائی، صحیح راستہ پر لوگوں کو رکھنے کے لئے روشنی ہمیشہ قائم رہے گی۔  
 قدیم ملک کو آزادی کی طرف غلطیوں سے نکال کر صحیح راستہ پر چلنے کا کام انجام  
 ہے۔ میسٹر گاندھی۔ سپائی و عدم تشدد کے طریقہ دار کی حیثیت سے تمہارا  
 اندام ہو گئے ہیں۔“

پنڈت نہرو قدرت کا بھی وسیع مطالعہ کرتے تھے۔ سائنسی تحقیقات  
 بھی جائزہ لیتے تھے۔ ہالیوڈ کی دواہوں سے لیکو کینا کاری کے پس میں بحیروں کا  
 نا بھی انکے مطالعہ میں داخل تھا۔ کشمیر میں ڈل تحصیل کی خوبصورتی کا ذکر انہیں  
 نے طور پر انکے خطوط میں ہے۔ صفات کے میدان میں ششلی ہیر الڈ کی بنیاد ڈالنے  
 یا کی شہرہ ستیوں جیسے سقراط، شنکر اچاریہ، لینا ڈوڈی ولسی، لینن،  
 گیز خان، لیکن، عیسیٰ مسیح، گوتم بدھ، ہاتھ بھانڈا بھی ذکر انکی تصانیف  
 میں ہے۔

جیل میں جب وہ بند رہے وہاں پر بھی پرندوں سے اور دوسرے پالتو  
 نرلوں سے بہت ہی شفقت سے پیش آتے تھے۔ دورہ دواہوں کا ذکر ہے تو نزدیک  
 بان وطن کا ذکر ہے انکی کتابوں میں۔ چٹا بچن داس، تنک، مادیہ، راجگپالہ  
 اری، سرحدی گاندھی، ڈاکٹر انعامی کے خلع کے بھی ہیں، کشکشی ہی زندگی کا  
 نل نظریہ تھا انکے سامنے۔

وہ ایک طاقتور قلم کار تھے۔ ادیب تھے۔ مصنف تھے۔ انکی  
 حایف تاریخی دستاویز ہیں احاطہ ادب میں خصوصاً انگریزی میں انکے ترجمے  
 ادبی زبانوں میں آگئے ہیں۔ ایک پابند، دفا دار، محب وطن کے علاوہ ہندوستان  
 کے ارمانوں کے قہر داں بھی تھے۔ پنڈت نہرو۔ ہر عمر کے لوگوں کے لئے وہ روشن راہ

تھے۔ انسانیت کو فروغ دینے کیلئے عالمی سطح پر بھائی چاگی کا پرچار کیا کئی کارنامے  
 کر دکھلائے۔ انکے پیامبر تھے پنڈت جواہر لال نہرو زندگی میں ہر وقت ہی سوچتے  
 تھے کہ ملک ترقی کرتا رہے۔ لوگ خوشحال رہیں۔ امن بحال رہے۔ عالمی سطح  
 پر ہندوستان کا نام روشن رہے۔ پنڈت نہرو عالمی امن کے بھی خواہاں تھے۔

وقت کا تقاضہ ہے، پنڈت نہرو ہم سے چھ گئے۔ ناگہانی موت نے قبضہ  
 کر لیا ان پر۔ لیکن دنیا کے سامنے وہ ایک لیڈر، سمار، ادیب، محب وطن، آئین میں  
 دقلم کار و آزادی کے رہنما کا مقام رکھتے ہیں۔ آئے دن عوام خصوصاً نوجوان طبقہ  
 انکے تعانیف کا مطالعہ کرنے سے انسانی جذبات، ارمانوں کی و تر رکھتے ہیں اور  
 امن کی برقراری میں حصہ لے سکتے ہیں۔ اس طرح کرنے سے قوم میں یکجہتی ہو سکتی ہے  
 پنڈت نہرو کو خراج عقیدت پیش کرنے کا یہی ایک اچھا طریقہ ہو سکتا ہے۔ ●●

## اہل قلم حضرات کی خدمت میں

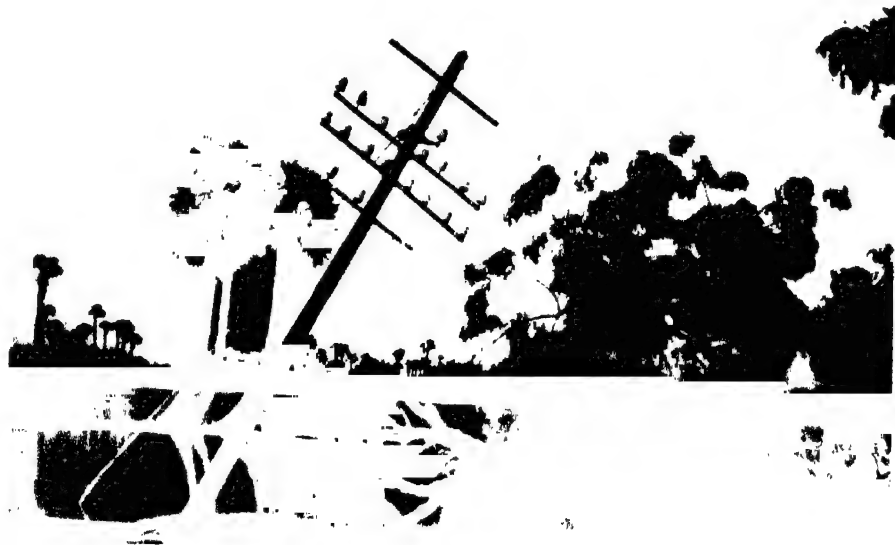
آندھرا پردیش کی کشش، زرعی، صنعتی تعلیمی اور سماجی  
 ترقی پر اپنے موضوعاتی مضامین ماہنامہ آندھرا پردیش اردو میں  
 اشاعت کے لیے روانہ فرمائیے۔ ہمیشہ ”غیر مطبوعہ تخلیق“  
 ہی روانہ کیجئے۔ نا قابل اشاعت مضامین واپس نہیں  
 کئے جاتے۔ ہاپورٹ سائز کی تصویر بھی روانہ کر سکتے ہیں۔  
 ”ایڈیٹر“

## ماہنامہ آندھرا پردیش (اردو)

زر سالانہ صرف ۶ روپے، فی شمارہ ۵۰ پیسے  
 اپنا زر سالانہ ذریعہ مئی آرڈر روانہ کیجئے۔ مئی آرڈر نامہ اطلاق و دفعہ عام  
 کے نام روانہ کیجئے۔ پتہ:- ڈائریکٹر انفارمیشن اینڈ پبلک ریلیشن  
 حکومت آندھرا پردیش، بھگہا سہا، سکون جاہی روڈ، حیدرآباد ۵۰۰۰۰۱۔ ۵۔



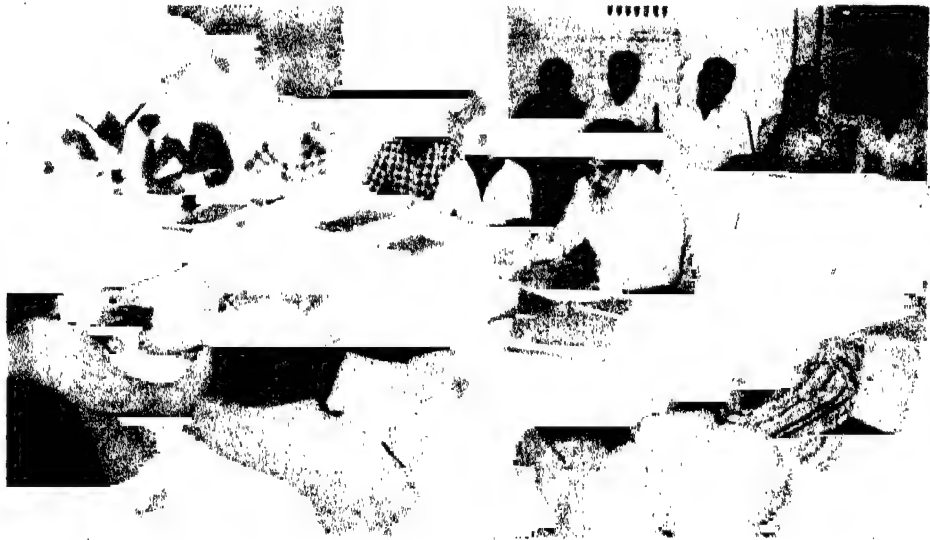
چیف منسٹر سٹراٹن ٹرامارڈ نے ۵ نومبر کو ضلع نیلور میں طوفان باد باراں سے متاثرہ علاقوں کا دورہ کیا



ضلع نیلور میں شیلی ذن کے کھمبوں کو نقصان پہنچا



وزیر اعظم مشیر ایجوکیشن، چیف مشر سٹرینڈرامارڈ کے ساتھ ۱۶ نومبر ۸۸ء کو ضلع نیلور میں طوفان باد و باران سے متاثرہ علاقوں کا دورہ کر کے احادیات نمائندہ سے تبادلہ خیال کر کے۔



مشر بن ایس سارو کی سرکردگی میں سائیکلون سے متعلق مرکزی ٹیم نے ۲۱ نومبر کو چیف سکریٹری سٹرینڈرامارڈ اور دوسرے اعلیٰ عہدہ داروں سے تبادلہ خیال کیا۔



طوفان باد باراں سے متعلق مرکزی ٹیم نے اضلاع نیسلور اور چتور کا دورہ کیا۔ بعد ازاں ٹیم کے ممبروں نے ۲۱ دسمبر ۱۹۸۲ء کو چیف منسٹر مشراہنڈا رامارائو سے ملاقات کی۔ تصویر میں چیف سکریٹری بھی دیکھے جاسکتے ہیں۔



طوفان باد باراں سے تو شہر باد کے قریب (ضلع چتور) درختوں کے گرنے سے جموں پڑیاں متبہ ہو گئیں



در دھیا پالم تھتہ ستیہ وید و ضلع جتور میں بجلی کے کھجے طوفان سے سڑک پر جھکے ہوئے دیکھ جاسکتے ہیں



ضلع نیلور میں واقع کندی لیر وندی میں سیلاب آگیا اور ایک لاری ندی میں پھنس گئی۔





تعلقہ کندو کو مراضع پر کاشم میں کاریڈو تالاب کا بند ٹوٹ گیا



ایک سو کے توسط سے سبز راشن کارڈ گیرندوں کو ۵۰ فیصد رعایتی قیمت پر سائیکلوں اور دھوئیں کی فراہمی



